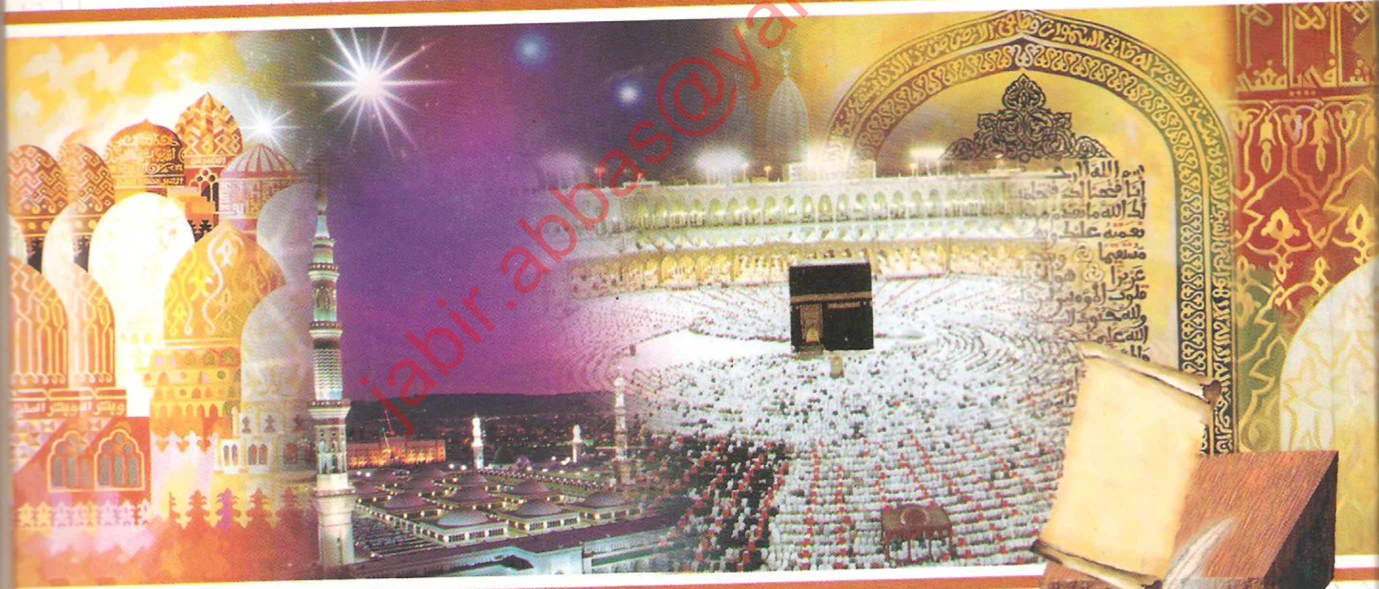


تاریخ ابنِ کثیر

البدایہ والنہایہ

حصہ پنجم ششم



علامہ حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی





۷۸۶

۱۱۰-۹۲

"یا صاحب الزماں ادرکنی"



لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



سبیلِ سکینہؑ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد۔ (پاکستان)

محترم جناب ________________________________

السلام علیکم

کتاب کوئی بھی ہو ہر آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ وہ ان کتابوں کو خرید کر اپنے گھروں میں رکھے تا کہ ان کے بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے۔ اور ان کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ اگر عام طالبعلم کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتا ہے تو وہ اپنی ہی زبان میں دینی کتابیں پڑھے تو اسے کیوں کر سمجھ نہیں آسکتیں اور وہ ان کتابوں کو پڑھ کر دین حق کو سمجھ سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی حدیث رسولؐ کی روشنی میں ہم کو یہ موقع ملا کہ ہم دینِ حق کی بہتر خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہم تقریباً ۵۰۰ کتب پر مشتمل ایک اسلامی ڈیجیٹل لائبریری پیش کر رہے ہیں۔ ان DVD's پر لکھ دیا گیا ہے کہ

NOT FOR COMMERCIAL USE

ہم علماء دین واہلِ نظر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام مومنوں و مومنات کو دورِ حاضر کے جدید تکنیکی تقاضوں کی ضرورت سے ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائیں۔ سبیلِ سکینہؑ اُن تمام حضرات کی شکر گزار ہے جنھوں نے ہماری کاوش میں بھرپور ساتھ دیا خصوصاً ziaraat.com جس کے ذریعے سے مزید اسلامی ویب سائٹس نے اس ڈیجیٹل لائبریری کو اپنی ویب سائٹس پر جگہ دی یعنی ہم سب کی یہی کوشش ہے کہ علم حاصل کرنے کیلئے ہر اس ضروری قدم کی طرف بڑھیں جس سے محمد وآلِ محمدؐ کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد وآلِ محمدؐ کے فضل سے ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تا کہ ہم علم کے ہتھیار سے شیطانی تباہ کاری و موجودہ دہشتگردی کا مقابلہ کر سکیں۔

ہم ایک بار پھر اسلامی معاشرے کے علمی شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ قولِ رسول کے مطابق
تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی شدید ضرورت پر توجہ دلائیں۔

نوٹ۔ (اسلامی ڈیجیٹل لائبریری www.ziaraat.com پر online دستیاب ہے۔)

(دعا گو ۔ سید نذر عباس و ممبران سبیل سکینہؑ ۔ ۱۵ شعبان ۱۴۲۹ھ)

email: sabeelesakina@gmail.com

تاریخ ابن کثیر

ابوالفدا حافظ ابن کثیر دمشقی

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ



۹ھ سے ۱۱ھ تک کے حالات' غزوہ تبوک' مسجد ضرار' عبداللہ بن ابی کی وفات' مسیلمہ کذاب کی حضور ﷺ کے پاس آمد' حضرت عدی بن حاتم کا واقعہ' حجۃ الوداع کے لیے آپ کی روانگی' آپ ﷺ کے ورثے کے متعلق ارشادات' آپ کے احرام کی کیفیت' تلبیہ وطواف' نیز آپ کی تجہیز وتکفین کے واقعات اور آپ کی ازواج' لونڈیوں' غلاموں اور خادموں کے اسماء شامل ہیں۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

البداية و النهاية

نام کتاب	....	تاریخ ابن کثیر
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔کراچی
طبع اوّل	....	جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۴۷۲ صفحات
ٹیلیفون	....	۷۷۲۲۰۸۰۔۰۲۱

مطبوعہ: احمد برادرز پرنٹرز۔ناظم آباد۔کراچی

تعارف

جلد پنجم

البدایہ والنہایہ کی جلد پنجم ۹ھ سے لے کر ۱۱ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ جس میں غزوہ تبوک' مسجد ضرار' عبداللہ بن ابی کی وفات' مسیلمہ کذاب کی آپؐ کے پاس آمد' حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا واقعہ نیز بے شمار وفود کی آمد' حجۃ الوداع کے لیے آپ کی روانگی۔ آپ کے احرام کی کیفیت' تلبیہ وطواف اور رمی ونحر کے حالات' نیز آپ کی وفات' تجہیز وتکفین' قبر و جنازہ کے واقعات و حالات' آپ کی وفات کے متعلق اہل کتاب کی روایات' آپ کے ورثہ کے متعلق ارشادات' آپ کی ازواج' لونڈیوں اور غلاموں اور خادموں کے اسماء اور حالات و واقعات کو بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور ان میں بعض ایسے روح پرور اور ایمان افروز واقعات ہیں کہ جن کے مطالعے سے انسان کے ایمان میں بے حد اضافہ ہو جاتا ہے۔

وہ حضرات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع کرتے رہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کا جنازہ نہیں پڑھا اور حصول خلافت کے لیے تگ ودو کرتے رہے اور مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند کے مصداق بنے۔ نعوذ باللہ من ذالک

وہ اس جلد کا مطالعہ کریں۔ ان پر سب حقیقت واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ اس جلد میں آپ کی وفات کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ امید ہے یہ جلد ان بہت سی غلط فہمیوں کے ازالے کی بھی باعث بنے گی۔ جن کے جال میں پھنس کر بعض لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کر کے اپنی عاقبت کی رسوائی کا سامان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

اختر فتح پوری

۸۷-۱۰-۲۷



فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱

ہجرت کا نواں سال

رجب میں ہونے والے غزوہ تبوک کا بیان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے مومنو! مشرکین نجس ہیں' پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں اور اگر تمہیں فقر کا خوف ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ جب چاہے گا تم کو اپنے فضل سے تونگر بنا دے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صاحب علم و حکمت ہے' جو لوگ اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان نہیں لاتے اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے انہیں حرام قرار نہیں دیتے اور اہل کتاب میں سے جو لوگ دین حق کی اطاعت نہیں کرتے ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ ادا کریں''۔

حضرت ابن عباسؓ، مجاہد' عکرمہ' سعید بن جبیر' قتادہ اور ضحاک وغیرہم سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مشرکین کو حج وغیرہ میں مسجد حرام کے قریب آنے سے روک دیا جائے تو قریش کہنے لگے کہ ایام حج کی منڈیاں ہم سے جاتی رہیں گی اور ان سے جو کچھ ہم حاصل کیا کرتے تھے وہ بھی جاتا رہے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض' انہیں اہل کتاب سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں یا ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ ادا کریں۔

پس رسول کریم ﷺ نے رومیوں سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا کیونکہ وہ اسلام اور اہل اسلام سے قریب ہونے کی وجہ سے تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ کے قریب اور دعوت الی الحق کے لائق تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے مومنو! ان کفار سے جنگ کرو جو تمہارے قریب ہیں اور وہ تم میں سختی کو محسوس کریں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار لوگوں کے ساتھ ہے''۔

اور جب تبوک کے سال رسول کریم ﷺ نے رومیوں سے جنگ کرنے کا عزم کیا تو سخت گرمی اور بدحالی کا دور تھا' آپؐ نے لوگوں کے سامنے اس جنگ کی حقیقت کو واضح کیا' اور اپنے اردگرد کے بدوی قبائل کو اپنے ساتھ خروج کرنے کی دعوت دی۔ پس آپ کے ساتھ تقریباً تیس ہزار آدمی چل پڑے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔ اور کچھ لوگوں نے تخلف کیا اور منافقین اور مقصرین میں سے جن لوگوں نے کسی عذر کے بغیر تخلف کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا اور ان کی مذمت کی اور انہیں شدید زجر و توبیخ کی اور انہیں بری طرح رسوا کیا اور ان کے بارے میں قرآن نازل کیا جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور سورۂ براۃ میں ان کی حقیقت حال واضح کیا۔ جیسا کہ ہم نے اس بات کو اور مومنین کی روانگی کے حالات کو مفصل و مبسوط طور پر تفسیر میں بیان کیا ہے۔ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے:

''ہلکے اور بوجھل ہو کر نکلو' اور راہِ خدا میں اپنی جان اور اموال کے ساتھ جہاد کرو' اگر تمہیں علم ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر فائدہ جلد ملنے والا اور سفر میانہ ہوتا تو ضرور تیرے پیچھے ہو لیتے لیکن مشقت کا سفر انہیں بعید معلوم ہوا اور عنقریب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہمیں طاقت ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلتے' وہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں''۔

پھر اس کے بعد فرماتا ہے:

''اور مومنوں کو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ سب کے سب نکل پڑیں پس کیوں نہ ان کی ہر ایک جماعت سے ایک گروہ نکلے تا کہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں' اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف واپس جائیں تا کہ وہ بھی بچیں''۔

کہتے ہیں یہ آیت ناسخ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ناسخ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے نویں سال ذوالحجہ سے رجب تک مدینہ میں ٹھہرے' پھر آپؐ نے لوگوں کو رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیاری کرنے کا حکم دیا اور ہمارے علماء میں سے زہری' یزید بن رومان' عبداللہ بن ابوبکر' اور عاصم ابن عمر بن قتادہ وغیرہم نے غزوۂ تبوک کے متعلق وہ کچھ بیان کیا ہے جو انہیں معلوم ہوا ہے اور بعض لوگوں نے وہ باتیں بیان کی ہیں جو بعض نے بیان نہیں کیں۔ اور وہ یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو رومیوں کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور یہ شدید گرمی' خشک سالی اور لوگوں کی تنگی کا زمانہ تھا۔ اور پھل بھی پکے ہوئے تھے اور لوگ اپنے پھلوں اور سایوں میں ٹھہرنا پسند کرتے تھے اور اس وقت نکلنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام دستور یہ تھا کہ آپؐ جب کسی غزوہ کے لیے نکلتے تو اس کے بارہ میں کنایہ سے کام لیتے مگر غزوہ تبوک کے متعلق آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے سفر مشقت کی دوری' زمانے کی سختی اور اس دشمن کی کثرت کو لوگوں کے سامنے واضح کیا جو آپ کا قصد کیے ہوئے تھا تا کہ لوگ اس کے لیے اپنی تیاری کر لیں۔ پس آپ نے انہیں جہاد کا حکم دیا اور انہیں بتایا کہ آپ رومیوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔

ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ آپؐ اس کے لیے تیاری کر رہے تھے بنی سلمہ کے ایک شخص جد بن قیس سے فرمایا: اے جد! کیا اس سال آپ رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوں گے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دے دیں اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں۔ قسم بخدا! میری قوم کو علم ہے کہ مجھ سے بڑھ کر عورتوں سے خوش ہونے والا اور کوئی شخص نہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھ لیا تو میں صبر نہیں کر سکوں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا اور فرمایا میں نے تجھے اجازت دی' اور اللہ تعالیٰ نے جد کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

''اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجیے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیے۔ آگاہ رہو وہ فتنہ میں گر پڑے ہیں اور جہنم یقیناً کفار کو گھیرنے والی ہے''۔

''اور منافقین نے جہاد سے بے رغبتی کرتے ہوئے اور حق میں شک کرتے ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جھوٹی

خبریں اڑاتے ہوئے ایک دوسرے سے کہا کہ گرمی میں نہ نکلو''۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

''وہ کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ نکلو' کہہ دیجیے جہنم کی آگ بہت گرم ہے کاش وہ سمجھتے۔ پس وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ یہ اس کی سزا ہے جو وہ کماتے ہیں''۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس ثقہ آدمی نے جس نے محمد بن طلحہ بن عبدالرحمٰن سے اور اس نے اسحاق بن ابراہیم بن عبداللہ بن حارثہ سے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ کچھ منافقین سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہو رہے ہیں اور اس کا گھر جاسوم کے پاس تھا۔ وہ غزوۂ تبوک میں لوگوں کو رسول کریم ﷺ کا ساتھ دینے سے روک رہے تھے۔ پس آپ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے اصحاب کی ایک پارٹی کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان سمیت سویلم کے گھر کو جلا دے تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور ضحاک بن خلیفہ گھر کے پچھواڑے سے گھسا تو اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور اس کے اصحاب بھی گھسے اور بھاگ گئے تو اس بارے میں ضحاک نے کہا:

''بیت اللہ کی قسم! قریب تھا کہ محمد ﷺ کی آگ ضحاک اور ابن ابیرق کو جلا دیتی اور اس نے سویلم کے گھر کو ڈھانپ لیا تھا اور میں اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ اور کہنی پر جھکا ہوا تھا۔ تم پر سلامتی ہو میں دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا اور میں خوفزدہ ہو گیا ہوں اور جو شخص آگ کو چادر کی طرح اوڑھ لے وہ جل جاتا ہے''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ اپنے سفر کے اہتمام میں لگ گئے اور آپ نے لوگوں کو جلدی سے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور مال دار لوگوں کو راہ خدا میں خرچ کرنے اور سواریاں دینے کی ترغیب دی پس مال دار لوگوں نے سواریاں دیں اور خوب مال دیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس قدر خرچ کیا کہ کسی آدمی نے ان کی مانند خرچ نہ کیا' ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھے میرے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں جیش العسرۃ پر ایک ہزار دینار خرچ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! عثمانؓ سے راضی ہو جا اور میں بھی اس سے راضی ہوں''۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہارون بن معروف' ضمرہ اور عبداللہ بن شوذب نے عبداللہ بن قاسم سے بیان کیا اور اس سے عبدالرحمٰن بن سمرہ کے غلام کثہ سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ نے جیش العسرۃ کو تیار کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے میں ایک ہزار دینار لپیٹ کر لائے اور انہیں حضرت نبی کریم ﷺ کی گود میں ڈال دیا تو آپ انہیں الٹنے پلٹنے لگے اور فرمانے لگے:

''آج کے بعد عثمانؓ جو کام کرے گا وہ اسے نقصان نہیں دے گا''۔

ترمذی نے اس حدیث کو محمد بن اسماعیل' حسن بن واقع اور ضمرہ سے بیان کیا ہے اور اسے حسن غریب کہا ہے۔ اور عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ کے مسند میں بیان کیا ہے کہ مجھے ابوموسیٰ الغزی نے بتایا اور عبدالصمد بن وارث نے ہم سے بیان کیا اور سکن

بن المغیرہ نے مجھ سے بیان کیا اور ولید بن ہشام نے فرقد ابی طلحہ سے اور اس نے عبدالرحمٰن بن حباب سلمی سے میرے پاس بیان کیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر کی اور جیش العسرۃ کے متعلق ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ:

''میں ایک سو اونٹوں کا پالانوں اور عرق گیروں سمیت ذمہ لیتا ہوں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپ منبر کی سیڑھی سے اترے اور پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''میں مزید ایک سو اونٹوں کا پالانوں اور عرق گیروں سمیت ذمہ لیتا ہوں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دے کر فرماتے دیکھا۔ اور عبدالصمد نے بیان کیا ہے کہ آپ نے متعجب آدمی کی طرح اپنے ہاتھ کو نکالا اور فرمایا کہ:

''عثمانؓ آج کے بعد جو کام کرے گا اسے اس کا گزند نہ پہنچے گا''۔

اور اسی طرح ترمذی نے بھی اسے محمد بن یسار عن ابوداؤد طیالسی عن سکن بن المغیرہ ابی محمدؒ آل عثمان کے غلام سے بیان کیا ہے اور اس وجہ سے اسے غریب قرار دیا ہے۔ اور بیہقی نے اسے عمرو بن مرزوق کے طریق سے سکن بن المغیرہ سے بیان کیا ہے اور تین بار کہا ہے کہ آپ نے تین سو اونٹوں کو پالانوں اور عرق ریزوں سمیت اپنے ذمہ لیا تھا۔

عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے دیکھا کہ:

''اس کے بعد عثمان کو کوئی کام نقصان نہ دے گا۔ یا آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد کوئی کام نقصان نہ دے گا''۔

ابوداؤد طیالسی کہتے ہیں کہ ابوعوانہ نے ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن' عمرو بن جاوان اور احنف بن قیس سے بیان کیا' وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان کو' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت علی' حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم سے کہتے سنا کہ:

''میں آپ لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس نے جیش العسرۃ کو تیار کیا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا''۔

پس میں نے انہیں تیار کیا یہاں تک کہ انہیں نکیل اور اونٹ کے زانوؤں کو باندھنے والی رسی بھی فراہم کر کے دی تو انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا ہے اور نسائی نے اسے حصین کی حدیث سے بیان کیا ہے۔



باب ۲

رونے والوں وغیرہ میں سے جو لوگ معذوری کی بنا پر پیچھے رہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''اور جب کوئی سورت اترتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے مالدار لوگ تجھ سے اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجیے کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔ وہ اس بات سے راضی ہو گئے کہ عورتوں کے ساتھ رہ جائیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی پس وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن رسول اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے وہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور انہی کے لیے سب بھلایاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔ اور دیہاتیوں میں سے بہانے کرنے والے آئے کہ انہیں اجازت دی جائے اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جھوٹ بولا وہ بیٹھے رہے، جو ان میں سے کفر پر مرے انہیں دردناک عذاب ملے گا، کمزوروں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی مریضوں پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر جو خرچ کرنے کو کچھ نہیں پاتے۔ جب وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے اخلاص رکھیں۔ نیکی کرنے والوں پر الزام کی کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور نہ ان پر کوئی الزام ہے کہ جب وہ تیرے پاس آئے کہ تو انہیں سواری دے تو تو نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا جس پر تمہیں سوار کروں، وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس غم سے کہ وہ خرچ کرنے کے لیے مال نہیں پاتے، الزام صرف ان پر ہے جو دولت مند ہو کر تجھ سے اجازت مانگتے ہیں اور عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی، پس وہ نہیں جانتے''۔

اور ہم نے تفسیر میں ان تمام امور پر کافی گفتگو کی ہے اور یہاں ان رونے والوں کا ذکر مقصود ہے جو رسول کریم ﷺ کے پاس سواری کے لیے آئے تاکہ وہ اس غزوہ میں آپ کی مصاحبت کریں مگر انہوں نے آپ کے پاس کوئی سواری نہ پائی جس پر آپ انہیں سوار کرتے پس وہ جہاد فی سبیل اللہ اور اس میں خرچ کرنے سے محروم رہ جانے پر افسوس سے روتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ وہ انصار وغیرہم کے سات آدمی تھے، بنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر، بنی حارثہ میں سے علبہ بن زید، بنی مازن بن النجار میں سے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب بنی سلمہ میں سے عمرو بن الہمام بن الجموع اور عبداللہ ابن المغفل مزنی، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمرو المزنی تھے اور بنی واقف میں سے حرمی بن عبداللہ اور عرباض بن ساریہ فزاری رضی اللہ عنہم تھے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ابن یامین بن عمیر بن کعب نضری' ابولیلیٰ اور عبداللہ بن مغفل سے ملا اور وہ دونوں رو رہے تھے۔ اس نے پوچھا تم دونوں کو کس چیز نے رلایا ہے وہ کہنے لگے ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تا کہ آپ ہمیں سواری دیں پس ہم نے آپ کے پاس کوئی سواری نہیں پائی جس پر آپ سوار کرائیں اور ہمیں آپ کے ساتھ نکلنے کی سکت نہیں ہے تو اس نے انہیں اپنا اونٹ دیا اور وہ اس پر کوچ کر گئے۔ اور اس نے انہیں توشہ کے طور پر کچھ کھجوریں بھی دیں پس وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

اور یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ علبہ بن زید رات کو نکلا اور اس نے اس شب مشیت الٰہی کے مطابق جس قدر نماز پڑھنی تھی پڑھی پھر اس نے رو کر کہا۔

اے اللہ تو نے جہاد کا حکم دیا ہے اور اس میں رغبت دلائی ہے پھر تو نے مجھے اتنا نہیں دیا جس سے میں جہاد کی سکت پا سکوں اور تو نے اپنے رسول کے ہاتھ میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں دی جس پر وہ مجھے سوار کرائیں اور میرے جسم' مال اور عزت کو جو بھی نقصان پہنچا ہے میں اس میں ہر مسلمان پر خیرات کرتا رہا ہوں۔ پھر وہ لوگوں کے ساتھ ہو گیا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شب کا خیرات کرنے والا کہاں ہے پس کوئی آدمی کھڑا نہ ہوا پھر آپ نے فرمایا خیرات کرنے والا کہاں ہے وہ کھڑا ہو جائے پس اس نے آپ کے پاس جا کر آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' تجھے بشارت ہو کہ وہ خیرات مقبول زکوٰۃ میں لکھی گئی ہے''۔

اور اس موقع پر حافظ بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ حافظ' ابوالعباس محمد بن یعقوب' احمد بن عبدالحمید مازنی اور ابواسامہ نے برید سے اور اس نے ابوموسیٰ سے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ:

میرے ساتھیوں نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ میں آپ سے ان کے لیے سواریوں کے متعلق پوچھوں یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے غزوۂ تبوک میں جیش العسرہ میں آپ کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا' میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواری دیں آپ نے فرمایا قسم بخدا' میں آپ کو کسی چیز پر سوار نہیں کر سکتا اور میں آپ سے اس حال میں ملا کہ آپ ناراض تھے اور مجھے کچھ سمجھ نہ آئی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے' اور اس خوف سے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں غمگین ہو کر واپس آ گیا اور میں نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات فرمائی تھی اس کی اطلاع دی اور ابھی میں ایک لحہ ہی ٹھہرا تھا کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی کہ آپ اعلان کر رہے ہیں کہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہاں ہے' پس میں نے انہیں جواب دیا' انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بلا رہے ہیں انہیں جواب دیجیے اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا:

ان دونوں مشکیزوں اور ان دونوں مشکیزوں کو چھ اونٹوں کے عوض سے لو جنہیں آپ نے اسی وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا آپ نے فرمایا: انہیں اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور انہیں کہو اللہ اور اس کا رسول تمہیں ان پر سوار کراتا ہے' میں نے کہا بے شک اللہ کا رسول آپ لوگوں کو ان پر سوار کراتا ہے۔ لیکن قسم بخدا میں آپ کو اس وقت تک نہیں

چھوڑوں گا جب تک تمہارا ایک آدمی‘ میرے ساتھ اس آدمی کے پاس نہ چلے جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس گفتگو کو سنا ہو۔ جب میں نے آپ سے تمہارے متعلق سوال کیا تھا اور آپ نے پہلی دفعہ مجھے منع کر دیا تھا پھر اس کے بعد آپ نے مجھے سواری عطا فرمائی‘ یہ خیال نہ کریں کہ میں نے آپ کو وہ بات بتائی ہے جو آپ نے نہیں فرمائی‘ تو انہوں نے مجھے کہا خدا کی قسم آپ ہمارے ہاں راستباز ہیں اور ہم وہی کریں گے جو آپ پسند کریں گے‘ وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ ان کی ایک جماعت کے ساتھ چلے اور ان لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی اس گفتگو کو سنا تھا۔ جس میں اسے انہیں سواری دینے سے منع کرنے اور سواری دینے کا ذکر تھا‘ پس انہوں نے بھی انہیں وہی بات بتائی جو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتائی تھی۔ اور بخاری اور مسلم نے ابوکریب اور ابواسامہ سے یہ حدیث بیان کی ہے اور ان دونوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے جو روایت بیان کی ہے اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اشعریوں کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کہ آپ ہمیں سواری دیں‘ آپ نے فرمایا قسم بخدا میں آپ کو سوار نہیں کرا سکتا اور نہ میرے پاس کوئی سواری ہے جس پر تمہیں سوار کراؤں‘ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ نے ہمارے لیے نگی کوہانوں والے چھ اونٹوں کا حکم دیا تو ہم نے انہیں پکڑ لیا۔ پھر ہم نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں اپنی قسم کا تاوان دیا ہے۔ خدا کی قسم اس میں ہمارے لیے برکت نہ ہوگی تو ہم آپ کے پاس واپس گئے تو آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تمہیں سواری دی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: قسم بخدا‘ میں ان شاء اللہ قسم نہیں اٹھاؤں گا اور اگر کوئی دوسری بات مجھے اس سے بہتر نظر آئی تو میں اسے اختیار کرلوں گا اور قسم کا کفارہ دے کر اس سے آزاد ہو جاؤں گا۔

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کو غیر حاضری نے دیر کرا دی حتیٰ کہ وہ بغیر کسی شک وشبہ کے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے‘ جن میں بنی سلمہ کے کعب بن مالک بن ابی کعب‘ بنی عمرو بن عوف کے مرارہ بن ربیع‘ بنی واقف کے ہلال بن امیہ اور بنی سالم بن عوف کے ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے اور اپنے اسلام میں ہر قیمت سے بالا تھے میں کہتا ہوں کہ پہلے تین آدمیوں کا قصہ عنقریب مفصل طور پر بیان ہوگا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ:

’’اور ان تین کو جو پیچھے رکھے گئے تھے اللہ نے لطف کیا یہاں تک کہ زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہوگئی اور وہ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے خیال کرلیا کہ خدا کے سوا کوئی پناہ نہیں‘‘۔

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور انہوں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ ملنے کا عزم کرلیا۔ جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔



باب ۳

تبوک کی طرف روانگی

یونس بن بکیر ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے:

پھر رسول کریم ﷺ نے اپنے سفر کی تیاری کی اور چلنے کا ارادہ کر لیا پس جب آپ جمعرات کو نکلے تو آپ نے ثنیۃ الوداع پر پڑاؤ کیا اور آپؐ کے ساتھ تیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے' اور دشمن خدا عبداللہ بن ابی نے آپؐ سے نیچے پڑاؤ کیا۔ اور وہ ان کے خیال میں دو لشکروں سے کم نہ تھا۔ پس جب رسول کریم ﷺ چلے تو عبداللہ بن ابی' منافقین اور شکی لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ آپؐ سے پیچھے رہ گیا اور رسول کریم ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ الدراوردی نے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے تبوک کے سال مدینہ میں سباع بن عرفطہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل پر قائم مقام مقرر کیا اور انہیں ان کے ساتھ قیام کرنے کا حکم دیا۔ پس منافقین نے آپ کے متعلق جھوٹی خبر اڑا دی اور کہا کہ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بوجھ سمجھتے ہوئے اور ان سے ہلکا ہونے کے لیے انہیں پیچھے چھوڑا ہے۔ پس جب انہوں نے یہ بات کہی تو آپ نے اپنے ہتھیار لیے اور چلتے چلتے جرف مقام پر رسول کریم ﷺ سے جا ملے' جہاں آپ پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور منافقین نے جو بات کہی تھی اس کے متعلق آپ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا:

''انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ لیکن میں نے تو آپ کو اس پر قائم مقام مقرر کیا ہے جو میں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے' واپس چلے جایئے اور اپنے اور میرے اہل کے بارے میں قائمقامی کیجیے۔ اے علیؓ! کیا آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی' ہاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔

پس حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ پھر ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اور اس نے اپنے باپ سعد سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہتے سنا' اور بخاری اور مسلم نے شعبہ کے طریق سے' سعد بن ابراہیم سے اور انس نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اور اس نے اپنے باپ سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ ہم سے شعبہ نے الحکم سے اور اس نے مصعب بن سعد سے اور اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر قائم مقام بناتے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ

آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ ہاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔

اور ان دونوں نے اسے شعبہ کے طرق سے اسی طرح روایت کی ہے اور اسی طرح بخاری نے ابوداؤد کے طرق سے بحوالہ شعبہ اسے معلق قرار دیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے قتیبہ بن سعید اور حاتم بن اسماعیل نے بکیر بن مسمار سے اور اس نے عامر بن سعد سے اور اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں فرماتے سنا۔ اور آپ نے انہیں ایک غزوہ میں پیچھے چھوڑا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ رہے ہیں آپ نے فرمایا اے علی کیا آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اور اسے مسلم اور ترمذی نے قتیبہ سے روایت کیا ہے اور مسلم اور محمد بن عباد دونوں نے حاتم بن اسماعیل کا اضافہ کیا ہے اور ترمذی نے اس طریق سے اسے حسن صحیح غریب بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے کئی روز بعد ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ایک گرم دن کو اپنے اہل کی طرف واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے باغ میں دو شامیانے لگائے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے شامیانے پر چھڑکاؤ کیا ہوا ہے اور اس میں پانی ٹھنڈا کیا ہوا ہے اور ان کے لیے اس میں کھانا تیار کیا ہوا ہے' پس جب وہ آئے تو شامیانے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی دونوں بیویوں کو اور جو کچھ انہوں نے ان کے لیے تیار کیا ہوا تھا اسے دیکھا اور کہنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ' ہوا اور گرمی میں ہوں اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ خنک سائے' تیار کھانے اور خوب صورت بیوی کے ساتھ اپنے مال میں مقیم ہو' یہ انصاف کی بات نہیں خدا کی قسم میں تم دونوں کے کسی شامیانے میں داخل نہیں ہوں گا' یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملوں' پس ان دونوں نے زاد راہ تیار کیا پھر ان کا اونٹ لایا گیا تو انہوں نے اس پر کجاوہ کسا پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل گئے یہاں تک کہ جب آپ تبوک میں اترے تو وہ آپ سے جاملے اور عمیر بن وہب الجمحی رضی اللہ عنہ نے راستے میں ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرتے پایا تو وہ دونوں ساتھی بن گئے اور جب وہ تبوک کے قریب آئے تو ابوخیثمہ نے عمیر بن وہب رضی اللہ عنہما سے کہا میرا ایک گناہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے تک اگر تو مجھ سے پیچھے رہ جائے تو تم پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ تو اس نے ایسے ہی کیا۔ اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے تو لوگ کہنے لگے یہ سوار راستے پر آ رہا ہے' تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابوخیثمہ ہوگا'' تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم بخدا وہ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ہی ہے۔ پس جب وہ پہنچے تو انہوں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا تو آپ نے انہیں فرمایا ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ تیرے لیے بہتری ہو۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات بتائے تو آپ نے ان کے لیے بھلائی کی دعا کی۔

اور عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ نے ابوخیثمہ کے واقعہ کو محمد بن اسحاق کے اسلوب پر مبسوط طور پر بیان کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ خریف کے موسم میں تبوک کی طرف گئے تھے۔ واللہ اعلم

اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کا نام مالک بن قیس تھا۔ انہوں نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

''جب میں نے لوگوں کو دین میں منافقت کرتے دیکھا تو میں نے وہ کام کیا جو بہت پاکیزہ اور بزرگی والا تھا۔ اور میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی پس میں نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ کسی حرام کا ارتکاب کیا اور میں نے شامیانے میں خضاب والی عورت اور بہت اچھے پھل لانے والے خرما کے درخت چھوڑے جن کی گدری ہوئی کھجوریں سیاہ ہوگئی تھیں اور جب منافق شک کرتا ہے تو میرا دل تیزی سے دین کا قصد کرتا ہے''۔

یونس بن بکیر محمد بن اسحاق سے اور وہ بریدہ سے اور وہ سفیان سے اور وہ محمد بن مالک قرظی سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی جانب روانہ ہوئے تو ایک آدمی ہمیشہ پیچھے رہتا اور لوگ کہتے یا رسول اللہ فلاں آدمی پیچھے رہ گیا ہے تو آپ فرماتے اسے چھوڑ دو اگر اس میں بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے تم کو راحت دی ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے رہ گئے ہیں اور ان کے اونٹ نے انہیں مؤخر کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اگر اس میں بھلائی ہے تو عنقریب اللہ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے راحت دی ہے۔ پس حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کا انتظار کیا اور جب اس نے دیر کی تو آپ نے اپنا سامان لے کر اپنی پشت پر رکھ لیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیدل چل پڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک منزل پر اترے تو ایک مسلمان نے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی راستے پر پیدل چل رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''ابوذر ہوگا'' پس جب لوگوں نے اسے غور سے دیکھا تو کہنے لگے۔ یا رسول اللہ قسم بخدا یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہی ہے۔

تو آپؐ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے جو اکیلا ہی چلتا ہے اور اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی دوبارہ زندہ ہوگا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حالات نے گردش کھائی اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ اور جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بیوی اور غلام کو وصیت کی اور فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا اور رات کو مجھے کفن دینا' پھر مجھے راستے کے درمیان رکھ دینا' پس جو قافلہ سب سے پہلے تمہارے پاس سے گزرے اسے کہنا یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہے۔ پس جب آپ وفات پا گئے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس ایک قافلہ آیا اور ابھی انہیں اس کا علم بھی نہ ہوا تھا کہ ان کی سواریاں آپ کی چارپائی کو روندنے لگیں' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ کو جواب دیا گیا کہ یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے روتے ہوئے فرمایا:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم فرمائے جو اکیلا ہی چلتا ہے اور اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی دوبارہ زندہ ہوگا''۔

پس وہ اترے اور انہیں اپنے قریب کیا یہاں تک کہ انہیں دفنا دیا۔اس کی اسناد حسن ہیں اور انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا اور معمر نے ہمیں خبر دی اور عبداللہ بن محمد بن عقیل نے اللہ تعالیٰ کے قول کہ:

''جن لوگوں نے تنگی کے وقت اس کی پیروی کی''۔

کے متعلق ہمیں بتایا کہ غزوہ تبوک میں دو یا تین آدمی ایک اونٹ پر سخت گرمی میں نکلے تو انہیں پیاس نے آستایا تو وہ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے لگے تا کہ ان کے اوجھ نکال لیں اور ان کا پانی پئیں۔اور یہ بات پانی کی تنگی' اخراجات کی تنگی اور سواریوں کی تنگی کی وجہ سے تھی۔

عبداللہ بن وہب کہتے ہیں کہ مجھے عمرو بن الحارث نے سعید بن ابی ہلال سے اور اس نے عتبہ بن ابی عتبہ سے اور اس نے نافع بن جبیر سے اور اس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ہمیں تنگی کے وقت کے حالات کے بارے میں بتائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف گئے اور ایک منزل پر اترے تو ہمیں پیاس نے ستایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ ہماری گردنیں الگ ہو جائیں گی' حتیٰ کہ ہمارا ایک آدمی کجاوے کی تلاش میں جاتا تو واپس نہ آتا یہاں تک کہ وہ خیال کرتا کہ اس کی گردن الگ ہو جائے گی اور نوبت بایں جارسید کہ ایک آدمی اپنے اونٹ کو ذبح کرتا تو وہ اس کے گوبر کو بھی نچوڑتا اور اسے پی لیتا اور بقیہ پانی کو اپنے کلیجے پر رکھ لیتا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا میں بھلائی کا خوگر بنایا ہے' ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے' آپ نے فرمایا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں! راوی کا بیان ہے کہ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور ان کو اس وقت تک واپس نہ لائے یہاں تک کہ آسمان تیار ہو گیا اور شبنم برسانے لگا پھر لگاتار بارش ہونے لگی تو ان کے پاس جو برتن تھے انہوں نے بھر لیے پھر ہم دیکھنے کے لیے گئے تو ہم نے اسے فوج سے آگے پایا' اس کی اسناد جید ہے اور انہوں نے بدین وجہ سے اسے بیان نہیں فرمایا۔

اور ابن اسحاق نے عاصم بن عمرو بن قتادہ سے اور انہوں نے اپنی قوم کے آدمیوں سے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب وہ حجر مقام پر تھے اور انہوں نے اپنے ایک منافق ساتھی سے کہا تیرا برا ہو کیا اس کے بعد بھی کوئی چیز باقی رہ گئی ہے اس نے کہا یہ ایک گزرنے والا بادل تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ بھٹک گئی اور لوگ آپ کی تلاش میں گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارہ بن حزم انصاری سے جو آپ کے پاس ہی تھا فرمایا' کہ ایک آدمی نے کہا ہے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں بتاتا ہے کہ وہ نبی ہے اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتا ہے مگر اسے اپنی ناقہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور قسم بخدا میں وہی بات جانتا ہوں جو اللہ مجھے سکھاتا ہے اور اس نے مجھے اس کے متعلق بتا دیا ہے اور وہ وادی میں ہے۔اور اس کی مہار ایک درخت میں الجھی ہوئی ہے' پس وہ جا کر اسے لے آئے اور عمارہ بھی اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ آیا۔اور اس نے انہیں وہ بات بتائی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی

کے متعلق بیان کی تھی۔ اور عمارہ کی قیام گاہ میں مقیم ایک آدمی نے کہا کہ آپ نے یہ بات زید بن الصیت[1] کے بارے میں فرمائی تھی اور وہ عمارہ کے آنے سے قبل اس کی قیام گاہ میں تھا۔ پس عمارہ زید کی گردن کو مکتے ہوئے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے مجھے معلوم ہی نہیں اور میری قیام گاہ میں ایک مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اے دشمن خدا میرے پاس سے چلا جا اور میرے ساتھ نہ رہ اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ زید نے توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مرنے تک شر سے متہم تھا۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سواری کے مشابہ ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ پھر اسے اعمش کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ اعمش کو شک پڑ گیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

جب غزوہ تبوک کے روز لوگوں کو بھوک نے ستایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کر لیں اور کھائیں اور تیل لگائیں تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایسا کر لو'' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ایسا ہوا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ لیکن آپ ان کے توشوں کے بڑھنے اور ان میں برکت کے لیے دعا کریں شاید اللہ تعالیٰ ان میں برکت ڈال دے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا بہت اچھا' پس آپ نے چمڑے کا فرش منگایا اور اسے پھیلایا پھر ان کے توشوں کے بڑھنے کے لیے دعا کی۔ پس ایک آدمی کف بھر مکئی لاتا اور دوسرا کف بھر کھجوریں لاتا اور تیسرا روٹی کا ایک ٹکڑا لاتا۔ یہاں تک کہ چمڑے کے فرش پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں۔ پس رسول کریم ﷺ نے برکت کی دعا کی پھر انہیں فرمایا ''اپنے برتنوں میں ڈال لو'' پس وہ اپنے برتنوں میں ڈالنے لگے یہاں تک کہ انہوں نے فوج کے تمام برتنوں کو بھر دیا اور کھا کر سیر ہو گئے اور کچھ کھانا بچ بھی گیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور جو شخص بغیر شک کیے اس کلمہ کے ساتھ اللہ سے ملاقات نہیں کرے گا وہ جنت سے روک دیا جائے گا''۔

اور مسلم نے اسے ابوکریب سے اور اس نے ابومعاویہ سے اور اس نے اسے اعمش سے بیان کیا ہے اور امام احمد نے اسے سہیل کی حدیث سے جو اس نے اپنے باپ سے اور اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے' روایت کیا ہے۔ اور اس کے غزوہ تبوک کا ذکر نہیں کیا بلکہ کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک غزوہ میں ہوا تھا۔



---

[1] اصلین میں ایسے ہی بیان ہوا ہے اور التیموریہ میں الصلت بیان ہوا ہے اور اصابہ میں لصیت' اور بعض کا قول ہے کہ یہ لصیب ہے اور ابن ہشام میں اللصیت ہے اور بعض کا قول ہے کہ لصیب ہے اور ابن جریر میں بھی اسی طرح ''باء'' کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

تبوک کی طرف جاتے ہوئے آپ کا حجر میں ثمود کے مساکن سے گزرنا

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ حجر سے گزرے تو آپ وہاں اترے اور لوگوں نے اس کے کنویں سے پانی لیا اور جب وہ چلے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اس کے پانیوں سے کچھ نہ پیو اور نہ نماز کے لیے اس سے وضو کرو اور جو آٹا تم نے گوندھا ہے اسے اونٹوں کو کھلا دو اور اس سے کچھ نہ کھاؤ''۔

ابن اسحاق نے اسے اسی طرح بغیر اسناد کے بیان کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یعمر بن بشر اور عبداللہ بن مبارکؒ نے بیان کیا اور ہمیں معمر نے زہری سے بتایا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے بتایا کہ جب رسول کریم ﷺ حجر سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا:

''ان لوگوں کے مساکن میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔ ہاں تم روتے ہوئے جاؤ کہ تمہیں وہ عذاب نہ آلے جس نے انہیں آلیا تھا''۔

اور آپ نے کجاوے میں اپنی چادر اوڑھ لی۔ اور بخاری نے اسے عبداللہ بن مبارک اور عبدالرزاق کی حدیث سے بیان کیا ہے اور دونوں نے معمر سے اس کے اسناد سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور مالک نے عبداللہ بن دینار اور اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا:

''ان عذاب یافتہ لوگوں کے پاس روتے ہوئے جاؤ اور اگر تم رونے والے نہیں تو ان کے پاس مت جاؤ کہ کہیں تمہیں بھی ان کی طرح عذاب نہ آلے''۔

اور بخاری نے اسے مالک کی حدیث اور سلیمان بن ہلال کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ان دونوں نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی ہے۔ اور مسلم نے ایک اور طریق سے اسے اسی طرح عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا اور صخر یعنی ابن جویریہ نے ہم سے نافع سے اور اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول کریم ﷺ تبوک کے سال لوگوں کے ساتھ حجر میں ثمود کے گھروں کے پاس اترے اور لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی لیا جن سے ثمود پانی پیتے تھے اور آٹا گوندھا اور گوشت کی دیگیں چڑھائیں تو رسول کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے دیگیں انڈیل دیں اور اونٹوں کو آٹا کھلایا۔ پھر آپ ان کے ساتھ چل پڑے اور انہیں اس کنویں پر اتارا جس سے ناقہ پانی پیا کرتی تھی اور آپ نے انہیں عذاب یافتہ لوگوں کے پاس جانے سے منع کر دیا اور فرمایا:

''مجھے خدشہ ہے کہ تمہیں بھی ان کی طرح عذاب نہ آلے پس ان کے پاس مت جاؤ''۔

اس طریق سے اس حدیث کی اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور بخاری اور مسلم نے صرف انس بن عیاض کی حدیث سے' جو ابوضمرہ ہے عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمرؓ مروی ہے' اس کی تخریج کی ہے' بخاری کا بیان ہے' اور اسامہ نے عبید اللہ سے اس کی متابعت کی ہے۔ اور مسلم نے اسے شعیب بن اسحاق کی حدیث سے عن عبید اللہ عن نافع بیان کیا ہے۔ اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد الرزاق اور معمر نے عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن ابن زبیر عن جابر بیان کیا ہے کہ:

''جب رسول کریم ﷺ حجر سے گذرے تو آپ نے فرمایا کہ نشانات کے بارے میں دریافت نہ کرو اور حضرت صالح کی قوم نے بھی ان کے بارے میں دریافت کیا تھا اور وہ اس راستے سے آتے جاتے تھے پس انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں اور وہ ایک روز ان کا پانی پیا کرتی تھی اور وہ ایک روز اس کا دودھ پیا کرتے تھے پس انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں تو انہیں عذاب نے آلیا۔ اور آسمان کے نیچے صرف ان میں سے ایک آدمی کے سوا جو حرم الٰہی میں موجود تھا اللہ نے سب کو خستہ حال کر دیا''۔

آپؐ سے دریافت کیا گیا' یا رسول اللہ ﷺ وہ کون تھا تو آپؐ نے فرمایا وہ ابو برغال تھا اور جب وہ حرم سے نکلا تو اسے بھی اس عذاب نے آلیا' جس نے اس کی قوم کو آلیا تھا' اس کا اسناد صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا اور ہمیں مسعودی نے عن اسماعیل بن واسط عن محمد بن کبشہ الانماری عن ابیہ بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ:

''جب غزوہ تبوک ہوا تو لوگ اہل حجر کی طرف جانے میں جلدی کرنے لگے' پس جب رسول کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو لوگوں میں اکٹھا ہونے کے لیے اعلان کیا گیا راوی بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپؐ اپنے اونٹ کو پکڑے ہوئے تھے۔ اور فرما رہے تھے' تم ان لوگوں کے پاس جا کر کیا کرو گے جن پر اللہ کا غضب ہوا تھا' پس ایک آدمی نے آپ کو آواز دی کہ ہم ان سے متعجب ہوں؟ آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب تر بات نہ بتاؤں کہ تمہارا ایک آدمی تم کو تم سے پہلے کے واقعات اور تم سے بعد ہونے والے واقعات کی اطلاع دیتا ہے' پس سیدھے ہو جاؤ اور راست روی اختیار کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دینے کے بارے میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا' اور عنقریب ایک قوم ہوگی جو اپنے آپ سے کسی چیز کو ہٹا نہیں سکے گی''۔

اس کا اسناد حسن ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

اور یونس بن بکیر' ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ مجھے عبد اللہ بن ابوبکر بن حزم نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی سے' یا عباس بن سعد سے بتایا۔ اس میں مجھے شک ہے۔ کہ جب رسول کریم ﷺ حجر سے گزرے اور وہاں اترے تو لوگوں نے اس کے کنوئیں سے پانی لیا اور جب وہ وہاں سے چل پڑے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اس کے پانی سے کچھ نہ پیو اور نہ نماز کے لیے اس سے وضو کرو اور جو آٹا تم گوندھ چکے ہو وہ اونٹوں کو کھلا دو اور اس سے کچھ نہ کھاؤ۔ اور تم میں سے کوئی شخص آج شب اپنے ساتھی کے بغیر باہر نہ نکلے''۔

پس بنی ساعدہ کے دو آدمیوں کے سوا' دیگر لوگوں نے آپؐ کے حکم کے مطابق عمل کیا' ان میں سے ایک اپنے کسی کام کے لیے نکلا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا' پس جو اپنے کسی کام کے لیے نکلا تھا اس کا راستے ہی میں گلا گھٹ گیا اور جو اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا اسے ہوا نے اٹھا لیا اور طئ کے پہاڑ پر پھینک دیا' جب رسول کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپؐ نے فرمایا:

''کیا میں نے آپ کو اطلاع نہیں دی تھی کہ کوئی آدمی اپنے ساتھی کے بغیر باہر نہ نکلے''۔

پھر آپ نے اس کے لیے دعا کی جسے راستے میں تکلیف پہنچی تھی تو وہ صحت یاب ہو گیا اور دوسرا تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اور زیاد نے ابن اسحاق سے جو روایت کی ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آئے تو طئ نے اسے آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھے عبداللہ بن ابوبکر نے بتایا کہ عباس بن سہیل نے اسے ان دو آدمیوں کے نام بھی بتائے تھے لیکن اس نے انہیں چھپایا اور مجھے ان کے نام نہیں بتائے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان' وہیب بن خالد اور عمرو ابن یحییٰ نے عباس بن سہیل بن سعد الساعدی سے اور اس نے ابوحمید الساعدی سے بیان کیا۔ وہ کہتا ہے کہ ہم تبوک کے سال رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم وادی القریٰ میں آ گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے باغ میں بیٹھی ہے رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ''اس باغ کا اندازہ لگاؤ''۔ لوگوں نے بھی اور رسول کریم ﷺ نے بھی اس کا اندازہ دس وسق لگایا۔[1] رسول کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا' جو اس باغ سے نکلے اسے شمار کر لینا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس واپس آ جاؤں گا ان شاء اللہ' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ وہاں سے چل کر تبوک آ گئے اور آپؐ نے فرمایا:

''آج شب تم پر شدید ہوا چلے گی' پس اس میں کوئی آدمی کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کی رسی کو مضبوطی سے باندھ دے''۔

ابوحمید بیان کرتا ہے کہ ہم نے اونٹوں کو باندھ دیا پس جب رات ہوئی تو ہم پر سخت ہوا چلی جس میں ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اسے ہوا نے طئ کے پہاڑ پر پھینک دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایلہ کا بادشاہ آیا اور اس نے آپ کو ایک سفید خچر ہدیۃً دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چادر زیب تن کروائی اور اسے لکھ دیا کہ آپ انہیں پناہ دیتے ہیں۔ پھر ہم آپ کے ساتھ وادی القریٰ میں آئے تو آپؐ نے عورت سے فرمایا تیرے باغ نے کتنا پھل دیا ہے؟

---

[1] ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک اونٹ کے بوجھ کو وسق کہتے ہیں۔ (مترجم)

اس نے جواب دیا دس وسق' یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ تھا' آپ نے فرمایا: میں جلد جانے والوں ہوں اور جو تم میں سے جلد جانا چاہتا ہے وہ تیاری کرے' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے تو ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے اور جب آپ مدینہ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا: ''یہ طابہ ہے'' اور جب آپ نے احد کو دیکھا تو فرمایا یہ احد ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں' کیا میں تمہیں انصار کے بہترین گھرانوں کے بارے میں بتاؤں' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتائیے آپ نے فرمایا:

''انصار کا بہترین گھرانہ بنوالنجار ہیں پھر بنی عبدالاشہل کا گھرانہ ہے پھر بنی ساعدہ کا گھرانہ پھر انصار کے ہر گھرانے میں بہتری ہے''۔

اور بخاری اور مسلم نے عمر بن یحییٰ کے طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے اس کی تخریج کی ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ عن ابی زبیر' عن ابی طفیل عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ تبوک کے سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔ تو آپ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کرتے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز آپ نے نماز کو مؤخر کیا پھر آپ تشریف لائے تو آپؐ نے ظہر وعصر دونوں کو اکٹھے پڑھایا' پھر آپ چلے گئے اور پھر آ کر مغرب وعشاء کو اکٹھے پڑھایا پھر فرمایا:

''کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر آؤ گے اور تم دھوپ چڑھے دن کے واضح ہونے پر وہاں آؤ گے۔ پس جو وہاں آئے وہ اس کے پانی کو اس وقت تک نہ چھوئے جب تک میں نہ آؤں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم وہاں آئے اور دو آدمی وہاں چلے گئے تھے اور چشمے سے تسمے کی طرح تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا تھا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے دریافت کیا' کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپؐ نے ان دونوں کو برا بھلا کہا اور جو اللہ نے چاہا انہیں کہا' پھر آپ نے چشمے سے تھوڑے تھوڑے چلو بھرے یہاں تک کہ وہ ایک چیز میں اکٹھے ہو گئے' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور پھر اسے دوبارہ چشمے میں ڈال دیا تو چشمہ بہت سے پانی کے ساتھ بہہ پڑا' تو لوگوں نے پانی پیا' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے معاذ! ہوسکتا ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو اور تو اس جگہ کو باغات سے بھری ہوئی دیکھے''۔

مسلم نے مالک کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے۔



تبوک میں کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر آپؐ کے خطبہ دینے کا بیان

امام احمدؒ نے ابوالنضر ہاشم بن القاسم اور یونس بن محمد المؤذن اور حجاج بن محمد سے بحوالہ لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الخیر عن ابی الخطاب عن ابی سعید الخدری روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے تبوک کے سال کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر لوگوں کو خطاب کیا اور فرمایا کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟ لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پشت پر یا پیادہ پا راہ خدا میں کام کرتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آ جاتی ہے۔ اور لوگوں میں بدترین آدمی وہ فاجر اور جری ہے جو کتاب الٰہی کو پڑھتا ہے اور اس کی کسی بات کی پرواہ نہیں کرتا''۔

اسے نسائی نے قتیبہ سے بحوالہ لیث روایت کیا ہے اور ابوالخطاب نے کہا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا۔ اور بیہقی نے یعقوب بن محمد الزہری کے طریق سے بحوالہ عبدالعزیز بن عمران روایت کی ہے کہ مصعب بن عبداللہ نے بحوالہ منظور بن جمیل بن سنان ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں نے عقبہ بن عامر الجہنی سے سنا کہ ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو رسول اللہ ﷺ سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جب سورج نیزہ بھر بلند ہو چکا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے بلالؓ! کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ ہمارے لیے فجر کا انتظار کرنا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی طرح نیند مجھے بھی لے گئی' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اس جگہ سے کچھ دور منتقل ہو گئے۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور بقیہ دن رات چلتے رہے اور تبوک میں صبح کی اور اس پر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

''اے لوگو! سب سے سچی بات' اللہ کی کتاب ہے اور مضبوط ترین کڑا تقویٰ کی بات ہے اور بہترین مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے اور بہترین سنت محمد ﷺ کی سنت ہے اور سب سے بلند رتبہ بات ذکر الٰہی ہے' اور بہترین قصہ یہ قرآن ہے' اور بہترین امور وہ فرائض ہیں جن کے کرنے کا اللہ نے ارادہ کیا ہے اور بدترین امور بدعات ہیں اور بہترین ہدایت' انبیاء کی ہدایت ہے اور سب سے بلند مرتبہ موت' شہداء کا قتل ہے اور ہدایت کے بعد سب سے بڑا اندھا پن ضلالت ہے اور بہترین اعمال وہ ہیں جو نفع مند ہوں اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے' اور سب سے برا اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے اور اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو تھوڑا اور کفایت کرنے والا ہو' وہ زیادہ اور غافل کر دینے والے سے بہتر ہے' اور سب سے بری معذرت وہ ہے جو موت کے وقت کی جائے' اور سب سے بری شرمندگی قیامت کے روز ہو گی۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو جمعہ کے بعد آتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو چھوڑ چھوڑ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اور سب سے عظیم خطا جھوٹی زبان ہے' اور بہترین تونگری دل کا تونگر ہونا ہے' اور

بہترین زادِ تقویٰ ہے اور دانائی کا کمال اللہ کا خوف ہے اور بہترین بات وہ ہے جو دلوں میں یقین کو جاگزین کرے اور شک کرنا کفر کا حصہ ہے اور نوحہ کرنا جاہلیت کا عمل ہے اور خیانت جہنم کا ٹکڑا ہے۔ اور شعر ابلیس کی جانب سے ہے اور شراب گناہ کی جامع ہے۔ اور عورتیں شیطان کے جال ہیں۔ اور جوانی جنون کا ایک حصہ ہے۔ اور سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے۔ اور سب سے برا کھانا یتیم کا مال کھانا ہے۔ اور نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ اور بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بد بخت ہو۔ اور تم میں سے ایک آدمی چار ہاتھ جگہ کی طرف جانے والا ہے اور معاملہ آخرت پر موقوف ہے اور کام کا دارومدار انجام پر ہے۔ اور سب سے بری راوی جھوٹے راوی ہیں۔ اور جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہے اور مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ اور مومن سے جنگ کرنا کفر ہے۔ اور اس کی غیبت کرنا اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔ اور جو اللہ کی قسم کھائے گا وہ اس کی تکذیب کرے گا اور جو اس سے مغفرت طلب کرے گا وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو معاف کرے گا اللہ اسے معاف کر دے گا۔ اور جو غصہ کو پئے گا۔ اللہ اسے اجر دے گا۔ اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا اور جو شہرت پسند ہو گا اللہ اسے شہرت دے گا۔ اور جو صبر کرے گا اللہ اسے دگنا دے گا۔ اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دے گا۔ اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ آپ ؐ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی''۔

پھر فرمایا: ''میں اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں''۔

یہ حدیث غریب ہے اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے اور اس کے اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن سعید الہمدانی اور سلیمان بن داؤد نے بیان کیا وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن وہب نے بتایا اور مجھے معاویہ نے سعید بن غزوان اور اس کے باپ کے حوالے سے بتایا کہ وہ حاجی ہونے کی حالت میں تبوک آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اپاہج آدمی ہے' میں نے اس سے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا میں تجھے ایک بات بتاؤں گا' اور جب تک تو سنے کہ میں زندہ ہوں اسے بیان نہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں اترے اور آپ نے کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگائی اور فرمایا یہ ہمارا قبلہ ہے' پھر آپ نے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی' وہ بیان کرتا ہے کہ میں آیا اور میں اس وقت بہت تیز جوان تھا' یہاں تک کہ میں آپ ؐ کے اور قبلہ کے درمیان سے گزر گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے ہماری نماز قطع کر دی ہے اللہ تعالیٰ اس کے نشان کو مٹا دے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں آج تک اس پوزیشن پر قائم نہیں رہ سکا۔ پھر ابوداؤد نے اسے سعید کی حدیث سے بحوالہ عبدالعزیز تنوخی عن مولیٰ لیزید بن عمران عن یزید بن عمران بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ:

''میں نے تبوک میں ایک اپاہج کو دیکھا' اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور میں گدھے پر سوار ہو کر آپ کے آگے سے گزرا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے نشان کو مٹا دے پس میں اس کے بعد چل نہیں سکا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے ہماری نماز کو قطع کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نشان کو مٹا دے''۔

حضرت معاویہ بن ابی معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ❶

بیہقی نے یزید بن ہارون کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ ہمیں العلاء ابو محمد ثقفی نے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ سورج ایسی روشنی' شعاع اور نور کے ساتھ طلوع ہوا کہ میں نے گزشتہ وقت میں اسے اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا تھا' پس جبریل' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' تو آپ نے فرمایا اے جبریل! کیا وجہ ہے کہ میں سورج کو ایسی روشنی' شعاع اور نور کے ساتھ طلوع ہوتے دیکھ رہا ہوں کہ میں نے گزشتہ وقت میں اسے اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آج حضرت معاویہ بن ابی معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں فوت ہو گئے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو ان کے پاس جنازہ پڑھنے کے لیے بھیجا ہے' آپ نے دریافت کیا یہ کس وجہ سے ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ دن اور رات کو کثرت کے ساتھ قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور کھڑے ہوتے' بیٹھتے اور چلتے ہوئے بھی پڑھتے تھے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کے لیے زمین سکیڑ دوں کہ آپ ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! راوی بیان کرتا ہے آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر واپس آ گئے۔

اور اس حدیث میں شدید نکارت اور غرابت پائی جاتی ہے اور لوگ اس کے معاملے کو العلاء بن زید کی طرف منسوب کرتے ہیں اور انہوں نے اس پر اعترافات بھی کیے ہیں۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں علی بن احمد بن عبدان اور احمد بن عبدالصفار نے بتایا کہ ہاشم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن الہیثم نے ہمیں بتایا کہ محبوب بن ہلال نے بحوالہ عطاء بن ابی میمونہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبریل نے آ کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاویہ بن ابی معاویہ مزنی فوت ہو گئے ہیں کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پس انہوں نے اپنا پیر مارا اور تمام درخت اور ٹیلے ان کے سامنے پست ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا' اللہ کے ہاں انہیں یہ مرتبہ کس وجہ سے حاصل ہوا' اس نے جواب دیا قل ہو اللہ سے محبت رکھنے کی وجہ سے' وہ اسے اٹھتے' بیٹھتے' آتے جاتے اور ہر حال میں پڑھا کرتے تھے' عثمان کہتے ہیں' میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے اس نے کہا شام میں غزوہ تبوک میں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے اور ان کی چارپائی آپ کے سامنے کی گئی حتیٰ کہ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس طریق سے بھی یہ حدیث منکر ہے۔

---

❶ اصول ثلاثہ میں معاویہ بن ابی معاویہ ہی بیان ہوا ہے' اور اصابہ میں معاویہ بن معاویہ بیان ہوا ہے۔ شاید ان کے باپ کی کنیت ابومعاویہ ہو۔

تبوک میں قیصر کے ایلچی کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سلیم نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن ابی راشد نے ہم سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں[1] رسول اللہ ﷺ کی طرف ہرقل کے ایلچی تنوخی کو حمص[2] میں ملا اور ایک شیخ کبیر میرا پڑوسی تھا جو نوے سال یا اس کے قریب قریب پہنچ چکا تھا میں نے اسے کہا کہ تو مجھے بتائے گا کہ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اور آپؐ نے ہرقل کی طرف کیا پیغام بھیجا تھا' اس نے جواب دیا ہاں' رسول اللہ ﷺ تبوک تشریف لائے' تو آپ نے دحیہ کلبی کو ہرقل کے پاس بھیجا۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کا خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے رومی پادریوں اور جرنیلوں کو بلایا اور پھر اپنے اور ان پر دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ اس شخص نے جو پوزیشن حاصل کر لی ہے وہ تم دیکھ رہے ہو۔ اور اس نے مجھے تین باتوں کی دعوت دی ہے ایک یہ کہ میں اس کے دین کی پیروی کروں یا یہ کہ ہم اپنے علاقے میں رہتے ہوئے اسے مال دیں' حالانکہ یہ علاقہ ہمارا علاقہ ہے اور یا ہم اس سے جنگ کریں۔ اور قسم بخدا جو تم کتابوں میں پڑھتے ہو اسے تم جانتے ہو' تم ضرور پکڑے جاؤ گے' پس آؤ ہم اس کے دین کی پیروی کر لیں اور یا اپنے علاقے میں رہتے ہوئے اسے اپنا مال دیں تو انہوں نے شخص واحد کی طرح خراٹا لیا یہاں تک کہ اپنے کپڑوں سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے کہ تو ہمیں نصرانیت چھوڑنے کی دعوت دیتا ہے یا یہ کہ ہم حجاز سے آنے والے ایک بدو کے غلام بن جائیں اور جب اسے خیال آیا کہ یہ اس کے پاس سے باہر جا کر رومیوں کو اس کے خلاف بگاڑ دیں گے تو اس نے انہیں پرسکون کیا اور جونہی وہ خاموش ہوئے تو اس نے کہا میں نے یہ بات تمہاری دینی صلابت معلوم کرنے کے لیے کی تھی پھر اس نے ایک عربی آدمی کو بلایا جو عرب عیسائیوں کے پاس آیا کرتا تھا اور اسے کہا کہ میرے پاس ایسے آدمی کو لاؤ جو عربی زبان کی باتوں کا حافظ ہوتا کہ میں اس آدمی کو اس کے خط کا جواب بھیجوں' تو وہ مجھے لے گیا اور ہرقل نے مجھے خط دیا اور کہا کہ میرے خط کو اس آدمی کے پاس لے جاؤ اور تو اس کی جو باتیں سنے ان میں سے تین باتیں میرے لیے یاد رکھنا' اس بات پر غور کرنا کہ اس نے جو خط مجھے لکھا تھا کیا وہ اس میں سے کسی چیز کا ذکر کرتا ہے اور یہ بھی دیکھنا کہ کیا اس کی پشت پر کوئی ایسی چیز موجود ہے جو تجھے شک میں ڈالتی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں اس کا خط لے کر چل پڑا یہاں تک کہ تبوک پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ اپنے اصحاب کے سامنے پانی پر کمر میں چادر باندھے بیٹھے ہیں' میں نے پوچھا: آپ لوگوں کا صاحب کہاں ہے انہوں نے جواب دیا یہ ہے' پس میں چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا' اور اپنا خط آپ کو دے دیا تو آپ نے اسے اپنی گود میں رکھ لیا پھر فرمایا آپ کس قبیلے

---

[1] المصریہ اور التیموریہ میں اسی طرح بیان ہوا ہے اور حلبیہ میں رایت آیا ہے یعنی میں نے اسے حمص میں دیکھا۔

[2] المصریہ اور التیموریہ میں ایسے ہی بیان ہوا ہے اور حلبیہ میں مصر کا لفظ آیا ہے۔

سے تعلق رکھتے ہیں میں نے جواب دیا میں تنوخی ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا آپ کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین اسلام سے کچھ دلچسپی ہے؟ میں نے کہا کہ میں ایک قوم کا ایلچی ہوں اور قوم کے دین پر ہوں جب تک ان کے پاس واپس نہ جاؤں اس دین سے رجوع نہیں کر سکتا تو رسول کریم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:

آپ جس کو ہدایت دینا چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بہتر طور پر جانتا ہے۔

اے تنوخی! میں نے کسریٰ کی طرف ایک خط لکھا تھا کہ اللہ اسے اور اس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا ہے اور میں نے نجاشی کو ایک خط لکھا تو اس نے اسے پھاڑ دیا اور اللہ اسے اور اس کی حکومت کو پھاڑنے والا ہے اور میں نے تیرے صاحب کی طرف بھی ایک خط لکھا تو اس نے اسے پکڑا اور جب تک زندگی میں بھلائی ہے لوگ ہمیشہ ہی اس کی قوت کو محسوس کرتے رہیں گے' میں نے کہا یہی وہ تین باتیں ہیں جن کی میرے صاحب نے مجھے وصیت کی تھی۔ پس میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اسے اپنی تلوار کے پہلو پر لکھ لیا۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو جو آپ کے بائیں پہلو بیٹھا تھا۔ وہ خط دیا' میں نے کہا کہ تمہارے لیے خط کون پڑھے گا؟ انہوں نے کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پڑھیں گے' کیا دیکھتا ہوں کہ میرے صاحب کے خط میں لکھا ہے کہ آپ مجھے اس جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں جس کی وسعت زمین و آسمان جتنی ہے جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے' تو بتائیے دوزخ کہاں ہے؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے جب دن آجاتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اسے اپنی تلوار کے چمڑے پر لکھ لیا اور جب آپ میرے خط کے پڑھنے سے فارغ ہو گئے' تو آپ نے فرمایا: بے شک تیرا حق ہے اور تو ایلچی ہے اگر تو ہمارے پاس کوئی عطیہ پاتا تو ہم وہ تجھے دے دیتے ہم غریب مسافر ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کے انبوہ میں سے ایک آدمی نے آپ کو آواز دی کہ میں اسے عطیہ دوں گا۔ پس اس نے اپنا کجاوہ کھولا' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک صفوری حلہ لیے آتا ہے اور اس نے اسے میری گود میں رکھ دیا' میں نے کہا عطیہ دینے والا کون ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کون شخص اس آدمی کے ساتھ جائے گا' ایک انصاری جوان نے کہا' میں جاؤں گا۔ پس انصاری کھڑا ہوا اور میں بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور جونہی میں لوگوں کے انبوہ سے باہر نکلا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا اے تنوخی آیئے' تو میں آ کر اسی جگہ پر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا تو آپ نے اپنی پشت سے کپڑا کھولا اور فرمایا' جو تجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرے تو میں نے آپ کی پشت میں دیکھا' کیا دیکھتا ہوں کہ کندھے کی سلوٹ کے مقام پر موٹے کوئلے کی طرح ایک مہر ہے۔

یہ حدیث کمزور ہے۔ اور اسکے اسناد میں کوئی اعتراض نہیں اور امام احمد اس کے بیان کرنے میں متفرد ہیں۔



تبوک سے واپسی سے قبل آپ کا ایلہ کے بادشاہ اور جرباء اوراذرح کے باشندوں سے مصالحت کرنا

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ: جب رسول کریم ﷺ تبوک پہنچے تو ایلہ کا بادشاہ یحنۃ بن رؤبۃ آپ کے پاس آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصالحت کی اور آپ کو جزیہ دیا اور جرباء اوراذرح کے باشندے بھی آپ کے پاس آئے اور انہوں نے بھی آپ کو جزیہ دیا اور رسول کریم ﷺ نے انہیں ایک تحریر لکھ دی جوان کے پاس ہے اور آپ نے یحنۃ بن رؤبۃ ایلہ کے باشندوں کے لیے لکھا کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان یحنۃ بن رؤبۃ اور ایلہ کے باشندوں کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول محمد نبی کی طرف سے دی گئی ہے۔ بحروبر میں ان کے سفینوں اور قافلوں کو اللہ تعالیٰ اور محمد نبی کی طرف سے امان حاصل ہے نیز ان کے ساتھ اہل شام اہل یمن اور سمندری لوگوں کو بھی امان حاصل ہے۔ پس جو کوئی ان میں سے نئی بات کرے گا اس کا مال اس کی جان کی حفاظت نہیں کرے گا اور لوگوں میں سے جو اسے لے لے گا وہ اس کے لیے طیب ہوگا اور کسی کے لیے اس پانی کا روکنا جائز نہیں' جس پر وہ آتے جاتے ہیں اور نہ ان کے بحری اور بری راستے کو جس پر وہ آتے جاتے ہیں روکنا جائز ہے۔

اور یونس بن بکیر نے اس کے بعد ابن اسحاق سے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہ تحریر جہیم بن الصلت اور شرحبیل بن حسنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے لکھی۔

یونس ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ آپ نے جرباء اوراذرح کے باشندوں کے لیے لکھا کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جرباء اوراذرح کے باشندوں کے لیے ہے وہ اللہ اور محمد ﷺ کی امان سے امن میں ہوں گے اور ہر رجب میں ان پر ایک سو دینار اور ایک سو اچھا اوقیہ دینا واجب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور مسلمانوں میں سے جوان کے پاس پناہ لے' کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی کرنے کے بارے میں ان کا ضامن ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے خط کے ساتھ ایلہ کے باشندوں کو اپنی چادر بھی امان کے لیے عطا فرمائی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے اس چادر کو تین سو دینار میں خرید لیا۔

آپ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر دُومہ کی طرف بھیجنا

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجا اور وہ اکیدر بن عبدالملک تھا جو بنی کنانہ کا ایک آدمی تھا اور وہ دومہ کا بادشاہ تھا اور عیسائی تھا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''آپ اسے گایوں کا شکار کرتا پائیں گے''۔

پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ گئے اور جب آپ اس کے قلعے سے اتنے فاصلے پر چلے گئے جہاں سے انسان آنکھ سے دیکھ سکتا ہے' اور یہ موسم گرما کی ایک چاندنی رات تھی اور وہ اس کی چھت پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا تھا' اور گایوں نے محل کے دروازے اپنے سینگوں سے مارتے رات گزاری' تو اس کی بیوی نے اسے کہا کیا آپ نے اس کی مثل کبھی دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا' قسم بخدا کبھی نہیں' وہ کہنے لگی اسے کون چھوڑے گا؟ اس نے جواب دیا کوئی نہیں' پس وہ اترا اور اپنا گھوڑا لانے کا حکم دیا۔ اور اس کے لیے اس پر زین ڈالی گئی اور اس کے اہل بیت کی ایک جماعت اس کے ساتھ سوار ہوئی جس میں اس کا بھائی حسان بھی تھا' پس وہ سوار ہوا اور وہ اپنے نیزے لیے اس کے ساتھ نکلے' پس جب وہ نکلے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے ان کا استقبال کیا اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا اور اس پر دیباج کی ایک قبا تھی جو سونے سے آراستہ تھی' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل اسے آپ کی خدمت میں بھیج دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اکیدر کی قبا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو میں نے اسے دیکھا اور مسلمان اسے اپنے ہاتھوں سے چھونے لگے اور اس سے متعجب ہونے لگے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم اس سے متعجب ہوتے ہو' مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہیں''۔

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اکیدر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آپ نے اس کے خون کو بچایا اور جزیہ پر اس سے مصالحت کی' پھر آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تو وہ اپنی بستی میں واپس آ گیا اور بنی طیٔ کے ایک آدمی نے جسے بجیر بن بجرہ کہا جاتا تھا اس بارے میں کہا۔

''گایوں کو ہانکنے والے نے برکت حاصل کی' اور میں نے اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ ہر ہادی کی راہنمائی کرتا ہے' پس جو شخص تبوک والے سے کنارہ کش ہونے والا ہے' ہمیں اس کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا ہے''۔

اور بیہقی نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شاعر سے کہا:

''اللہ تمہارے دانت نہ گرائے''۔

پس وہ ستر سال کا ہوا اور نہ اس کی ڈاڑھ ہلی نہ دانت' اور ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے بحوالہ عروہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے تبوک سے واپسی پر چار سو بیس سواروں کے ساتھ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجا پھر اس کے بعد اس نے وہی ذکر کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے' ہاں اس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نے اس سے زبردستی نہیں کی یہاں تک کہ اس کو قلعے سے اتار لیا اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نے اکیدر کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آٹھ سو قیدی' ایک ہزار اونٹ' چار سو زرہیں اور چار سو نیزے بھی پیش کیے' اور یہ بھی بیان کیا کہ جب ایلہ کے عظیم بادشاہ یحنہ بن روبہ نے اکیدر دومہ کے بارے میں سنا تو وہ خادم ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مصالحت کے لیے آیا' پس یہ دونوں تبوک میں رسول کریم ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ واللہ اعلم

اور یونس بن بکیر نے سعد بن اوس سے بحوالہ بلال بن یحییٰ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غزوہ دومۃ الجندل میں مہاجرین کے سالار تھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اعراب کے سالار تھے۔ واللہ اعلم۔



باب ٤

پانی کا معجزہ

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے دس بارہ راتوں سے زیادہ قیام نہ کیا۔ پھر مدینہ واپس لوٹ آئے' راوی بیان کرتا ہے کہ راستے میں وادی المشقق کے پہاڑ سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا تھا جو دو تین سواروں کو سیراب کرتا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہم سے پہلے اس پانی کی طرف کون سبقت کرے گا اور جب تک ہم وہاں نہ آئیں وہ اس سے پانی نہ پیئے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ منافقین کا ایک گروہ اس کی طرف سبقت کر گیا اور جو کچھ اس میں تھا پی گیا پس جب رسول کریم ﷺ اس کے پاس آئے تو آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور آپ نے اس میں کوئی چیز نہ پائی آپؐ نے فرمایا:

''ہم سے پہلے اس پانی کی طرف کون آیا ہے؟''۔

آپ سے عرض کیا گیا کہ فلاں فلاں آدمی آئے ہیں آپ نے فرمایا:

''کیا میں نے انہیں آگاہ نہیں کیا تھا کہ وہ میرے وہاں آنے تک اس سے پانی نہ پئیں''۔

پھر آپ نے ان پر لعنت کی اور انہیں بددعا دی' پھر آپ اترے اور آپ نے چٹان کے نیچے ہاتھ رکھا تو پانی مشیت الٰہی کے مطابق آپ کے ہاتھ میں گرنے لگا پھر آپ نے اسے جھڑکا اور اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا اور آپ نے مشیتِ الٰہی کے مطابق دعا کی تو پانی پھوٹ پڑا۔ جیسا کہ سننے والے بیان کرتے ہیں۔ اور بجلیوں کی طرح اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ پس لوگوں نے پانی پیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم زندہ رہے یا تم میں سے کوئی زندہ رہا تو وہ اس وادی کے متعلق ضرور سنے گا کہ وہ اپنے سے پہلی اور پچھلی وادیوں سے زیادہ سرسبز ہو گی''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں آدھی رات کو اٹھا اور میں غزوہ تبوک میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھا' پس میں نے فوج کی جانب ایک آگ کا شعلہ دیکھا اور میں اسے دیکھنے کے لیے اس کی جانب لپکا۔ وہ بیان کرتے ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور رسول کریم ﷺ اس کی قبر میں اترے ہیں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسے آپ کو پکڑا رہے ہیں۔ اچانک آپ فرماتے ہیں اپنے بھائی کے قریب آ وَ پس وہ اس کے قریب ہوئے' پس جب آپ نے اسے پہلو کے بل اچھی طرح لٹکا دیا تو فرمایا:

''اے اللہ میں اس سے راضی ہو گیا ہوں پس تو بھی اس سے راضی ہو جا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کاش میں صاحب قبر ہوتا' ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ اس کا نام ذوالبجادین رضی اللہ عنہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اسلام لانا چاہتا تھا تو اس کی قوم نے اسے روک دیا اور اسے تنگ کیا یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان سے چلا گیا اور اپنے اوپر موٹی چادر اوڑھ لی اور اسے پھاڑ کر دو چادریں بنالیں۔ ایک کا تہبند بنالیا اور دوسری اوڑھ لی' پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس کا نام ذوالبجادین رضی اللہ عنہ رکھ دیا گیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ابن شہاب الزہری نے بحوالہ ابن اکیمہ اللیثی' ابورہم غفاری کے بھتیجے سے بیان کیا ہے کہ اس نے ابورہم کلثوم بن الحصین' جو اصحاب الشجرہ میں سے تھے' کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک لڑی' پس میں ایک شب آپ کے ساتھ چلا اور ہم اخضر مقام میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اونگھ نازل کر دی اور میں جاگنے لگا اور میری اونٹنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے قریب ہوگئی اور اس کے قریب ہونے سے مجھے گھبراہٹ ہونے لگی کہ کہیں رکاب میں' میں آپ کے پاؤں کو تکلیف نہ پہنچاؤں اور میں اپنی اونٹنی کو آپ سے علیحدہ کرنے لگا یہاں تک کہ راستے میں نیند میری آنکھوں پر غالب آگئی اور میری اونٹنی آپ کی اونٹنی اور رکاب میں آپ کے پاؤں سے ٹکرا گئی اور میں اس وقت بیدار ہوا۔ جب آپ نے مجھے ''حس'' کہا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے بخشش مانگئے۔ آپ نے فرمایا ''چلو'' اور آپ مجھ سے ان لوگوں کے متعلق پوچھنے لگے جو بنی غفار میں سے پیچھے رہ گئے تھے اور میں آپ کو ان کے متعلق بتانے لگا۔ اور آپ نے مجھ سے دریافت کرتے ہوئے فرمایا:

''اس طویل بے ریش اور سرخ رنگ جماعت نے کیا کیا جن کے چہروں پر کوئی بال نہ تھے''۔

میں نے آپ کو ان کے پیچھے رہنے کے بارے میں بتایا۔ آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا حال بتاؤ جن کے اونٹ شدخ[1] کے کنوؤں پر تھے پس میں نے انہیں بنی غفار میں یاد کیا مگر انہیں یاد نہ رکھ سکا یہاں تک کہ میں نے بتایا کہ وہ اسلم قبیلے کی ایک پارٹی تھی' جو فینا کی حلیف تھی' میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اسلم قبیلے کی ایک پارٹی تھی جو فینا کے حلیف تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان لوگوں میں سے کسی کو جب وہ راہِ خدا میں چست آدمی کو اپنے اونٹ پر سوار کرنے کے لیے پیچھے رہ گیا ہو روکا وٹ نہیں کی گئی' بلاشبہ مجھے سب سے زیادہ گراں یہ بات ہے کہ میرے اہل میں سے مہاجرین' انصار' غفار اور اسلم پیچھے رہ جائیں''۔

ابن لہیعہ بحوالہ ابوالاسود' عروہ بن زبیر سے بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ لوٹے تو منافقین کی ایک پارٹی نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ وہ آپ کو راستے میں کسی گھاٹی کی چوٹی سے گرادیں۔ پس آپ نے ان کی حقیقت حال کے متعلق بتایا اور آپ نے لوگوں کو وادی میں چلنے کا حکم دیا اور خود آپ گھاٹی پر چڑھ گئے اور وہ گروہ ڈھاٹھے باندھ کر گھاٹی میں آپ کے ساتھ چلنے لگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ آپ کے

---

[1] شدخ: ایک پانی کا نام ہے۔

ساتھ چلیں، حضرت عمار رضی اللہ عنہ ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے۔ اسی دوران میں وہ چل رہے تھے کہ انہوں نے لوگوں کے متعلق سنا کہ وہ ان کے پاس گئے ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آ گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے غصے کو دیکھا تو وہ ان کے پاس واپس آ گئے اور ان کے پاس ایک کھونٹی تھی، پس آپ نے اپنی کھونٹی کے ساتھ ان کی سواریوں کے منہ سیدھے کیے اور جب انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ وہ جس عظیم بات کو چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے آگاہ ہو چکے ہیں، تو وہ تیزی سے چل کر لوگوں میں مل جل گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے پس آپ نے دونوں کو حکم دیا تو انہوں نے تیزی سے گھاٹی کو طے کیا اور کھڑے ہو کر لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا آپ ان لوگوں کو پہچانتے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا جب میں ان کے پاس گیا تو میں تاریکی شب میں ان کی سواریوں کے سوا کسی کو پہچان نہیں سکا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم دونوں اس قافلے کا حال جانتے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: نہیں! تو آپ نے ان دونوں کو وہ بات بتائی جس پر انہوں نے ایکا کیا تھا اور انہیں ان کے نام بھی بتائے اور انہیں کہا کہ ان ناموں کو ظاہر نہ کرنا۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ان کے قتل کا حکم نہیں دیں گے۔ فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ آپس میں کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے، مگر اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو ان کے نام بتائے اور یہ بات زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی علقمہ کو ابوالدرداء نے جو بات کہی تھی وہ اس بات کی شاہد ہے کہ کیا اہل کوفہ میں صاحب السواد والوساد یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔ کیا تم میں اس راز کا راز دار نہیں ہے جسے کوئی دوسرا نہیں جانتا، یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، کیا تم میں وہ آدمی نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے شیطان سے پناہ دی ہے۔ یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ۔

اور ہم نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا، میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میں ان میں سے ہوں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ اور میں آپ کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو کسی کے سامنے افشا نہیں کروں گا۔

میں کہتا ہوں کہ وہ چودہ آدمی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بارہ آدمی تھے اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو ان کی طرف بھیجا تو آپ نے انہیں اکٹھا کیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے معاملے اور ان کے ایکا سے آگاہ کیا پھر ابن اسحاق نے ان کے نام بیان کیے ہیں اور کہا ہے کہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے کہ:

''انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا جسے وہ حاصل نہیں کر سکے''۔

اور بیہقی نے محمد بن مسلمہ کے طریق سے بحوالہ ابو اسحاق عن اعمش عن عمرو بن مرہ عن ابی البختری عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما نے بیان

کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

میں رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کی مہار پکڑے اسے آگے سے چلا رہا تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ ناقہ کو پیچھے سے ہانک رہے تھے یا میں پیچھے سے ہانک رہا تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسے آگے سے چلا رہے تھے۔

حتیٰ کہ جب ہم گھاٹی میں پہنچے تو بارہ آدمیوں نے اس گھاٹی میں آپ کو روکا۔ پس میں نے رسول کریم ﷺ کو آگاہ کیا تو آپؐ نے انہیں للکارا تو وہ پشت دے کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''کیا تم نے لوگوں کو پہچان لیا ہے'' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے انہیں نہیں پہچانا کیونکہ وہ ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے۔ لیکن ہم نے سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ قیامت تک منافق رہیں گے' اور کیا تم ان کے ارادے کو جانتے ہو' ہم نے عرض کیا نہیں' آپؐ نے فرمایا' انہوں نے گھاٹی میں اللہ کے رسول کے ساتھ ٹکرانے اور وہاں سے اسے گرانے کا ارادہ کیا تھا' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہؐ' کیا آپ ان کے قبیلوں کی طرف پیغام نہیں بھیجیں گے۔ تاکہ ہر قوم اپنے ساتھی کے سر کو آپؐ کے پاس بھیج دے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں' میں پسند نہیں کرتا کہ عرب آپس میں یہ بات کریں کہ محمد ﷺ اپنی قوم کے قاتل ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر غلبہ دے گا۔ آپ ان کے قتل کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے اللہ ان پر دبیلہ دے مار' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہؐ' دبیلہ کیا ہے؟ فرمایا وہ آگ کا شعلہ ہے جو ان میں سے کسی کے دل کی رگ پر پڑے گا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اور صحیح مسلم میں شعبہ کے طریق سے عن قتادہ عن ابی نصرہ عن قیس بن عبادہ بیان ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

''میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے اس فعل کو دیکھا ہے' کیا یہ تمہاری رائے ہے' یا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کوئی وصیت کی ہے' انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی وصیت نہیں کی' اور نہ ہی آپ نے دوسرے تمام لوگوں کو کوئی وصیت کی ہے لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ بات بتائی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بارہ منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے' جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے''۔

اور قتادہ کی ایک دوسرے طریق کی روایت میں ہے کہ:

''میری امت میں بارہ منافق ہیں وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو دبیلہ کافی ہو جائے گا' وہ آگ کا چراغ ہے جو ان کے کندھوں کے درمیان ظاہر ہوگا اور ان کے سینوں سے پھوٹ نکلے گا''۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بارہ یا پندرہ آدمی تھے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے دنیاوی زندگی میں اور جس روز گواہ کھڑے ہوں گے' تک لڑتے رہیں گے اور تین نے عذر کیا اور کہا نہ ہم نے اعلان کرنے والے کو سنا ہے اور نہ ہی ہمیں اس کے ارادے کا علم ہے اور اس حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یزید یعنی ابن ہارون نے بیان کیا ہے کہ ولید بن عبداللہ

بن جمیع نے ہمیں ابوالطفیل سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے تشریف لائے تو آپؐ نے منادی کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی کو پکڑے ہوئے ہیں پس اسے کوئی نہ پکڑے اسی اثنا میں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے آگے چل رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیچھے چل رہے تھے کہ ڈھاٹے باندھے ہوئے اونٹوں پر سوار ایک گروہ آ گیا' پس وہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر پل پڑے اور وہ حضرت رسول کریم ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اونٹوں کے چہروں پر مارنے لگے۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''قد قد'' حتی کہ رسول اللہ ﷺ وادی میں اتر گئے۔ پس جب آپ اترے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ واپس آئے تو آپ نے فرمایا: ''اے عمارؓ! کیا آپ نے لوگوں کو پہچان لیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا میں نے عام اونٹوں کو پہچان لیا ہے جبکہ لوگ ڈھاٹیں باندھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان کا ارادہ کیا تھا' انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ان کا ارادہ تھا کہ اللہ کے رسول کو لے جا کر پھینک دیں'' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی سے سرگوشی کی' تو اس نے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہارے علم میں گھاٹی والے کتنے آدمی تھے' انہوں نے جواب دیا چودہ آدمی تھے۔ اس نے کہا اگر میں بھی ان میں شامل ہوں تو وہ پندرہ تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے تین آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ سے عذر کیا تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول کے منادی کو نہیں سنا تھا اور نہ ہی ہمیں ان لوگوں کے ارادے کا علم تھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ان میں سے بارہ آدمی اللہ اور اس کے رسولؐ سے دنیاوی زندگی میں اور جس روز گواہ کھڑے ہوں گے' تک لڑتے رہیں گے۔

مسجد ضرار کا واقعہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''اور جن لوگوں نے ضرر پہنچانے کے لیے اور کفر کرنے اور مومنین کے درمیان جدائی ڈالنے اور پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے والے کے لیے گھات لگانے کے لیے مسجد بنائی اور وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ بھلائی کا تھا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپؐ اس میں کھڑے ہوں' اس میں ایسے آدمی ہیں جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں اور اللہ پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ پس کیا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کی رضامندی اور تقوے پر رکھے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد گرنے والے گڑھے کے کنارے پر رکھے اور وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے گرے اور اللہ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا' انہوں نے جو عمارت بنائی ہے وہ ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کا باعث رہے گی سوائے اس کے کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ صاحب علم و

حکمت ہے''۔

اور ہم نے ان آیات کریمہ سے متعلقہ تفسیر کو اپنی تفسیر کی کتاب میں کافی حد تک بیان کر دیا ہے۔

اور ابن اسحاق نے اس مسجد کی تعمیر کی کیفیت کو جس کے باشندے ظالم تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی کیفیت کو جو آپ نے تبوک سے واپسی پر مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے اس مسجد کے بربار کرنے کے متعلق دیا تھا' بیان کیا ہے' اس کا مضمون یہ ہے کہ منافقین کی ایک پارٹی نے مسجد قباء کے قریب مسجد کی صورت بنا دی اور چاہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں انہیں نماز پڑھا دیں۔ تاکہ وہ جس فساد وعناد اور کفر کا ارادہ کیے ہوئے ہیں وہ اس کی حقیقت کو چھپا سکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے بچا لیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ اس وقت کے سفر پر جا رہے تھے۔ پس جب آپ وہاں سے واپس آئے اور اوان مقام پر اترے تو آپ پر اس مسجد کے بارے میں وحی نازل ہوئی۔ ﴿ والذین اتخذوا مسجدا وضرارا ... الآیۃ ﴾ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کو جو ضرار قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مسجد قبا کی مشابہت اختیار کرنا چاہی اور اللہ پر ایمان کی بجائے اس کا کفر کرنے کا ارادہ کیا اور مسجد قبا سے مومنین کی جماعت کو پراگندہ کرنا چاہا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی برسر پیکار تھا اس کے گھات لگانے کے لیے مسجد بنائی۔ اور وہ ابو عامر راہب فاسق تھا' اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے انکار کیا اور مکہ جا کر لوگوں سے مدد چاہی۔ پس وہ احد کے سال آئے۔ اور ان کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پس جب اس کا کام نہ بنا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قیصر روم سے مدد مانگنے گیا۔ اور ابو عامر' ہرقل کے دین پر تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو عربوں میں سے ان کے ساتھ عیسائی ہو گئے تھے' اور وہ اپنے منافق بھائیوں کی طرف خطوط لکھا کرتا تھا اور انہیں وعدے دیتا اور آرزوئیں دلاتا تھا اور شیطان ان سے جھوٹے وعدے ہی کرتا ہے اور اس کے خطوط اور ایلچی ہر وقت ان کے پاس آتے تھے۔ پس انہوں نے ظاہری صورت میں اسے مسجد بنایا اور باطن میں یہ دارالحرب اور ابو عامر کے پاس آنے والوں کا ٹھکانا اور ان کے طریق پر چلنے والے منافقین کے جمع ہونے کی جگہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے برسر پیکار ہے اس کے گھات لگانے کے لیے ہے''۔

پھر فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے اسے بنایا ہے وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ اس کی تعمیر سے ہمارا مقصد بھلائی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے کہ آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس میں کھڑا ہونے سے روک دیا ہے تاکہ اس کا ارادہ پورا نہ ہو۔ پھر اس نے آپ کو مسجد قباء میں کھڑا ہونے کی ترغیب دی ہے جس کی بنیاد پہلے روز سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ کیونکہ اسلوب کلام اور اس کی تعریف میں وارد ہونے والی احادیث اس کے باشندوں کی پاکیزگی پر دلالت کرتی ہیں۔

اور صحیح مسلم میں جو آیا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے' یہ پہلی بات کے منافی نہیں' کیونکہ جب پہلے روز سے ہی مسجد قباء کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اس بات کے زیادہ لائق ہے اور فضیلت میں اس سے بڑھ کر ہے۔ اور ہم

نے تفسیر میں اس بارے میں یہ حاصل بحث کی ہے' اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذی اوان مقام پر اترے تو آپ نے مالک بن الدخشم رضی اللہ عنہ' معن بن عدی' یا اس کے بھائی عاصم بن عدی رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ دونوں اس مسجد کی طرف جس کے باشندے ظالم ہیں' جائیں اور اسے نذر آتش کر دیں۔ پس ان دونوں نے جا کر اسے نذر آتش کر دیا اور اس کے باشندے بھاگ گئے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جن لوگوں نے اس مسجد کو تعمیر کیا وہ بارہ آدمی تھے جو یہ تھے: خذام بن خالد' اس کے گھر کے پہلو میں یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی' ثعلبہ بن حاطب' معتب بن قشیر' ابوحبیبہ بن الازعر' عباد بن حنیف جو سہیل بن حنیف کا بھائی تھا' جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع اور زید' نبتل بن الحارث' بحزج جو بنی ضبیعہ کی طرف تھا' بجاد بن عثمان جو بنی ضبیعہ میں سے تھا اور ودیعہ بن ثابت جو بنی امیہ کی طرف تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی اور دوسری رکعت پائی' اس کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے چلے گئے اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پس آپ نے دیر کر دی اور نماز کھڑی ہو گئی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے کھڑے ہو گئے پس جب لوگوں نے سلام پھیرا تو جو کچھ ہوا تھا لوگوں نے اسے بڑی بات خیال کیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

''تم نے بہت اچھا کیا ہے اور ٹھیک کیا ہے''۔

اور اسے بخاری نے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں احمد بن محمد' عبداللہ بن مبارک نے بتایا کہ ہمیں حمید الطویل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آئے اور مدینہ کے قریب آ کر فرمایا کہ ''مدینہ میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں کہ تم نے جو سفر بھی کیا ہے اور جس وادی کو بھی طے کیا وہ تمہارے ساتھ تھے''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مدینہ ہی میں تھے' آپ نے فرمایا وہ مدینہ ہی میں تھے' انہیں معذوری نے روک دیا تھا۔ اس طریق سے یہ متفرد ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا اور سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن یحییٰ نے بحوالہ عباس بن سہل بن سعد' ابوحمید سے بتایا کہ:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک سے آئے اور جب ہم مدینہ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا ''یہ طابہ ہے' اور ''یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے بہت محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں' اور مسلم نے اسے اسی طرح سلیمان بن بلال کی حدیث سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن محمد نے بتایا اور سفیان نے بحوالہ الزہری' سائب بن یزید سے ہمارے پاس بیان کیا' وہ کہتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ میں بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف جبکہ آپ غزوہ تبوک سے تشریف لا رہے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ملنے کے لیے گیا۔ اور اسے ابوداؤد اور ترمذی نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابونصر بن قتادہ نے ہمیں بتایا' اور ابوعمرو بن مطر نے ہمیں خبر دی کہ میں نے ابوخلیفہ کو کہتے سنا کہ میں نے ابن عائشہ کو کہتے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو عورتیں' بچے اور بچیاں یہ اشعار پڑھنے لگے:

''ثنیۃ الوداع سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے اور جب تک اللہ کی طرف سے دعوت دینے والا دعوت دے ہم پر شکر واجب ہے''۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اشعار آپ کے مکہ سے مدینہ آنے پر پڑھے گئے نہ کہ جب آپ تبوک سے ثنیۃ الوداع کے راستے مدینہ آئے۔ واللہ اعلم' ہم نے بھی اس جگہ اسی طرح اس کا ذکر کر دیا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ ہے کہ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا اور ہم سے لیث نے عقیل سے اور اس نے ابن شہاب سے اور اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جو اپنے بیٹوں کی جانب سے نابینا ہونے پر کعب کا لیڈر بن گیا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو وہ واقعہ بیان کرتے سنا جب وہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔



کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی کہانی ان کی اپنی زبانی

میں غزوۂ تبوک کے سوا کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا۔ ہاں میں غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا۔ مگر اس میں پیچھے رہنے سے آپ کسی سے ناراض نہیں ہوئے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلے کی جستجو میں نکلے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے دشمن کو بغیر کسی مقررہ وقت کے اکٹھا کر دیا۔ اور میں شب عقبہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا یہاں تک کہ ہم اسلام پر مضبوط ہو گئے اور مجھے جنگِ بدر میں حاضر ہونا بہت محبوب تھا۔ اگرچہ بدر کے لوگوں میں چرچا ہوتا رہا' اور میرے حالات یہ نہیں کہ جب میں اس غزوہ میں آپ سے پیچھے رہ گیا' تو میں کبھی اتنا آسودہ اور طاقتور نہ ہوا تھا' جتنا اس وقت تھا اور خدا کی قسم کبھی میرے پاس دو اونٹنیاں اکٹھی نہ ہوئی تھیں یہاں تک کہ اس غزوہ میں' میں نے انہیں بھی اکٹھا کر لیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کا ارادہ کرتے تو توریہ کے طور پر کسی اور کا نام دیتے۔ حتیٰ کہ یہ جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید گرمی میں لڑی اور آپ نے دور دراز سفر کیا اور کثیر تعداد کا سامنا کیا' پس آپ نے مسلمانوں پر واضح کیا کہ وہ اپنی جنگ کی تیاری کریں اور آپ جس جانب جانا چاہتے تھے اس کے متعلق انہیں بتایا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں کی کثیر تعداد تھی' جسے کوئی رجسٹر محفوظ نہیں کرتا تھا' حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی آدمی غیر حاضر نہیں ہونا چاہتا تھا مگر وہ خیال کرتا تھا کہ جب تک اس کے بارے میں وحی نازل نہ ہوگی اس سے بات پوشیدہ رہے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جنگ اس وقت لڑی جب پھل اور سائے خوب تیار ہو چکے تھے اور آپؐ نے تیاری کی اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تیاری کرنے کے لیے آنے جانے لگا اور میں نے کوئی فیصلہ نہ کیا' اور میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ مجھے غزوۂ میں شمولیت پر قدرت حاصل ہے اور میں مسلسل سستی کرنے لگا یہاں تک کہ لوگ سختی سے اہتمام کرنے لگے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو مسلمانوں کے ساتھ چل پڑے اور میں کہنے لگا کہ میں ایک یا دو دنوں میں تیار ہو جاؤں گا اور پھر ان کے ساتھ جا ملوں گا اور ان کے جانے کے بعد میں تیاری کے لیے گیا اور واپس آ گیا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکا' پھر گیا اور واپس آ گیا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکا' پس مسلسل میری یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ وہ تیزی سے چلے گئے اور جنگ کا وقت جاتا رہا اور میں نے سفر کر کے ان کو پالینے کا ارادہ کیا۔ کاش میں ایسا کرتا۔ مگر یہ بات میرے لیے مقدر نہ تھی۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد میں لوگوں میں گھوما پھرا تو مجھے اس بات نے غمگین کر دیا کہ میں نے صرف ان لوگوں کو دیکھا جن پر نفاق کی تہمت تھی' یا معذور ضعفاء تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد نہ کیا حتیٰ کہ آپ تبوک پہنچ گئے اور آپ نے تبوک میں لوگوں میں بیٹھ کر فرمایا' کعبؓ نے کیا کیا ہے' تو بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کپڑوں اور اس کے تکبر نے اسے روک دیا ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے بہت بری بات کی ہے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم بخدا' ہم نے تو اسے اچھا پایا ہے۔ پس رسول

کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مجھے اطلاع ملی کہ آپ واپس آ رہے ہیں تو میں غمگین ہو گیا اور جھوٹ کو یاد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ کل میں آپ کی ناراضگی سے کیسے بچوں گا۔ اور میں نے اپنے گھر کے صاحب الرائے آدمی سے مدد لی اور جب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ آیا ہی چاہتے ہیں' تو باطل مجھ سے دور ہو گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میں کبھی بھی کسی ایسی بات کے ذریعے جس میں جھوٹ شامل ہو' آپ سے بچ نہیں سکوں گا' پس میں نے آپؐ سے سچ بولنے کا ارادہ کر لیا' اور رسول اللہ ﷺ صبح کو آ رہے تھے اور آپ کا دستور یہ تھا کہ جب آپ سفر سے آتے تو پہلے مسجد جاتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے' پھر لوگوں کے لیے جلوس فرما ہوتے۔ پس جب آپ نے ایسا کیا تو پیچھے رہنے والے آپؐ کے پاس آ کر عذر کرنے لگے اور آپ کے سامنے قسمیں کھانے لگے اور وہ لوگ اسی سے کچھ اوپر تھے' رسول کریم ﷺ نے ان کی ظاہری باتوں کو قبول کر لیا اور ان کی بیعت لی اور ان کے لیے بخشش طلب کی اور ان کے باطن کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا' پس میں بھی آپ کے پاس آیا اور جب میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ ناراض آدمی کی طرح مسکرائے پھر فرمایا آؤ' اور میں چل کر آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے مجھے فرمایا: آپ کو کس چیز نے پیچھے رکھا ہے کیا آپ نے سواری نہیں خرید لی تھی' میں نے عرض کیا ہاں خریدی تھی اور قسم بخدا اگر میں آپ کے سوا' کسی دنیادار کے پاس بیٹھا ہوتا تو آپ دیکھتے کہ میں بذریعہ عذر اس کی ناراضگی سے بچ نکلتا' اور مجھے مجادلہ کی قوت عطا کی گئی ہے۔ لیکن قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ اگر میں نے آج کوئی جھوٹی بات بیان کی جس سے آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں تو ہو سکتا ہے کہ جلد ہی اللہ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے اور اگر میں نے آپؐ سے سچ بیان کیا جس کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہوں تو مجھے امید ہے کہ اس میں عفو الٰہی ہو گا' خدا کی قسم میرا کوئی عذر نہیں اور خدا کی قسم جس وقت میں آپ سے پیچھے رہا اس سے زیادہ آسودہ اور طاقتور میں کبھی نہیں ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی نے سچ کہا ہے' کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فیصلہ کرے۔ پس میں کھڑا ہو گیا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ بھڑک اٹھے اور مجھے کہنے لگے خدا کی قسم' ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے پہلے کبھی آپ نے گناہ کا ارتکاب کیا ہو لیکن آپ نے پیچھے رہنے والے لوگوں کی طرح رسول کریم ﷺ کے پاس عذر نہیں کیا اور تیرے گناہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا استغفار ہی کافی ہے اور وہ مسلسل مجھے ملامت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ واپس جا کر اپنی تکذیب کروں' پھر میں نے ان سے پوچھا کیا میرے ساتھ کسی اور کو بھی یہ سزا ملی ہے' انہوں نے کہا ہاں' دو آدمیوں نے تیری طرح بات کی ہے اور انہیں بھی وہی بات کہی گئی ہے جو تمہیں کہی گئی ہے۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا' مرارہ بن الربیع العمری اور ہلال بن امیہ الواقفی رضی اللہ عنہما' اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ دونوں نیک آدمی ہیں۔ اور بدر میں حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے وہاں نمونہ دکھایا تھا' جب انہوں نے مجھ سے ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا' اور رسول کریم ﷺ نے پیچھے رہنے والوں میں سے ہم تینوں کے ساتھ مسلمانوں کو بات چیت کرنے سے منع کر دیا' پس ہم لوگوں سے اجتناب کرنے لگے۔ اور وہ ہم سے بدل گئے۔ یہاں تک کہ مجھے زمین بھی بیگانی نظر آنے لگی۔ پس میں اور کس چیز کو پہچانتا' ہم اس کیفیت میں پانچ راتیں رہے' اور میرے دونوں ساتھی عاجز ہو کر روتے ہوئے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور میں طاقت ور اور نوجوان

آدمی تھا' میں باہر نکل کر مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا مگر مجھ سے کوئی آدمی بات نہ کرتا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ کو سلام کہتا جبکہ آپ نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہوتے اور میں اپنے دل میں کہتا کہ کیا آپ نے سلام کے جواب کے لیے اپنے لبوں کو حرکت دی ہے یا نہیں پھر میں آپ کے قریب نماز ادا کرتا اور دزدیدہ نگاہوں سے آپ کو دیکھتا اور جب میں نماز کے لیے آتا تو آپ میری طرف آتے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ مجھ سے اعراض فرماتے۔ اور جب لوگوں کی یہ سختی مجھ پر گراں ہوگئی تو میں چل کر حضرت ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ وہ میرے عمزاد اور مجھے بہت محبوب تھے۔ میں نے انہیں سلام کہا' تو خدا کی قسم انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا' میں نے کہا اے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں' کیا آپ میرے بارے میں جانتے ہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ اللہ کا واسطہ دے کر یہ بات دہرائی تو وہ خاموش رہے۔ میں نے سہ بار اللہ کا واسطہ دے کر یہ بات دہرائی تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس میری آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور میں نے پیٹھ پھیر لی اور دیوار پھلانگ آیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ اہل شام کے نبطیوں میں سے ایک نبطی جو مدینہ میں طعام بیچنے کے لیے لایا تھا' کہہ رہا تھا کہ مجھے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق کون بتائے گا؟ تو لوگ اسے بتانے لگے۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا جو ایک ریشمی تھیلی میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں لکھا ہے:

شاہ غسان کا خط حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نام:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے تمہارے ساتھ بدسلوکی کی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذلیل اور ضائع ہونے کے لیے پیدا نہیں کیا' ہمارے پاس آ جاؤ' ہم تمہارے ساتھ ہمدردی کریں گے''۔

میں نے جب اسے پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے پس میں اسے لے کر تنور پر گیا اور اسے اس میں جھونک دیا۔ پس ہم اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ پچاس میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی میرے پاس آیا اور اس نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی بیوی سے علیحدگی کا حکم دیا ہے' میں نے کہا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا بلکہ اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اس کے قریب نہ جاؤ اور آپ نے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی اسی قسم کا حکم بھیجا' میں نے اپنی بیوی سے کہا اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ اور انہی کے پاس رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ فرما دے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی' یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ ہلاک ہونے والا بوڑھا ہے اور اس کا خادم بھی کوئی نہیں' کیا آپ کو پسند نہیں کہ میں اس کی خدمت کروں' آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ وہ تیرے قریب نہ آئے' اس نے کہا خدا کی قسم اسے میری طرف کوئی جنبش نہیں ہوتی اور خدا کی قسم جب سے اس کا معاملہ ہوا ہے وہ اس دن سے آج کے دن تک مسلسل رو رہا ہے۔

میرے گھر کے بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کی خدمت کے متعلق اجازت لے لی

ہے تو بھی اسی طرح اپنی بیوی کے متعلق اجازت لے لے‘ تو میں نے کہا خدا کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق اجازت نہیں لوں گا اور مجھے کیا معلوم کہ جب میں اس کے بارے میں آپ سے اجازت لوں تو آپ مجھے کیا کہیں‘ حالانکہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں دس راتیں ٹھہرا رہا‘ یہاں تک کہ پچاس راتیں مکمل ہو گیا اس وقت سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بات کرنے سے منع کر دیا تھا‘ پس جب میں نے پچاسویں رات کی صبح کو فجر کی نماز پڑھی اور میں اپنے گھر کی چھت پر تھا‘ اسی دوران میں کہ میں اسی حالت میں بیٹھا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو میری جان مجھ پر دوبھر ہو گئی اور زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہو گئی اور میں نے سلع پہاڑ پر چڑھے ایک آدمی کی آواز کو سنا جو بلند آواز سے کہہ رہا تھا:

''اے کعبؓ تجھے بشارت ہو''۔

تو میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کشادگی کا وقت آ گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھنے کے وقت لوگوں کو بتایا کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول فرما لی ہے۔ پس لوگ ہمیں بشارت دینے گئے اور میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی بشارت دینے والے آ گئے اور ایک آدمی نے میری طرف گھوڑا دوڑایا اور اسلم قبیلے کا ایک آدمی دوڑ کر پہاڑی پر چڑھ گیا اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز ہوتی ہے پس جب وہ شخص جس کی آواز میں نے سنی تھی میرے پاس بشارت دینے آیا تو میں نے اس کی خوشخبری کی وجہ سے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے۔ اور خدا کی قسم ان دنوں ان کے سوا میرے پاس کوئی کپڑا نہ تھا اور میں نے دو کپڑے عاریۃً لے کر پہنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہو گیا۔ اور لوگ مجھے فوج در فوج توبہ پر مبارک باد دیتے ہوئے ملے‘ وہ کہتے تجھے مبارک ہو کہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے‘ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تا آنکہ میں مسجد میں داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے ارد گرد لوگ جمع ہیں اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ میری طرف دوڑے ہوئے آئے اور انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ اور خدا کی قسم مہاجرین میں سے ان کے سوا کوئی آدمی میرے پاس نہ آیا اور میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات نہیں بھول سکتا‘ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا فرمایا:

''تجھے بشارت ہو کہ جب سے تجھے تیری ماں نے جنا ہے اس وقت سے لے کر یہ دن تم پر بہترین گزرا ہے''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ معافی آپ کی طرف سے ہوئی‘ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ یوں روشن ہو جاتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی اس کیفیت کو جانتے تھے‘ پس جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کی وجہ سے میں اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اپنے مال کا صدقہ دے کر اس سے الگ ہو جاؤں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے پاس کچھ مال رکھ لو وہ تمہارے لیے بہتر ہو گا''۔ میں نے عرض کیا میں اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف سچ بولنے کی وجہ سے بچایا ہے اور میری توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں سچ بولوں گا‘ اور خدا کی قسم جب سے میں نے رسول

کریم ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا ہے اس وقت سے لے کر مسلمانوں میں سے میں کسی آدمی کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑھ کر صدق میں آزمایا ہو اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ بات بیان کی ہے اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جھوٹی گواہی نہیں دی اور مجھے امید ہے کہ میری بقیہ زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت اتاری۔

''اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم ﷺ' مہاجرین اور انصار کو اپنے فضل سے نوازا ہے''۔

اور خدا کی قسم اسلام کی طرف راہنمائی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کوئی ایسا انعام نہیں کیا جس کی عظمت میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی سچائی سے بڑی ہو' میں آپ کا مکذب نہیں کہ آپ کی تکذیب کرنے والوں کی طرح ہلاک ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے مکذبین کو وحی نازل کرتے وقت جو بات کہی ہے وہ بہت بری بات ہے جو کسی کو کہی جا سکتی ہے کہ:

''جب تم پلٹ کر ان کے پاس جاؤ گے تو وہ عنقریب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے اعراض کرو .... بے شک اللہ تعالیٰ فاسقین سے راضی نہیں ہوتا''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپؐ کے سامنے حلف اٹھائے آپؐ نے ان کی بات قبول کر لی اور ان کی بیعت لی اور ان کے لیے استغفار کیا۔ اور ہم تین ان لوگوں سے پیچھے رہ گئے اور رسول کریم ﷺ نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فیصلہ کیا اس لیے اس نے فرمایا ہے:

''اور جو تین آدمی پیچھے چھوڑے گئے تھے ان کی توبہ اللہ نے قبول کر لی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر نہیں کیا جس کی وجہ سے ہم جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس نے ہمیں ان لوگوں سے جنہوں نے آپ کے سامنے حلف اٹھائے اور عذر کیے تھے اور آپؐ نے ان کے عذرات قبول کر لیے تھے' پیچھے رکھا اور ہمارے معاملے کو ان سے مؤخر کیا ہے اسے مسلم نے زہری کے طریق سے ایسے ہی روایت کیا ہے اور محمد بن اسحاق نے بھی اسے زہری سے بخاری کے اسلوب کے مانند بیان کیا ہے اور ہم نے اسے تفسیر میں مسند احمد سے بیان کیا ہے اور اس میں کچھ اضافے بھی ہیں۔

ان کے علاوہ نافرمانوں میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان کا ذکر:

علی بن طلحہ الوالبی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

''اور دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور انہوں نے کچھ اچھے اور برے کام باہم ملا لیے قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ دس آدمی تھے جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے' پس جب وہ آپ کی واپسی پر حاضر ہوئے تو ان میں سے سات آدمیوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا۔ پس جب رسول کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور ان کے وہ ساتھی ہیں جو آپ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ جب تک آپ انہیں آزاد نہ کریں یا ان کو معذور قرار نہ دیں' یہ یہیں بندھے رہیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

''میں بھی اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نہ انہیں آزاد کروں گا اور نہ انہیں معذور قرار دوں گا' اور اللہ ہی انہیں آزاد کرے گا۔ انہوں نے مجھ سے بے رغبتی کی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے سے پیچھے رہ گئے ہیں''۔

پس جب انہیں اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا ہم بھی اپنے آپ کو اس وقت تک آزاد نہیں کریں گے جب تک ہمیں اللہ تعالیٰ آزاد نہ کرے' پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

''اور دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا''۔

اور جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کو آزاد کیا اور معذور قرار دیا اور وہ اپنے اموال لے کر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے اموال ہیں ہماری طرف سے انہیں صدقہ کر دیجیے اور ہمارے لیے استغفار کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا:

''مجھے آپ کے اموال لینے کا حکم نہیں دیا گیا''۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''ان کے اموال سے صدقہ لے اور انہیں اس کے ذریعے پاک کر اور ان کے لیے دعا کر' تیری دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہوگی' بے شک اللہ سننے اور جاننے والا ہے...... اور کچھ لوگ امر الٰہی سے پیچھے رکھے گئے ہیں خواہ وہ انہیں عذاب دے یا ان پر رحم کرے''۔

اور یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا تھا۔ پس یہ مؤخر رکھے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''اللہ نے حضرت نبی کریم ﷺ اور مہاجرین و انصار کو جو پیچھے رہ گئے تھے اپنے فضل سے نوازا ہے''۔

اور عطیہ بن سعید العرنی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کیا ہے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت سعید بن مسیبؒ' مجاہد اور محمد بن اسحاق نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو بیان کیا ہے اور بنی قریظہ کے روز آپ نے جو کچھ کہا اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو باندھ لیا یہاں تک کہ آپ کی توبہ قبول ہوگئی' پھر آپ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تو آپ نے اسی طرح اپنے آپ کو باندھ لیا یہاں تک کہ آپ کی توبہ کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور آپ نے اپنے تمام مال کو صدقہ دے کر اس سے الگ ہو جانا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا:

''آپ کے مال کا تیسرا حصہ صدقہ کر دینا کافی ہے''۔

مجاہد اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ:

''دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا''۔

آپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں' پھر اس کے بعد اسلام میں ان سے بھلائی ہی دیکھی گئی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ شاید ان تینوں نے اس کے ساتھ اس کے بقیہ ساتھیوں کا ذکر نہیں اور انہی کے نام پر کفایت کر لی ہے کیونکہ وہ ان کے لیڈر کے طور پر تھے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اسلوب بیان اس پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے ابو احمد زبیری کے طریق سے عن سفیان ثوری عن سلمہ بن کہیل عن عیاض بن عیاض عن ابیہ عن ابن مسعود بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں تقریر کی اور فرمایا:

''بلاشبہ تم میں منافقین موجود ہیں پس میں جس کا نام لوں وہ اٹھ کھڑا ہو۔ فلاں اٹھو' فلاں اٹھو' یہاں تک کہ آپ نے چھتیس آدمی گنے۔ پھر فرمایا: تم میں منافقین موجود ہیں پس اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہو' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک نقاب پوش آدمی گزرا' آپ کی اس سے جان پہچان تھی' آپ نے فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ پس اس نے آپ کو وہ بات بتائی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی' آپ نے فرمایا دور ہو جا۔

میں کہتا ہوں کہ غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے والوں کی چار اقسام تھیں:

① ماموراور ماجور' جیسے حضرت علی بن ابی طالب' حضرت محمد بن مسلمہ' اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم۔

② معذور' جو کمزور اور مریض تھے۔

③ تنگ دست جو گریہ کرنے والے تھے۔

④ نافرمان' گناہ گار' اور وہ تین تھے' حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مذکورہ ساتھی اور دوسرے قابل مذمت اور قابل ملامت لوگ' جو منافق تھے۔



تبوک سے آپ کی واپسی کے بعد ہونے والے واقعات

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حافظ ابوعبداللہ نے بتایا کہ ہمیں ابوالعباس محمد بن یعقوب نے خبر دی' ہم سے ابوالبختری عبداللہ بن شاکر نے بیان کیا کہ ہم سے زکریا یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابوزجر بن حصین کے چچا نے اپنے دادا حمید بن منہب سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے دادا خریم بن اوس بن حارثہ بن لام کو کہتے سنا کہ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب آپ کی تبوک سے واپسی پر ہجرت کی اور میں نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا' یارسول اللہ میں آپ کی تعریف کرنا چاہتا ہوں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہہ ''اللہ تعالیٰ تیرے دانتوں کو نہ گرائے تو انہوں نے کہا:۔

''اس سے قبل میں سایوں اور حفاظت کی جگہ میں خوش حال تھا جہاں اوراق سیئے جاتے ہیں' پھر میں شہروں میں آیا' اور آپ نہ بشر تھے نہ نطفہ نہ علقہ' بلکہ نطفہ' جہازوں پر سوار ہوتا تھا اور اس نے گھوڑے کے سم کے اندرونی غدود کو لگام لگا دی اور اس کے باشندے غرق ہونے والے تھے۔ آپ پشت سے رحم میں منتقل ہوئے اور جب کوئی عالم گزر جاتا تو ایک پردہ ظاہر ہو جاتا' یہاں تک کہ آپ کا گھر خندف کی بلندیوں سے جس کے نیچے نطق تھے' محافظ خدا نے گھیر لیا۔ اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین جگمگا اٹھی اور افق آپ کے نور سے روشن ہو گیا' پس ہم اس نور' روشنی اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں''۔

اور بیہقی نے اسے ایک اور طریق سے ابوالسکن زکریا بن یحییٰ طائی سے روایت کیا ہے۔ اور وہ اس کا ایک جزو اس سے مروی ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس نے اضافہ کیا ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سفید حیرہ مجھے دکھایا گیا اور یہ الیشما بنت بقیلہ ہے جو سفید خچر پر سیاہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے ہے' میں نے عرض کیا رسول اللہ اگر ہم حیرہ میں داخل ہو گئے اور میں نے اسے ایسے ہی پایا جیسے آپ نے میرے سامنے بیان کیا ہے' تو وہ میرا ہوگا' آپ نے فرمایا وہ تیرا ہوگا' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر ارتداد ہوا اور طئی سے کوئی آدمی مرتد نہ ہوا اور ہم اپنے نزدیکی عربوں سے اسلام پر جنگ کر رہے تھے اور ہم قیس سے بھی جنگ کر رہے تھے جس میں عینیہ بن حصن بھی شامل تھا' اور ہم بنی اسد سے بھی برسرِ پیکار تھے۔ جن میں طلحہ بن خویلد بھی تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہماری تعریف کر رہے تھے اور انہوں نے ہمارے بارے میں جو اشعار کہے ان میں یہ اشعار بھی تھے۔

''اللہ تعالیٰ طئی کو ان کے دیار میں' بہادروں کے میدان کارزار میں ہماری جانب سے بہترین جزا دے' جب پروائی ہوا سب خیموں کو تباہ کر دیتی ہے تو وہ سخاوت کے علمبردار ہوتے ہیں اور جب قیس نے تاریکی کے منادی کی بات مان لی تو انہوں نے ہی اسے دین کے بارے میں ضرب لگائی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کی طرف گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے اور جب ہم مسیلمہ سے فارغ ہو گئے تو ہم بصرہ کی جانب آئے اور کاظمہ مقام پر ہرمز سے ہماری مڈبھیڑ ہوئی' جس کے پاس ہم سے بھی بڑی فوج تھی اور عجمیوں[1] میں ہرمز سے بڑھ کر عربوں اور اسلام کا بڑا دشمن کوئی نہ تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابل نکل کر اسے دعوتِ مبارزت دی' پس وہ آپ کے مقابلے میں نکلا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا حال حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا اور آپ نے غنیمت میں اس کا سامان آپ کو عطا فرمایا' اور ہرمز کی ٹوپی کی قیمت ایک لاکھ درہم تک پہنچی۔ اور جب ایرانیوں میں کوئی آدمی بلند رتبہ ہو جاتا تو اس کی ٹوپی ایک لاکھ درہم کی ہوتی' راوی بیان کرتا ہے پھر ہم طف کے راستے حیرہ کی طرف لوٹے اور جب ہم اس میں داخل ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سب سے پہلے ہمیں ایشما بنت بقیلہ سفید خچر پر سیاہ اوڑھنی اوڑھے ملی' پس میں اس سے چمٹ گیا اور میں نے کہا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بخشا ہے' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اس پر گواہی طلب کی' تو میں نے گواہی پیش کی اور حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت محمد بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما میرے گواہ تھے۔ تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے میرے سپرد کر دیا۔ پس اس کا بھائی عبدالمسیح صلح کے ارادے سے میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ اسے میرے پاس فروخت کر دو تو میں نے کہا خدا کی قسم میں اسے ایک ہزار درہم سے کم میں فروخت نہ کروں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے اور میں نے اسے اس کے سپرد کر دیا۔ آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ ایک لاکھ درہم کہتے تو بھی وہ ضرور آپ کو ادا کرتا' میں نے کہا مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ ہزار سے زیادہ عدد بھی ہوتے ہیں۔

۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد ثقیف کی آمد:

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثقیف کو چھوڑ کر چلے گئے تو آپ سے ان کے متعلق بددعا کرنے کو کہا گیا تو آپ نے ان کی ہدایت کے لیے دعا فرمائی اور قبل ازیں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ جب مالک بن عوف نضری نے اسلام قبول کیا تو آپ نے اس پر نوازش فرمائی اور اسے اپنی قوم کے مسلمانوں کا امیر بنایا' پس وہ بلاد ثقیف سے جنگ کرنے لگا اور انہیں تنگ کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے انہیں اسلام میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور قبل ازیں ابوداؤد کی روایت کے مطابق جو اس نے صخر بن عیلہ احمسی سے بیان کی ہے' بیان ہو چکا ہے کہ وہ مسلسل ثقیف سے برسرپیکار رہا۔ یہاں تک کہ اس نے انہیں ان کے قلعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتار لیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے مطابق' مدینہ نبویہ میں لے آیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تبوک سے مدینہ تشریف لائے اور اسی ماہ میں ثقیف کا وفد آپ کی خدمت میں آیا اور ان کا واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے واپس آئے تو عروہ بن مسعود آپ کے پیچھے پیچھے آیا' یہاں تک کہ اس نے مدینہ پہنچنے سے قبل آپ کو پالیا اور اسلام لے آیا اور اس نے آپ سے عرض کی کہ وہ اسلام کے ساتھ اپنی قوم کی طرف واپس جانا چاہتا ہے' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ جیسا کہ اس کی قوم بیان کرتی ہے۔ ''وہ تجھے قتل کر دیں گے''۔

[1] حلبیہ میں عربوں کا لفظ ہے۔

اور رسول کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ ان میں نخوت پائی جاتی ہے' عروہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں انہیں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں' اور وہ واقعی ان میں محبوب و مطاع تھا' پس وہ اپنی قوم کو اس امید پر دعوت اسلام دینے گیا کہ اسے ان میں جو مقام حاصل ہے اس کی وجہ سے وہ اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ پس جب وہ اپنے اشراف کے پاس گیا تو اس نے انہیں دعوتِ اسلام دی اور اپنے دین کا ان کے سامنے اظہار کیا تو انہوں نے ہر جانب سے اس پر تیر برسائے۔ پس ایک تیر اسے لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور بنو مالک نے خیال کیا کہ ان کے ایک آدمی نے جو بنی سالم بن مالک سے تھا اور جسے اوس بن عوف کہا جاتا ہے اس نے اسے قتل کیا ہے' عروہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی اپنی دیت کے متعلق کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سرفراز فرمایا ہے اور شہادت ہے جسے اللہ میرے پاس لے آیا ہے' پس قبل اس کے کہ رسول کریم ﷺ تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں میرے بارے میں بھی وہی کرنا جو ان شہداء کے ساتھ کیا گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مارے گئے ہیں' مجھے ان کے ساتھ دفن کر دینا' تو انہوں نے اسے ان کے ساتھ دفن کر دیا' ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

''اس کی مثال اپنی قوم میں ایسی ہے جیسے صاحب یٰسین کی اپنی قوم میں تھی''۔

اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی اسی طرح عروہ کے واقعہ کو بیان کیا ہے لیکن اس کا خیال ہے کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حج کے بعد کا واقعہ ہے اور اس بارے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیہقی نے اس کی متابعت کی ہے مگر یہ بعید ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حج سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عروہ کے قتل کے بعد' ثقیف کئی ماہ تک ٹھہرے رہے۔ پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سمجھ لیا کہ وہ اپنے اردگرد کے مسلمان اور منابع عربوں سے جنگ کرنے کی سکت نہیں رکھتے' پس انہوں نے بنی علاج کے بھائی عمرو بن امیہ کے مشورے کے مطابق' اپنے باہمی معاملات کے بارے میں مشورہ کیا اور پھر اپنے میں سے ایک آدمی کے بھیجنے کے بارے میں متفق ہو گئے پس انہوں نے عبد یا لیل بن عمیر کو احلاف کے دو آدمیوں اور بنی مالک کے تین آدمیوں کے ساتھ بھیجا' جن کے نام یہ ہیں' الحکم بن عمرو بن وہب بن معتب' شرحبیل بن غیلان بن سلمہ بن معتب' عثمان بن ابوالعاص' بنی سالم کا اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔

موسیٰ بن عقبہ بیان کرتا ہے کہ وہ دس بارہ آدمی تھے جن میں کنانہ عبد یا لیل ان کا لیڈر تھا اور ان میں عثمان بن ابوالعاص بھی شامل تھا جو وفد میں سب سے چھوٹا تھا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب وہ مدینہ کے نزدیک آئے تو قناۃ میں اترے اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اپنی باری پر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی اونٹنیاں چراتے پایا' پس جب اس نے انہیں دیکھا تو وہ رسول کریم ﷺ کو ان کی آمد کی خوشخبری دینے کے لیے دوڑ کر گیا' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے ملے تو اس نے آپ کو ثقیف کے قافلے کی آمد کی اطلاع دی اور کہا کہ اگر رسول کریم ﷺ ان کے لیے کچھ شرائط لازم کر دیں اور ان کی قوم کے متعلق کوئی تحریر لکھ دیں تو وہ بیعت کرنے اور اسلام

لانے کے لیے تیار ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ سے کہا مجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ جانا تاآنکہ میں آپ سے بیعت کرلوں' پس مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جاکر رسول کریم ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع دی' پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے پاس چلے گئے اور شام کو ان کے ساتھ اونٹوں کو باڑے میں لائے اور انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو کیسے سلام کہتے ہیں' مگر انہوں نے جاہلیت کے سلام پر عمل کیا اور جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا گیا اور حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے اور رسول کریم ﷺ کے درمیان آتے جاتے تھے۔ اور جب وہ ان کے پاس کھانا لے کر آئے تو جب تک حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ان سے پہلے وہ کھانا نہ کھاتے وہ کھانا نہ کھاتے۔ اور انہی نے ان کے لیے تحریر لکھی' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر جو شروط عائد کیں ان میں یہ شرط بھی تھی کہ آپ تین سال تک طاغیہ کو ان کے واسطے چھوڑ دیں اور وہ مسلسل آپ سے سال سال کے بارے میں سوال کرتے رہے اور آپ انکار کرتے رہے یہاں تک انہوں نے اپنے کم عقل لوگوں کو متالف کرنے کے لیے آپ سے اپنی آمد کے ایک ماہ بعد تک کا سوال کیا' لیکن آپ نے کسی نامزد چیز کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ ہاں آپ ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ کو بھجیں گے تاکہ وہ دونوں اسے مسمار کر دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے آپ سے یہ بھی دریافت کیا کہ وہ نماز نہیں پڑھیں گے اور اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے مسمار نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا' رہی یہ بات آپ اپنے ہاتھوں سے اپنے بتوں کو توڑیں' تو اس سے ہم آپ کو معافی دیتے ہیں' اب رہا نماز کا معاملہ' تو جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ انہوں نے کہا: اگرچہ یہ ایک کمینگی ہے لیکن ہم اسے آپ کے لیے ادا کریں گے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا' ہم سے محمد بن مسلمہ نے عن حمید عن الحسن عن عثمان بن العاص بیان کیا کہ ثقیف کا وفد رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے انہیں مسجد میں اتارا تاکہ وہ ان کے دلوں کو نرم کرنے کا باعث ہو۔ پس انہوں نے رسول کریم ﷺ پر شرائط عاید کیں کہ انہیں جنگ میں نہ لے جایا جائے اور نہ ان سے عشر اور ٹیکس لیا جائے اور نہ ان کے سوا کسی دوسرے آدمی کو ان پر عامل مقرر کیا جائے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' تم نہ جنگوں میں جاؤ نہ ٹیکس دو اور نہ ہی تمہارے سوا کوئی دوسرا تم پر عامل مقرر ہوگا' لیکن اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں رکوع نہیں۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے قرآن سکھایئے اور مجھے میری قوم کا امام مقرر کر دیجیے۔

اسے ابوداؤد نے ابوداؤد طیالسی کی حدیث سے حماد بن سلمہ سے بحوالہ حمید بیان کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسن بن الصباح نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن عبدالکریم نے بیان کیا کہ مجھ سے ابراہیم بن عقیل بن معقل بن منبہ نے بحوالہ وہب بیان کیا کہ جب میں نے بیعت کی تو میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ثقیف کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر شرط عاید کی کہ ان پر صدقہ اور جہاد لازم نہ ہوگا' اور یہ کہ انہوں نے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

''جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے''۔

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ جب وہ مسلمان ہو گئے اور آپ نے ان کے لیے تحریر لکھی تو عثمان بن ابوالعاص کو ان کا امیر مقرر کیا۔ اور وہ ان سب سے نوعمر تھا۔ اس لیے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس نوجوان کو اسلام کے سمجھنے اور قرآن کے سیکھنے میں ان سب سے زیادہ حریص پایا ہے۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ ان کا وفد' جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو وہ عثمان بن ابوالعاص کو اپنی قیامگاہوں میں چھوڑ آتے اور جب وہ دوپہر کو واپس جاتے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ جاتا اور آپ سے علم کے متعلق دریافت کرتا اور قرآن پڑھتا اور اگر وہ آپ کو سوئے ہوئے پاتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاتا اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ وہ اسلام کے بارے میں سمجھ دار ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت محبت رکھتے تھے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے سعید بن ابی ہند نے بحوالہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر' عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ثقیف کی طرف بھیجا تو آخری وصیت یہ فرمائی:

''اے عثمان! نماز میں اختصار کرنا' اور لوگوں کا اندازہ ان کے کمزور سے لگانا' کیونکہ ان میں بڑے' چھوٹے' کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں''۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا' ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ ہمیں سعید الجریری نے عن ابی العلاء عن مطرف عن عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی قوم کا امام مقرر فرما دیجیے آپؐ نے فرمایا:

''تو ان کا امام ہے پس ان کے کمزور کی اقتداء کر اور ایسے شخص کو مؤذن مقرر کر جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے''۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن اسماعیل بن علیہ عن محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور احمد نے عن عفان عن وہب عن معاویہ بن عمرو عن زائدہ روایت کی ہے' ان دونوں نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن داؤد ابن ابی عاصم عن عثمان بن العاص سے بیان کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طائف پر عامل مقرر کیا تو علیحدگی کے وقت آخر میں یہ وصیت فرمائی کہ:

''جب تو لوگوں کو نماز پڑھائے تو ان کو ہلکی نماز پڑھا یہاں تک کہ آپؐ نے ﴿اقرا باسم ربک الذی خلق﴾ اور قرآن کی اس جیسی سورتوں کو میرے لیے مقرر فرما دیا''۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن عمرو بن مرہ بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب کو سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی کہ:

''جب تو لوگوں کی امامت کرے تو ان کو ہلکی نماز پڑھا''۔

اور مسلم نے اسے محمد بن مثنیٰ اور بندار سے روایت کیا ہے اور یہ دونوں محمد بن جعفر سے اور وہ عبداللہ سے روایت کرتا ہے' اور امام احمد

بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یعلیٰ الطائفی نے بحوالہ عبداللہ بن الحکم بیان کیا کہ اس نے عثمان بن ابوالعاص کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف پر عامل مقرر کیا اور آپ نے مجھے آخری وصیت یہ فرمائی کہ:

''لوگوں کو ہلکی نماز پڑھانا''۔

اس طریق سے یہ منفرد ہے' اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ ہمیں عمرو بن عثمان نے بتایا کہ مجھ سے موسیٰ' یعنی ابن طلحہ نے بیان کیا کہ عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کی امامت کرے۔ پھر فرمایا:

''جو لوگوں کی امامت کرے وہ انہیں ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں' کمزور' بڑے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے نماز پڑھے''۔

اسے مسلم نے عمرو بن عثمان کی حدیث سے بیان کیا ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بحوالہ نعمان بن سالم بیان کیا کہ میں نے ثقیف کے شیوخ کو کہتے سنا کہ ہم سے عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اپنی قوم کی امامت کر اور جب تو لوگوں کی امامت کرے تو ان کو ہلکی نماز پڑھا' کیونکہ نماز میں چھوٹے بڑے کمزور' مریض اور ضرورت مند بھی موجود ہوتے ہیں''۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن اسماعیل نے بحوالہ الجریری' ابوالعلا بن شخیر سے بیان کیا کہ عثمان نے کہا کہ: ''یارسول اللہ شیطان میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہو گیا ہے''۔ آپ نے فرمایا اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں' پس جب تو اسے محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ اور اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دے' عثمان بیان کرتے ہیں' میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔ مسلم نے اسے سعید الجریری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور مالک' احمد مسلم اور اہل سنن نے نافع بن جبیر بن مطعم سے بحوالہ عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے جسم کے درد کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی۔

درد کے ازالہ کی دعا:

آپؐ نے فرمایا تمہارے جسم کے جس حصے میں درد ہوتا ہے اس پر اپنا ہاتھ رکھو اور تین بار بسم اللہ پڑھ اور سات بار کہہ:

اعوذ بعزة الله و قدرته من شرما اجد و احاذر.

''میں جو تکلیف محسوس کرتا ہوں اور جس سے خائف ہوں اس کے شر سے میں اللہ تعالیٰ کی عزت وقدرت کی پناہ چاہتا ہوں''۔

اور بعض روایات میں ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور فرما دی اور میں ہمیشہ ہی اپنے اہل اور دوسرے

لوگوں کو اس کے پڑھنے کا حکم دیتا ہا۔

ابوعبداللہ بن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا' محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے عیینہ بن عبدالرحمٰن نے جسے ابن جوشن کہتے ہیں۔ بتایا کہ میرے باپ نے مجھ سے بحوالہ عثمان بن ابوالعاص بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ

جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف کا عامل مقرر کیا تو میری نماز میں مجھے کچھ خیالات آنے لگے' یہاں تک کہ مجھے یہ بھی معلوم نہ رہتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے' پس جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا' تو آپؐ نے فرمایا' ابن ابوالعاص میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے فرمایا کس تکلیف کی وجہ سے آئے ہو' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں مجھے ایسے خیالات آتے ہیں کہ مجھے یہ بھی پتہ نہیں رہتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ شیطان ہے' قریب ہو جاؤ' میں آپؐ کے قریب ہو گیا اور اپنے پاؤں کے بل بیٹھ گیا تو آپؐ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور میرے منہ پر تھوکا اور فرمایا' اللہ کے دشمن نکل جا' آپ نے یہ کام تین بار کیا' پھر فرمایا اپنے کام پر چلے جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا' میری زندگی کی قسم' میرے خیال میں وہ مجھے بعد میں نہیں ملا' ابن ماجہ اس بیان میں متفرد ہیں' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عیسیٰ بن عبداللہ نے عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی سے بحوالہ وفد کے ایک ممبر کے بیان کیا' وہ کہتا ہے کہ جب ہم مسلمان ہو گئے اور رمضان کے بقیہ ایام میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھنے لگے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہماری سحری اور افطاری لے کر ہمارے پاس آتے' پس جب وہ سحری لاتے' تو ہم کہتے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے وہ فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تاخیر سے سحری کھاتے چھوڑا ہے اور جب وہ ہماری افطاری لاتے تو ہم کہتے ابھی سارا سورج غروب نہیں ہوا تو وہ فرماتے میں اس وقت تمہارے پاس آیا ہوں جب رسول اللہ ﷺ نے کھانا شروع کر دیا تھا پھر آپ پیالے میں اپنا ہاتھ رکھتے اور اس سے لقمے لیتے۔

اور امام احمدؒ ابوداؤدؒ اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یعلی الطائفی کی حدیث سے بحوالہ عثمان بن عبداللہ بن اوس اس کے دادا اوس بن حذیفہ سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ ہم وفد ثقیف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور احلاف' مغیرہ بن شعبہ کے ہاں اترے اور بنی مالک کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے خیمہ میں اتارا اور ہر شب عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ہم سے باتیں کرتے یہاں تک کہ طول قیام سے باری باری اپنے پاؤں پر آرام کرتے اور آپ اکثر ان تکالیف کو بیان فرماتے جو آپ کو اپنی قوم قریش سے پہنچی تھیں پھر فرماتے:

''مجھے افسوس نہیں' ہم مکہ میں کمزور و ناتواں تھے اور جب ہم مدینہ چلے گئے تو ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا پانسا پلٹتا رہتا تھا' ہم ان پر غالب آ جاتے اور وہ ہم پر غالب آ جاتے''۔

ایک شب جس وقت آپ ہمارے پاس آیا کرتے تھے اس وقت سے دیر کے ساتھ آئے' ہم نے عرض کیا آج شب آپ نے دیر کر دی ہے۔ فرمایا قرآن کریم کا ایک حصہ اچانک میرے سامنے آ گیا اور میں نے اسے مکمل کیے بغیر آنا پسند نہ کیا۔

اوس بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے دریافت کیا کہ وہ قرآن کے حصے کیسے کرتے تھے' وہ کہنے لگے تین' پانچ' سات' نو' گیارہ' تیرہ' اکیلا حزب المفصل' یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئے اور اپنے علاقے کو واپس آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو ان کے ساتھ طاغیہ کے مسمار کرنے کے لیے بھیجا' پس وہ دونوں ان لوگوں کے ساتھ چل پڑے اور جب طائف پہنچ گئے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو آگے کرنا چاہا' مگر ابوسفیانؓ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ابوسفیانؓ اپنے مال کے ساتھ ذوالہرم میں ٹھہر گیا' پس جب مغیرہ رضی اللہ عنہ آکر اس کے اوپر سے اسے کدال سے توڑنے لگے تو ان کی قوم بنی معتب اس خدشے کے پیش نظر ان کی حفاظت میں کھڑی ہو گئی کہ کہیں انہیں عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح تیر نہ مارا جائے یا انہیں گزند نہ پہنچایا جائے' راوی بیان کرتا ہے کہ ثقیف کی عورتیں برہنہ سر اس پر روتی ہوئی باہر نکلیں اور کہنے لگیں۔

''ہم دفاع میں روئیں گی اسے کمینوں نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور اچھی ضرب نہیں لگائی''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ابوسفیانؓ کہتے ہیں کہ مغیرہؓ اسے کلہاڑے سے مارتے اور کہتے تجھ پر افسوس ہے اور جب مغیرہؓ نے اسے مسمار کر دیا اور اس کا مال اور زیورات لے لیے تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم طاغیہ کے مال سے عروہ بن مسعود اور اس کے بھائی اسود بن مسعود اور قارب بن اسود کا قرض ادا کریں گے' یہ ان دونوں کی ادائیگی کر دے گا۔

میں کہتا ہوں کہ اسود مشرک ہونے کی حالت میں مر گیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے قارب بن اسود رضی اللہ عنہ کے اکرام و تالیف کے لیے یہ حکم دیا تھا۔

اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ ثقیف کا وفد دس بارہ آدمیوں پر مشتمل تھا' پس جب وہ آئے تو رسول کریم ﷺ نے انہیں مسجد میں اتارا' تا کہ وہ قرآن سنیں' انہوں نے آپ سے سود' زنا اور شراب کے متعلق پوچھا تو آپ نے ان سب چیزوں کو ان پر حرام قرار دیا پھر انہوں نے آپ سے لات کے متعلق پوچھا کہ آپ اس سے کیا سلوک کرنے والے ہیں' آپؐ نے فرمایا اسے مسمار کر دو' وہ کہنے لگے اگر لات کو علم ہو جائے کہ آپ اسے مسمار کرنا چاہتے ہیں' تو وہ طائف کے باشندوں کو تباہ کر دے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا' ابن عبد یالیل تیرا برا ہو تو کس قدر جاہل آدمی ہے' لات ایک پتھر ہے' وہ کہنے لگے اے ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ہم آپ کے پاس نہیں آئے' پھر وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ اسے مسمار کرنے کی ذمہ داری لیں' ہم تو اسے کبھی مسمار نہیں کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہارے پاس آدمی بھیجوں گا جو اس کے مسمار کرنے سے ان کی کفایت کریں گے' پس انہوں نے اس بارے میں آپ سے خط و کتابت کی اور آپ سے اجازت طلب کی کہ آپ اپنے ایلچیوں کو ان کے پاس بھیجیں اور جب وہ اپنی قوم کے پاس آئے تو انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے' تو انہوں نے اظہار غم کیا' اور یہ کہ وہ ایک سخت کلام آدمی کے پاس سے آئے ہیں جو تلوار کے ساتھ غالب آ گیا ہے اور وہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور اس نے عربوں کو عاجز کر دیا

ہے اور اس نے سود، زنا اور شراب کو حرام کر دیا ہے اور لات کے مسمار کرنے کا حکم دے دیا ہے پس ثقیف بدک گئے اور کہنے لگے ہم کبھی اس بات کو نہیں مانیں گے اس نے کہا جنگ کی تیاری کرو اور ہتھیار فراہم کرو پس وہ اس کیفیت میں دو یا تین دن رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو انہوں نے رجوع و انابت اختیار کر لی۔ اور کہنے لگے اس کے پاس واپس جا کر اس پر اس سے مشارطت و مصالحت کر لو۔ انہوں نے کہا ہم نے ایسا کر لیا ہے۔ اور تم نے اسے سب لوگوں سے زیادہ متقی، وفادار، رحیم اور صادق پایا ہے۔ اور ہم نے جو اس کی طرف سفر کیا ہے اور اس سے جو فیصلے کیے ہیں اس میں ہمارے اور تمہارے لیے برکت دی گئی ہے، پس تم معاملے کو سمجھو اور اللہ کی عافیت کو قبول کرو۔ انہوں نے کہا تم نے یہ بات ہم سے پہلے کیوں پوشیدہ رکھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، تم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی نخوت نکال دے، پس وہ اپنی جگہوں پر مسلمان ہو گئے اور کئی روز تک ٹھہرے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ کے ایلچی ان کے پاس پہنچ گئے اور آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا اور ان میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، پس وہ لات کے پاس گئے اور ثقیف اپنے کافی مردوں، عورتوں اور بچوں کو لے آئے یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں پردوں سے باہر آ گئیں، اور ثقیف کے عوام یہ خیال نہیں کرتے تھے، کہ اسے مسمار کر دیا جائے گا، ان کا خیال تھا کہ یہ محفوظ رہے گا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کدال لی اور اپنے اصحاب سے کہا، خدا کی قسم میں تمہیں ثقیف کے بارے میں ہنساؤں گا۔ پس آپ نے کدال ماری اور پھر گر کر اپنے پاؤں مارنے لگے تو اہل طائف نے ایک نعرہ مارا اور خوش ہو کر کہنے لگے اللہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ہلاک کرے لات نے اسے قتل کر دیا ہے اور ان لوگوں سے کہنے لگے جو تم میں سے نزدیک جانا چاہتا ہے وہ نزدیک چلا جائے، پس حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے قوم ثقیف یہ پتھر اور مٹی کا ایک بچھڑا ہے پس اللہ کی عافیت کو قبول کرو اور اس کی عبادت کرو، پھر انہوں نے کدال مار کر دروازہ توڑ دیا پھر اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ان کے ساتھ لوگ بھی چڑھ گئے اور وہ مسلسل اس کے ایک ایک پتھر کو مسمار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے زمین کے برابر کر دیا اور اس کا خادم کہنے لگا، بنیاد غضبناک ہو کر ان کو دھنسا دے گی، جب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے:

چھوڑیئے میں اس کی بنیاد کھودتا ہوں پس انہوں نے بنیاد کو کھودا اور اس کی مٹی نکال دی اور اس کی بناء اور پانی کو اکٹھا کر دیا، اس موقع پر ثقیف حیران رہ گئے، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آ گئے تو آپ نے اسی روز اس کے اموال کو تقسیم کر دیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے اعتزاز اور اس کے رسول کی نصرت پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جو تحریر لکھ کر دی تھی وہ یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مومنین کی جانب:

''طائف کے شکار اور کانٹے دار درختوں کو نہیں کاٹا جائے گا جو ایسا کرتا ہوا پایا گیا اسے کوڑے لگائے جائیں گے، اور اس کے کپڑے اتار لیے جائیں گے، اور اگر کوئی اس سے تجاوز کرے گا تو اسے پکڑ کر محمد ﷺ کے پاس پہنچا دیا جائے گا، اور یہ محمد نبی ﷺ کا حکم ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے خالد بن سعید نے محمد بن عبداللہ لکھا' پس کوئی اس سے تجاوز نہ کرے' اور حضرت محمد نبی ﷺ نے جو حکم دیا ہے اس سے تجاوز کرنے والا اپنے آپ ظلم کرے گا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن الحارث مخزومی مکی نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ بن انسان نے اپنے باپ سے بحوالہ عروہ بن مسعود بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیہ[1] سے آئے اور جب ہم سدرہ کے قریب آئے تو رسول کریم ﷺ قرن کی طرف اس کے سامنے کھڑے ہو گئے' اور آپ نے جس وادی کو اپنی آنکھوں کے سامنے کیا اور کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

''طائف کا شکار اور اس کے کانٹے دار درخت اللہ کا حرام کیا ہوا حرم ہے''۔

اور یہ طائف میں آپ کے نزول اور ثقیف کے محاصرے سے قبل کی بات ہے' ابوداؤد نے اسے محمد بن عبداللہ بن انسان الطائفی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسے اپنے ثقات میں بیان کیا ہے اور ابن معین نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور بعض نے اس کے متعلق اعتراضات کیے ہیں اور احمد اور بخاری وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے' اور شافعی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق بات کی ہے۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن ابی کی وفات:

محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے زہری نے عروہ سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس مرض میں عبداللہ بن ابی کی عیادت کے لیے گئے' جس میں اس کی وفات ہوئی' جب آپ نے اس میں موت کے آثار کو دیکھا تو فرمایا:

''خدا کی قسم میں تمہیں یہود کی محبت سے روکا کرتا تھا''۔ تو وہ کہنے لگا اسعد بن زرارہ نے ان سے نفرت کی ہے پس بس کیجیے۔

اور واقدی بیان کرتا ہے کہ شوال کی چند راتیں باقی تھیں کہ عبداللہ بن ابی بیمار ہو گیا اور ذوالقعدہ میں مر گیا۔ وہ بیس دن بیمار رہا اور اس دوران میں رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کرتے رہے جس روز اس کی وفات ہوئی اس روز آپ اس کے پاس گئے اور وہ جانکنی کی حالت میں تھا' آپؐ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں یہود کی محبت سے روکا تھا'' تو وہ کہنے لگا اسعد بن زرارہ نے ان سے نفرت کی تو اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا' پھر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ یہ عتاب کا وقت نہیں' یہ موت ہے۔ میرے غسل کا پانی لایئے اور مجھے اپنی وہ قمیص عطا فرمایئے جو آپ کی جلد کے ساتھ ہے اور اس میں مجھے کفن دیجیے اور میری نماز جنازہ پڑھیے اور میرے لیے بخشش طلب کیجیے' تو رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔

اور بیہقی نے سالم بن عجلان کی حدیث سے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس واقدی کی طرح ہی بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور اسحاق بن راہویہ کا بیان ہے کہ میں نے ابواسامہ سے کہا میں تمہارے پاس عبیداللہ بن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتا ہوں

---

[1] طائف کے نواح میں ایک بستی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول فوت ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنی قمیص دیں تا کہ میں اسے اس میں کفن دوں' تو آپ نے اسے قمیص عطا کی' پھر اس نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں' تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے' پس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے:

''چاہے تو ان کے لیے بخشش مانگ یا نہ مانگ' اگر تو ان کے لیے ستر بار بخشش مانگے تو اللہ ہرگز ان کو نہیں بخشے گا' اور میں ستر سے زیادہ بار مانگ لوں گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' وہ منافق ہے کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''جو ان میں سے مر جائے اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کفر کیا ہے''۔

اور ابواسامہ نے اس کا اقرار کیا اور کہا: ہاں!

اور بخاری اور مسلم نے صحیحین میں اسے ابواسامہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں گے؟ حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن یہ باتیں کی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا عمر چھوڑیئے مجھے دو اختیار دیئے گئے ہیں اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ میرے ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی بخشش ہوتی ہے تو میں زیادہ استغفار کر لیتا' پھر آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''ان میں سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی جرأت پر حیرت ہوئی' اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

اور سفیان بن عیینہ' عمرو بن دینار سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ:

عبداللہ بن ابی کو قبر میں داخل کر دینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر آئے پس آپ کے حکم سے اسے نکالا گیا تو آپ نے اسے اپنے دونوں گھٹنوں یا رانوں پر رکھا اور اس پر اپنا لعاب دہن پھینکا اور اپنی قمیص اسے پہنائی۔ واللہ اعلم

اور صحیح بخاری میں اسی اسناد سے اس قسم کی بات بیان ہو چکی ہے اور امام بخاری کے نزدیک آپ نے اسے اپنی قمیص اس بات کے بدلے میں پہنائی تھی کہ اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس وقت قمیص پہنائی تھی جب وہ مدینہ آئے تھے اور انہیں عبداللہ بن ابی کی قمیص کے سوا اور کوئی قمیص فٹ نہ آئی تھی۔ اور بیہقی نے اس موقعہ پر ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ کس طرح وہ کثرتِ مال سے فتنہ میں پڑ گیا اور اس نے صدقہ روک لیا' اور ہم نے اس واقعہ کو آیت: ﴿ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله﴾ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔

باب ۵

انصار کی مدح میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جنگ تبوک آخری جنگ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑی اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ انصار کے ایام کو شمار کرتے ہوئے اور غزوہ کے ایام میں آپ کے ساتھ ان کے مواطن کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں' ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن بن احسان کے لیے روایت کی ہے کہ۔

''کیا آپ قوم کے لحاظ سے معد کے بہترین آدمی نہیں خواہ وہ عمامہ باندھیں یا اکٹھے ہوں' وہ ایسے لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے۔ پس نہ انہوں نے کوئی کوتاہی کی اور نہ آپ کو چھوڑا اور انہوں نے آپ کی بیعت کی اور ان میں سے کسی نے بیعت کو نہیں توڑا' اور نہ ان کے ایمان میں کوئی نفاق تھا' اور احد کے روز جب انہیں صبح صبح گھاٹی میں سخت شمشیر زنی لے آئی جو آگ کی طرح روشن تھی اور ذی قرد کے روز جب آپ نے انہیں گھوڑوں پر دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی تو نہ انہوں نے خیانت کی اور نہ بزدلی دکھائی اور ذوالعشیرہ کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے گھوڑوں کے ساتھ ان میں گھس گئے' جن پر نیزے اور تلواریں تھیں۔ اور ودان کے روز انہوں نے گھوڑوں کے رقص کے ساتھ وہاں کے باشندوں کو جلاوطن کر دیا یہاں تک کہ سخت زمین اور پہاڑ نے ہمیں روکا اور کتنی ہی راتوں کو انہوں نے اللہ کی خاطر اپنے دشمنوں کو تلاش کیا اور اللہ ان کے عمل کی انہیں جزا دے گا۔ اور حنین کی شب انہوں نے آپؐ کے ساتھ شمشیر زنی کی۔ اور جنگ میں جب وہ ایک بار سیراب ہوتے تھے تو آپ انہیں دوبارہ سیراب کرتے تھے۔ اور نجد کی جنگ کے روز انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سامان اور غنیمت ملی۔ اور غزوہ القاع میں ہم نے دشمن کو ایسے منتشر کر دیا جیسے گھاٹ سے گھوڑے منتشر کیے جاتے ہیں۔ اور جس روز آپ کی بیعت ہوئی تو وہ اونٹنیوں پر آپ کی بیعت میں شامل تھے اور فتح کے روز وہ آپ کی فوج میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ پس نہ انہوں نے ہلکے پن کا اظہار کیا اور نہ جلد بازی سے کام لیا اور خیبر کے روز وہ آپ کی فوج میں رواں دواں تھے اور وہ سب جانباز اور بہادر تھے' ہم بے ہتھیار ہونے کی وجہ سے ان تلواروں سے لرزہ براندام تھے جو کبھی چوٹ لگا کر ٹیڑھا کر دیتی ہیں' اور کبھی سیدھا کر دیتی ہیں۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم احتساب کے لیے تبوک کی طرف گئے تو وہ آپ کے اوّلین علمبردار تھے اور اگر جنگ ان کو منتشر کر دے تو وہ جنگ کا انتظام کرتے ہیں' یہاں تک کہ ان کے لیے قرب نمایاں ہو جاتا ہے اور وہ لوٹ آتے ہیں' وہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار ہیں اور وہ میری قوم ہیں جب میں ان سے ربط کروں گا تو ان کے پاس جاؤں گا' وہ کریم ہونے کی حالت میں فوت ہوئے اور انہوں نے اپنے عہد کو نہ توڑا اور وہ جب قتل ہوئے تو اللہ کی راہ میں ہی قتل ہوئے''۔

۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجنا اور سورۃ براۃ کا نزول

ابن اسحاق رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اہل طائف کے وفود کے ذکر کے بعد بیان کرتا ہے' جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے بقیہ مہینے' شوال اور ذوالقعدہ میں ٹھہرے رہے پھر آپؐ نے ۹ ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا تاکہ مسلمانوں کو ان کا حج ادا کرائیں اور مشرکین بھی اپنے حج کی منازل پر تھے اور ابھی انہیں بیت اللہ سے روکا نہیں گیا تھا' اور ان میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ آپ کا مؤقت عہد تھا۔ پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ نکلے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی یہ اولین آیات نازل فرمائیں:

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ان لوگوں کے بارے میں اظہار برأت ہے جن کے ساتھ مشرکین میں سے تم نے معاہدہ کیا ہے' پس تم چار ماہ تک زمین میں پھرو اور حج اکبر کے روز اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے' کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں''۔

پھر ابن اسحاق نے ان آیات کے بارے میں گفتگو کی ہے اور ہم نے تفسیر میں اسے بفضل خدا مفصل طور پر بیان کیا ہے' جس کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ آپ ان کے ساتھ ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی نیابت میں' مشرکین تک اعلانِ برأت کے پہنچانے کی ذمہ داری لے لی۔ کیونکہ آپ حضور علیہ السلام کے عصبہ میں سے آپ کے عزاد تھے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابوجعفر بن محمد بن علی سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ جب سورۃ براۃ رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی اس وقت آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو حج کروانے کے لیے بھیج چکے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ اس کام کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیتے' آپ نے فرمایا یہ کام میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کرے گا' پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

''سورۃ براۃ کے پہلے واقعہ کو لے جایئے اور جب لوگ قربانی کے روز منیٰ میں جمع ہوں تو ان میں اعلان کر دیجیے کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کر سکے گا اور نہ کوئی برہنہ آدمی بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس کا اللہ کے رسول کے پاس کوئی عہد ہو تو وہ عہد اس کی مدت تک اس سے قائم رہے گا''۔

پس حضرت علی رضی اللہ عنہ' رسول کریم ﷺ کی ناقہ عضباء پر سوار ہو کر نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے' اور جب حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پوچھا آپ امیر ہیں یا مامور؟ انہوں نے جواب دیا مامور ہوں' پھر دونوں روانہ ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور عرب اس سال اپنی حج کی ان منازل پر تھے جن پر وہ جاہلیت میں ادا کرتے تھے۔ تا آنکہ قربانی کا دن آ گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دیا جس کا رسول کریم ﷺ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ اور آپ نے جس روز ان میں اعلان کیا اس سے چار ماہ کی مدت مقرر کی تا کہ ہر قوم اپنے مامن اور علاقے میں واپس چلی جائے' پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ ہو گا' سوائے اس شخص کے جس کا رسول کریم ﷺ کے ساتھ کوئی عہد ہو گا تو وہ اس کی مدت تک اس کے ساتھ رہے گا' پس اس سال کے بعد کسی مشرک نے حج نہ کیا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔

پھر دونوں حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ اور یہ حدیث اس طریق سے مرسل ہے اور امام بخاری نے ۹ ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لوگوں کو حج کروانے کے باب میں بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد ابوالربیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فلیح نے زہری سے بحوالہ حمید بن عبدالرحمٰن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ:

''جس حج میں نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تھا اس میں آپ کو ایک جماعت کے ساتھ آپ نے لوگوں میں اعلان کرنے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے''۔

اور ایک دوسرے مقام پر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں لیث نے بتایا کہ مجھ سے عقیل نے بحوالہ ابن شہاب بیان کیا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

''اس حج میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اعلان کرنے والوں میں بھیجا' آپ نے انہیں قربانی کے روز بھیجا' اور وہ منیٰ میں اعلان کرتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے''۔

حمید بیان کرتے ہیں پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے بھیجا اور انہیں سورۃ برأت کے اعلان کرنے کا حکم دیا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ منیٰ میں قربانی کے روز لوگوں میں سورۃ براۃ کا اعلان کیا اور یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

اور امام بخاری کتاب الجہاد میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا' ہمیں شعیب نے زہری سے اطلاع دی کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قربانی کے روز' مجھے اعلان کرنے والوں میں بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ اور حج اکبر کا دن' قربانی کا دن ہوتا ہے اور اسے اکبر اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ لوگ عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سال لوگوں کے پاس گئے اور جس سال رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا اس سال کسی مشرک نے حج نہیں کیا' اور مسلم نے زہری کے طریق سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن مغیرہ عن الشعبی عن محرز بن ابی ہریرہ

عن ابیہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' راوی نے پوچھا آپ کیا اعلان کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہم اعلان کرتے تھے کہ مومن کے سوا کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس شخص کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی عہد ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ اور جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول' مشرکین سے بری ہوں گے اور اس سال کے بعد کوئی مشرک اس گھر کا حج نہ کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اعلان کرتے کرتے میری آواز بیٹھ گئی۔ اور یہ جید اسناد ہے' لیکن اس میں راوی کے قول کی جہت سے نکارت پائی جاتی ہے کہ جس کا کوئی عہد ہے اس کی مدت چار ماہ ہے' کچھ لوگوں کا یہی خیال ہے' لیکن صحیح یہ ہے کہ جس کا کوئی عہد ہے اس کی مدت اس کی میعاد تک ہے' خواہ وہ چار ماہ سے زائد ہو' اور جس کی کلیتہً کوئی معیاد نہ ہو اسے چار ماہ کی مہلت ہے' باقی رہ گئی تیسری قسم اور وہ یہ کہ جس کی مدت' مہلت کے روز سے چار ماہ سے کم عرصے میں ختم ہو جاتی ہو تو اس کے متعلق احتمال ہے کہ اسے پہلی قسم میں شامل کیا جائے گا اور اس کی مہلت اس کی مدت تک ہوئی' خواہ وہ کم ہی ہو۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اسے چار ماہ کی مہلت دے دی جائے کیونکہ یہ ان لوگوں سے اولیٰ ہے جن کا کلیتہً کوئی عہد ہی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے بحوالہ سماک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ براۃ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا' پس جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے فرمایا:

''اسے میرے یا میرے اہل بیت کے ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہیں پہنچا سکے گا''۔

پس آپ نے اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا' اور اسے ترمذی نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں حسن غریب کہا ہے۔ اور عبداللہ بن احمد نے عن لوین عن محمد بن جابر عن سماک عن حلس عن علی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا تو انہوں نے جحفہ میں آپ سے تحریر لے لی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ جبریل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا ہے کہ آپؐ یا آپ کا کوئی تعلق دار پہنچائے گا' یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے اور اس کے متن میں نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے بحوالہ ابواسحاق' زید بن یثیع سے جو ہمدان کا ایک آدمی ہے۔ بیان کیا ہے' وہ کہتا ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا جس روز رسول کریم ﷺ نے آپ کو حج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تھا کیا بات دے کر بھیجا تھا؟ آپ نے جواب دیا چار باتوں کے ساتھ بھیجا تھا' جنت میں مومن کے سوا کوئی شخص داخل نہ ہوگا' اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے گا' اور جس کا اور رسول کریم ﷺ کا کوئی عہد ہے' وہ عہد اپنی مدت تک برقرار رہے گا' اور اس سال کے بعد مشرکین حج نہیں کریں گے۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو سفیان کی حدیث سے بروایت ابواسحاق السبیعی عن زید بن یثیع عن علی ایسے ہی بیان کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ پھر بیان کیا ہے کہ اسے شعبہ نے ابواسحاق سے بیان کیا ہے اور زید کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ابن اثیل ہے اور ثوری نے اسے ابواسحاق سے اس کے بعض اصحاب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا

ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن جریر نے اسے معمر کی حدیث سے عن ابواسحاق عن الحارث عن علی روایت کیا ہے' ابن جریر بیان کرتا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن الحکم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں ابوزرعہ وہب اللہ بن راشد نے خبر دی کہ ہمیں حیوۃ بن شریح نے بتایا کہ ہمیں ابن صخر نے بتایا کہ اس نے ابومعاویہ البجلی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ابوالصہباء البکری کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے حج اکبر کے دن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما کو لوگوں کو حج کروانے کے لیے بھیجا تھا اور مجھے آپ نے ان کے ساتھ سورہ براۃ کی چالیس آیات دے کر بھیجا' یہاں تک کہ آپ عرفہ آ گئے اور آپ نے عرفہ کے لوگوں کو خطاب کیا' جب آپ خطاب کر چکے تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اے علی کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچاؤ پس میں کھڑا ہو گیا اور میں نے انہیں سورۃ برأت کی چالیس آیات سنائیں' پھر ہم لوٹ آئے اور منیٰ میں آ گئے اور میں نے رمی جمار کیا اور اونٹ کو ذبح کیا' پھر میں نے اپنا سر منڈایا اور مجھے معلوم ہوا کہ عرفہ کے روز تمام لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں حاضر نہ تھے پس میں ان کے خیموں میں انہیں تلاش کر کے انہیں آیات سنانے لگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے اسے قربانی کا دن خیال کیا ہے۔ آگاہ رہو وہ یوم عرفہ تھا۔ اور ہم نے اپنی تفسیر میں اس مقام پر طویل کلام کیا ہے اور اس بارے میں مفصل طور پر آثار واحادیث کی اسانید کو بیان کیا ہے۔ جو خدا کے فضل سے کفایت کرنے والا ہے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ سے تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم نکلے تھے جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ بھی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ پانچ اونٹ لے گئے اور رسول کریم ﷺ نے ان کے ساتھ بیس اونٹ بھیجے' پھر ان کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ العرج مقام پر آپ کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے مکہ میں حاجیوں کے جمع ہونے کے وقت سورۂ برأت کا اعلان کیا۔



باب ۶

اور اس سال یعنی ۹ھ میں ہونے والے واقعات میں سے ایک غزوہ تبوک ہے جو رجب میں ہوا جیسا کہ قبل ازیں اس کا حال بیان ہو چکا ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ رجب میں ہی شاہ حبشہ نجاشی کی وفات ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی موت کی خبر دی اور اسی سال کے شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے وفات پائی جنہیں حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے غسل دیا اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں انصاری عورتوں نے غسل دیا' جن میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ صحیحین میں لکھا ہے اور اسی طرح حدیث میں لکھا ہے کہ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو فرمایا:

''کوئی شخص جس نے آج شب اپنے اہل سے قربت کی ہے وہ اسے قبر میں داخل نہیں کرے گا''۔

تو ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رک گئے اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں دفن کیا' اور آپ کے کلام سے یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کا مقصد یہ ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ابوطلحہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کی طرح کون شخص رضا کارانہ طور پر قبر کھودنے اور دفن کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''ان لوگوں میں سے وہ شخص اس کی قبر میں داخل ہو جس نے اپنے اہل بیت سے قربت نہیں کی''۔

یہ بات بعید ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسری بیوی بھی ہو۔ یہ بعید ہے۔ واللہ اعلم

اور اسی سال میں آپؐ نے ایلہ کے بادشاہ اور جرباء اور اذرح اور دومۃ الجندل کے حکمران سے مصالحت کی جیسا کہ قبل ازیں اپنے مقام پر اس کی وضاحت ہو چکی ہے اور اسی میں آپ نے مسجد ضرار کو مسمار کیا جسے منافقین کی جماعت نے مسجد کی طرز پر بنایا تھا جو درپردہ دارالحرب تھی' پس آپ کے حکم سے اسے نذر آتش کر دیا گیا اور اسی سال کے رمضان میں ثقیف کے وفد نے آ کر اپنی قوم کی جانب سے مصالحت کی اور امان لے کر ان کے پاس واپس گئے اور لات کو توڑا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور اسی میں منافقین کا لیڈر عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہوا' اور اس سے چند ماہ قبل حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی' یا مزنی' کی وفات ہوئی۔ اور اگر یہ روایت درست ہے تو یہ وہی شخص ہے جس کی نماز جنازہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں پڑھی اور اس سال میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اسی میں عرب قبائل کے عام وفود آئے اسی لیے اس کو عام الوفود یعنی وفود کا سال کہتے ہیں۔ اور اب ہم امام بخاری کی اقتداء میں اس کے لیے ایک باب باندھتے ہیں۔

باب ۷

رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آنے والے وفود

محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو فتح کیا اور تبوک سے فارغ ہوئے اور ثقیف اسلام لے آئے اور بیعت کر لی تو ہر جانب سے عربوں کے وفود آپ کے پاس آنے لگے' ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھے ابوعبیدہ نے بتایا کہ نویں سال کو وفود کا سال کہا جاتا ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عرب اپنے اسلام کے بارے میں قریش قبیلے کے معاملے کا انتظار کر رہے تھے۔ کیونکہ قریش لوگوں کے راہنما' پیشوا اور بیت اللہ اور حرم کے باشندے تھے اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم کی خالص اولاد اور بلا انکار عربوں کے لیڈر تھے اور قریش ہی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ اور مخالفت کی نیو رکھی تھی اور جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش آپؐ کے مطیع ہو گئے اور اسلام نے انہیں عاجز کر دیا تو عربوں کو معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ اور عداوت کرنے کی سکت نہیں رکھتے' تو وہ قولِ الٰہی کے مطابق فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو گئے اور ہر جانب سے آپ کے پاس آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرماتا ہے:

''جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا دیکھیں گے' پس آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس کی حفاظت طلب کیجیے بے شک وہ توبہ قبول کر کے اپنے فضل سے نوازنے والا ہے''۔

یعنی آپ اپنے دین کے غالب آنے پر اللہ کا شکر ادا کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے بے شک وہ توبہ قبول کر کے نوازنے والا ہے۔ اور قبل ازیں ہم عمرو بن مسلمہ کی حدیث بیان کر آئے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ عربوں نے اپنے اسلام کے معاملے کو فتح تک مؤخر کر دیا' وہ کہتے اسے اور اس کی قوم کو چھوڑ دو' اگر وہ ان پر غالب آ گیا تو وہ سچا نبی ہے۔ پس جب اہل فتح کا معرکہ ہوا تو ہر قوم نے اپنے اسلام میں جلدی کی اور میری قوم نے بھی اپنے اسلام میں جلد بازی سے کام لیا' اور جب وہ آئے تو کہنے لگے خدا کی قسم میں تمہارے پاس فی الواقعہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس سے آیا ہوں آپ نے فرمایا ہے کہ فلاں نماز فلاں وقت اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جو قرآن کو زیادہ جانتا ہے وہ تمہاری امامت کرے اور اس نے تمام حدیث بیان کی جو صحیح بخاری میں موجود ہے۔

میں کہتا ہوں کہ محمد بن اسحاق' واقدی' بخاری اور ان کے بعد بیہقی نے وفود کا ذکر کیا ہے جو ان کی قوم کی تاریخ میں نویں سال اور فتح مکہ سے بھی متقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جن لوگوں نے تم میں سے فتح سے قبل خرچ کیا ہے اور جنگ کی ہے ان لوگوں کے درجات ان لوگوں کے مقابلہ میں

بہت بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی اور اللہ نے سب سے نیکی کا وعدہ کیا ہے۔

اور یوم فتح سے قبل آپ نے فرمایا:

''ہجرت کوئی نہیں بلکہ جہاد اور نیت ہے پس زمانہ فتح میں آنے والوں کے درمیان جنہیں وفود ہجرت شمار کیا جاتا ہے اور فتح کے بعد ان سے ملنے والوں کے درمیان جن سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی اور نیکی کا وعدہ کیا ہے سابق کا امتیاز کرنا ضروری ہے لیکن اس میں زمانے اور فضیلت کے سابق کی طرح کی بات نہیں ہے''۔ واللہ اعلم

ہاں جن ائمہ نے وفود کے بیان کا اہتمام کیا ہے انہوں نے کچھ باتوں کا ذکر نہیں کیا' ہم بفضل خدا اس کا بھی ذکر کریں گے اور جن باتوں کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے انہیں بیان کریں گے ان شاء اللہ' اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد ہے۔

محمد بن عمر واقدی بیان کرتا ہے کہ ہم سے کثیر بن عبداللہ مزنی نے بحوالہ اپنے باپ اور دادا کے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس مضر سے مزینہ کے چار سو آدمی آئے۔ یہ رجب ۵ ھ کا واقعہ ہے پس رسول کریم ﷺ نے ان کے لیے ان کے گھر میں ہجرت بنا دی اور فرمایا: ''تم جہاں بھی ہو مہاجر ہو پس اپنے اموال کے پاس واپس چلے جاؤ''۔

پس وہ اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے۔ پھر واقدی نے' ہشام بن کلبی سے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے مزینہ میں سے خزاعی بن عبد نہم آیا اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے دس آدمی بھی تھے۔ پس اس نے اپنی قوم کے اسلام پر آپ کی بیعت کی' مگر جب واپس آ گیا تو اس نے ان کو اپنے خیال کے مطابق نہ پایا اور وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے' حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ خزاعی کی ہجو کیے بغیر اس پر تعریض کریں' تو آپ نے اشعار کہے اور جب وہ اشعار خزاعی کو پہنچے تو اس نے اپنی قوم کے پاس اس امر کی شکایت کی پس وہ اس کے ساتھ آ گئے اور اس کے ساتھ اسلام قبول کر لیا اور وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور جب فتح کا دن آیا تو رسول کریم ﷺ نے مزینہ کا جھنڈا اسی خزاعی کو عطا فرمایا اس وقت خزاعیوں کی تعداد ایک ہزار تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ عبداللہ ذوالبجادین کا بھائی تھا۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ باب وفد بنی تمیم میں بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن ابی صخر عن صفوان بن محیر المازنی عن عمران بن الحصین بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا تو آپ نے فرمایا: ''اے بنی تمیم بشارت کو قبول کرو' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں بشارت دی ہے پس ہمیں عطا کیجیے' پس ناراضگی کے آثار آپؐ کے چہرے پر دیکھے گئے' پھر یمن کا ایک گروہ آیا تو آپ نے فرمایا: بشارت کو قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے قبول کیا' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ ابن جریج نے اسے ابن ابی ملیکہ سے خبر دی کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس بنو تمیم کے کچھ سوار آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں قعقاع بن معبد بن زرارہ کو امیر بناتا ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اقرع بن حابس کو امیر بناتا ہوں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ میری مخالفت کرنا چاہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا' پس دونوں جھگڑ پڑے یہاں تک کہ ان کی

آوازیں بلند ہوگئیں تو یہ آیت نازل ہوئی:

''اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو''۔

یہاں تک کہ ان کی آوازیں بند ہوگئیں۔ اور امام بخاریؒ نے اسی طرح ایک طریق سے ابن ابی ملیکہ سے دوسرے الفاظ سے روایت کی ہے جسے ہم نے تفسیر میں قول الٰہی:

''اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو''۔

کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب عرب کے وفود رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے تو بنوتمیم کے اشراف میں عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس تمیمی بھی آپ کے پاس آیا اور اقرع بن عابس زبرقان بن بدر تمیمی۔ جو بنی سعد کا ایک آدمی تھا۔ حتات[1] بن یزید، نعیم بن یزید، قیس بن حارث اور بنی سعد کا قیس بن عاصم بھی بنی تمیم کے کے بڑے وفد میں شامل تھے۔ ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری بھی ان کے ساتھ شامل تھا اور اقرع بن حابس اور عیینہ، فتح مکہ، حنین اور طائف میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ شامل تھے، اور جب بنوتمیم کا وفد آیا تو یہ دونوں بھی ان کے ساتھ تھے اور جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے حجروں کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو آوازیں دیں اے محمدؐ! ہمارے پاس باہر آیئے۔ پس انہوں نے اپنی آوازوں سے رسول کریم ﷺ کو اذیت دی، پس آپ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے محمد ﷺ ہم آپ کے پاس اظہار تفاخر کے لیے آئے ہیں، پس آپ ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت عطا فرمائیں آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں کے خطیب کو اجازت دیتا ہے۔ وہ جو کہنا چاہتا ہے کہے تو عطارد بن حاجب نے کھڑے ہو کر کہا:

اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر فضل واحسان کیا ہے اور وہی اس کا اہل ہے جس نے ہمیں بادشاہ بنایا اور ہمیں بہت اموال عطا فرمائے ہیں جن سے ہم اچھے کام کرتے ہیں اور اس نے ہمیں اہل مشرق پر غلبہ دیا ہے اور زیادہ تعداد اور زیادہ ساز وسامان والا بنایا ہے، پس لوگوں میں ہم جیسا کون ہے۔ کیا ہم لوگوں کے سردار اور صاحب فضل نہیں، پس جو فخر میں ہم سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے وہ ہماری طرح تیاری کرے۔ اور اگر ہم چاہتے تو زیادہ گفتگو کرتے لیکن اس نے ہمیں جو کچھ عطا کیا ہے اس کے بارے میں ہم زیادہ باتیں کرنے سے ڈرتے ہیں اور ہم اس بات کو جانتے ہیں، میں کہتا ہوں تم ہمارے قول کی مثل اور ہمارے امر سے افضل امر لاؤ۔

پھر وہ بیٹھ گیا تو رسول کریم ﷺ نے بنی حارث بن خزرج سے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا۔ اپنی تقریر میں اس آدمی کو جواب دو، ثابت نے کھڑے ہو کر کہا:

---

[1] حلبیہ میں اسے حجاب، الیتموریہ میں حجاب اور ابن اسحاق بن حتحات بیان کیا گیا ہے اور ابن ہشام حتات بیان کرتا ہے اور سہیلی نے اس کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

اس خدا کی تعریف ہے' زمین و آسمان جس کی مخلوق ہیں اور اس نے ان میں اپنا امر نافذ کیا ہے اور اس کے علم نے اس کی حکومت کو وسیع کیا ہے اور ہر چیز اس کے فضل سے ہی ہوتی ہے اور اس کی قدرت میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنایا ہے اور اپنے افضل لوگوں میں سے اپنا رسول چنا ہے اور اسے نسب کے لحاظ سے عزت دی ہے اور بات کے لحاظ سے سچا بنایا ہے اور حسب کے لحاظ سے فضیلت دی ہے اور اس پر کتاب نازل فرمائی ہے اور اسے اپنی مخلوق میں امین بنایا ہے اور وہ عالمین میں اللہ تعالیٰ کا افضل آدمی ہے پھر اس نے لوگوں کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دی تو آپ کی قوم اور رشتہ داروں میں سے مہاجرین رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے جو حسب کے لحاظ سے سب لوگوں سے بڑھ کر قدیم ہیں' اور چہروں کے لحاظ سے سب لوگوں سے حسین ہیں اور افعال کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہترین ہیں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے سب سے پہلے آپ کو قبول کیا۔ پس ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسول کے وزراء ہیں اور جب تک لوگ ایمان نہ لائیں ہم ان سے جنگ کریں گے اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے اس کا مال اور خون محفوظ ہو جاتا ہے اور جو انکار کرتا ہے ہم اللہ کی راہ میں ہمیشہ اس سے جہاد کریں گے اور اس کا قتل کرنا ہم پر آسان ہے۔ میں یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لیے اور تمہارے لیے اور مومنین اور مومنات کے لیے اللہ کی حفاظت چاہتا ہوں۔ والسلام علیکم

اور زبرقان بن بدر نے کھڑے ہو کر کہا:

ہم معزز آدمی ہیں اور کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کر سکتا ہم میں بادشاہ ہیں اور ہم میں گرجے قائم کیے جاتے ہیں اور ہم نے کتنے ہی قبیلوں کو لوٹ اور قابل اتباع عزت کے وقت مجبور کر دیا ہے اور قحط کے وقت ہمارے باورچی خانے سے بھنے ہوئے گوشت کھائے جاتے ہیں جبکہ گھبرانے والے آدمی سے انس نہیں کیا جاتا۔ ہر علاقے سے لوگوں کے سردار ہمارے پاس گرتے پڑتے آتے ہیں اور ہم ان سے حسن سلوک کرتے ہیں اور ہم اپنی اصل سے محبت کی وجہ سے مہمانوں کے لیے اچھے اونٹ ذبح کرتے ہیں اور جب وہ آتے ہیں تو سیر ہو جاتے ہیں' پس ہم کس قبیلہ سے مقابلہ کریں وہ اس حال میں بھی ہم سے استفادہ کرتے ہیں' جب سرکٹ رہے ہوں۔ پس جو بھی اس بارے میں ہم سے مقابلہ کرے ہم اسے جانتے ہیں جب لوگ واپس آتے ہیں تو ان کی خبریں سنی جاتی ہیں۔ ہم نے سب کی نافرمانی کی ہے۔ مگر ہماری کسی نے نافرمانی نہیں کی۔ ہم فخر کے وقت اس طرح سر بلند ہوتے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے' رسول کریم ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو لوگوں کے شاعر نے جو کہنا تھا کہا اور خوب بیان کیا اور میں نے بھی اسی کے مطابق کہا۔ جب زبرقان فارغ ہو گیا تو رسول کریم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا اے حسان کھڑے ہو کر اس آدمی کو جواب دیجیے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

فہر کے پیشواؤں اور ان کے بھائیوں نے لوگوں کے سامنے ایک اتباع طریق واضح کیا ہے۔ جسے ہر پاک باطن متقی اور کار خیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جب جنگ کرتے ہیں تو اپنے دشمن کو نقصان پہنچاتے ہیں یا اپنے پیروکاروں کو فائدہ

پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی یہ عادت نئی نہیں ہے' جان لو! عادات میں سے بری عادات' بدعات ہیں۔ اگرچہ ان کے بعد بھی سبقت کرنے والے ہوئے ہیں لیکن ہر سبقت کرنے والا ان کا تابع ہے۔ دفاع کے وقت لوگوں کے ساتھ جس چیز کو گرا دیں وہ اسے نہیں اٹھاتے اور نہ بلندی کی ہوئی چیز کو گراتے ہیں' اگر وہ کسی روز لوگوں سے ساتھ جس چیز کو گرا دیں وہ اسے نہیں اٹھاتے اور نہ بلند کی ہوئی چیز کو گراتے ہیں' اگر وہ کسی روز لوگوں سے سبقت کر جائیں تو ان کی دوڑ کامیاب ہو جاتی ہے' یا بزرگوں سے سخاوت میں مقابلہ کریں تو دیر تک فائدہ پہنچاتے ہیں۔ وہ عفیف ہیں اور وحی میں ان کی عفت کا ذکر کیا گیا ہے وہ طامع نہیں نہ ہی طمع انہیں ہلاک کرتا ہے۔ اور وہ پڑوسی کو اپنے احسان سے محروم نہیں کرتے اور نہ ان کی طبیعت طمع کو مس کرتی ہے اور جب ہم کسی قبیلے سے برسرپیکار ہوتے ہیں تو ہم رینگ کر ان کی طرف نہیں جاتے جیسے جنگلی گائے کی طرف بچھڑا جاتا ہے۔ جب مخلوط گروہ جنگ کے پنجوں سے ڈرتے ہیں تو ہم ان کی تکلیف کے وقت اس کی طرف بڑھتے ہیں اور جب وہ دشمن پر کامیاب ہو جاتے ہیں تو فخر نہیں کرتے اور اگر انہیں تکلیف پہنچے تو وہ بزدل نہیں ہوتے اور نہ گھبراتے ہیں' جب موت قریب ہو تو وہ میدان کارزار میں شیر ہوتے ہیں اور ان کی تلواروں کے پرتلوں کے نیچے تسمے میں کجی پیدا ہو جاتی ہے' جب وہ ناراض ہوں تو وہ جو معاف کریں اسے لے لو لیکن جس چیز سے منع کریں اس کے لینے کا ارادہ نہ کرنا' ان کی عداوت چھوڑ دو۔ ان کی جنگ میں ایسا شر ہے جس میں زہر اور ایلوا ہے۔ جب خواہشات اور پارٹیاں متفرق ہو جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی قوم اور ان کے پیروکاروں کی عزت کر میری مدح نے انہیں کارگر تلوار کی طرح زبان تحفہ میں دی ہے جس کی پسندیدگی میں دل اس کی مدد کرتا ہے۔ پس وہ سب قبائل سے افضل ہیں خواہ لوگ سنجیدہ ہوں یا مذاق کریں۔

ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھے بنی تمیم کے بعض شاعروں نے بتایا کہ جب زبرقان بنی تمیم کے وفد میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کھڑے ہو کر کہا:

ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ جب حج کے مواقع پر لوگوں میں اختلاف ہو تو لوگ ہماری فضیلت کو جان لیں۔ اور ہم ہر جنگ میں لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اور سرزمین حجاز میں دارم کی طرح کوئی نہیں' اور جب نشانیوں والے نخوت کرتے ہیں تو ہم ان کو ہٹا دیتے ہیں اور متکبر اور اکڑباز کے سر پر تلوار مارتے ہیں اور ہر لوٹ میں ہمارا چوتھا حصہ ہوتا ہے جو نجد یا ارض عجم میں کی جاتی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اسے جواب دیا:

کیا بزرگی' سخاوت' بادشاہوں کی جاہ و حشم اور بڑے امور کی برداشت ہی کا نام ہے۔ ہم نے معد کے رضامند اور ناراض لوگوں کے مقابلہ میں حضرت محمد نبی ﷺ کو پناہ دی ہے اور ان کی مدد کی ہے ایک ایسے قبیلے کے ذریعے جس کی اصل اور ثروت جولان کے حوض میں عجمیوں کے درمیان پڑی ہے۔ جب آپ ہمارے گھر میں اترے تو ہم نے ہر ظلم و زیادتی کرنے والے کے مقابلہ میں آپ کی مدد کی۔ ہم نے شمشیر ہائے براں سے لوگوں کو مارا یہاں تک کہ وہ آپ کے دین کے پیروکار ہو گئے ہم عظیم قریش کی اولاد ہیں اور آل ہاشم سے ہمارا بیٹا ہی نیکی کا نبیؐ ہے۔ اے بنی دارم فخر نہ کرو تمہارا فخر کارناموں کے تذکرہ کے وقت وبال بن کر لوٹ آئے گا۔ تم بے اولاد ہو اور ہم پر فخر کرتے ہو حالانکہ تم ہمارے خادم ہو اور اگر تم اپنے جان و مال کو بچانے آئے ہو تو اسے

حصوں میں تقسیم کردو۔ اور اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسلام قبول کرلو اور عجمیوں کا سا لباس نہ پہنو۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی بات سے فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس کہنے لگا۔ میرے باپ کی قسم آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے بڑا خطیب اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑا شاعر اور ان کی آوازیں بھی ہم سے بلند ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے جب یہ لوگ فارغ ہو گئے تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں خوب عطیات دیئے۔ اور عمرو بن الاہتم کو یہ لوگ اپنی قیامگاہوں میں پیچھے چھوڑ آئے تھے اور وہ ان سب سے کم عمر تھا' قیس بن عاصم نے کہا اور وہ عمرو بن الاہتم سے بغض رکھتا تھا' یا رسول اللہ ﷺ ہمارا ایک آدمی ہماری قیامگاہوں میں ہے اور وہ ایک نوعمر آدمی ہے آپ اسے کم دیں لیکن رسول کریم ﷺ نے اسے دوسرے لوگوں کے برابر دیا' جب عمرو بن الاہتم کو پتہ چلا کہ قیس نے یہ بات کہی تھی تو اس نے اس کی ہجو کرتے ہوئے کہا:

تو رسول کریم ﷺ کے پاس ذم کے جال بچھائے مجھے گالیاں دیتا رہا لیکن تو نے سچ نہ بولا۔ ہم نے تم پر لگا تار سرداری کی اور تمہاری سرداری اپنی ڈاڑھیں نمایاں کیے دم پر گری ہوئی ہے۔

حافظ بیہقی نے یعقوب بن سفیان کے طریق سے روایت کی ہے کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن یزید نے بحوالہ محمد بن زبیر حنظلی بیان کیا وہ کہتا ہے کہ:

زبرقان بن بدر' قیس بن عاصم اور عمرو بن الاہتم' رسول کریم ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ نے عمرو بن الاہتم سے فرمایا مجھے زبرقان کے متعلق بتاؤ اور میں اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھتا' میرا خیال ہے کہ آپ قیس کو جانتے تھے' اس نے کہا وہ اپنے قریبیوں میں مطاع ہے' بہت فصیح ہے اور جو لوگ اس کے پیچھے ہیں' ان کی حفاظت کرنے والا ہے۔

زبرقان نے کہا' اس نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے اور اسے معلوم ہے کہ جو اس نے کہا ہے میں اس سے بہتر ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ عمرو نے کہا۔ خدا کی قسم میں تجھے جانتا ہوں تو مروت کو ایذا دینے والا' تنگ باڑے والا' بیوقوف باپ والا اور کمینے ماموں والا ہے۔ پھر وہ کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دونوں باتوں میں سچ بولا ہے اس نے مجھے راضی کیا تو میں جو اس کی اچھائی جانتا تھا وہ میں نے بیان کر دیں' اس نے مجھے ناراض کیا تو میں جو اس کی بری باتیں جانتا تھا وہ بیان کر دیں' راوی بیان کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ بیان بھی ایک جادو ہے۔ اس طریق سے یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی بیان کرتا ہے کہ یہ ایک اور طریق سے موصول بیان ہوئی ہے' ہمیں ابوجعفر کامل بن احمد المستملی نے خبر دی کہ ہم سے علی بن حرب طائی نے بیان کیا کہ ہمیں ابوسعد بن الہیثم بن محفوظ نے عن ابوالمقوم یحییٰ بن یزید انصاری عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس بتایا کہ قیس بن عاصم' زبرقان بن بدر اور عمرو بن الاہتم تمیمی حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے تو زبرقان نے فخریہ طور پر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں تمیم کا سردار ہوں اور ان میں مطاع ہوں اور میری بات ان میں مانی جاتی ہے۔ میں انہیں ظلم سے روکتا ہوں اور ان کو ان کے حقوق دیتا ہوں اور اس بات کو عمرو ابن الاہتم جانتا ہے' عمرو بن الاہتم نے کہا یہ بڑا فصیح البیان ہے' محفوظ اور

اپنے قریبیوں میں مطاع ہے' زبرقان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے جو بات بیان کی ہے اس کے علاوہ بھی یہ میرے متعلق جانتا ہے مگر حسد اسے بولنے نہیں دیتا' عمرو بن الاہتم کہنے لگا میں تجھ سے حسد کروں گا' خدا کی قسم تو کمینے ماموں والا' تو دولتیہ بیوقوف باپ والا اور قبیلے میں بیکار آدمی ہے' یا رسول اللہ ﷺ قسم بخدا میں نے جو بات پہلے بیان کی ہے وہ بھی سچی ہے اور جو بات میں نے آخر میں کی ہے اس میں بھی میں نے جھوٹ نہیں بولا' لیکن میں ایسا آدمی ہوں جب راضی ہوتا ہوں تو جو اچھی بات مجھے معلوم ہوتی ہے وہ بیان کرتا ہوں اور جب ناراض ہوتا ہوں تو جو بری بات مجھے معلوم ہوتی ہے اسے بیان کرتا ہوں اور میں نے پہلی اور دوسری دونوں باتوں میں سچ بیان کیا ہے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ بیان بھی ایک جادو ہے۔ اور اس کا اسناد بہت غریب ہے۔

اور واقدی نے ان کی آمد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے خزاعہ کے خلاف ہتھیار اٹھائے تو رسول کریم ﷺ نے عیینہ بن بدر کو پچاس آدمیوں کے ساتھ جن میں کوئی مہاجر اور انصاری نہ تھا ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے ان میں سے گیارہ مردوں' گیارہ عورتوں اور تیس بچوں کو قیدی بنا لیا اور ان کے قیدی ہو جانے کے باعث ان کے سردار آئے اور بعض کہتے ہیں کہ ان میں سے نوے یا اسی آدمی آئے' جن میں عطارد' زبرقان' قیس بن عاصم' قیس بن حارث' نعیم بن سعد' اقرع بن حابس' رباح بن حارث اور عمرو بن الاہتم شامل تھے۔ وہ مسجد میں آئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان دی اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے آنے کا انتظار کرنے لگے اور ان لوگوں نے حجروں کے پیچھے سے آپ کو بلانا شروع کر دیا تو ان کے بارے میں جو نازل ہونا تھا وہ نازل ہوا۔ پھر واقدی نے ان کے خطیب اور شاعر کا ذکر کیا ہے اور رسول کریم ﷺ نے ان کے ہر آدمی کو بارہ اوقیے اور اونٹ کے چھوٹے بچے عطیہ دیئے اور عمرو بن الاہتم کو آپ نے اس کی نوعمری کی وجہ سے پانچ اوقیے دیئے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ انہی کے بارہ میں قرآن کی یہ آیات نازل ہوئی ہیں:

''بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے آوازیں دیتے ہیں ان کی اکثریت لایعقل ہے اور اگر وہ آپؐ کے نکلنے تک صبر کرتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

ابن جریر بیان کرتا ہے ہم سے ابو عمار الحسین بن حریث المروزی نے بیان کیا کہ ہم سے فضل بن موسیٰ نے عن الحسین بن واقد عن ابی اسحاق عن البراء بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول:

''بے شک جو لوگ حجروں کے پیچھے سے آوازیں دیتے ہیں''۔

کا شان نزول یہ ہے کہ ایک آدمی رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے محمد ﷺ میرا تعریف کرنا اچھا اور مذمت کرنا برا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ شان تو اللہ تعالیٰ کی ہے' اور اس کا اسناد جید اور متصل ہے اور اسے حضرت حسن بصری اور قتادہ سے مرسل روایت کیا گیا ہے اور اس آدمی کا نام بھی بیان کیا گیا ہے' امام احمد بیان کرتے ہیں' ہم سے عفان نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا اور ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے ابو سلمہ سے عن عبد الرحمٰن عن اقرع بن حابس بیان کیا کہ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اے محمدؐ اے محمدؐ کہہ کر آواز دی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر آواز دی مگر آپؐ نے اسے جواب نہ دیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا تعریف کرنا اچھا اور مذمت کرنا برا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں حدیث:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے جریر نے عن عمارہ بن القعقاع بن عن ابی زرعہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے بنی تمیم کے بارے میں تین باتیں سنی ہیں میں ان سے ہمیشہ محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا ان میں یہ تین باتیں پائی جاتی ہیں:

''میری امت میں سے وہ دجال پر سب سے زیادہ سخت ہوں گے''۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی ایک قیدی عورت تھی آپ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے''۔ اور ان کے صدقات آئے تو آپ نے فرمایا: ''یہ میری قوم کے صدقات ہیں''۔

اور مسلم نے بھی اسی طرح زہیر بن حرب سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث قتادہ کے ان اشعار کی تردید کرتی ہے جنہیں صاحبِ حماسہ نے ان کی مذمت میں بیان کیا ہے کہ:

''بنو تمیم کمینگی کے راستوں میں بھٹیر تیتر سے بھی بڑھ کر راہ پانے والے ہیں اور اگر وہ ہدایت کے راستے پر چلیں تو بھٹک جائیں اور اگر بنو تمیم دور سے ایک پسو کو ایک جوں کی پشت پر سوار دیکھیں تو بھاگ جائیں''۔

بنو عبدالقیس کا وفد:

پھر امام بخاریؒ وفد بنی تمیم کے بعد وفد عبدالقیس کا باب باندھتے ہیں ابو اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابو عامر العقدی نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ ہم سے قرۃ نے ابوحمزہ سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میرے پاس ایک مٹکا ہے جس میں میرے لیے نبیذ بنایا جاتا ہے۔ پس میں اسے سیاہی مائل میٹھا ہونے پر پیتا ہوں میں لوگوں کے پاس بیٹھا اور دیر تک بیٹھا رہا پھر مجھے خدشہ ہوا کہ میں رسوا ہو جاؤں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ عبدالقیس کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا شرمندگی کے بغیر قوم کو خوش آمدید کہو۔ وفد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے اور مشرکین مضر کے درمیان چپقلش پائی جاتی ہے اور ہم ماہِ حرام کے سوا اور کسی مہینے میں آپ کے پاس نہیں آسکتے۔ آپ ہمیں کوئی ایسا اچھا کام بتائیں کہ ہم اس پر عمل پیرا ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے ہیں انہیں بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا میں آپ کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں اللہ پر ایمان لانا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا اور غنیمت سے خمس ادا کرنا۔ اور چار باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں یعنی دباء [1] نقیر حنتم اور مزفت میں جو نبیذ تیار کی جائے اس سے منع کرتا ہوں۔

مسلم نے اسے قرۃ بن خالد کی حدیث سے ابوحمزہ سے روایت کیا ہے اور صحیحین میں ابوحمزہ سے اس کے کئی طرق ہیں اور ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ شعبہ نے ابوحمزہ سے ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ

[1] یعنی کدو سوراخ شدہ لکڑی کی جڑ مشکیزے اور رال لگے برتن میں تیار شدہ نبیذ سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (مترجم)

جب عبدالقیس کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا تم کس قوم سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ربیعہ سے تو آپ نے فرمایا: شرمندگی کے بغیر وفد کو خوش آمدید ہو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم ربیعہ کے قبیلے کے لوگ ہیں اور ہم آپ کے پاس بعید مسافت سے آئے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کفار حائل ہیں اور ماہ حرام کے سوا ہم آپ کے پاس نہیں آسکتے' ہمیں کوئی ایسا فیصلہ کن حکم دیجیے جس کی طرف ہم ان لوگوں کو بھی دعوت دیں جو ہمارے پیچھے ہیں اور اس کے ذریعہ ہم جنت میں داخل ہو جائیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں' میں تم کو خدائے واحد پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں' کیا تمہیں علم ہے کہ ایمان باللہ کیا ہے؟ یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوۃ دینا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا اور غنائم سے خمس دینا' اور چار باتوں سے تم کو منع کرتا ہوں' دباء' حنتم' نقیر اور مزفت سے۔ بعض اوقات آپ نے مقیر بھی فرمایا ہے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھو' اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں انہیں بھی ان کی دعوت دو' اور صحیحین کے مؤلفین نے اس حدیث کو اسی طرح شعبہ سے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے سعید بن عروبہ کی حدیث سے عن قتادہ عن ابی نضرہ عن ابی سعید بیان کیا ہے جس میں اسی طرح ان کا واقعہ بیان ہوا ہے اور اس کے نزدیک یہ بات بھی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبدالقیس کے الشیخ سے فرمایا' تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے' حلم اور بردباری' اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اور اس کا رسول انہیں پسند کرتے ہیں' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے انہیں بناوٹ سے اختیار کیا ہے' یا اللہ نے میری فطرت میں انہیں رکھا ہے' آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری فطرت میں ان دونوں باتوں کو رکھا ہے تو اس نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جس نے دو خصلتیں میری فطرت میں رکھی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بنی ہاشم کے غلام ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مطر بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے ہند بنت الوازع سے سنا کہ اس نے الوازع کو کہتے سنا کہ میں اور اشج منذر بن عامر' یا عامر بن منذر رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ایک نیم پاگل آدمی بھی تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو اپنی سواریوں سے کود پڑے اور اور آکر رسول کریم ﷺ کے ہاتھ چومنے لگے۔ پھر اشج اترا اور اس نے اپنی سواری کو باندھا اور اپنا صندوق نکالا اور کھول کر اپنے کپڑوں سے دو سفید کپڑے نکال کر پہنے اور پھر ان کی سواریوں کے پاس آیا اور انہیں باندھا پھر رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا:

''اے اشج تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول دونوں پسند کرتے ہیں' بردباری اور حلم' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان خصلتوں کو بناوٹ سے حاصل کیا ہے یا اللہ نے انہیں میری فطرت میں رکھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا بلکہ اللہ نے انہیں تیری فطرت میں رکھ دیا ہے تو اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے میری فطرت میں دو ایسی خصلتیں رکھی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔ الوازع نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ میرا ماموں ہے جو پاگل ہے آپ اس کے لیے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا وہ کہاں ہے اسے میرے پاس لاؤ' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے بھی اشج کی طرح کہا۔ میں نے

اسے اس کے کپڑے پہنائے اور لے آیا تو آپ اس کے پیچھے سے اسے پکڑ کر اٹھانے لگے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا پھر آپ نے اس کی پشت پر ضرب لگائی اور فرمایا دشمن خدا نکل جا' تو اس نے اپنا چہرہ پھیرا تو وہ ایک تندرست آدمی کی طرح دیکھ رہا تھا۔

اور حافظ بیہقی نے ہود بن عبداللہ بن سعد کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنے دادا مزیدۃ العبدی سے سنا وہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک آپ نے انہیں فرمایا' ابھی یہاں سے ایک قافلہ نمودار ہوگا وہ اہل مشرق کے بہترین لوگ ہوں گے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف چل پڑے تو آپ تیرہ سواروں سے ملے آپ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم بنی عبدالقیس سے ہیں آپ نے کہا' تمہیں اس علاقے میں تجارت تو نہیں لائی' انہوں نے جواب دیا نہیں' آپ نے کہا ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ نے تمہارا ذکر خیر کیا ہے۔ پھر وہ آپ کے ساتھ چلتے ہوئے حضرت نبی کریم ﷺ کے کی خدمت میں آ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا: یہ ہیں تمہارے آقا جن سے تم ملنا چاہتے ہو' تو وہ اپنی سواریوں سے اتر پڑے' ان میں سے کچھ چلتے ہوئے اور کچھ دوڑتے ہوئے رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے چومنے لگے اور اشج سواریوں میں پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ اس نے انہیں بٹھایا اور لوگوں کے سامان کو اکٹھا کیا پھر چلتا ہوا آیا اور آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے چومنے لگا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تجھ میں دو خصلتیں ایسی پائی جاتی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں' اس نے عرض کیا کیا وہ میری فطرت میں ہیں یا میں نے بناوٹ سے انہیں اختیار کیا ہے' آپ نے فرمایا بلکہ وہ تیری فطرت میں ہیں۔ اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ایسی فطرت پر پیدا کیا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عبدالقیس کا بھائی جارود بن عمرو بن حنش' رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا' اور ابن ہشام کہتا ہے کہ وہ جارود بن بشر المعلی تھا جو عبدالقیس کے وفد میں آیا تھا اور وہ عیسائی تھا' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے حسن نے ایسے آدمی سے بیان کیا جس پر میں تہمت نہیں لگاتا' وہ بیان کرتا ہے کہ جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اور اسے دعوتِ اسلام دی اور اس میں اسے رغبت دلائی' اس نے کہا اے محمد ﷺ میں ایک دین پر ہوں اور میں اپنا دین آپ کے دین کی خاطر چھوڑنے لگا ہوں' کیا آپ میرے دین کے ضامن ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں اس امر کا ضامن ہوں کہ اللہ نے اس سے بہتر دین کی طرف تیری راہنمائی کی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اور اس کے ساتھی بھی مسلمان ہو گئے پھر اس نے رسول کریم ﷺ سے سواری کا سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا قسم بخدا میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں آپ کو سوار کراؤں' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اور ہمارے علاقے کے درمیان کچھ گم شدہ جانور ہیں کیا ہم ان پر سوار ہو کر اپنے علاقوں میں پہنچ جائیں' آپ نے فرمایا ان سے بچو وہ آگ کی جلن ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ جارود واپس اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور وہ وفات تک اپنے دین پر بڑی پختگی سے قائم رہا اور اس نے ارتداد کا زمانہ بھی پایا۔ پس جب اس کی قوم سے مسلمان ہونے والے کچھ لوگ الغرور بن المنذر بن النعمان بن المنذر کے ساتھ اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ گئے تو جارود نے کھڑے ہو کر حق کی

شہادت دی اور انہیں دعوتِ اسلام دی اور کہا:

''اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو شخص یہ شہادت نہ دے میں اس کا انکار کرتا ہوں''۔

اور رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ سے قبل العلاء بن الحضرمی کو المنذر بن ساوی العبدی کی طرف بھیجا تو وہ مسلمان ہو گیا اور وہ بہت اچھا مسلمان تھا' پھر وہ رسول کریم ﷺ کے بعد اہل بحرین کے ارتداد سے پہلے فوت ہو گیا اور العلاء اس کے پاس رسول کریم ﷺ کے بعد اہل بحرین کے ارتداد سے پہلے فوت ہو گیا اور العلاء اس کے پاس رسول کریم ﷺ کی جانب سے بحرین کا امیر تھا۔ اسے بخاری نے ابراہیم بن طہمان کی حدیث سے عن ابو حمزہ عن ابن عباس روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

سب سے پہلا جمعہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں پڑھا وہ بحرین میں حوانا مقام پر عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا۔

اور بخاری نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبدالقیس کے وفد کی وجہ سے ظہر کے بعد دو رکعتوں کو مؤخر کیا اور انہیں عصر کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پڑھا۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سیاق کلام سے پتہ چلتا ہے کہ عبدالقیس کا وفد فتح مکہ سے قبل آیا تھا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے اور ہمارے درمیان یہ مضر کا قبیلہ موجود ہے' ہم ماہ حرام کے سوا آپ کے پاس نہیں آ سکتے۔ واللہ اعلم

ثمامہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی آمد:

امام بخاری وفد بنی حنیفہ اور قصہ ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے نجد کی جانب کچھ سوار بھیجے جو بنی حنیفہ کے ایک آدمی کو لائے جسے ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا اور انہوں نے اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا تو رسول کریم ﷺ نے اس کے پاس آ کر فرمایا:

''اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے''۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ میرے پاس بھلائی ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ ایک ایسے آدمی کو قتل کریں گے جو خون والا ہے اور اگر آپ نوازش کریں گے تو آپ ایک قدردان پر نوازش کریں گے۔ اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو آپ جتنا مال چاہتے ہیں مانگ لیں۔ تو آپ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے پھر اسے کہا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے اس نے کہا جو میرے پاس ہے وہ میں نے آپ سے کہہ دیا ہے آپ نے فرمایا ثمامہ کو آزاد کر دو' تو وہ مسجد کے قریب کھجور کے درختوں کی طرف چلا گیا اور غسل کر کے مسجد میں آیا اور کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اے محمد ﷺ قسم بخدا روئے زمین کا کوئی چہرہ' میرے نزدیک آپ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا' اور اب آپ کا چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور قسم بخدا کوئی دین آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے مبغوض نہ تھا لیکن اب آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور قسم بخدا کوئی شہر آپ کے شہر سے بڑھ کر مجھے مبغوض نہ تھا

لیکن اب آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ میں عمرہ کو جا رہا تھا کہ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا۔ اب آپ کی کیا رائے ہے؟" تو رسول اللہ ﷺ نے اسے خوشخبری دی اور اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا پس جب وہ مکہ آیا تو ایک آدمی نے اسے کہا تو صابی ہو گیا ہے' اس نے جواب دیا نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ مسلمان ہو گیا ہوں' اور خدا کی قسم جب تک رسول کریم ﷺ اجازت نہ دیں' تمہارے پاس یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ اور بخاری نے اسے ایک اور مقام پر روایت کیا ہے' اور مسلم' ابوداؤد اور نسائی سب نے اسے عن قتیبہ عن لیث بیان کیا ہے اور بخاری نے وفود کے متعلق جو واقعہ بیان کیا ہے اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ ثمامہ خود نہیں آیا اور اسے قید کر کے بندھنوں کے ساتھ لایا گیا اور مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا' پھر بخاری نے نویں سال کے وفود کا جو ذکر کیا ہے اس میں ایک اور قابل غور بات پائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ بظاہر یہ واقعہ فتح سے تھوڑا عرصہ پہلے کا ہے۔ کیونکہ اہل مکہ نے اسلام کا طعنہ دیا اور کہا کہ کیا تو صابی ہو گیا ہے؟ تو اس نے انہیں دھمکی دی کہ وہ ان کے پاس یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آنے دے گا جب تک اس کے متعلق رسول کریم ﷺ اجازت نہ دیں' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ اس وقت دارالحرب تھا اور اس کے باشندے ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ واللہ اعلم

اسی لیے حافظ بیہقی نے ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو فتح مکہ سے پہلے بیان کیا ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ لیکن ہم نے اس جگہ پر بخاری کے اتباع میں اس کا ذکر کیا ہے' امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعیب نے بحوالہ عبداللہ بن حسین بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے نافع بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب رسول کریم ﷺ کے زمانے میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد مجھے حکومت دے دیں تو میں ان کی پیروی کروں گا اور وہ اپنی قوم کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ آیا اور رسول کریم ﷺ اس کے پاس گئے اور حضرت ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ساتھ تھے۔ اور رسول کریم ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی کا ایک ٹکڑا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے مسیلمہ کو اپنے اصحاب میں بیٹھے دیکھا تو آپ نے فرمایا:

''اگر تو مجھ سے کھجور کی ٹہنی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو بھی میں تجھے نہیں دوں گا اور تو اللہ تعالیٰ کے امر سے تجاوز نہیں کرے گا اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے بے دست و پا کر دے گا۔ اور میں نے تیرے بارے جو رؤیا دیکھی ہے اسے دیکھ رہا ہوں اور یہ ثابت تجھے میری طرف سے جواب دے گا''۔

پھر آپ واپس آ گئے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے قول کہ میں نے تیرے بارے میں جو رؤیا دیکھا ہے اسے دیکھ رہا ہوں' دریافت کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے تو ان کے معاملے نے مجھ کو پریشان کر دیا' تو اللہ تعالیٰ نے نیند میں مجھے وحی کی کہ انہیں پھونک مار' تو میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے' تو میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر ہوں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ''۔

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہ مجھے معمر نے

ہشام بن امیہ سے بتایا کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانے عطا کیے گئے اور میری ہتھیلی میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے تو مجھے یہ امر گراں گزرا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ میں انہیں پھونک ماروں پس میں نے انہیں پھونک ماری اور اس کی تاویل ان دو کذابوں سے کی جن کے درمیان میں موجود تھا یعنی صاحب صنعاء اور صاحب یمامہ''۔

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سعید بن محمد الجرمی نے بیان کیا کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوصالح نے بحوالہ ابن عبیدہ' نشیط سے بیان کیا۔ اور ایک دوسرے مقام پر اس کا نام عبداللہ بیان ہوا ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ:

''ہمیں مسیلمہ کذاب کے مدینہ آنے کی اطلاع ملی اور وہ حارث کی بیٹی کے گھر میں اترا اور حارث بن کریز کی بیٹی جسے ام عبداللہ بن حارث [1] بن کریز کہتے ہیں' اس کی بیوی تھی' پس رسول کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھے' جنہیں رسول اللہ ﷺ کا خطیب کہا جاتا ہے اور رسول کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپؐ نے اسے دیکھ کر اس سے گفتگو کی' مسیلمہ نے آپ سے کہا اگر آپ چاہیں تو حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیں' اور اپنے بعد ہمیں دے دیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اگر تو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں' اور میں وہ باتیں تجھ میں دیکھ رہا ہوں جو میں نے رؤیا میں دیکھی ہیں' اور یہ ثابت بن قیس تجھے میری طرف سے جواب دے گا''۔

اور رسول کریم ﷺ واپس آ گئے' عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ رؤیا کے متعلق پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے بتایا کہ میں نے نیند میں رویا دیکھی کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے ہوئے ہیں تو میں نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور انہیں ناپسند کیا' پس اللہ نے مجھے حکم دیا تو میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے تو میں نے ان کی تاویل کی کہ دو کذاب ظاہر ہوں گے۔

عبیداللہ بیان کرتے ہیں' ان دونوں میں سے ایک عنسی تھا جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔

محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جن میں مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحارث بن عبدالحارث بن ہماز بن زہل بن الزدول بن حنیفہ بھی تھا' جس کی کنیت ابوثمامہ تھی اور بعض کا قول ہے کہ ابو ہارون تھی اور اس نے رحمان نام رکھا ہوا تھا اور اسے رحمان الیمامہ کہا جاتا تھا اور جس روز وہ قتل ہوا اس کی عمر ایک سو پچاس سال تھی اور وہ کپڑے پر بیل بوٹے کے کئی طریقوں سے واقف تھا اور انڈے کو بوتل میں داخل کر دیتا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے یہ کام کیا' اور وہ پرندے کے پر کاٹ کر انہیں جوڑ دیتا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ پہاڑ سے ایک ہرنی اس کے پاس آتی ہے اور وہ اس کا دودھ دوہتا ہے۔

[1] بخاری میں ام عبیداللہ بن عامر بن کریز' بیان ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ہم اس کے قتل کے بیان کے موقع پر اس کے کچھ حالات کا تذکرہ کریں گے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اس کا ٹھکانہ حارث کی بیٹی کے گھر تھا جو انصار کی ایک عورت تھی پھر بنی نجار میں سے تھی اور ہمارے بعض علمائے اہل مدینہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ بنی حنیفہ اسے کپڑوں میں چھپا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی جس کے سر پر پتے تھے پس جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور وہ اسے کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھے تو آپؐ نے اس سے گفتگو کی اور سوالات کیے' رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا:

''اگر تو مجھ سے کھجور کی یہ ٹہنی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے اہل یمامہ سے بنی حنیفہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ اس نے اس کے علاوہ بھی کچھ باتیں کی تھیں اور اس کا خیال ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ مسیلمہ کو اپنی قیامگاہ میں پیچھے چھوڑ آئے اور جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے اس کے مقام کا ذکر کیا اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے ایک ساتھی کو اپنی قیامگاہ اور سواریوں میں پیچھے چھوڑ آئے ہیں جو ہماری خاطر ان کی حفاظت کرتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اسے بھی وہی حکم دیا جو لوگوں کو دیا تھا' اور فرمایا:

''وہ تم سے مقام و منزلت کے لحاظ سے بڑا نہیں''۔

یعنی اپنے ساتھیوں کی جائیداد کی حفاظت کی وجہ سے' رسول کریم ﷺ کی اس سے یہی مراد تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر وہ رسول کریم ﷺ کے پاس سے واپس چلے گئے اور جو کچھ رسول کریم ﷺ نے اسے کہا تھا انہوں نے اسے بتایا' پس جب وہ یمامہ پہنچے تو وہ دشمن خدا مرتد ہو گیا' اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ان کی تکذیب کرنے لگا' اور کہنے لگا کہ میں آپؐ کے ساتھ شریک امر ہوں' اور اس نے اپنے وفد کے ان آدمیوں سے جو اس کے ساتھ تھے کہا' جب تم نے میرا ذکر ان کے سامنے کیا' تو کیا آپ نے نہیں کہا کہ وہ تم سے مقام و منزلت کے لحاظ سے برا نہیں''۔ یہ بات آپ نے اس لیے فرمائی تھی کہ انہیں علم تھا کہ میں آپ کے ساتھ شریک امر ہوں' پھر وہ انہیں مسجع کلام اور قرآن کریم کے مشابہ باتیں سنانے لگا کہ:

''حاملہ عورت پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے اور اس سے ایک دوڑتی روح پیدا کی ہے جو چمڑے کے نیچے کی جھلی اور اندرونے کے درمیان ہے اور ان کے لیے شراب اور زنا کو حلال کیا ہے اور نماز کو ان سے ساقط کر دیا ہے''۔

اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کے نبی ہونے کی شہادت بھی دیتا تھا' پس بنو حنیفہ نے اس بات پر اس سے اتفاق کر لیا' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سی بات تھی۔

سہیلی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ رحال بن عنفوہ جس کا نام نہار بن عنفوہ تھا' مسلمان ہو گیا اور اس نے کچھ قرآن بھی سیکھا اور کچھ عرصہ رسول کریم ﷺ کی صحبت میں بھی رہا' وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرات بن حیان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ رسول کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور انہیں فرمایا ''تم میں سے ایک کی ڈاڑھ ایک کی مانند آگ میں ہوگی''۔ پس وہ دونوں

بمیتہ بن خائف رہے یہاں تک کہ رحال' مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہو گیا اور اس نے اس کے لیے جھوٹی گواہی دی کہ رسول کریم ﷺ نے اسے امر میں شریک لیا ہے۔ اور جو قرآن اسے یاد تھا اس میں سے کچھ حصہ اسے پہنچا دیا۔ پس مسیلمہ نے اسے اپنی طرف منسوب کر لیا جس سے بنی حنفیہ میں بڑا فتنہ پیدا ہوا۔ اور زید بن خطاب نے جنگ یمامہ میں اسے قتل کر دیا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

سہیلی بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کے مؤذن کو حجیر کہتے تھے اور وہ جنگ کا منتظم تھا اور محکم بن طفیل اس کے سامنے تھا اور سجاح بھی ان کے ساتھ آملی جس کی کنیت ابو صادر تھی اور مسیلمہ نے اس کے ساتھ شادی کر لی۔ اور مسیلمہ کے اس کے ساتھ نہایت برے حالات تھے اور سجاح کے مؤذن کا نام زہیر بن عمرو تھا اور بعض کا قول ہے کہ جنبۃ بن طارق تھا۔ اور کہتے ہیں کہ شبث بن ربعی نے بھی اس کے لیے اذان دی تھی' پھر وہ مسلمان ہو گیا اور وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہو گئی اور وہ اچھی مسلمان تھی۔

اور یونس بن بکیر' ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ مسیلمہ بن حبیب نے رسول کریم ﷺ کو خط لکھا کہ:

''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف' امابعد! مجھے آپ کے ساتھ شریک امر کیا گیا ہے' پس ہمارے اور قریش کے لیے نصف نصف حکومت ہے۔ لیکن قریش ایسی قوم ہے جو زیادتی نہیں کرتی''۔

پس آپ کے پاس دو ایلچی یہ خط لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف' ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو' امابعد! زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام متقین کے لیے ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ واقعہ ۱۰ھ کے آخر کا ہے' یعنی اس خط کے آنے کا۔

یونس بن بکیر' ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ مجھ سے سعید بن طارق نے عن سلمہ بن نعیم بن مسعود عن ابیہ بیان کیا کہ وہ کہتا ہے کہ جب مسیلمہ کذاب کے دو ایلچی خط لے کر آئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''تم دونوں بھی وہی بات کہتے ہو جو وہ کہتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں! آپ نے فرمایا قسم بخدا اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا اصول نہ ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا''۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مسعودی نے عاصم سے عن ابی وائل عن عبداللہ ابن مسعود بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ ابن النواحہ اور ابن اثال مسیلمہ کذاب کے ایلچی بن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا:

''کیا تم دونوں گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں' انہوں نے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں اور اگر میں ایلچی کو قتل کرنے والا ہوتا تو تم دونوں کو ضرور قتل کر دیتا''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پس اس وقت سے یہ طریق رائج ہو گیا کہ ایلچیوں کو قتل نہ کیا جائے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن زنال تو تو خدا تعالیٰ کافی ہو گیا اور ابن النواحہ کے متعلق ہمیشہ میرے دل میں خلجان رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی قدرت دے دی۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گیا اور اس کے اسلام لانے کا واقعہ بیان ہو چکا ہے۔ باقی رہا ابن النواحہ تو ہمیں ابوزکریا بن ابواسحاق مزنی نے بتایا کہ ہمیں ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے خبر دی کہ ہم سے محمد بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہ ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا کہ ہمیں اسماعیل بن ابی خالد نے قیس بن ابی حازم سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں بنی حنفیہ کی ایک مسجد کے پاس سے گزرا تو وہ ایسی قرأت پڑھ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نہیں اتاری:

''اور قسم ہے اچھی طرح پیسنے والیوں کی اور آٹا گوندھنے والیوں کی اور روٹی پکانے والیوں کی اور ثرید[1] بنانے والیوں کی اور لقمے لینے والیوں کی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف آدمی بھیجا تو وہ انہیں لے آیا' وہ ستر آدمی تھے جن کا لیڈر عبداللہ بن النواحہ تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا' پھر آپ نے فرمایا ہم شیطان کو ان لوگوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتے بلکہ ہم انہیں شام کی طرف بھیج دیتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں ہمیں کافی ہو جائے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد دس بارہ آدمیوں پر مشتمل تھا جن کا لیڈر سلمیٰ بن حنظلہ تھا اور ان میں رحال بن عنفوہ' طلق بن علی' علی بن سنان' اور مسیلمہ بن حبیب کذاب بھی تھے اور یہ لوگ حارث کی بیٹی مسلمہ کے ہاں اترے اور اس نے ان کی ضیافت کی' انہیں صبح و شام کا کھانا دیا جاتا تھا' ایک دفعہ روٹی اور گوشت اور ایک دفعہ روٹی اور دودھ اور ایک دفعہ روٹی اور گھی اور ایک دفعہ کھجوروں سے ان کی ضیافت ہوتی تھی' پس جب وہ مسجد میں آئے تو مسلمان ہو گئے۔ اور مسیلمہ کو اپنی قیامگاہ میں پیچھے چھوڑ آئے اور جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے انہیں چاندی کے پانچ پانچ اوقیے عطیہ دیا اور مسیلمہ کو بھی ان کے مطابق عطیہ دیا۔ کیونکہ انہوں نے آپ سے بیان کیا تھا کہ وہ ان کی قیامگاہ میں موجود ہے آپ نے فرمایا: ''وہ تم سے مقام و منزلت کے لحاظ سے برا نہیں''' پس جب وہ لوٹ کر اس کے پاس آئے تو رسول کریم ﷺ نے اس کے متعلق جو فرمایا تھا اسے بتایا تو وہ کہنے لگا' آپؐ نے یہ بات اس لیے فرمائی ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ان کے بعد حکومت میرے لیے ہے اور اس نے اس بات کو مضبوطی سے پکڑ لیا یہاں تک کہ نبوت کا دعویٰ کیا' واقدی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی چھاگل ان کے ساتھ بھیجی جس میں آپ کا بچا کھچا پاکیزہ پانی تھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے گرجے کو گرا دیں اور اس کی جگہ اس پانی کو چھڑکیں اور اسے مسجد بنا

---

[1] ثرید شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی کو کہتے ہیں۔ مترجم

پس تو انہوں نے ایسے ہی کیا۔ اور اسود عنسی کے قتل کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخر میں آئے گا۔ اور مسیلمہ کذاب کے قتل اور بنی حنیفہ کے حالات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیان ہوں گے۔

اہل نجران کا وفد:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عباس بن الحسین نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن صلۃ بن زفر عن حذیفہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

نجران کے دو آدمی عاقب اور سید رسول کریم ﷺ کے پاس آئے وہ آپ پر لعنت کرنا چاہتے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ایسا نہ کر قسم بخدا اگر وہ نبی ہے اور ہم نے اس پر لعنت کی تو نہ ہم کامیاب ہوں گے نہ ہمارے بعد ہماری اولاد کامیاب ہوگی۔ وہ دونوں کہنے لگے آپ ہم سے جو مانگیں گے ہم آپ کو دیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ ضرور ایک صحیح امین آدمی کو بھیجوں گا پس آپ نے اس کے لیے اپنے اصحاب کو دیکھا اور فرمایا' اے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جایئے' پس جب وہ کھڑے ہو گئے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے''۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے اسی طرح شعبہ کی حدیث سے بحوالہ ابی اسحاق بیان کیا ہے اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن الفضل نے بتایا وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن عبدالجبار نے بیان کیا کہ ہم سے یونس بن بکیر نے عن سلمہ بن یسوع عن ابیہ عن جدہ بیان کیا ہے کہ یونس بیان کرتا ہے کہ وہ نصرانی تھا اور مسلمان ہو گیا' اور رسول کریم ﷺ کے طس[1] سلیمان کے نزول سے قبل نجران کی طرف حضرت ابراہیم' اسحاق اور یعقوب رضی اللہ عنہم کے الٰہ کے نام سے خط لکھا کہ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجران کے اسقف کی طرف' اسلام لاؤ تو تم محفوظ ہو جاؤ گے' میں تمہارے ساتھ حضرت ابراہیم' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے معبود کی تعریف کرتا ہوں' امابعد! میں تمہیں بندوں کی عبادت سے اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور بندوں کی دوستی سے اللہ کی دوستی کی طرف بلاتا ہوں' پس اگر تم نے انکار کیا تو تم پر جزیہ دینا لازم ہوگا اور اگر تم نے انکار کیا تو میں تمہیں جنگ کا چیلنج دوں گا۔ والسلام

جب اسقف کے پاس خط آیا تو اس نے اسے پڑھا تو خاموش ہو گیا اور شدید خوفزدہ ہو گیا اور اس نے ایک نجرانی آدمی شرحبیل بن وداعہ کے پاس پیغام بھیجا جو ہمدان قبیلے سے تھا' اور جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو ایہم' عاقب اور سید کو اس سے پہلے نہیں بلایا جاتا تھا۔ پس اسقف نے رسول اللہ ﷺ کا خط شرحبیل کو دیا اور اس نے اسے پڑھا تو اسقف نے کہا اے ابومریم تمہاری کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا آپ اس وعدے کو جانتے ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت کی نبوت کے متعلق کیا ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ وہی آدمی ہو۔ اور نبوت کے بارے میں میری کوئی رائے نہیں۔ اور

---

[1] اس سے مراد وہ سورت ہے جس میں آیت انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم آئی ہے۔

اگر کوئی دنیاوی بات ہوتی تو میں اس کے بارے میں آپ کو اپنی رائے بتاتا اور آپ کے لیے ممکن حد تک کوشش کرتا' اسقف نے اسے کہا' ہٹ کر بیٹھ جاؤ' پس شرحبیل ہٹ کر اس کے ایک جانب بیٹھ گیا تو اسقف نے ایک نجرانی آدمی' عبداللہ بن شرحبیل کی طرف پیغام بھیجا اور وہ حمیر کے ذواصبح قبیلے سے تھا' اس نے اسے خط پڑھایا اور اس سے رائے طلب کی' اس نے بھی اسے شرحبیل کی طرح جواب دیا تو اسقف نے اسے کہا ہٹ کر بیٹھ جاؤ تو وہ ہٹ کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اور اسقف نے ایک نجرانی آدمی جبار بن فیض کی طرف پیغام بھیجا جو بنی حارث بن کعب سے بنی الحماس کا ایک آدمی تھا' پس اس نے بھی اسے خط پڑھایا اور اس سے رائے طلب کی' اس نے بھی اسے شرحبیل کی طرح اور عبداللہ کی طرح ہی جواب دیا۔ تو اسقف نے اسے حکم دیا اور وہ ہٹ کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا' پس جب اس امر پر سب کی رائے متفق ہوگئی تو اسقف کے حکم سے ناقوس بجایا گیا اور گرجوں میں آگیں اور ٹاٹ بلند کیے گئے اور جب وہ دن کو خوفزدہ ہوتے تھے تو وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب وہ رات کو خائف ہوتے تو ناقوس بجاتے اور گرجوں میں آگ بلند ہوتی۔ پس جب ناقوس بجایا گیا اور ٹاٹ بلند ہوئے تو وادی کے بالائی اور نشیبی حصوں کے باشندے اکٹھے ہوگئے اور وادی کی لمبائی تیز رفتار سوار کے ایک دن کے سفر کے برابر تھی اور اس میں ۷۳ بستیاں اور بیس ہزار جانباز تھے' پس اس نے انہیں رسول کریم ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا اور اس کے متعلق ان کی رائے پوچھی تو ان میں سے اہل الرائے نے متفقہ طور پر یہ رائے دی کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی' عبداللہ بن شرحبیل اصبحی اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے۔ اور وہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی خبر لائیں۔

نجرانی وفد مدینہ میں:

راوی بیان کرتا ہے کہ وفد چلا گیا اور جب وہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے سفر کے کپڑے اتار دیئے اور اپنے حلے اور سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں اور اپنی چادروں کو گھسیٹتے جاتے تھے' پھر وہ چلتے چلتے رسول کریم ﷺ کے پاس آگئے اور آپ کو سلام کہا تو آپ نے انہیں سلام کا جواب نہ دیا اور وہ دن بھر آپ سے بات کرنے کے درپے رہے مگر آپ نے ان سے بات نہ کی اور وہ حلے اور سونے کی انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھے۔ پھر وہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی تلاش میں گئے اور وہ ان دونوں کو پہچانتے تھے۔ انہوں نے ان کو انصار و مہاجرین کی مجلس میں پایا تو کہنے لگے اے عثمان اور اے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما! آپ کے نبی نے ہماری طرف خط لکھا اور ہم ایس جواب دینے آئے ہیں ہم نے آ کر اسے سلام کہا تو اس نے ہمیں سلام کا جواب نہیں دیا۔ اور ہم دن بھر اس سے بات کرنے کے درپے رہے تو اس نے ہمیں بات کرنے سے درماندہ کر دیا۔ آپ دونوں کی کیا رائے ہے' کیا آپ ہمیں واپس جانے کا مشورہ دیتے ہیں' تو ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا جو اس وقت مجلس میں موجود تھے' ابوالحسنؓ! آپ کی ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے تو حضرت علی نے حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے کہا کہ یہ ان حلوں اور انگوٹھیوں کو اتار دیں اور اپنے سفر کا لباس پہن لیں اور پھر آپؐ کے پاس جائیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور سلام کہا تو آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا' پھر آپؐ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق وصداقت کے ساتھ بھیجا ہے۔ وہ میرے پاس پہلی بار آئے تھے اور ابلیس نے ان کو رنگ دیا ہوا تھا پھر آپ نے ان سے سوالات کیے اور ان کے درمیان مسلسل سوال و جواب ہوتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے پوچھا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ ہم اپنی قوم کے پاس واپس جائیں گے اور ہم عیسائی ہیں اور اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں خوشی ہوگی کہ ہم آپ سے وہ بات سنیں جو آپ ان کے بارے میں کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج میرے پاس ان کے بارے میں کوئی بات نہیں۔ آپ ٹھہریں یہاں تک کہ آپ کو وہ بات بتاؤں جو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتا ہے۔ اگلی صبح کو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

''اللہ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال حضرت آدم علیہ السلام کی مانند ہے اس نے اسے مٹی سے پیدا کیا پھر اسے کہا ہو جا تو وہ ہو گیا یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے اور تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو' پس جو شخص تیرے پاس علم آ جانے کے بعد تجھ سے جھگڑا کرے تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو بلائیں پھر گڑ گڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں''۔

تو انہوں نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اطلاع دی تو آپ دوسرے دن صبح کو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی چادر میں لپیٹے ہوئے آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے پیچھے ملاعنت کے لیے چل رہی تھیں اور ان دنوں آپ کی متعدد بیویاں تھیں۔ شرحبیل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا آپ دونوں کو معلوم ہی ہے کہ جب وادی کے بالائی اور نشیبی علاقے کے لوگ جمع ہوئے تو انہوں نے میری رائے سے اتفاق کیا تھا اور خدا کی قسم میں اس کام کو بڑا گراں سمجھتا ہوں اور خدا کی قسم اگر یہ شخص طاقتور بادشاہ ہے تو ہم پہلے عرب ہوں گے جو اس کے بھید میں طعن کریں گے اور اس کی بات کو رد کریں گے اور ہمارے اور اصحاب کے سینوں سے یہ بات زائل نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ ہمیں ہلاک نہ کر دیں اور ہم پڑوس کے لحاظ سے سب سے نزدیکی عرب ہیں۔ اور اگر یہ شخص مرسل نبی ہے اور ہم نے اس پر لعنت کی تو ہم روئے زمین سے نیست و نابود ہو جائیں گے۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے اسے کہا اے ابو مریم کیا رائے ہے اس نے کہا میں اپنی رائے کو پختہ کرنا چاہتا ہوں' میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص کبھی ظالمانہ حکم نہیں دیتا تو ان دونوں نے کہا اب آپ اور وہ نپٹ لیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ شرحبیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کے ملاعنہ سے بہتر رائے قائم کی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا اس وقت سے رات تک اور رات سے صبح تک آپ کا حکم ہوگا اور آپ ہمارے بارے میں جو حکم دیں گے وہ جائز ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' شاید کوئی شخص تیرے پیچھے سے تمہیں برا کہے' شرحبیل نے کہا میرے دونوں ساتھیوں سے پوچھ لیجیے۔ انہوں نے کہا تمام وادی شرحبیل کی رائے سے اتفاق کرتی ہے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے اور آپ نے ان سے ملاعنہ نہ کیا اور جب دوسرا دن ہوا تو وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو یہ تحریر لکھ کر دی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد نبی امی رسول اللہ نے نجران کے لیے لکھی: ہر پھل' چاندی سونے اور غلام پر آپ کا حکم چلے گا پس آپ نے ان پر مہربانی کی

اور دو ہزار حلوں پر ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا' ہر رجب میں ایک ہزار حلہ اور ہر صفر میں ایک ہزار حلہ اور آپ نے تمام شروط کا ذکر کیا یہاں تک کہ ابوسفیان بن حرب' غیلان بن عمرو' بنی نصر کے مالک بن عوف' اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ رضی اللہ عنہم نے شہادت دی اور جب انہوں نے اپنی تحریر لے لی تو وہ نجران کو واپس ہوئے۔ اور اسقف کے ساتھ اس کا ماں جایا بھائی بھی تھا اور نسبی لحاظ سے وہ اس کا عمزاد بھی تھا جسے بشر بن معاویہ کہا جاتا ہے اور اس کی کنیت ابوعلقمہ تھی' پس وفد نے رسول اللہ ﷺ کا خط اسقف کو دیا جب وہ اسے پڑھ رہا تھا اور ابوعلقمہ اس کے ساتھ تھا اور وہ دونوں چل رہے تھے کہ بشر کی ناقہ نے اسے گرا دیا اور بشر منہ کے بل گر گیا اور وہ رسول کریم ﷺ سے کنایہ نہیں کرتا تھا۔ اسقف نے اسے اس موقع پر کہا تو نبی مرسل ہو کر گر گیا ہے' تو بشر نے اسے کہا بے شک خدا کی قسم میں جب تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ جاؤں میں اس کا بندھن نہیں کھولوں گا۔ پس اس نے اپنی ناقہ کا منہ مدینہ کی طرف کر دیا اور اسقف نے بھی اپنی ناقہ اس کے پیچھے موڑ دی اور اسے کہا مجھ سے بات سمجھ لے' میں نے یہ بات صرف اس لیے کہی ہے کہ عربوں کو ہماری طرف سے یہ خدشہ لاحق ہو جائے گا کہ ہم نے ان کا حق لے لیا ہے یا ہم اس کی آواز سے راضی ہو گئے ہیں' یا ہم نے اس آدمی سے وہ فائدہ اٹھایا ہے جسے عربوں نے نہیں اٹھایا حالانکہ ہم ان سے زیادہ معزز گھرانے والے ہیں' پس بشر نے اسے کہا خدا کی قسم جو بات تیرے دماغ سے نکلے گی میں اسے کبھی قبول نہیں کروں گا اور بشر نے اسقف سے اپنی پشت پھیر کر اپنی ناقہ کو مارا اور یہ اشعار کہے:

''وہ تیری طرف چلتی ہے اور اس کا تنگ مضطرب ہے اور اس کے پیٹ میں اس کا جنین چوڑائی میں پڑا ہے اور اس کا دین نصاریٰ کے دین کے مخالف ہے''۔

یہاں تک کہ وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آ گیا اور ہمیشہ آپ کے پاس رہا یہاں تک کہ اس کے بعد قتل ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ نجران کا وفد آیا' تو راہب بن ابی شمر زبیدی آیا جو اپنے گرجے کا سرخیل تھا تو اس نے اسے کہا۔ ایک نبی تہامہ میں مبعوث ہوا ہے تو نجرانی وفد نے جو باتیں رسول کریم ﷺ سے کی تھیں وہ اسے بتائیں اور یہ کہ آپ نے ان پر ملاعنہ کو پیش کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور یہ کہ بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس جا کر مسلمان ہو گیا ہے تو راہب نے کہا مجھے نیچے اتارو' ورنہ میں اس گرجے سے اپنے آپ کو گرا دوں گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اسے نیچے اتارا اور وہ ہدیہ لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس میں وہ چادر بھی تھی جسے خلفاء زیب تن کرتے تھے اور پیالہ اور عصا بھی تھا وہ کچھ عرصہ رسول کریم ﷺ کے پاس ٹھہر کر وحی کو سنتا رہا پھر اپنی قوم کے پاس واپس چلا گیا اور اس کے لیے اسلام لانا مقدر نہ تھا اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ عنقریب واپس آئے گا۔ مگر رسول کریم ﷺ کی وفات تک اس کے لیے آنا مقدر نہ ہوا۔

اور اسقف ابوالحارث رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ سید' عاقب اور اس کی قوم کے سرکردہ لوگ بھی تھے پس وہ آپ کے پاس قیام کر کے آپ پر نازل ہونے والی وحی کو سنتے رہے اور آپ نے اسقف کو اور اس کے بعد نجران کے اساقفہ کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد نبی کی جانب سے اسقف ابوالحارث اور نجران کی اساقفہ کہان اور رہبان اور ان تھوڑے سے بہت پیروکاروں کی طرف' اللہ اور اس کے رسول کی پناہ کو کوئی اسقف اور راہب اور کاہن تبدیل نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کے حقوق اور اقتدار کا کوئی حق تبدیل کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی موجودہ پوزیشن کو تبدیل کیا جائے گا جب تک وہ اچھے کام کریں گے اور مخلص رہیں گے اور ظلم میں مبتلا نہیں ہوں گے اور نہ ظالم بنیں گے۔ انہیں ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ حاصل رہے گی''۔

اس تحریر کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ نجرانی عیسائیوں کا وفد ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا اور چودہ آدمی ان کے ذمہ دار تھے جن میں عاقب' جس کا نام عبدالمسیح تھا' سید جسے ایہم کہتے تھے۔ ابوحارثہ بن علقمہ' اوس بن حارث زید' قیس' یزید' بنیہ' خویلد' عمرو' خالد' عبداللہ اور تحنس شامل تھے اور ان چودہ کا معاملہ ان میں تین اشخاص کی طرف لوٹتا تھا' اور وہ عاقب' سید اور ابوحارثہ بن علقمہ تھے' عاقب' امیر قوم تھا' اور ان میں صاحب الرائے اور صاحب مشورہ تھا اور وہ اس کی رائے سے حکم صادر کرتے تھے اور وہ ان کا ملجاء و ماویٰ تھا اور ابوحارثہ بن علقمہ ان کا اسقف اور بہترین آدمی تھا اور وہ بکر بن وائل کے عرب قبیلے سے تھا لیکن نصرانی ہو گیا تھا' پس رومیوں نے اس کو بڑی عزت و عظمت دی اور اس کے لیے گرجے بنائے اور اس کو حاکم بنایا اور اس کی خدمت کی کیونکہ وہ اس کی دینی صلاحیت کو جانتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ رسول کریم ﷺ کے حالات سے بھی باخبر تھا' لیکن شرف و جاہ نے اسے حق کی اتباع سے روک دیا۔

اور یونس بن بکیر ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ مجھے بریدہ بن سفیان نے عن ابن البیلمانی عن کرز بن علقمہ بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ:

نجرانی نصاریٰ کا وفد ساٹھ سواروں پر مشتمل آیا جن میں سے چوبیس آدمی ان کے اشراف تھے اور ان میں سے تین آدمی ان کے ذمے دار تھے۔ عاقب' سید' اور ابوحارثہ جو بنی بکر کا ایک آدمی تھا اور ان کا اسقف اور استاد تھا اور انہوں نے اسے اپنے میں عظمت دی اور اسے حاکم بنایا اور اس کی عزت کی اور اسے بزرگی دی اور اس کے لیے گرجے بنائے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ وہ ان کے دین کا عالم اور مجتہد ہے' پس جب وہ نجران سے چلے تو ابوحارثہ اپنے خچر پر بیٹھا اور اس کے پہلو میں اس کا بھائی کرز بن علقمہ چل رہا تھا اچانک ابوحارثہ کا خچر پھسل گیا تو کرز نے کہا بہت دور والا آدمی منحوس ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ تو ابوحارثہ نے اسے کہا کہ تو منحوس ہے' کرز نے اسے کہا اے بھائی کیوں؟ اس نے کہا خدا کی قسم یہ وہ نبی ہے جس کے ہم منتظر تھے' کرز نے اسے کہا' تجھے اس کے قبول کرنے سے کس بات نے روکا' حالانکہ تو اسے جانتا ہے' اس نے کہا جن لوگوں نے ہمیں عظمت دی ہے اور حاکم بنایا ہے اور ہماری خدمت کی ہے یہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ انہوں نے اس کی مخالفت کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اگر میں ایسا کرلوں تو جو کچھ تو دیکھتا ہے یہ سب مجھ سے چھین لیں تو اس کے بھائی کرز نے یہ بات دل میں پوشیدہ رکھی۔ اور اس

کے بعد مسلمان ہو گیا۔

اور ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو خوبصورت کپڑوں کے ساتھ داخل ہوئے اور نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا تو وہ کھڑے ہو کر مشرق کی طرف نماز پڑھنے لگے رسول کریم ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور ان کے Spoks Man ابو حارثہ بن علقمہ' سید اور عاقب تھے یہاں تک کہ ان کے بارے میں سورہ آل عمران کی ابتدائی اور مباہلہ کی آیات نازل ہوئی تو انہوں نے مباہلہ سے انکار کر دیا۔ اور انہوں نے آپ سے اپنے ساتھ ایک امین بھیجنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کے ساتھ ابوعبیدہ بن الجراح کو بھیجا' جیسا کہ قبل ازیں بخاری کی روایت سے بیان ہو چکا ہے اور ہم نے بفضل خدا سورہ آل عمران کی تفسیر میں اسے مفصل لکھا ہے۔



بنی عامر کا وفد

اور عامر بن طفیل اور ارید بن مقیس کا واقعہ:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی عامر کا وفد آیا جس میں عامر بن طفیل ارید بن مقیس بن جزء بن جعفر بن خالد اور جبار[1] بن سلمی بن مالک بن جعفر بھی شامل تھے اور یہ تینوں قوم کے سردار اور شیاطین تھے' اور دشمن خدا' عامر بن طفیل' رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ آپ سے خیانت کرنا چاہتا تھا اور اس کی قوم نے اسے کہا' اے ابو عامر لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی مسلمان ہو جا' اس نے کہا خدا کی قسم' میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک باز نہیں آؤں گا جب تک عرب میری اتباع نہ کریں' میں قریش کے اس جوان کی اتباع کروں؟ پھر اس نے ارید سے کہا اگر ہم اس آدمی کے پاس گئے تو میں اسے تجھ سے غافل کر دوں گا اور جب میں ایسا کروں تو تو اسے تلوار مارنا۔ پس جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر بن طفیل نے کہا اے محمدؐ! مجھ سے دوستی کیجیے' آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم اس وقت تک دوستی نہ ہوگی جب تک تو خدائے واحد پر ایمان نہ لائے اس نے کہا اے محمدؐ! مجھ سے دوستی کیجیے اور وہ آپ سے باتیں کرنے لگا' اور اس نے ارید کو جو حکم دیا تھا اس کا انتظار کرنے لگا اور ارید کو کچھ نہ سوجھتا تھا' جب عامر نے ارید کی حالت دیکھی تو کہنے لگا اے محمدؐ! مجھ سے دوستی کیجیے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تک دوستی نہ ہوگی جب تک تو خدائے واحد پر ایمان نہ لائے' جب رسول کریم ﷺ نے اس کی بات نہ مانی تو اس نے کہا خدا کی قسم میں آپ کے خلاف پیادوں اور سواروں سے زمین کو بھر دوں گا اور جب وہ چلا گیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ مجھے طفیل بن عامر کے مقابلہ میں کفایت کر''۔

پس جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس سے چلے گئے تو عامر بن طفیل نے' ارید سے کہا' میں نے تجھے کیا حکم دیا تھا' خدا کی قسم روئے زمین میں تجھ سے بڑھ کر اپنی جان کے بارے میں خوف کھانے والا اور کوئی نہیں' اور قسم بخدا میں آج کے بعد کبھی تجھ سے خوف زدہ نہ ہوں گا' اس نے کہا تیرا باپ نہ رہے' میرے بارے میں جلد بازی سے کام نہ لے' خدا کی قسم جو تو نے مجھے حکم دیا تھا میں نے اس کے کرنے کا ارادہ کیا مگر تو میرے اور اس آدمی کے درمیان آ گیا یہاں تک کہ میں تیرے سوا کسی کو نہ دیکھتا تھا' کیا میں تجھے تلوار مار دیتا؟

اور وہ اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن میں طاعون پیدا کر دی اور اللہ تعالیٰ نے بنی سلول کی ایک عورت کے ہاں اسے مار دیا اور وہ کہنے لگا:

---

[1] اصل میں حیان ہے۔

کیا بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں اونٹ کے طاعون جیسی گلٹی؟ اور ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ یہ مقولہ کہا جاتا ہے کہ کیا اونٹ کے طاعون جیسی گلٹی اور سلولیہ عورت کے گھر میں موت؟

اور حافظ بیہقی نے زبیر بن بکار کے طریق سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت عبدالعزیز بن مؤلہ نے مجھے اپنے باپ اور دادا مؤلہ بن جمیل سے بتایا کہ عامر بن طفیل' رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا اے عامر مسلمان ہو جا' اس نے کہا میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ میرے لیے دیہات ہوں گے اور آپ کے لیے شہر ہوں گے' آپ نے فرمایا نہیں' آپ نے پھر فرمایا مسلمان ہو جا' اس نے کہا میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ دیہات میرے لیے ہوں گے اور شہر آپ کے لیے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں اور وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ اے محمدؐ! میں زمین کو تیرے خلاف کم مو گھوڑوں اور بے ریش آدمیوں سے بھر دوں گا اور میں ضرور ہر کھجور کے درخت کے ساتھ گھوڑا باندھوں گا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! مجھے عامر سے کفایت کر اور اس کی قوم کو ہدایت دے''۔

پس وہ چلا گیا اور مدینہ کے علاقہ ہی میں تھا کہ اسے اپنی قوم کی ایک عورت ملی جسے سلولیہ کہتے تھے' پس وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور اس کے گھر میں سو گیا تو اس کے حلق میں ایک گلٹی نکلی تو وہ کود کر اپنے گھوڑے پر چڑھ گیا اور اپنا نیزہ پکڑ کر جولانی کرنے لگا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ اونٹ کے طاعون کی طرح گلٹی' اور سلولیہ عورت کے گھر میں موت' پس مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ مردہ ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔

اور حافظ ابو عمر بن عبدالبر نے استیعاب میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء میں اس مؤلہ کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مؤلہ بن کثیف الضبابی الکلابی العامری تھا جو بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھا اور وہ بیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا اور اسلام کی حالت میں سو سال زندہ رہا اور اس کی فصاحت کی وجہ سے اسے ذواللسانین کہا جاتا تھا' اس سے اس کے بیٹے عبدالعزیز نے روایت کیا ہے۔ اور اسی نے عامر بن طفیل کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اونٹ کی طرح طاعون کی گلٹی اور سلولیہ عورت کے گھر میں موت۔

زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں کہ ظمیا بنت عبدالعزیز بن مؤلہ بن کثیف بن جمیل بن خالد بن عمرو بن معاویہ نے جسے الضباب بن المدب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کہتے ہیں' مجھ سے بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ میرے باپ نے اپنے باپ مؤلہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوا اور آپ کی بیعت کی تو آپ نے اس کے دائیں ہاتھ پر ہاتھ پھیرا اور وہ اپنے اونٹوں کو حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس لایا اور اس نے بنت لبون کا صدقہ دیا' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور اسلام کی حالت میں ایک سو سال زندہ رہا اور اسے اس کی فصاحت کی وجہ سے ''ذواللسانین'' کہا جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں بظاہر عامر بن طفیل کا واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے۔ اگرچہ ابن اسحاق اور بیہقی نے اسے فتح مکہ کے بعد بیان کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حافظ بیہقی نے حاکم سے بحوالہ اصم بیان کیا ہے کہ ہمیں معاویہ بن عمرو نے خبر دی کہ ہم سے ابو اسحاق

فزاری سے عن اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بیئر معونہ کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ عامر بن طفیل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان کو قتل کر دیا۔ اور اصحاب بیئر معونہ کے ساتھ خیانت کی یہاں تک کہ عمرو بن امیہ کے سوا وہ سب کے سب قتل ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عامر بن طفیل کے متعلق آنحضرت ﷺ کی بددعا:

اوزاعی یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تیس دن عامر بن طفیل کے لیے بددعا کرتے رہے کہ اللہ تو جس طرح چاہتا ہے مجھے عامر بن طفیل سے کفایت کرا اور اس پر وہ چیز مسلط کر دے جو اسے قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ نے طاعون کو اس پر مسلط کر دیا' اور ہمام سے ابن ملحان کے واقعہ میں عن اسحاق بن عبداللہ عن انس بیان کیا گیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ کو تین باتوں کے درمیان اختیار دیتا ہوں' شہری لوگ آپ کے لیے ہوں گے اور دیہاتی میرے لیے ہوں گے اور میں آپ کے بعد آپ کا خلیفہ ہوں گا' یا میں غطفان میں آپ کے ساتھ ایک ہزار سرخ گھوڑوں اور ایک ہزار سرخ گھوڑیوں کے ساتھ جنگ کروں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسے ایک عورت کے گھر میں طاعون ہو گئی تو اس نے کہا' اونٹ کے طاعون کی طرح گلٹی اور فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں موت' میرا گھوڑا میرے پاس لاؤ' پس وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے گھوڑے کی پشت پر ہی مر گیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب اس کے ساتھیوں نے اسے دیکھا تو وہ موسم گرما میں بنی عامر کے علاقے میں آئے' پس جب وہ آئے تو ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے' اے اربد تیرے پیچھے کیا ہے اس نے کہا کوئی چیز نہیں' خدا کی قسم اس نے ہمیں ایک چیز کی عبادت کی طرف دعوت دی اور میں چاہتا ہوں کاش وہ اب میرے ساتھ ہوتا تو میں اسے اسی وقت تیر مار کر قتل کر دیتا اور اس بات کے ایک یا دو دن بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کے لیے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرائی جس نے ان دونوں کو جلا دیا۔ ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اربد بن قیس' لبید بن ربیعہ کا ماں جایا بھائی تھا' پس لبید نے اربد پر روتے ہوئے یہ اشعار کہے۔

''موت کسی سے نہیں چوکتی نہ مہربان والد سے اور نہ بیٹے سے' میں اربد کے بارے میں موت سے ڈرتا تھا اور میں سماک اور اسد کے غروب ہونے سے خوفزدہ نہ تھا' پس جب ہم کھڑے ہوئے اور عورتیں درمیان میں کھڑی ہوئیں تو تو کیوں اربد پر نہ روئی' اگر وہ شور وغل کریں تو وہ ان کے شور وغل کی پرواہ نہیں کرتا' یا وہ فیصلے میں میانہ روی اختیار کریں تو وہ میانہ روی اختیار کرتا ہے' وہ شیریں اور دانا ہے اور اس کی شیرینی میں ایک کڑواہٹ ہے جو اندرونے اور جگر سے چمٹ جاتی ہے۔ اے آنکھ تو اس وقت اربد پر کیوں نہ روئی جب موسم سرما کی ہواؤں نے مدد کی قسم کھائی تھی اور وہ درختوں کو باردار کرنے والی ہوائیں بن گئیں۔ یہاں تک کہ فوج کے کم مرتبہ لوگ نایاب ہو گئے' وہ جنگل کے شیر سے زیادہ شجاع' گوشت کا دلدادہ اور بلندیوں کا مشتاق اور جوان تھا۔ آنکھ اس کی پوری دلداگی کو اس شب معلوم نہیں کر سکتی جب

گھوڑے روندتے ہوئے شام کرتے ہیں' وہ نوحہ گروں کو اپنے ماتم کو مجالس میں' نوجوان ہرنیوں کی طرح بے گیاہ زمین میں کھینچنے والا ہے۔ مجھے جنگ کے روز بجلیوں نے ایک بہادر شہ سوار کا دکھ دیا ہے' جب وہ ٹیڑھا چل کر آتا تھا تو وہ زبردست جنگجو ہوتا تھا اور اگر دشمن پلٹ پڑتا تو وہ بھی پلٹ پڑتا تھا۔ وہ غربت اور سوال سے یوں بڑھ جاتا تھا جیسے موسم بہار کی متوقع بارش فصل پیدا کرتی ہے۔ وہ تمام شریف زادوں کا ٹھکانہ تھا خواہ وہ کم تعداد میں ہوتے یا زیادہ' اگر وہ رشک کرتے تو خاکساری کرتے اور اگر کسی روز انہیں جنگ کا حکم دیا جاتا تو وہ ہلاکت کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیتے''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ لبید نے اپنے ماں جائے بھائی کے مرثیہ میں بہت سے اشعار کہے ہیں' جنہیں ہم نے اختصار کے لیے چھوڑ دیا ہے اور جو اشعار ہم نے بیان کیے ہیں انہیں پر اکتفا کر لیا ہے۔ واللہ الموفق للصواب۔

ابن ہشام بیان کرتا ہے اور زید بن اسلم نے عطاء بن یسار سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت:

''اللہ جانتا ہے جو ہر عورت اٹھاتی ہے اور ارحام جو کچھ کمی یا زیادتی کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس اندازے کے مطابق ہے' وہ غیب و شہادت کا جاننے والا' بڑا اور بلند ہے' جو تم میں سے بات کو چھپائے اور ظاہر کرے' اور رات کو چھپے اور دن کو چلے' برابر ہے اور اس کے آگے پیچھے باری باری پہرہ دینے والے ہیں جو امر الٰہی سے اس کی حفاظت کرتے ہیں' یعنی محمد ﷺ کی''۔

عامر اور اربد کے متعلق نازل فرمائی ہے۔

پھر آپ نے اربد اور اس کے قتل کے متعلق بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور نہ ہی اس کے سوا ان کو کوئی بچانے والا ہے۔ وہی ہے جو تم کو طمع و خوف کے لیے بجلی دکھاتا ہے اور بوجھل بادل پیدا کرتا ہے اور رعد اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے اس کے خوف سے اس کی تسبیح کرتے ہیں' اور وہ بجلیوں کو بھیجتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان سے نقصان پہنچاتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بہت قوت والا ہے''۔

میں کہتا ہوں کہ ہم نے ان آیات کے بارے میں بفضل خدا سورہ رعد میں گفتگو کی ہے۔ اور ہمیں وہ اسناد ملا ہے جس پر ابن ہشام نے حاشیہ آرائی کی ہے' پس ہم نے حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی سے اس کے معجم کبیر میں روایت کی ہے' جہاں وہ بیان کرتا ہے کہ ہم سے مسعدہ بن سعد عطار نے بیان کیا کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر الحزامی نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن عمران نے بیان کیا کہ مجھے زید کے بیٹوں عبدالرحمٰن اور عبداللہ نے اپنے باپ سے عن عطاء بن یسار عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ اربد بن قیس بن جزء بن خالد بن جعفر بن کلاب اور عامر بن طفیل بن مالک دونوں رسول کریم ﷺ کے پاس مدینہ آئے جب یہ دونوں آپ کے پاس پہنچے تو آپ بیٹھے ہوئے تھے اور یہ دونوں آپ کے سامنے بیٹھ گئے' عامر بن طفیل کہنے لگا' اے محمد ﷺ اگر

میں مسلمان ہو جاؤں تو آپ مجھے کیا دیں گے آپ نے فرمایا جو مسلمانوں کو ملے گا وہ تمہیں بھی ملے گا اور جوان کے ذمہ ہوگا وہ تیرے ذمے بھی ہوگا' عامر نے کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا اپنے بعد مجھے حکومت دیں گے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ تیرے اور تیری قوم کے لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ تیرے لیے گھوڑوں کی لگامیں ہیں۔ اس نے کہا میں اس وقت نجد کے گھوڑوں کی لگاموں میں ہوں' مجھے دیہات دے دیجیے اور آپ شہر لے لیجیے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا نہیں' پس جب یہ دونوں آپ کے پاس سے واپس آئے تو عامر کہنے لگا' قسم بخدا' میں آپ کے خلاف آپ کو گھوڑوں اور پیادوں سے بھر دوں گا' رسول کریم ﷺ نے فرمایا تجھے اللہ تعالیٰ روک دے گا پس جب عامر اور اربد چلے گئے تو عامر نے کہا اے اربد' میں محمد ﷺ کو باتوں میں لگا کر تجھ سے غافل کر دوں گا تو تو انہیں تلوار مار دینا' کیونکہ جب لوگوں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا تو وہ زیادہ سے زیادہ دیت پر راضی ہو جائیں گے اور جنگ کو ناپسند کریں گے تو ہم انہیں دیت دے دیں گے' اربد نے کہا میں یہ کام کر دوں گا' پس وہ دونوں آپ کے پاس واپس آئے تو عامر نے کہا اے محمد ﷺ میرے پاس کھڑے ہو جایئے میں نے آپ سے بات کرنی ہے۔ رسول کریم ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پس دونوں ایک دیوار کے پاس چلے گئے اور رسول کریم ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو کر اس سے باتیں کرنے لگے اور اربد نے تلوار سونت لی' اور جب اس نے تلوار پر اپنا ہاتھ رکھا تو تلوار کے قبضے پر اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور وہ تلوار سونتنے کی سکت نہ پا سکا اور اربد نے ضرب لگانے میں تاخیر کر دی' پس رسول کریم ﷺ نے ملتفت ہو کر اربد اور اس کی حرکات کو دیکھا تو آپ ان دونوں کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اور جب اربد اور عامر رسول کریم ﷺ کے پاس سے چلے گئے اور واقم کی سیاہ سنگ زمین میں پہنچے تو دونوں اتر پڑے پس حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہما ان دونوں کے پاس گئے اور کہا' خدا کے دشمنو اللہ تم دونوں پر لعنت کرے چلے جاؤ' عامر نے پوچھا اے سعد یہ کون ہے انہوں نے جواب دیا اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ' پس وہ دونوں چلے گئے اور جب واقم جگہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی جس نے اس کا کام تمام کر دیا اور عامر جب سیاہ سنگ زمین میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ایک پیپ والا پھوڑا اسے نکالا جس نے اسے قابو کر لیا اور بنی سلول کی ایک عورت کے ہاں اسے رات آ گئی اور وہ اپنے حلق کے پھوڑے کو چھونے اور کہنے لگا: ''ایک سلولیہ عورت کے گھر میں اونٹ کے طاعون کی سی گلٹی'' وہ اس کے گھر میں مرنا نہیں چاہتا تھا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور واپسی پر اس کی پشت پر مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں یہ آیت اتاری:

''اللہ جانتا ہے جو ہر عورت اٹھاتی ہے اور ارحام جو کچھ کمی بیشی کرتے ہیں''۔ الآیہ

پھر وہ اربد کا ذکر کرتا ہے اور جس چیز سے اس نے اسے قتل کیا تھا فرماتا ہے:

''اور وہ بجلیوں کو بھیجتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان سے تکلیف دیتا ہے''۔ الآیہ

اور اس سیاق میں اس واقعہ پر دلالت پائی جاتی ہے جو عامر اور اربد کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے اس لیے کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور قبل ازیں طفیل بن عامر الدوسی رضی اللہ عنہ کے رسول کریم ﷺ کے پاس مکہ آنے اور اسلام قبول کرنے کا ذکر ہو چکا ہے' اور

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کس طرح نور بنا دیا' پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے اسے ان کے کوڑے کے سرے پر تبدیل کر دیا۔ اور ہم نے اس بات کو اپنے موقع پر مفصل بیان کر دیا ہے اس لیے اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ جیسا کہ بیہقی وغیرہ نے کیا ہے۔

ضمام بن ثعلبہ کا اپنی قوم کا قاصد بن کر آنا:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے محمد بن ولید بن نویفع نے بحوالہ کریب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول کریم ﷺ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا پس وہ آپؐ کے پاس آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا پھر اس کا گھٹنا باندھا پھر مسجد میں آیا تو رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب میں فروکش تھے' اور ضمام ایک دلیر اور بالوں کی دو چوٹیوں والا آدمی تھا' وہ آ کر کھڑا ہو گیا اور رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے' اس نے پوچھا تم میں پسر عبدالمطلب کون ہے؟ رسول کریم ﷺ نے جواب دیا میں پسر عبدالمطلب ہوں اس نے کہا اے محمد ﷺ آپؐ نے فرمایا جی' اس نے کہا اے پسر عبدالمطلب میں آپؐ سے سوال کرنے لگا ہوں اور سوال میں کچھ درشتی بھی کروں گا۔ آپؐ اسے محسوس نہ کریں آپؐ نے فرمایا میں اسے محسوس نہیں کروں گا تو جو کہنا چاہتا ہے کہہ' اس نے کہا' میں آپ کو آپؐ کے معبود اور آپؐ سے پہلے لوگوں کے معبود اور جو لوگ آپؐ کے بعد ہوں گے ان کے معبود کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے' آپؐ نے فرمایا: ہاں بخدا! اس نے کہا' میں آپ کو آپؐ کے معبود اور آپؐ سے پہلے لوگوں کے معبود اور جو لوگ آپ کے بعد ہوں گے ان کے معبود کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم اس اکیلے کی پرستش کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم ان ہمسر شریکوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں بخدا! اس نے کہا میں آپ کو آپؐ کے معبود اور آپؐ سے پہلے لوگوں کے معبود اور جو لوگ آپ کے بعد ہوں گے ان کے معبود کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم یہ پانچ نمازیں پڑھا کریں' آپؐ نے فرمایا: ہاں! راوی بیان کرتا ہے کہ پھر وہ ایک ایک کر کے فرائض وسلام' زکوٰۃ' روزوں' حج اور تمام احکام اسلام کے متعلق پوچھنے لگا۔ اور پہلے کی طرح ہر فریضہ پر آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دینے لگا اور جب وہ سوالات سے فارغ ہو گیا' تو کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جن باتوں سے آپ نے مجھے روکا ہے ان سے اجتناب کروں گا۔ نیز میں کوئی کمی بیشی نہیں کروں گا' پھر وہ اپنے اونٹ کے پاس واپس چلا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر دو چوٹیوں والے نے سچ کہا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا''۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ واپس اپنے اونٹ کے پاس آیا اور اس نے اس کے بندھن کو کھولا پھر چلا گیا' حتیٰ کہ اپنی قوم کے پاس پہنچ گیا تو وہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے سب سے پہلی بات یہ کی کہ:

لات اور عزیٰ کا برا ہو' لوگوں نے کہا اے ضمام رک جا' پھلبہری' جذام اور جنون سے بچ' اس نے کہا' تم ہلاک ہو' یہ دونوں

بت نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے تم جس گمراہی میں پھنسے ہو میں اس کے ذریعے تمہیں بچاؤں گا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں آپؐ کے ہاں سے وہ باتیں تمہارے پاس لایا ہوں جن کے کرنے کا آپؐ نے حکم دیا ہے اور جن سے آپؐ نے تم کو منع کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ قسم بخدا! ابھی اس دن کی شام نہیں ہوئی تھی کہ وہاں جو مرد اور عورتیں موجود تھے مسلمان ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے کسی قوم کے قاصد کو ضمام بن ثعلبہ سے افضل نہیں سنا۔ اور امام احمد نے بھی اس روایت کو ایسے ہی یعقوب بن ابراہیم زہری سے عن ابیہ عن ابن اسحاق بیان کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو سلمہ بن الفضل کے طریق سے عن محمد بن اسحاق عن سلمہ بن کہیل محمد بن ولید بن نویفع عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس سیاق کلام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ فتح مکہ سے قبل اپنی قوم کے پاس واپس گیا تھا' کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عزیٰ کو فتح مکہ کے زمانے میں مسمار کیا تھا۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے شریک بن عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ بنوسعد بن بکر نے رجب ۵ ھ میں ضمام بن ثعلبہ کو بھیجا اور وہ دلیر اور بالوں کی دو چوٹیوں والا تھا' وہ قاصد بن کر رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور آکر رسول کریم ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا اور آپؐ سے درشتی سے سوال کرنے لگا۔ اس نے آپ سے پوچھا آپ کو کس نے بھیجا ہے؟ اور کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے اور اس نے آپ سے احکام اسلام کے متعلق پوچھا تو رسول کریم ﷺ نے اسے ان سب باتوں کا جواب دیا تو وہ مسلمان ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور اس نے ہمسر شریکوں کو خیرباد کہہ دیا اور اس نے ان کو وہ باتیں بتائیں جن کا آپؐ نے ان کو حکم دیا تھا اور جن سے روکا تھا اور ابھی اس دن کی شام نہیں ہوئی تھی کہ وہاں جو مرد اور عورتیں موجود تھے مسلمان ہو گئے اور انہوں نے مساجد تعمیر کیں اور اذانیں دیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سے ہاشم بن القاسم نے بیان کیا کہ ہم سے سلیمان' یعنی ابن المغیرہ نے عن ثابت عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ پس ہمیں یہ بات اچھی لگتی کہ اہل بادیہ میں سے ایک سمجھدار آدمی آپ سے سوال کرتا اور ہم سنتے' پس اہل بادیہ میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد ﷺ آپ کا ایلچی ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں یہ تصور دیا کہ آپ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے' آپ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے۔ اس نے کہا آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ نے' اس نے کہا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ نے' اس نے کہا ان پہاڑوں کو کس نے نصب کیا ہے اور ان میں جو کچھ بنایا ہے کس نے بنایا ہے آپؐ نے فرمایا اللہ نے اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور پہاڑوں کو نصب کیا ہے' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے' آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ کے ایلچی کا خیال ہے کہ ایک دن رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں' آپؐ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے' اس نے کہا' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں' اس نے کہا آپ کے ایلچی کا خیال ہے کہ ہمارے اموال میں زکوٰۃ بھی ہے آپ نے فرمایا اس نے

درست کہا ہے اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپؐ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپؐ کے ایلچی کا خیال ہے کہ سال میں ایک ماہ کے روزے ہم پر فرض ہیں' آپ نے فرمایا اس نے درست کہا' اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ کے ایلچی کا خیال ہے کہ استطاعت کی صورت میں ہم پر حج کرنا فرض ہے' آپؐ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے' راوی بیان کرتا ہے پھر وہ چلا گیا اور کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں ان میں کچھ کمی بیشی نہیں کروں گا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اگر اس نے سچ کہا ہے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا''۔

اس حدیث کی صحیحین وغیرہما میں کثیر الفاظ و اسانید کے ساتھ بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تخریج ہوئی ہے۔ اور مسلم نے اسے ابوالنضر ہاشم بن القاسم کی حدیث سے بروایت سلیمان بن مغیرہ بیان کیا ہے۔ اور بخاری نے اسے اپنے طریق سے معلق کہا ہے اور اسی طرح ایک دوسرے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں' ہم سے حجاج نے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے سعید ابی سعید نے بروایت شریک بن عبداللہ بن ابی نمر بیان کیا کہ اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ:

ہم رسول کریم ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اونٹ پر ایک آدمی آیا' اور اس نے اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر اس کا گھٹنا باندھا پھر کہنے لگا' تم میں محمد ﷺ کون ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان تکیہ لگائے ہوئے تھے' راوی بیان کرتا ہے' ہم نے کہا یہ سفید رو آدمی جو تکیہ لگائے ہوئے ہے' اس نے کہا اے پسر عبدالمطلب! آپ نے فرمایا میں نے تجھے جواب دیا ہے اس نے کہا اے محمد ﷺ میں آپ سے سوال کرنے والا ہوں اور سوالات میں آپ سے کچھ سختی کروں گا' اسے محسوس نہ کرنا' آپ نے فرمایا تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو اس نے کہا میں آپ کو آپ کے رب اور جو لوگ آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے؟ رسول کریم ﷺ نے جواب دیا ہاں بخدا! اس نے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم سال میں ایک ماہ کے روزے رکھا کریں آپؐ نے فرمایا ہاں بخدا' اس آدمی نے کہا آپ جو تعلیم لائے ہیں میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کا جو میرے پیچھے ہے ایلچی ہوں اور میں سعد بن بنی بکر سے ہوں اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ اور بخاری نے اسے عبداللہ بن یوسف سے عن لیث بن سعد عن سعید المقبری بیان کیا ہے اور اسی طرح ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسے لیث سے روایت کیا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ نسائی نے اسے ایک دوسرے طریق سے بھی لیث سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ابن عجلان وغیرہ نے مجھ سے عن سعید المقبری عن شریک عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح اسے عبیداللہ العمری کی حدیث سے عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور شاید یہ حدیث دونوں طریق سے سعید المقبری سے مروی ہے۔

باب ۸

قبل ازیں ہم وہ روایت بیان کر آئے ہیں جسے امام احمد نے یحییٰ بن آدم سے عن حفص بن غیاث' عن داؤد بن ابی ہند عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت سے قبل مکہ میں ضماد الازدی کے رسول کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے اور اس کی قوم کے اسلام لانے کے بارے میں بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم نے مفصل طور پر بیان کر دیا ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

حضرت زید الخیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ طیٔ کا وفد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ طی کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور ان میں زید الخیل رضی اللہ عنہ بھی تھے' جو ان کے سردار تھے' پس جب یہ لوگ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ سے گفتگو کی اور حضور علیہ السلام نے ان پر اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گئے' اور بہت اچھے مسلمان ہوئے اور جیسا کہ مجھ سے بنی طیٔ کے بعض ان آدمیوں نے بیان کیا جن پر میں کوئی تہمت نہیں لگا تا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

عرب کے جس آدمی کی خوبی کا بھی مجھ سے ذکر کیا گیا' پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے اسے اس خوبی سے کم تر ہی پایا سوائے زید الخیل رضی اللہ عنہ کے' کیونکہ وہ آدمی اس خوبی میں کوتاہ ہوتا تھا' پھر رسول کریم ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رضی اللہ عنہ رکھا اور آپ نے انہیں زعفران اور دو زمینیں جاگیر دیں اور انہیں لکھ دیں پس وہ رسول کریم ﷺ کے پاس سے اپنی قوم کی طرف جانے کے لیے نکلے تو آپ نے فرمایا: ''اگر زید مدینہ کے بخار سے بچ گیا تو وہ بہت بولنے والا ہوگا''۔ اور رسول کریم ﷺ نے حمی اور ام ملدم کے سوا کوئی اور نام لیا تھا جو اسے معلوم نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ نجد کے علاقے سے اپنے ایک پانی پر پہنچے جسے خردہ کہا جاتا تھا تو انہیں بخار نے آلیا اور انہوں نے بخار سے ہی وفات پائی اور جب انہوں نے موت کو محسوس کیا تو کہا ۔

''کیا میں صبح کو اپنی قوم کے ساتھ مشارق کی طرف کوچ کرنے والا ہوں اور مجھے فردہ مقام کے ایک بلند گھر میں چھوڑ دیا جائے گا' آگاہ رہو کتنے ہی دن ہیں کہ اگر میں بیمار ہو جاتا تو تیماردار میری تیمارداری کرتے جن سے میں نے کوشش کے ساتھ بھی شفا نہیں پائی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ فوت ہو گئے تو آپ کی بیوی نے اپنی جہالت اور عقل و دین کی کمی کی وجہ سے ان کتابوں کو آگ سے جلا دیا جو آپ کے پاس تھیں' میں کہتا ہوں کہ صحیحین میں ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول کریم ﷺ کی طرف ایک سنہری چادر بھیجی تو رسول کریم ﷺ نے اسے چار آدمیوں حضرت زید الخیل' حضرت علقمہ بن علاثہ' حضرت اقرع بن حابس اور حضرت عقبہ بن بدر رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم کر دیا اس حدیث کا ذکر عنقریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یمن بھیجنے کے باب میں بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

عدی بن حاتم طائی کا واقعہ

امام بخاریؒ نے صحیح میں طیؒ کے وفد اور عدی بن حاتم کی حدیث کو بیان کیا ہے' ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالملک بن عمیر نے عن عمرو بن حریث عن عدی بن حاتم بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دور میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ ایک ایک آدمی کا نام لے کر انہیں بلانے لگے' میں نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں' آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب انہوں نے انکار کیا اور جب وہ پشت پھیر کر چلے گئے تو آپ آئے اور جب انہوں نے خیانت کی تو آپ نے وعدہ وفائی کی اور جب یہ انجان بن گئے تو آپ نے پہچان لیا' حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس وقت میں بے پرواہ تھا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق عدی بن حاتم کہا کرتے تھے' کہ جب میں نے رسول کریم ﷺ کے متعلق سنا تو عربوں میں مجھ سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ سے نفرت کرنے والا کوئی نہیں تھا' میں ایک عزت دار آدمی تھا اور نصرانی تھا اور میں اپنی قوم سے چوتھا حصہ لیا کرتا تھا اور میں اپنے خیال میں اپنے ایک دین پر قائم تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا' آپؐ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے پس جب میں نے رسول کریم ﷺ کے متعلق سنا تو میں نے آپؐ سے نفرت کی اور میں نے اپنے ایک عربی غلام سے جو میرے اونٹوں کا چرواہا تھا۔ کہا تیرا باپ نہ رہے میرے لیے جلد رام ہونے والے موٹے تازے اونٹ تیار کر اور انہیں میرے قریب روک رکھ اور جب تو محمد ﷺ کی فوج کے متعلق سنے کہ آپؐ نے اس علاقے کو پامال کر دیا ہے تو مجھے اطلاع دینا تو اس نے ایسے ہی کیا۔ پھر وہ ایک دن صبح کو میرے پاس آیا اور کہنے لگا اے عدیؓ! جب محمد ﷺ کے سوار تیرے پاس آ جائیں گے تو تو کیا کرے گا اور جو کچھ تو نے کرنا ہے ابھی کر لے۔ اور میں نے جھنڈوں کو دیکھ لیا ہے' پس میں نے ان کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا یہ محمد ﷺ کی فوجیں ہیں' راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ میرے اونٹوں کو میرے قریب کر تو اس نے انہیں قریب کیا اور میں نے اپنے بیوی بچوں کو سوار کرا دیا' پھر میں نے کہا شام میں میرے دینی بھائیوں نصاریٰ کے پاس چلو' پس رشتہ دار چل پڑے اور میں نے حاتم کی ایک بیٹی کو شہر میں پیچھے چھوڑ دیا اور جب میں شام آ گیا تو میں نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے سوار آئے تو حاتم کی بیٹی کو بھی گزند پہنچنے والوں کے ساتھ گزند پہنچا اور اسے طے کے قیدیوں کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور رسول کریم ﷺ کو میرے شام بھاگ جانے کی اطلاع مل چکی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حاتم کی بیٹی کو مسجد کے دروازے کے کمرے میں رکھا گیا اور قیدیوں کو وہاں بند کیا جاتا تھا' رسول کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کے پاس آئی اور وہ بڑی خوش گفتار عورت تھی۔

حاتم کی بیٹی بارگاہ رسالت میں:

کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! باپ فوت ہو گیا ہے اور آنے والا غائب ہو چکا ہے مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر

احسان فرمائے گا۔ آپؐ نے پوچھا تیرا آنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ‘ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ سے بھاگنے والا‘ وہ بیان کرتی ہے کہ آپ تشریف لے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ میرے پاس سے گزرے میں نے آپ کو وہی بات کہی اور آپ نے بھی مجھے کل جیسا جواب دیا۔ وہ بیان کرتی ہے جب تیسرا دن آیا تو آپ میرے پاس سے گزرے اور میں مایوس ہو چکی تھی تو آپ کے پیچھے سے مجھے ایک آدمی نے اشارہ کیا کہ کھڑے ہو کر آپ سے بات کر‘ میں آپ کے پاس آ گئی اور میں نے کہا یا رسول اللہ باپ فوت ہو گیا ہے اور آنے والا غائب ہو چکا ہے‘ مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھ پر احسان کیا۔ اس وقت تک جانے میں جلدی نہ کرنا جب تک تجھے اپنی قوم کے بااعتماد آدمی نہ مل جائیں تا کہ وہ تجھے تیرے ملک میں پہنچا دیں‘ پھر تو مجھے اطلاع کرنا‘ میں نے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جس نے مجھے آپ سے بات کرنے کا اشارہ کیا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں‘ پس میں تیار ہو گئی یہاں تک کہ بنی قضاعہ قبیلہ کے آدمی آ گئے۔ وہ بیان کرتی ہے میں اپنے بھائی کے پاس شام جانا چاہتی تھی‘ پس میں آئی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری قوم کے کچھ لوگ آ گئے ہیں مجھے ان پر اعتماد ہے اور وہ مجھے کفایت کریں گے وہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے لباس پہنایا اور سواری دی‘ اخراجات دیئے اور میں ان کے ساتھ چل کر شام آ گئی‘ عدیؓ بیان کرتے ہیں قسم بخدا میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے پالکی میں بیٹھی ہوئی ایک عورت کو دیکھا جو ہماری قوم کی طرف آ رہی تھی‘ وہ بیان کرتے ہیں‘ میں نے کہا حاتم کی بیٹی ہو گی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ وہی تھی‘ پس جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ جائز طور پر کہنے لگی‘ ارے ظالم اور رشتہ کو قطع کرنے والے تو اپنے بیوی بچوں کو لے آیا اور تو اپنے باپ کی اولاد اور شرم کو چھوڑ آیا۔ راوی بیان کرتا ہے‘ میں نے کہا اے میری چھوٹی بہن اچھی باتیں کر و خدا کی قسم‘ میرا کوئی عذر نہیں‘ اور جو تو نے بیان کیا ہے میں نے وہ کام کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر وہ اتری اور میرے ہاں قیام پذیر ہو گئی میں نے اسے کہا اور وہ ایک دانا عورت تھی۔ آپ کی اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ہے اس نے کہا خدا کی قسم میں دیکھ رہی ہوں کہ تو سرعت کے ساتھ اس کے پاس جائے گا۔ پس اگر یہ شخص نبی ہے تو اس کی طرف سبقت کرنے والے کے لیے فضیلت ہے اور اگر یہ بادشاہ ہے تو تو ہرگز یمن کی قوت میں نہیں رہے گا اب تم جانو اور تمہارا کام‘ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا خدا کی قسم میری بھی یہی رائے ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں رسول کریم ﷺ کے پاس‘ مدینہ جانے کے لیے نکلا تو آپ کے پاس پہنچ گیا آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے‘ میں نے سلام عرض کیا‘ تو آپؐ نے فرمایا کون شخص ہے۔ میں نے عرض کیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ‘ تو رسول کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ اور قسم بخدا آپؐ مجھے گھر کی طرف لے جا رہے تھے کہ آپ کو ایک بڑی عمر کی ضعیف عورت ملی اور اس نے آپ کو ٹھہرا لیا اور آپ اس کی خاطر دیر تک کھڑے رہے اور وہ اپنی ضروریات کے متعلق آپ سے گفتگو کرتی رہی۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ شخص بادشاہ نہیں ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ لے کر چل پڑے‘ حتیٰ کہ آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور آپ نے چمڑے کا ایک تکیہ جس میں خشک گھاس بھری ہوئی تھی لے کر میری طرف پھینکا اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ‘ میں نے عرض کیا آپ اس پر تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ آپ بیٹھیں‘ پس میں بیٹھ گیا اور رسول کریم ﷺ

زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ تو بادشاہوں والا کام نہیں، پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! کیا تو رکوسی[1] نہیں، میں نے جواب دیا بے شک آپ نے فرمایا کیا تو اپنی قوم سے چوتھا حصہ نہیں لیتا، میں نے کہا بے شک آپ نے فرمایا یہ بات تمہارے دین کی رو سے تمہارے لیے جائز نہیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم بے شک، راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا آپ یقیناً نبی مرسل ہیں جو بھولی بسری باتوں کو بھی جانتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا:

''اے عدی! شاید تجھے اس دین میں داخل ہونے سے مسلمانوں کی محتاجگی روک رہی ہے اور قسم بخدا عنقریب ان میں بہت مال ہوگا، یہاں تک کہ اسے لینے والا کوئی نہ ہوگا اور شاید تجھے ان کے دشمنوں کی کثرت اور ان کی قلت تعداد بھی اس میں داخل ہونے سے روک رہی ہے اور قسم بخدا تو عنقریب ایک عورت کے متعلق ضرور سنے گا کہ وہ اپنے اونٹ پر قادسیہ سے چلے گی اور بے خوف ہو کر اس گھر کی زیارت کرے گی اور شاید تجھے یہ بات بھی اس دین میں داخل ہونے سے روک رہی ہے کہ تو اقتدار اور حکومت دوسروں میں دیکھ رہا ہے اور قسم بخدا تو عنقریب ضرور سنے گا کہ بابل کے سفید محلات ان کے لیے مفتوح ہو جائیں گے''۔

راوی بیان کرتا ہے پس میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہا کرتے تھے کہ دو باتیں تو پوری ہو چکی ہیں، اور تیسری باقی رہ گئی اور خدا کی قسم وہ بھی ضرور پوری ہوگی اور میں نے بابل کے سفید محلات کو دیکھا کہ وہ مفتوح ہو گئے، اور میں نے قادسیہ سے عورت کو اپنے اونٹ پر چلتے اور بے خوف ہو کر اس گھر کا طواف کرتے دیکھا، اور خدا کی قسم تیسری بات بھی ضرور پوری ہوگی، اور مال کی اس قدر بہتات ہوگی کہ اس کا لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔

اس عبارت کو ابن اسحاق رحمہ اللہ نے اس طرح بلا اسناد بیان کیا ہے اور دیگر وجوہ سے اس کے شواہد موجود ہیں، امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے سماک بن حرب سے سنا کہ میں نے عباد ابن حبیش کو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے سنا وہ بیان کرتا ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کے سوار آئے تو میں عقرب[2] مقام پر تھا، انہوں نے میری پھوپھی اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا، اور جب وہ انہیں رسول کریم ﷺ کے پاس لائے تو انہوں نے آپ کے سامنے صف بنائی اور میری پھوپھی کہنے لگی یا رسول اللہ آنے والا جدا ہو گیا ہے اور بچوں کا وقت بھی گذر گیا ہے اور میں ایک بوڑھی عورت ہوں، میرا کوئی خدمت کرنے والا بھی نہیں، مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی کرے گا آپ نے فرمایا تیرا آنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، آپ نے فرمایا وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگ گیا ہے، اس نے کہا مجھ پر احسان فرمایئے۔ پس جب آپ واپس لوٹے تو آپ کے پہلو میں ایک آدمی تھا جو اس کی رائے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے اسے کہا آپ سے سواری مانگ، راوی بیان کرتا ہے کہ

---

[1] نصاریٰ اور صابیوں کے بین بین ایک دین کا نام ہے۔

[2] اصول میں ایسے ہی بیان ہوا ہے، شاید یہ عقرباء ہے جو دمشق کا ایک ضلع ہے اور یمامہ کا ایک مقام ہے۔

احسان فرمائے گا۔ آپؐ نے پوچھا تیرا آنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ سے بھاگنے والا' وہ بیان کرتی ہے کہ آپ تشریف لے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ میرے پاس سے گزرے میں نے آپ کو وہی بات کہی اور آپ نے بھی مجھے کل جیسا جواب دیا۔ وہ بیان کرتی ہے جب تیسرا دن آیا تو آپ میرے پاس سے گزرے اور میں مایوس ہو چکی تھی تو آپ کے پیچھے سے مجھے ایک آدمی نے اشارہ کیا کہ کھڑے ہو کر آپ سے بات کر' میں آپ کے پاس آ گئی اور میں نے کہا یا رسول اللہ باپ فوت ہو گیا ہے اور آنے والا غائب ہو چکا ہے' مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھ پر احسان کیا۔ اس وقت تک جانے میں جلدی نہ کرنا جب تک تجھے اپنی قوم کے بااعتماد آدمی نہ مل جائیں تاکہ وہ تجھے تیرے ملک میں پہنچا دیں' پھر تو مجھے اطلاع کرنا' میں نے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جس نے مجھے آپ سے بات کرنے کا اشارہ کیا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں' پس میں تیار ہو گئی یہاں تک کہ بنی قضاعہ قبیلہ کے آدمی آ گئے۔ وہ بیان کرتی ہے میں اپنے بھائی کے پاس شام جانا چاہتی تھی' پس میں آئی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری قوم کے کچھ لوگ آ گئے ہیں مجھے ان پر اعتماد ہے اور وہ مجھے کفایت کریں گے وہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے لباس پہنایا اور سواری دی' اخراجات دیئے اور میں ان کے ساتھ چل کر شام آ گئی' عدیؓ بیان کرتے ہیں قسم بخدا میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے پالکی میں بیٹھی ہوئی ایک عورت کو دیکھا جو ہماری قوم کی طرف آ رہی تھی' وہ بیان کرتے ہیں' میں نے کہا حاتم کی بیٹی ہو گی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ وہی تھی' پس جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ جائز طور پر کہنے لگی' ارے ظالم اور رشتہ کو قطع کرنے والے تو اپنے بیوی بچوں کو لے آیا اور تو اپنے باپ کی اولاد اور شرم کو چھوڑ آیا۔ راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا اے میری چھوٹی بہن اچھی باتیں کر و خدا کی قسم' میرا کوئی عذر نہیں' اور جو تو نے بیان کیا ہے میں نے وہ کام کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر وہ اتری اور میرے ہاں قیام پذیر ہو گئی میں نے اسے کہا اور وہ ایک دانا عورت تھی۔ آپ کی اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ہے اس نے کہا خدا کی قسم میں دیکھ رہی ہوں کہ تو سرعت کے ساتھ اس کے پاس جائے گا۔ پس اگر یہ شخص نبی ہے تو اس کی طرف سبقت کرنے والے کے لیے فضیلت ہے اور اگر یہ بادشاہ ہے تو تو ہرگز یمن کی قوت میں نہیں رہے گا اب تم جانو اور تمہارا کام' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا خدا کی قسم میری بھی یہی رائے ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں رسول کریم ﷺ کے پاس' مدینہ جانے کے لیے نکلا تو آپ کے پاس پہنچ گیا آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے' میں نے سلام عرض کیا' تو آپؐ نے فرمایا کون شخص ہے۔ میں نے عرض کیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' تو رسول کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ اور قسم بخدا آپؐ مجھے گھر کی طرف لے جا رہے تھے کہ آپ کو ایک بڑی عمر کی ضعیف عورت ملی اور اس نے آپ کو ٹھہرا لیا اور آپ اس کی خاطر دیر تک کھڑے رہے اور وہ اپنی ضروریات کے متعلق آپ سے گفتگو کرتی رہی۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ شخص بادشاہ نہیں ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ لے کر چل پڑے' حتیٰ کہ آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور آپ نے چمڑے کا ایک تکیہ جس میں خشک گھاس بھری ہوئی تھی لے کر میری طرف پھینکا اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ' میں نے عرض کیا آپ اس پر تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ آپ بیٹھیں' پس میں بیٹھ گیا اور رسول کریم ﷺ

اس نے آپ سے سواری کا سوال کیا تو آپ نے اس کے لیے سواری کا حکم دیا' عدی بیان کرتے ہیں کہ وہ میرے پاس آ گئی اور کہنے لگی تو نے ایک ایسا فعل کیا ہے جو تیرا باپ نہیں کیا کرتا تھا' اور کہنے لگی آپ کے پاس خوف و رغبت کرتے ہوئے جاؤ' فلاں فلاں شخص آپ کے پاس آیا تو اس نے آپ سے کچھ حاصل کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں آپ کے پاس آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے پاس ایک عورت اور دو بچے یا ایک بچہ موجود ہے پس آپ نے اس سے اپنی قرابت کا ذکر کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کسریٰ اور قیصر کی طرح کے بادشاہ نہیں ہیں' آپ نے فرمایا: اے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ! تجھے کس چیز نے بھگوڑا بنایا؟ کیا اس بات نے کہ یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' کیا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ تجھے کس بات نے بھگوڑا بنایا؟ کیا اس بات نے کہ اللہ کو سب سے بڑا کہنا پڑے گا۔ کیا کوئی چیز اللہ سے بڑی ہے؟ پس میں مسلمان ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر بشاشت آ گئی ہے' آپ نے فرمایا کہ مغضوب علیھم یہود ہیں اور الضالین' نصاریٰ ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے پھر لوگوں نے آپ سے سوالات کیے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اے لوگو! تم اپنے بہت سے احسان سے تھوڑا سا احسان کرو جیسے ایک آدمی ایک صاع کے ساتھ صاع کا کچھ حصہ یا مٹھی بھر چیز حاصل کرتا ہے' شعبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک کھجور کے ساتھ کھجور کا ٹکڑا حاصل کرتا ہے اور بے شک تم میں سے ایک آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ وہی بات کہے گا جو میں کہتا ہوں کہ کیا میں نے تجھے سمیع بصیر نہیں بنایا تھا اور کیا میں نے تجھے مال اور اولاد نہیں دی تھی پس تو کیا لایا ہے' پس وہ آگے' پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا اور کسی چیز کو نہیں پائے گا اور وہ اللہ کی خوشنودی کے بغیر آگ سے نہیں بچ سکے گا۔ پس خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر آگ سے بچنا پڑے آگ سے بچو اور اگر تمہارے پاس کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ہو تو نرم بات کے ذریعے آگ سے بچو' میں تمہارے متعلق فاقہ سے نہیں ڈرتا اللہ تمہاری ضرور مدد کرے گا' اور وہ ضرور تمہیں عطا کرے گا یا وہ ضرور تمہیں فتوحات دے گا یہاں تک کہ عورت حیرہ اور یثرب کے درمیان سفر کرے گی حالانکہ عورت کے بارے میں چوری کا زیادہ خوف ہوتا ہے۔

اسے ترمذی نے شعبہ اور عمرو بن ابی قیس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے سماک سے روایت کی ہے پھر کہا ہے کہ یہ حسن غریب ہے اور اسے ہم سماک کی حدیث کے سوا نہیں جانتے۔

اور اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یزید نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن حسان نے محمد بن سیرین سے عن ابی عبیدہ جسے ابن حذیفہ کہتے ہیں۔ عن رجل بیان کیا وہ بیان کرتا ہے میں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے کہا' مجھے آپ کے متعلق ایک بات معلوم ہوئی ہے میں اسے آپ سے سننا چاہتا ہوں' اس نے کہا بہت اچھا:

جب مجھے رسول خدا ﷺ کے خروج کا علم ہوا' تو میں نے آپ کے خروج کو بہت ناپسند کیا' پس میں بھی نکل کر روم کی ایک طرف آ گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ میں قیصر کے پاس آ گیا۔ اور میں نے اپنے اس مقام کو آپ کے خروج سے بھی بڑھ کر سخت ناپسند کیا اور میں نے کہا قسم بخدا کاش میں اس آدمی کے پاس چلا جاتا اور اگر وہ جھوٹا ہے تو مجھے اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا اور اگر سچا ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا' پس میں آپ کے پاس آیا اور جب میں آیا تو لوگوں نے کہا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ آیا ہے پس میں رسول کریم ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے تین بار فرمایا: اے عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم! مسلمان ہو جا تو محفوظ ہو جائے گا' میں نے جواب

دیا میں ایک دین کا پابند ہوں' آپ نے فرمایا: میں تمہارے دین کو تم سے بہتر طور پر جانتا ہوں' میں نے کہا آپ مجھ سے بڑھ کر میرے دین کو جانتے ہیں' آپ نے فرمایا ہاں' آپ نے فرمایا کیا تو رکوسی نہیں اور تو اپنی قوم کا چوتھا حصہ نہیں کھا جاتا ہے' میں نے جواب دیا بے شک' آپ نے فرمایا تمہارے دین کی رو سے یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔ میں نے کہا ہاں' جوں ہی آپ نے یہ بات کی میں نے سر تسلیم خم کر دیا' آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے جو چیز تجھے اسلام سے مانع ہے تو کہتا ہے کہ میں کمزور لوگوں کی اتباع کروں جنہیں کوئی قوت حاصل نہیں اور عربوں نے انہیں نکال باہر کیا ہے' کیا تو حیرہ کو جانتا ہے؟ میں نے جواب دیا میں نے اسے نہیں دیکھا۔ البتہ میں نے اس کے متعلق سنا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امر کو پورا کرے گا یہاں تک کہ بغیر کسی کی پناہ کے ایک عورت حیرہ سے نکل کر بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ضرور فتح ہوں گے' میں نے کہا ابن ہرمز کے خزانے' فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے' اور بالضرور اس قدر مال خرچ کیا جائے گا' کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا' عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عورت بغیر کسی کی پناہ کے حیرہ سے آ کر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی' اور کسریٰ کے خزانے فتح کرنے والوں میں' میں بھی شامل تھا اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تیسری بات بھی ضرور پوری ہوگی کیونکہ اسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

پھر احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے عن ایوب عن محمد بن سیرین عن ابی عبیدہ بن حذیفہ عن رجل بیان کیا' اور حماد اور ہشام محمد بن ابی عبیدہ سے روایت کرتے ہیں اور اس نے کسی آدمی کا ذکر نہیں کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں لوگوں سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی بات دریافت کرتا تھا اور وہ میرے پہلو میں تھے اور میں ان سے دریافت نہیں کرتا تھا' راوی بیان کرتا ہے' کہ میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے ساری بات بیان کی۔ اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوعمرو ادیب نے خبر دی کہ ہمیں ابوبکر اسماعیلی نے خبر دی کہ مجھے حسن بن سفیان نے بتایا کہ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں نضر بن شمیل نے خبر دی کہ ہمیں سعد طائی نے خبر دی کہ ہمیں محل بن خلیفہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں رسول کریم ﷺ کے پاس موجود تھا کہ ایک آدمی نے آ کر آپ سے فاقہ کی شکایت کی اور ایک دوسرے آدمی نے آپ کے پاس آ کر رہزنی کی شکایت کی' آپ نے فرمایا اے عدیؓ! کیا تم نے حیرہ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا لیکن مجھے اس کے متعلق بتایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو بالضرور تو عورت کو حیرہ سے سفر کر کے کعبہ کا طواف کرتے دیکھے گا' اور وہ اللہ کے سوا کسی سے خائف نہ ہوگی' راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ طیٔ کے خبیث لوگ جنہوں نے ملکوں میں بدی کی اشاعت کی ہے' اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو بالضرور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح ہوں گے' میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز' آپ نے فرمایا کسریٰ بن ہرمز' اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تو دیکھے گا کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اور وہ اسے قبول کرنے والے کو تلاش کرے گا' مگر وہ کسی آدمی کو اسے قبول کرتا نہیں پائے گا۔ اور بالضرور

تمہارا کوئی آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا' پس وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اور وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو اسے جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔

عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا' خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر آگ سے بچنا پڑے' آگ سے بچو' اور اگر تمہارے پاس کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ہو تو اچھی بات کر کے آگ سے بچو' عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عورت کو دیکھا کہ وہ کوفہ سے سفر کر کے بیت اللہ کا طواف کرتی تھی' اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کسی چیز کا خوف نہ ہوتا تھا' اور جن لوگوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا ان میں میں بھی شامل تھا' اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم عنقریب ان باتوں کو دیکھو گے' جو حضرت ابوالقاسم ﷺ نے فرمائی ہیں۔

اور امام بخاریؒ نے اسے محمد بن الحکم سے عن نضر بن شمیل پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور انہوں نے اسے ایک اور طریق سے بھی عن سعدان بن بشر عن سعد ابی مجاہد الطائی عن محل بن خلیفہ عن عدی بیان کیا ہے اور امام احمد اور نسائی نے اسے شعبہ کی حدیث سے عن سعد ابی مجاہد الطائی بیان کیا ہے اور جن لوگوں نے عدی رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے ان میں سے عامر بن شرحبیل الشعبی نے بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے خائف نہ ہوگی اور بھیڑیا اس کی بکریوں میں ہوگا اور صحیح بخاری میں شعبہ کی حدیث سے ثابت ہے' اور مسلم کے نزدیک زہیر بن معاویہ کی حدیث سے' اور دونوں نے عن عبداللہ بن معقل بن مقرن مزنی عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر آگ سے بچنا پڑے آگ سے بچو''۔

اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

''جو شخص تم میں سے آگ سے آڑ لینے کی استطاعت رکھے اسے خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر آڑ لینی پڑے وہ ایسا کر لے''۔

اور ایک دوسرے طریق میں شاہد بھی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ مجھ سے ابوبکر بن محمد بن عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے ابوسعید عبید بن کثیر بن عبدالواحد کوفی نے بیان کیا کہ ہم سے ضرار بن صرد نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن حمید نے' عن ابوحمزہ ثمالی' عن عبدالرحمٰن بن جندب عن کمیل بن زیاد نخعی بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے اللہ! تو پاک ہے' بہت سے لوگ بھلائی سے کس قدر بے رغبت ہیں۔ اس شخص پر تعجب ہے جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی کسی ضرورت کے لیے آتا ہے تو وہ اپنے آپ کے سوا کسی کو بھلائی کا اہل نہیں سمجھتا' پس اگر وہ ثواب کا امیدوار نہ بھی ہوتا اور نہ اسے عذاب کا خوف ہوتا تب بھی اسے چاہیے تھا کہ وہ مکارم اخلاق کی طرف جلدی کرتا' بلاشبہ یہ کامیابی کی راہ بتاتے ہیں''۔

پس ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا امیر المومنین! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے اس بات کو رسول کریم ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا ہاں' اور اس سے بہتر بات کو بھی سنا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب طے کے قیدی آئے تو ایک

سیاہی مائل سرخ رنگ' بہادر' دراز گردن' بلند بینی' میانہ قد وقامت' پرگوشت ٹخنوں اور پنڈلیوں والی' ملی ہوئی رانوں والی' باریک کمر اور نحیف پہلوؤں والی اور پشت کے دونوں پہلوؤں کو جھکائے ہوئے' ایک لڑکی کھڑی ہوئی۔ میں نے جب اسے دیکھا تو حیران رہ گیا اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرنے جاؤں گا کہ آپ اسے میرے غنیمت کے حصے میں رکھ دیں اور جب اس نے گفتگو کی تو میں اس کی فصاحت کے مقابلہ میں اس کے حسن و جمال کو فراموش کر بیٹھا' اس نے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ کی رائے یہ ہے کہ آپ ہمیں آزاد کر دیں اور عرب کے قبائل ہمارا مذاق نہ اڑائیں' تو میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں اور میرا باپ قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کیا کرتا تھا اور قیدیوں کو چھڑاتا تھا اور بھوکے کو سیر کرتا تھا اور برہنہ آدمی کو لباس دیتا تھا اور مہمان کی مہمان نوازی کرتا تھا اور کھانا کھلاتا تھا اور سلام کو رواج دیتا تھا' اور اس نے کبھی کسی حاجت مند کو واپس نہیں کیا' میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اے لڑکی حقیقت میں یہ مومنین کی صفات ہیں' اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا تو ہم ضرور اس پر مہربانی کرتے' اسے آزاد کر دو' اس کا باپ مکارم اخلاق کو پسند کرتا تھا اور اللہ بھی مکارم اخلاق کو پسند کرتا ہے۔ پس ابو بردہ بن دینار نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی مکارم اخلاق کو پسند کرتے ہیں' آپ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی شخص حسن اخلاق کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

یہ حدیث حسن المتن غریب الاسناد اور عزیز المخرج ہے۔ اور ہم نے حاتم طائی کے حالات کا تذکرہ جاہلیت کے زمانے میں اس مقام پر کیا ہے جہاں ہم نے مشہور سرداروں کی موت کا ذکر کیا ہے اور حاتم لوگوں کے ساتھ جن مکارم اور احسانات سے پیش آتا تھا اس کا فائدہ اسے آخرت میں ایمان سے مختص ہو کر ملے گا اور وہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جس نے عمر بھر میں ایک دن بھی نہیں کہا کہ اے میرے رب جزا سزا کے دن میری خطاؤں کو بخش دے۔

اور واقدی کا خیال ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ۹ ھ کے ربیع الآخر میں طیٔ کے علاقے میں بھیجا تھا' اور آپ قیدیوں میں اپنے ساتھ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کو بھی لائے۔ نیز آپ دو تلواریں بھی آپ کے پاس لائے جو بت خانے میں پڑی تھیں جن میں سے ایک کو رسوب اور دوسری کو مخذم کہا جاتا تھا' حارث بن ابی شمر نے ان دونوں تلواروں کو اس بت کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا تھا۔

دوس اور طفیل بن عمرو کا واقعہ:

اور ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے ابن ذکوان' یعنی عبداللہ بن زیاد سے' عن عبدالرحمٰن اعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ دوس ہلاک ہو گئے ہیں اور انہوں نے نافرمانی اور انکار کیا ہے' آپ اللہ سے ان کے لیے بددعا کریں' آپ نے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں لے آ۔

امام بخاری اس طریق سے اس حدیث کے بیان میں منفرد ہیں' پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل نے قیس سے بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں

رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے راستے میں یہ شعر کہا۔

''اس رات کی درازی اور دشواری کا کیا کہنا' مگر اس نے دارالکفر سے نجات دی ہے''۔

اور راستے میں میرا ایک غلام بھاگ گیا' پس جب میں حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کی بیعت کر لی تو ابھی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ وہ غلام آ گیا تو رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ تمہارا غلام ہے میں نے عرض کیا وہ خدا کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہے۔ پس میں نے اسے آزاد کر دیا۔ امام بخاری اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے اسے قیس بن ابی حازم سے روایت کرنے میں منفرد ہیں' اور یہ وہ حدیث ہے جسے بخاری نے طفیل بن عمرو کی آمد کے متعلق بیان کیا ہے اور اس کی آمد ہجرت سے قبل ہوئی تھی' اور اگر وہ ہجرت سے پہلے آیا تھا تو وہ فتح سے پہلے آیا تھا' کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوس کے ساتھ آئے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد اس وقت ہوئی تھی جب رسول کریم ﷺ خیبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سفر کر کے فتح کے بعد رسول کریم ﷺ کے پاس خیبر پہنچے تو آپ نے انہیں کچھ مال غنیمت دیا اور قبل ازیں ہم اس واقعہ کو اپنے موقع پر مفصل بیان کر چکے ہیں۔

اشعریوں اور اہل یمن کی آمد:

پھر شعبہ کی حدیث سے عن سلیمان بن مہران الاعمش عن ذکوان ابی صالح السمان عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں جو بہت نرم دل ہیں' ایمان یمن کا ہے اور حکمت یمانی ہے' اور فخر و تکبر' اونٹوں والوں میں ہوتا ہے اور سکینت و وقار بکریوں والوں میں ہوتا ہے''۔

اسے مسلم نے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' پھر بخاری نے اسے ابوالیمان سے عن شعیب عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے بیان کیا ہے کہ:

''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں جو بڑے نرم دل ہیں' فقہ یمن کا ہے اور حکمت یمانی ہے''۔

پھر انہوں نے اسماعیل سے عن سلیمان عن ثور عن ابی المغیث عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''ایمان یمن کا ہے اور فتنہ اس مقام پر ہے اور یہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا''۔

اور مسلم نے اسے شعیب سے عن زہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' پھر بخاری نے شعبہ کی حدیث سے عن اسماعیل عن قیس عن ابن مسعود بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''ایمان اس جگہ پر ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا' اور بداخلاقی اور سنگدلی چرواہوں میں ہوتی ہے' جو اونٹوں کی دموں کی جڑوں کے پاس رہتے ہیں' جہاں سے شیطان کے دو سینگ (ربیعہ اور مضر) نمودار ہوں گے''۔

اسے بخاری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور مسلم نے اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے عن قیس بن ابی حازم عن ابی مسعود عقبہ

بن عمرو روایت کیا ہے۔ پھر سفیان ثوری کی حدیث سے عن ابی صخرہ جامع بن شداد روایت بیان کی گئی ہے کہ ہم سے صفوان بن محرز نے بحوالہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''بنو تمیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا: اے بنی تمیم تمہیں بشارت ہو' انہوں نے کہا اگر آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو ہمیں عطا فرمایئے' پس رسول کریم ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے' پھر اہل یمن سے کچھ لوگ آئے تو آپ نے فرمایا' بشارت کو قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے قبول کیا''۔

ترمذی اور نسائی نے اسے ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے' یہ سب احادیث اہل یمن کے وفود کی فضیلت پر دال ہیں اور ان میں ان کی آمد کے وقت سے تعرض نہیں کیا گیا' اور بنو تمیم بھی آئے اگرچہ ان کی آمد متاخر ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی آمد اشعریوں کی آمد کے ساتھ ہو بلکہ اشعریوں کا وفد اس سے پہلے آیا ہے اور وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور آپ کے ان مہاجر ساتھیوں کی صحبت میں آئے تھے جو حبشہ میں تھے اور یہ اس وقت کی بات ہے' جب رسول کریم ﷺ نے خیبر کو فتح کیا جیسا کہ قبل ازیں اس کے موقع پر ہم اسے مفصل بیان کر چکے ہیں' اور آپ کا یہ قول بھی بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''قسم بخدا! مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں باتوں یعنی فتح خیبر یا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد میں سے مجھے کس کی زیادہ خوشی ہے''۔

عمان اور بحرین کا واقعہ:

قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن المنکدر سے سنا کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ:

''اگر بحرین کا مال آیا تو میں ضرور تجھے اس اس طرح عطا کروں گا اور آپ نے یہ بات تین بار فرمائی' مگر بحرین کا مال نہ آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو آپ نے منادی کو اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس شخص کا حضرت نبی کریم ﷺ کے ذمے کوئی قرض یا وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آ جائے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

اگر بحرین کا مال آیا تو میں ضرور تجھے اس طرح عطا کروں گا' آپ نے یہ بات تین بار فرمائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے منہ موڑ لیا' اس کے بعد پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے مطالبہ کیا مگر آپ نے مجھے کچھ نہ کہا میں پھر آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے کچھ نہ دیا پھر میں تیسری دفعہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے کچھ نہ دیا' میں نے آپ سے کہا میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے کچھ نہ دیا' میں پھر آیا تو آپ نے کچھ نہ دیا۔ پس یا تو آپ مجھے دیں اور یا مجھ سے بخل کریں راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا مجھ سے بخل کیجیے۔ آپ نے تین بار فرمایا' بخل سے بڑی

بیماری کون سی ہے میں نے ایک دفعہ بھی آپ کو منع نہیں کیا' مگر میں آپ کو اس طرح دینا چاہتا تھا۔

بخاری نے اس موقع پر اسے ایسے ہی روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے عن عمرو الناقد عن سفیان بن عیینہ بیان کیا ہے' پھر اس کے بعد امام بخاری عمرو سے بحوالہ محمد بن علی بیان کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں ان کے پاس گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا انہیں گنو' میں نے انہیں گنا تو پانچ سو پایا۔ آپ نے فرمایا دو دفعہ اتنے لے لو' اور بخاری نے اسے اسی طرح عن علی بن المدینی عن سفیان یعنی ابن عیینہ عن عمرو بن دینار عن محمد بن علی ابی جعفر الباقر عن جابر قتیبہ کی روایت کی طرح بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے بخاری اور مسلم نے دیگر طریق سے عن سفیان بن عیینہ عن عمرو عن محمد بن علی عن جابر بیان کیا ہے اور اس کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے دراہم اکٹھے کر لیے اور انہیں گنا تو وہ پانچ ہزار تھے تو آپ نے اسے دو دفعہ دگنے دراہم دیئے اور آپ نے مجموعی طور پر انہیں پندرہ سو درہم دیئے۔

فروہ بن مسیک مرادی کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ فروہ بن مسیک مرادی ملوک کندہ کو چھوڑ کر اور ان سے دور ہو کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اسلام کی آمد سے تھوڑا عرصہ قبل اس کی قوم مراد اور ہمدان کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی تھی جس میں ہمدان کو اس کی قوم سے گزند پہنچا حتیٰ کہ انہوں نے انہیں خوب قتل کیا اور یہ معرکہ اس دن ہوا جسے ''الروم'' کہا جاتا ہے۔ اور اجذع بن مالک ہمدان کو ان کے مقابلہ میں لے آیا۔ ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ اسے مالک بن خریم الہمدانی کہا جاتا ہے' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ فروہ بن مسیک نے اس روز یہ اشعار کہے۔

''ہم بے وقوفوں کے پاس سے گزرے تو ان کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور وہ ہم سے ہٹ کر لگام میں کھینچ رہے تھے۔ پس اگر ہم غالب آ جائیں تو ہم قدیم سے غالب آنے والے ہیں اور اگر مغلوب ہو جائیں تو ہم مغلوب رہنے والے نہیں اور ہماری فطرت میں بزدلی موجود نہیں' لیکن ہماری موتیں دوسروں کا کھاجا نہیں۔ زمانہ اسی طرح پانسے پلٹتا رہتا ہے اور اس کی گردشیں وقتاً فوقتاً ہم پر حملے کرتی رہتی ہیں' کبھی ہم اس سے راضی اور خوش ہو جاتے ہیں' خواہ اس کی آسائش برسوں خلط ملط رہے اور جب زمانے کے حملے منقلب ہو جائیں تو وہ ان میں ایسے لوگوں کو پائے گا جو پس جانے کو پسند کرتے ہیں' پس جو ان میں سے گردش روزگار پر رشک کرتا ہے تو وہ گردش روزگار کو خیانت کرنے والا پائے گا' پس اگر بادشاہ ہمیشہ رہے ہیں تو ہم بھی ہمیشہ رہیں گے اور اگر شریف لوگ زندہ رہے ہیں تو ہم بھی زندہ رہیں گے اور انہوں نے میری قوم کے سرداروں کو ایسے ہی فنا کر دیا ہے جیسے انہوں نے پہلے لوگوں کو فنا کیا ہے''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب فروہ بن مسیک' ملوک کندہ کو چھوڑ کر رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا۔

''میں نے جب ملوک کندہ کو دیکھا کہ انہوں نے اس ٹانگ کی طرح جو عرق النساء کے باعث دوسری ٹانگ سے خیانت کرتی ہے' منہ موڑ لیا ہے تو میں نے اپنی اونٹنی کو محمد ﷺ کے پاس جانے کے ارادے سے قریب کیا اور میں اس کے

منافع اور اس کے حسن ثروت کا امیدوار تھا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب فروہ رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچا' تو آپ نے اسے فرمایا: اے فروہ میری اطلاع کے مطابق' کیا جو تکلیف مجھے پہنچی ہے اس نے تمہیں دکھ دیا ہے' تجھے ''الردم'' کی جنگ نے سیدھا کر دیا ہے۔ فروہ نے کہا یا رسول اللہ! کون ایسا شخص ہے جس کی قوم کو یوم الردم جیسی تکلیف پہنچے اور اسے دکھ نہ ہو' رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا۔ اگر ایسی بات ہے تو تیری قوم کو اسلام میں زیادہ بھلائی ہوگی' اور آپ نے اسے مراد' زبید اور تمام مذحج پر عامل مقرر کر دیا اور خالد بن سعید کو اس کے ساتھ صدقہ کی وصولی کے لیے بھیجا اور وہ اس کے علاقے میں اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

زبید کے آدمیوں کے ساتھ عمرو بن معدیکرب کی آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عمرو بن معدیکرب نے اس وقت' جب رسول اللہ ﷺ کا حکم ان کے پاس پہنچا' قیس بن مکشوح مرادی سے کہا' اے قیس تو اپنی قوم کا سردار ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قریش کا ایک آدمی جسے محمد ﷺ کہا جاتا ہے حجاز میں نمودار ہوا ہے کہتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ ہمارے ساتھ آؤ اس کے پاس چلیں تاکہ ہم اس کے علم کو معلوم کریں' پس اگر وہ نبی ہے جیسا کہ تو بیان کرتا ہے تو جب ہم اس سے ملاقات کریں گے تو یہ بات ہم سے مخفی نہیں رہے گی۔ اور اگر ہمیں اس کا علم اس کے سوا کچھ اور معلوم ہوا تو ہم اسے پیچھے لگا لیں گے' مگر قیس نے اس کی یہ بات نہ مانی اور اس کی رائے کو احمقانہ قرار دیا' پس معدیکرب سوار ہو کر رسول کریم ﷺ کے پاس آ گیا اور مسلمان ہو گیا اور اس نے آپ کی تصدیق کی اور ایمان لے آیا۔ اور جب یہ اطلاع قیس بن مکشوح کو ملی تو اس نے عمر کو دھمکی دی اور کہا تو نے میری مخالفت کی ہے اور میرے معاملہ کو میرے پیچھے چھوڑ دیا ہے' تو عمرو بن معدیکرب نے اس بارے میں کہا۔

''میں نے ذوصنعاء کے روز تمہیں ایسا مشورہ دیا تھا جس کی بھلائی واضح تھی' میں نے تجھے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور نیکی کرنے کا مشورہ دیا تھا تو آزمائش سے گدھے کی طرح نکل گیا جس کی میخ نے اسے فریب دیا ہو' تو نے مجھ پر گھوڑے کا احسان جتایا جس پر اس کا شیر بیٹھا ہوا تھا مجھ پر شیشے کی طرح ایک زرہ تھی جس کی آپ نے اسے نیا بنا دیا تھا جو نیزے کو لوٹا دیتی تھی اس نے مجھے نامعلوم نیزے مارنے والوں سے بچا کر مجھ پر احسان کیا' پس اگر تو مجھے ملتا تو تو ایسے نرم خو انسان سے ملتا جس کے اوپر اس کی ریال ہے۔ تو ایک کھلے پنجوں والے شیر سے ملتا جو کندہ کو منتشر کر دینے والا ہے۔ اگر مدمقابل اس کا قصد کرے تو وہ اس سے بھاؤ تاؤ کرتا ہے اور اسے اٹھا کر نیچے پٹخ دیتا ہے اور اس کا دماغ پھوڑ دیتا ہے اور اسے چبا جاتا ہے' جو کچھ اس کی کچلیوں اور ناخنوں نے جمع کیا ہے' وہ شرک پر ظلم کرنے والا ہے''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عمرو بن معدیکرب اپنی قوم زبید میں اقامت پذیر ہو گیا اور فروہ بن مسیک ان کا سردار تھا' پس جب رسول کریم ﷺ وفات پا گئے تو عمرو بن معدیکرب بھی مرتدین کے ساتھ مرتد ہو گیا اور فروہ بن مسیک کی ہجو کی اور کہا۔

''ہم نے فروہ کو بدترین بادشاہ پایا ہے وہ ایک گدھا ہے جس کے نتھنے کو دمچی سے سونگھا جا سکتا ہے اور جب تو ابو عمیر کو دیکھے تو تو حیلہ باز کو خباثت اور خیانت کے درمیان دیکھے گا''۔

میں کہتا ہوں پھر معدیکرب اسلام کی طرف واپس آ گیا اور بہت اچھا مسلمان ہوا اور حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بہت سی فتوحات میں شامل ہوا۔ اور وہ مشہور بہادروں اور بہترین شاعروں میں سے تھا اور فتح نہاوند کے بعد ۲۱ھ میں اس کی وفات ہوئی' اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جنگ قادسیہ میں شریک ہوا اور اسی دن شہید ہو گیا' ابوعمر بن عبدالبر کہتا ہے کہ وہ ۹ھ میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تھا اور بعض کہتے ہیں ۱۰ھ میں آیا تھا' جیسا کہ ابن اسحاق اور واقدی نے بیان کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ حضرت امام شافعیؒ کے کلام میں بھی ایسی باتیں موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

یونس ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ معدیکرب حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس نہیں آیا اور اس نے اس بارے میں کہا ہے۔

''میں اپنے دل سے حضرت نبی کریم ﷺ پر یقین رکھتا ہوں' اگرچہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو ظاہری طور پر نہیں دیکھا' آپ تمام جہانوں کے سردار ہیں اور جب آپ کا مقام واضح ہوا تو آپ سب لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر تھے' آپ اللہ کی جانب سے شریعت لائے ہیں اور آپ امین ہیں' آپ کی شریعت میں حکمت کے بعد حکمت اور روشنی ہے جس کے نور کے باعث ہم نے تاریکی میں راہ پائی اور ہم نئے سرے سے رضامندی و ناراضامندی سے راستے پر چل رہے ہیں اور ہم نے حقیقت میں معبود کی عبادت کی ہے' حالانکہ ہم جہالت سے بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور ان کے ذریعے ہم مجتمع ہو گئے اور اس کے ساتھ ساتھ بھائی بن گئے ہیں' حالانکہ ہم آپس میں دشمن تھے' پس آپ اور ہم جہاں جہاں بھی ہوں' ہماری طرف سے ان پر سلام ہو اور اللہ کی سلامتی بھی انہیں شامل حال ہو۔ اگرچہ ہم نے حضرت نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا مگر ہم نے ایمان کے ساتھ آپ کے راستے کی اتباع کی ہے''۔

کندہ کے وفد میں اشعث بن قیس کی آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اشعث بن قیس' کندہ کے وفد میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا' اور مجھے زہری نے بتایا ہے کہ وہ کندہ کے اسی سواروں کے ساتھ آیا تھا' پس یہ سب سوار آپ کی مسجد میں آپ کے پاس آئے اور وہ سب پیادہ ہو گئے اور انہوں نے سرمہ لگایا اور ان پر یمنی چادروں کی تھیلیاں تھیں جنہیں انہوں نے ریشم سے لپیٹا ہوا تھا' پس جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے انہیں فرمایا کیا تم مسلمان نہیں' انہوں نے کہا بے شک ہم مسلمان ہیں' آپ نے فرمایا پھر یہ ریشم تمہاری گردنوں میں کیوں پڑا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اسے پھاڑ کر پھینک دیا' پھر اشعث بن قیس نے آپ سے کہا یا رسولؐ اللہ! ہم بھی بنو آکل المرار ہیں اور آپ بھی ابن آکل المرار ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور ربیعہ بن الحارث اس نسب کو بیان کرتے تھے اور وہ دونوں تاجر تھے جب وہ عرب میں مشہور ہو گئے تو ان دونوں سے دریافت کیا گیا تم کس قبیلے سے ہو تو انہوں نے کہا ہم بنو آکل المرار ہیں' یعنی وہ دونوں کندہ کی طرف منسوب ہوتے تھے تاکہ ان علاقوں میں عزت دار ہوں' کیونکہ کندہ بادشاہ تھے' پس کندہ نے عباس اور ربیعہ کے قول کہ:

''ہم بنو آکل المرار ہیں''۔

کی وجہ سے یقین کرلیا کہ قریش ان میں سے ہیں اور وہ حارث بن عمرو بن معاویہ[1] بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندی ہے اور اسے ابن کندہ بھی کہا جاتا ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ نے انہیں فرمایا:

''ہم بنونضر بن کنانہ ہیں' ہم نہ اپنی والدہ پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے اعراض کرتے ہیں''۔

تو قیس بن اشعث نے ان سے کہا اے کندہ قوم کے لوگو! میں نے جس آدمی کو یہ بات کہتے سنا' میں اسے اسی کوڑے لگاؤں گا۔

اور یہ حدیث ایک اور طریق سے متصل روایت ہوئی ہے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بہز اور عسفان نے ہم سے بیان کیا' وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل بن طلحہ نے بیان کیا اور عفان نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ ہمیں عقیل بن طلحہ سلمی نے بحوالہ مسلم بن ہیضم' اشعث بن قیس سے خبر دی' وہ بیان کرتا ہے کہ:

میں کندہ کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' عفان[2] بیان کرتا ہے۔ وہ مجھے اپنا بہتر آدمی نہیں سمجھتے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا عمزاد ہوں اور آپ ہم میں سے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہم بنونضر بن کنانہ ہیں' ہم نہ اپنی والدہ پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے اعراض کرتے ہیں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اشعث نے کہا قسم بخدا! میں نے جس آدمی سے سنا کہ اس نے نضر بن کنانہ سے قریش کی نفی کی ہے میں اسے حد کے کوڑے لگاؤں گا۔ اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن یزید بن ہارون اور عن محمد بن یحییٰ عن سلیمان بن حرب اور عن ہارون بن حیان عن عبدالعزیز بن المغیرہ روایت کیا ہے اور ان تینوں نے اسے حماد بن سلمہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہ ہمیں مجالد نے شعبی سے خبر دی کہ ہم سے اشعث بن قیس نے بیان کیا کہ:

میں کندہ کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا' کیا تمہارا کوئی بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا جب میں آپ کے پاس آیا تو میرے بیٹے کا ایک لڑکا جمد کی بیٹی سے تھا' اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا مقام قوم میں ستو ان حصہ لینے والوں میں ہو۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ جب وہ مرجائیں تو ان میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور اجر ہوتا ہے اور اگر میں یہ بات کہوں تو وہ کمزور اور غمگین کرنے والے ہوتے ہیں۔

احمد اس حدیث کے بیان میں متفرد ہے اور یہ حدیث حسن اور جید الاسناد ہے۔

---

[1] حلبیہ' مصریہ اور تیموریہ میں بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے پس اس کی طرف رجوع کیجیے اور ابن ہشام نے حارث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن ثور رائج بیان ہوا ہے۔

[2] حلبیہ میں عثمان بیان ہوا ہے اور تیموریہ میں عفان ہے اور میں اسے ابن مسلم بن عبداللہ انصاری خیال کرتا ہوں جو حماد بن سلمہ کے رواۃ اور احمد کے شیوخ میں سے ہے۔ واللہ اعلم

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اعشیٰ بن مازن کی آمد:

امام احمد کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عباس بن عبدالعظیم نے بیان کیا کہ ہم سے ابوسلمہ عبید بن عبدالرحمن حنفی نے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ مجھ سے جنید بن امین بن ذروہ بن نضلہ بن طریف بن نہصل الحرمازی نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ امین نے اپنے باپ نضلہ سے بیان کیا کہ ان میں سے ایک آدمی کو اعشیٰ کہا جاتا تھا اور اس کا نام عبداللہ اعور تھا اور اس کے پاس ایک عورت تھی جسے معاذہ کہا جاتا تھا۔ وہ رجب میں حجر سے اپنے اہل کے لیے غلہ لانے گیا تو اس کے بعد اس کی بیوی اس سے نفرت کے باعث بھاگ گئی اور اس نے ان میں سے ایک آدمی کی پناہ لے لی' جسے مطرف بن نہشل بن کعب بن قمیشع بن ذلف بن اہضم بن عبداللہ بن الحرماز کہا جاتا تھا' پس اس نے اس عورت کو پناہ دے دی اور جب وہ آدمی گھر آیا' تو اس نے عورت کو اپنے گھر میں نہ پایا اور اسے بتایا گیا کہ وہ اس سے نفرت کرتی ہے اور اس نے مطرف بن نہشل کی پناہ لے لی ہے تو وہ آدمی مطرف کے پاس آیا اور کہنے لگا اے میرے عمزاد کیا میری بیوی معاذہ تیرے پاس ہے اسے مجھے دے دو۔ اس نے کہا وہ میرے پاس نہیں ہے اور اگر وہ میرے پاس ہوتی تو بھی میں اسے تیرے سپرد نہ کرتا' راوی بیان کرتا ہے کہ مطرف اس شخص سے زیادہ طاقت ور تھا۔ پس اعشیٰ چلتے چلتے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا اور آپ کی پناہ لے لی' اور کہنے لگا۔

''اے لوگوں کے سردار اور عربوں کے حاکم' میں آپ کے پاس ایک تیز و بدزبان عورت کی شکایت کرتا ہوں' جو فراخی کے زیر سایہ' بڑی عمر کی مادہ' بھیڑیا کی طرح بغیر شادی کے رہ رہی ہے' میں رجب میں اس کے لیے کھانے کی تلاش میں نکلا تو وہ مجھے گھبراہٹ اور اشتیاق میں پیچھے چھوڑ گئی اور اس نے وعدہ خلافی کی اور گھٹیا فعل کی مرتکب ہوئی اور اس نے مجھے اوباش زمانے کے درمیان پھینک دیا اور وہ غالب آنے والے کے لیے غالب شر ہیں''۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور وہ غالب آنے والے کے لیے غالب شر ہیں''۔ اور اس نے آپ کے پاس اپنی بیوی اور جو کچھ اس نے اس کے ساتھ کرتوت کیا تھا اس کی شکایت کی اور یہ کہ وہ ان کے ایک آدمی کے پاس موجود ہے جسے مطرف بن نہشل کہا جاتا ہے۔ پس رسول کریم ﷺ نے اس کے بارے مطرف کو خط لکھا کہ اس شخص کی بیوی معاذہ کو چھوڑ دے اور اسے اس کے سپرد کر دے پس جب حضرت نبی کریم ﷺ کا خط اس کے پاس آیا اور اسے پڑھ کر سنایا گیا تو اس نے کہا' اے معاذہ! تیرے بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ کا یہ خط آیا ہے' پس میں تجھے اس کے سپرد کرنے والا ہوں' اس نے کہا کہ میرے بارے میں اس سے عہد و میثاق اور اس کے نبی کی امان لو کہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ اس کے بارے میں مجھے سزا نہیں دے گا' تو اس کے بارے میں اس سے عہد لیا اور مطرف نے اسے اس کے سپرد کر دیا' تو وہ کہنے لگا:

''تیری زندگی کی قسم معاذہ کے ساتھ میری محبت ایسی نہیں جسے چغل خور اور زمانے کی کہنگی اور وہ برائی جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے' تبدیل کر سکے' جبکہ گمراہ مردوں نے اس سے باتیں کر کر کے میرے بعد اسے الگ کر دیا تھا''۔

صرد بن عبداللہ ازدی کی اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ آمد پھر ان کے بعد اہل جرش کے وفود کی آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ازد کے ایک وفد میں صرد بن عبداللہ ازدی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو

گیا اور بہت اچھا مسلمان ہوا' اور رسول کریم ﷺ نے اس کی قوم میں سے مسلمان ہونے والوں پر اسے امیر بنا دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ' قبائل یمن کے ان مشرکوں کے ساتھ جہاد کرے جو ان کے قریب رہتے ہیں' پس اس نے جا کر جرش کا محاصرہ کر لیا جہاں یمن کے قبائل رہتے تھے اور جب خثعم کے لوگوں نے اس کی روانگی کے متعلق سنا تو انہوں نے ان کو اطلاع دی۔ پس اس نے تقریباً ایک ماہ تک قیام کیا تو وہ اس میں قلعہ بند ہو کر اس سے محفوظ ہو گئے پھر وہ انہیں چھوڑ کر واپس آ گیا اور جب وہ جبل کے قریب پہنچا جسے شکر کہا جاتا تھا تو انہوں نے خیال کیا کہ وہ شکست کھا کر چلا گیا ہے' تو وہ اس کی تلاش میں نکلے تو اس نے پلٹ کر اس پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں بری طرح قتل کیا۔ اور اہل جرش نے رسول اللہ ﷺ کی طرف مدینہ میں دو آدمی بھیجے اور ابھی وہ دونوں عسر کے بعد آپ کے پاس ہی موجود تھے کہ آپ نے فرمایا کہ شکر' اللہ کے کس علاقے میں ہے' تو جرش کے دو آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہمارے جبل کے علاقے میں ہے اور اسے کشر کہا جاتا ہے اور اہل جرش بھی اسے یہی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا حال ہے' فرمایا اب اس کے پاس اللہ کے اونٹ ذبح کیے جاتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ دو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تو انہوں نے ان دونوں سے فرمایا' تمہارا برا ہو رسول کریم ﷺ نے ابھی تم دونوں کو تمہاری قوم کی موت کی خبر دی ہے' پس تم دونوں آپ کے پاس جا کر عرض کرو کہ آپ اللہ سے دعا کریں اور وہ موت تمہاری قوم سے دور ہو' پس وہ دونوں آپ کے پاس گئے اور انہوں نے آپ سے یہ بات عرض کر دی' تو آپ نے فرمایا ''اے اللہ اسے ان سے دور کر دے''۔ پس وہ دونوں واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی قوم کے متعلق خبر دی تھی' اس روز ان کی قوم ماری گئی تھی' اور اہل جرش میں سے جو لوگ زندہ رہے ان کا وفد رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ مسلمان ہو گئے اور بہت اچھے مسلمان ہوئے اور آپ نے ان کی بستی کے ارد گرد ان کے لیے رکھ بنا دی۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں شاہان حمیر کے ایلچی کی آمد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ رمضان ۹ ھ کا واقعہ ہے۔ اور ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ شاہانِ حمیر کا خط اور ان کے ایلچی اپنے اسلام کے ساتھ آپؐ کے تبوک سے آنے پر آپ کی خدمت میں آئے اور وہ حارث بن عبد کلال' نعیم بن عبد کلال اور نعمان تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ذی رعین' معافر اور ہمدان تھے اور ذرعہ ذویزن نے مالک بن مرہ الرہاوی کو آپ کی طرف ان کے اسلام لانے اور شرک اور مشرکین سے الگ ہو جانے کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ نبی کی جانب سے حارث بن عبد کلال' نعیم بن عبد کلال اور نعمان کی طرف اور بعض کہتے ہیں کہ ذی رعین' معافر اور ہمدان کی طرف' امابعد' میں تمہارے ساتھ اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جب ہم ارض روم سے واپس آ رہے تھے تو ہمیں تمہارے ایلچی کی خبر ملی اور اس نے مدینہ میں ہم سے ملاقات کی اور جو پیغام تم نے بھیجا ہے وہ پہنچا اور

اس نے ہمیں تمہارے پہلے حالات بھی بتائے ہیں اور تمہارے اسلام لانے اور مشرکین کو قتل کرنے کی بھی اطلاع دی ہے اگر تم اپنی اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور غنائم سے اللہ کا خمس اور نبی ﷺ کا حصہ اور مال غنیمت سے آپ کا مخصوص حصہ دو' اور اللہ تعالیٰ نے مومنین پر' جاگیروں میں جنہیں چشمے اور بارش سیراب کرتی ہے' جو صدقہ یعنی عشر فرض کیا ہے' اسے ادا کریں اور جو ڈول سے سیراب ہوتی ہیں ان سے نصف عشر ادا کریں' اور چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبون اور تیس اونٹوں پر ایک نر ابن لبون اور ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں اور ہر چالیس گایوں پر ایک گائے اور ہر تیس گایوں پر تبیع' خواہ جذعہ ہو یا جذعۃ اور ہر چالیس چرنے والی بکریوں پر ایک بکری ادا کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فریضہ ہے جو اس نے صدقہ کے بارے میں مومنین پر فرض کیا ہے' پس جو نیکی میں بڑھے وہ اس کے لیے بہتر ہے اور جو اسے ادا کرے اور اپنے اسلام کی گواہی دے اور مشرکین کے مقابلہ میں مومنین کی مدد کرے تو وہ مؤمنین میں شامل ہے' اسے وہی حق حاصل ہے جو انہیں حاصل ہے اور اس پر وہی ذمہ داری ہے جو ان پر ہے' اور اسے اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل ہے' اور جو یہودی اور نصرانی' مسلمان ہو جائے تو وہ بھی مومنین میں شامل ہے اسے بھی وہ حقوق حاصل ہیں جو انہیں حاصل ہیں اور اس پر بھی وہی ذمہ داری ہے جو ان پر ہے اور جو اپنی یہودیت یا نصرانیت پر قائم ہے اسے اس سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کے ہر بالغ مرد' عورت' آزاد اور غلام ہر ایک پر ایک دینار جزیہ دینا لازم ہوگا جو معافری کی قیمت کے برابر ہوگا یا اس کی قیمت کے کپڑے دینے لازم ہوں گے پس جو شخص یہ چیزیں رسول اللہ ﷺ کو ادا کر دے گا اسے اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل ہوگی' اور جو اسے روکے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہوگا' امابعد! اللہ کے رسول محمد نبی ﷺ نے زرعہ ذی یزن کو پیغام بھیجا کہ جب میرے ایلچی معاذ بن جبل' عبداللہ بن زید' مالک بن عبیدہ' عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھی تیرے پاس آئیں' تو تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تمہارے پاس جو صدقہ ہے اسے جمع کرو اور اپنے مخالفین سے جزیہ اکٹھا کرو اور اسے میرے ایلچیوں کو پہنچا دو اور ان کا امیر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے' پس وہ خوش بخوش واپس آئیں' امابعد! محمد ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اس کے بندے اور رسول ہیں' اور مالک بن مرہ الرھاوی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں اور آپ نے مشرکین کو قتل کیا ہے پس آپ کو بھلائی کی بشارت ہو اور میں آپ کو حمیر کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں' اور خیانت نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی مدد کرنا چھوڑو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہارے تونگر اور فقیر کے آقا ہیں' اور صدقہ' محمد ﷺ اور آپ کے اہل بیت کے لیے جائز نہیں' یہ صرف زکوٰۃ ہے جو مسلمان فقراء اور مسافروں کو دی جاتی ہے اور مالک نے حالات کو پہنچا دیا ہے' اور تمہارے راز کی حفاظت کی ہے۔ پس میں تمہیں اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں نے تمہاری اپنے اہل کے صالح لوگ اور دین اور علم میں بہتر لوگ بھیجے ہیں' پس میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ بلاشبہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے بھلائی کی جاتی ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسن نے بیان کیا کہ ہم سے عمارہ بن ثابت نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ:

''مالک ذی یزن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک حلہ ہدیہ بھیجا جسے اس نے تینتیس اونٹوں اور تینتیس اونٹنیوں کے عوض میں خریدا تھا''۔

ابوداؤد نے اسے عن عمرو بن عون الواسطی عن عمارہ بن زاذان صیدلانی عن ثابت البنانی عن انس روایت کیا ہے۔ اور اس موقع پر حافظ بیہقی نے عمرو بن حزم کے خط کی حدیث روایت کی ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں ابوالعباس اصم نے خبر دی کہ ہم سے احمد بن عبدالجبار نے بیان کیا کہ ہم سے یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے باپ ابوبکر بن محمد بن عمرو ابن حزم سے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خط موجود ہے جسے آپ نے عمرو بن حزم کو اس وقت لکھا تھا' جب آپ نے اسے یمن کی طرف یمن کے باشندوں کو دین سمجھانے' سنت کی تعلیم دینے اور صدقات کے وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا' آپ نے اسے ایک خط اور عہد لکھ کر دیا' اور جو حکم دینا تھا وہ بھی دیا' آپ نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو عہد کو پورا کرو یہ وہ عہد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم سے یمن بھیجتے وقت لیا' آپ نے انہیں تمام معاملات میں تقویٰ اللہ سے کام لینے کا حکم دیا' بے شک اللہ' تقویٰ اختیار کرنے والوں اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے' اور آپ نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ حکم الٰہی کے مطابق حق پر قائم رہیں اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دیں اور بھلائی کا حکم دیں اور لوگوں کو قرآن سکھائیں اور انہیں دین میں سمجھدار بنائیں اور لوگوں کو بتا دیں کہ کوئی شخص قرآن پاک کو پاک ہونے کی حالت کے بغیر نہ چھوئے اور لوگوں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کی اطلاع دے دیں' اور حق میں ان کے ساتھ نرمی کریں اور ظلم میں ان پر سختی کریں' بے شک اللہ تعالیٰ نے ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اس سے روکا ہے' اس نے فرمایا ہے لوگو! آگاہ رہو' ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے جو راہِ خدا سے روکتے ہیں' اور یہ کہ وہ لوگوں کو جنت اور اس کے عمل کی بشارت دیں اور لوگوں کو دوزخ اور اس کے عمل سے ڈرائیں اور لوگوں سے محبت کریں تاکہ وہ دین میں سمجھدار ہو جائیں' اور لوگوں کو حج کی نشانیوں اور اس کے فرائض وسنن اور اس نے اس کے متعلق جو حکم دیئے ہیں ان کی تعلیم دیں۔ اور حج' حج اکبر ہے اور عمرہ' حج اصغر ہے۔ اور یہ کہ لوگوں کو ایک چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع کریں۔ ہاں بڑا کپڑا ہو تو اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جس کی اطراف کو وہ اپنے دونوں کندھوں پر ڈال لے اور ایک کپڑے میں آدمی کو گوٹھ مارنے سے منع کریں کہ اس کی شرمگاہ آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہو' اور جب اس کی گدی پر بال بڑھ جائیں تو وہ اپنے سر کے بالوں کو نہ کھولے۔ اور اگر لوگوں کے درمیان جنگ ہو تو لوگوں کو قبائل وعشائر کے بلانے سے روک دیں۔ بلکہ وہ خدائے واحد لاشریک کو پکاریں۔ پس جو شخص اللہ کو نہ پکارے اور قبائل کو پکارے تو ان پر تلوار سے حملہ کرو' حتیٰ کہ وہ خدائے واحد لاشریک کو پکارنے لگیں اور لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اپنے مونہوں کا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک اور پاؤں کا ٹخنوں تک پورا وضو کریں اور اللہ کے حکم کے مطابق اپنے سروں کا مسح کریں اور انہیں بروقت نماز ادا کرنے اور مکمل رکوع وسجود کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور یہ کہ وہ صبح کو جھٹپٹے میں ادا کریں اور دوپہر

کے وقت کام چھوڑ دیں حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے' اور نماز عصر اس وقت پڑھی جائے جب سورج زمین کی طرف جانے میں جلدی کر رہا ہو۔ اور مغرب اس وقت جب' رات آ جائے مگر اسے اس وقت تک مؤخر نہ کیا جائے کہ آسمان پر ستارے نمودار ہو جائیں اور عشاء کو رات کے ابتدائی حصے میں پڑھا جائے۔ اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ غنائم سے اللہ کا خمس لیں اور جا گیروں میں سے جو چشموں اور بارشوں سے سیراب ہوتی ہیں عشر لیں اور جنہیں ڈول سے سیراب کیا جاتا ہے ان سے نصف عشر لیں اور ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں اور بیس پر دو بکریاں اور چالیس گایوں پر ایک گائے اور ہر تیس گایوں پر تبیع یا تبیعہ خواہ جذع ہو یا جذعۃ، اور ہر چالیس چرنے والی بکریوں پر ایک بکری لیں' یہ اللہ کا فریضہ ہے جسے اس نے مومنین پر فرض کیا ہے اور جو زیادہ دے وہ اس کے لیے بہتر ہے' اور جو یہودی اور نصرانی' مسلمان ہو جائے اور دین اسلام کو اپنا لے تو وہ مومنین میں شامل ہے اور اس کے وہی حقوق و واجبات ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ اور جو اپنی یہودیت اور نصرانیت پر قائم ہے اسے اس سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ دینا لازم ہوگا یا اس کی قیمت کے کپڑے دینے ہوں گے' پس جو اسے ادا کرے گا اسے اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل ہوگی اور جو اس سے روکے گا وہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام مومنین کا دشمن ہوگا' محمد ﷺ پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور آپ پر اللہ کا سلام اور رحمت ہو''۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد نے عن الزہری عن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ اس حدیث کو بہت سے اضافوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہم نے زکوٰۃ اور دیت کے بارے میں جو باتیں بیان کی ہیں ان سے کچھ کمی کے ساتھ موصول روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں حافظ ابوعبدالرحمٰن نسائی نے اپنے سنن میں اس طریق سے اسے معلول روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اسے کتاب المراسیل میں بیان کیا ہے اور میں نے بفضل خدا اسے اسانید و الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ہم عنقریب وفود کے بعد ذکر کریں گے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف لوگوں کو تعلیم دینے' صدقات لینے اور خمس لینے کے لیے حضرت معاذ بن جبل' حضرت ابوموسیٰ' حضرت خالد بن ولید اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو امیر بنا کر بھیجا تھا۔

جریر بن عبداللہ البجلی کی آمد اور اس کا مسلمان ہونا:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوقطن نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے مغیرہ بن شبل سے بیان کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ جریر نے بیان کیا کہ جب میں مدینہ کے نزدیک آیا تو میں نے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا۔ پھر میں نے اپنا صندوق کھولا اور اپنا حلہ پہنا' پھر میں مدینہ میں داخل ہو گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے ہیں' پس لوگوں نے مجھے تاڑا تو میں نے اپنے ہم نشین سے کہا اے عبداللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد فرمایا ہے؟ اس نے کہا ہاں! آپ نے خطبہ کے دوران تمہارا ذکر خیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس دروازے یا اس راستے سے یمن والوں کا بہترین آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ مگر اس کے چہرے پر شاہانہ نشان ہے' جریر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے انعام پر اس کا شکریہ ادا کیا ابوقطن بیان کرتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تو نے اس بات کو اس سے سنا ہے یا مغیرہ بن شبل سے سنا ہے اس نے کہا ہاں مغیرہ سے سنا ہے۔ پھر امام احمد نے اسے ابونعیم اور اسحاق بن

یوسف سے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے اسے فضل بن موسیٰ کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ اور ان تینوں نے عن یونس عن ابی اسحاق السبیعی عن المغیرہ بن شبل' اور اسے ابن شبل بھی کہا جاتا ہے۔ عن عوف البجلی الکوفی عن جریر بن عبداللہ روایت کیا ہے اور اس کے سوا اور کسی نے اس سے روایت نہیں کی۔ اور نسائی نے اسے پورے واقعہ سمیت عن قتیبہ عن سفیان بن عیینہ عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن جریر روایت کیا ہے۔ کہ:

''اس دروازے سے تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جس کے چہرے پر شاہانہ نشان ہوگا۔''

یہ حدیث صحیحین کی شرط کے مطابق ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل نے عن قیس عن جریر بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں رسول کریم ﷺ نے مجھے اندر آنے سے نہیں روکا' اور آپ نے جب مجھے دیکھا ہے میرے چہرے پر مسکراہٹ تھی' اور اسے ابوداؤد کے سوا' ایک جماعت نے کئی طریق سے عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم' روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں یہ اضافہ بھی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تو آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا:

''اے اللہ اسے ثابت رکھ اور اسے ہادی مہدی بنا دے''۔

اور نسائی نے اسے عن قتیبہ عن سفیان بن عیینہ عن اسماعیل عن قیس بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ:

''اس دروازے سے ایک آدمی تمہارے پاس آئے گا جس کے چہرے پر شاہانہ نشان ہوگا''۔

پس اس نے اسی طرح بیان کیا ہے جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے ابوعمرو عثمان بن احمد سماک نے بیان کیا کہ ہم سے حسن بن سلام السواق نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن مقاتل خراسانی نے بیان کیا کہ ہم سے حصین بن عمر الاحمسی نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن خالد' یا قیس بن ابی حازم نے جریر بن عبداللہ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے میری طرف پیغام بھیجا اور فرمایا اے جریر آپ کس لیے آئے ہیں' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا' تو آپ نے اپنی چادر مجھ پر ڈال دی' پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی شریف آدمی آئے تو اس کی عزت کرو''۔

پھر آپ نے فرمایا اے جریر! میں آپ کو اس شہادت کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ کہ آپ' اللہ' یوم آخر' اور تقدیر خیر و شر پر ایمان لائیں اور فرض نمازیں پڑھیں اور مقررہ زکوٰۃ ادا کریں' تو میں نے یہ شہادت ادا کر دی۔ اور اس کے بعد آپ جب بھی مجھے دیکھتے میرے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی۔

یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبداللہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں نے نماز قائم کرنے' زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی''۔

اور اسے بخاری اور مسلم نے صحیحین میں اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور وہ صحیحین میں زیاد بن علاقہ کی حدیث سے جریر سے بھی مروی ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوسعید نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم نے سفیان یعنی ابو وائل نے ہم سے بحوالہ جریر بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

''یارسول اللہ ﷺ مجھ پر شرط عائد کیجیے۔ آپ شرط کو بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا:

''میں آپ کی اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ آپ خدائے واحد کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور مسلمان کی خیر خواہی کریں اور شرک سے پاک رہیں''۔

اسے نسائی نے شعبہ کی حدیث سے عن الاعمش عن ابی وائل عن جریر روایت کیا ہے اور ایک دوسرے طریق سے عن الاعمش عن منصور عن ابی وائل عن ابی نخیلہ عن جریر روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم' اور اسی طرح اسے عن محمد بن قدامہ عن جریر عن مغیرہ عن ابی وائل اور شعبی' جریر سے روایت کیا ہے اور جریر سے عبداللہ بن عمیرہ نے روایت کیا ہے اور احمد نے اسے منفرد روایت کیا ہے اور اس کے بیٹے عبیداللہ بن جریر' احمد نے بھی اسے منفرد روایت کیا ہے۔ اور ابو جمیلہ کا صحیح نام نخیلہ ہے۔ اور احمد اور نسائی نے اسے روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن منصور عن ابی وائل عن رجل عن جریر روایت کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ آدمی ابونخیلہ البجلی ہے۔ واللہ اعلم

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ جب یہ مسلمان ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے انہیں ذوالخلصہ کے ایک گھر کی طرف بھیجا' جس کی خثعم اور بجیلہ عبادت کرتے تھے اور اسے کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا اور وہ اسے مکہ کے کعبہ کے مشابہ قرار دیتے تھے اور وہ مکہ کے کعبہ کو کعبہ شامیہ اور اپنے گھر کے کعبہ کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے رسول کریم ﷺ نے انہیں فرمایا کیا آپ مجھے ذوالخلصہ سے راحت نہیں پہنچائیں گے' اس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ وہ گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو ان کے سینہ پر مارا' یہاں تک کہ اس نے اس میں اثر ڈالا اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور ہادی اور مہدی بنا دے''۔ اس کے بعد وہ گھوڑے سے نہیں گرے۔ اور وہ اپنی قوم احمس کے ایک سو پچاس سواروں کے ساتھ ذوالخلصہ کی طرف چلے گئے اور اس گھر کو مسمار کر کے آگ لگا دی اور اسے خارشی اونٹ کی طرح چھوڑ دیا اور رسول کریم ﷺ کی طرف ایک خوشخبری دینے والا بھیجا جسے ابوارطاۃ کہا جاتا تھا' تو اس نے آپ کو یہ خوشخبری دی اور رسول کریم ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور جوانوں کے لیے پانچ بار دعا کی' اور صحیحین وغیرہ میں یہ حدیث' مفصل بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ ہم نے قبل ازیں فتح کے بعد استطراداً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت العزیٰ کی تباہی کے ذکر کے بعد اس کا ذکر کیا ہے' ظاہر ہے کہ حضرت جریر فتح مکہ کے خاصے عرصے بعد مسلمان ہوئے تھے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہشام بن القاسم نے بیان کیا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ بن علاثہ بن عبدالکریم بن مالک الجزری نے مجاہد سے بحوالہ جریر بن عبداللہ البجلی بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ:

''میں سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے مسلمان ہونے کے بعد مسح کرتے دیکھا''۔

احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں اور اس کا اسناد جید ہے' ہاں یہ مجاہد اور اس کے درمیان منقطع ہے اور صحیحین میں ہے کہ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو جریر کی حدیث‘ جو موزے کے مسح کے بارے میں ہے تعجب میں ڈالا کرتی تھی‘ اس لیے کہ جریر نزول مائدہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اور عنقریب حجۃ الوداع میں بیان ہوگا کہ رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا: اے جریر لوگوں کو خاموش کراؤ۔ آپ نے یہ حکم اسے اس لیے دیا کہ وہ بیچ تھے اور بڑے ناز نخرے والے تھے۔ اور ان کا جوتا ایک ہاتھ تھا اور بہت خوبصورت تھے اور اس کے باوجود نگاہیں نیچی رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ہم نے ان سے حدیث صحیح میں بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اپنی آنکھوں کو جھکا کر رکھو''۔

یمن کے بادشاہ وائل بن حجر بن ربیعہ بن وائل بن یعمر الحضرمی ابن ھنید کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آمد:

ابوعمر بن عبدالبر جو حضرموت کا ایک سردار تھا اور اس کا باپ ان کے ملوک میں سے تھا‘ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی آمد سے قبل اپنے اصحاب کو بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ آپ کے پاس بادشاہوں کے بیٹوں کی اولاد میں سے ایک آدمی آئے گا‘ پس جب وہ آیا تو آپ نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے قریب کیا اور اس کی نشست کو اپنے نزدیک کیا اور اس کے لیے اپنی چادر بچھائی اور فرمایا:

''اے اللہ! وائل‘ اس کی اولاد اور اولاد در اولاد کو برکت دے''۔

اور آپ نے اسے حضرموت کے سرداروں پر افسر مقرر کیا اور اسے تین خط لکھ کر دیئے۔ ان میں سے ایک خط مہاجر بن ابی امیہ کی طرف تھا‘ اور ایک خط سرداروں اور بادشاہوں کی طرف تھا‘ اور آپ نے اسے زمین جاگیر دی اور اس کے ساتھ حضرت معاویہ بن ابوسفیان کو بھیجا‘ پس وہ پیادہ اس کے ساتھ چلے اور انہوں نے وائل سے گرمی کی تپش کی شکایت کی تو اس نے کہا اونٹنی کے سائے میں چلو‘ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مجھے کیا فائدہ دے گا کاش آپ مجھے اپنا ردیف[1] بنا لیتے‘ وائل نے آپ سے کہا خاموش رہیے آپ بادشاہوں کے ارداف میں سے نہیں ہیں‘ پھر وائل بن حجر زندہ رہا‘ حتیٰ کہ حضرت معاویہ کے پاس گیا جبکہ وہ امیر المومنین تھے‘ پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے پہچان لیا اور اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے قریب کیا اور اسے وہ بات بھی یاد کرائی اور اسے قیمتی عطیہ پیش کیا جس کے لینے سے اس نے انکار کر دیا‘ اور کہا یہ عطیہ اسے دے دیجیے جو مجھ سے اس کا زیادہ ضرورت مند ہے۔

حافظ بیہقی نے اس واقعہ کا کچھ حصہ بیان کیا ہے اور اشارہ کیا ہے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اس کے متعلق کچھ بیان کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حجاج نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے سماک بن حرب سے عن علقمہ بن وائل عن ابیہ خبر دی کہ رسول کریم ﷺ نے اسے کچھ زمین جاگیر دی‘ اور آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ بھیجا کہ میں وہ زمین ان کو دے دوں۔ یا یہ کہ میں ان کو اس زمین کے متعلق بتا دوں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لو‘ تو میں نے کہا آپ بادشاہوں کے ارداف میں سے نہیں ہیں‘ انہوں نے کہا مجھے اپنا جوتا دے دو‘ میں نے کہا اونٹنی کے سایہ میں چلو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا‘ اور مجھے

[1] ردیف‘ سوار کے پیچھے سوار ہونے والے آدمی کو ردیف کہتے ہیں۔ مترجم

وہ بات بھی یاد کرائی۔ مالک بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں نے اسے اپنے آگے سوار کرایا ہوتا۔

ابوداؤد اور ترمذی نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لقیط بن عامر المنتفق رزین العقیلی کی آمد:

امام احمد کے فرزند عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن حمزہ بن محمد بن حمزہ بن مصعب بن الزبیری نے مجھے خط لکھا کہ میں نے اس حدیث کو آپ کی خدمت میں تحریر کیا تھا' اور میں نے جو کچھ آپ کو لکھا تھا آپ نے اسے دیکھا اور سنا ہے' اس کے بارے میں مجھے بتایئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن مغیرہ حزامی نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عیاش السمعی الانصاری القبائی نے جو بنی عمرو بن عوف کا آدمی ہے' بحوالہ دلہم بن اسود بن عبداللہ بن حاجب بن عامر بن المنتفق العقیلی اس کے باپ اور چچا لقیط بن عامر سے بیان کیا۔ اور دلھم بیان کرتا ہے کہ مجھ سے ابوالاسود نے بحوالہ عاصم بن لقیط بیان کیا۔ کہ لقیط اپنے ایک ساتھی نہیک بن عاصم بن مالک بن المنتفق کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے نکلا' لقیط بیان کرتا ہے کہ میں اور میرا ساتھی نکلے یہاں تک کہ ہم رجب کے آخر میں' مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور ہم آپ سے اس وقت ملے جب آپ نماز فجر کے بعد واپس آئے۔ آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اے لوگو! تم نے چار دن سے میری آواز نہیں سنی' میں تمہیں بات سنانا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا آدمی موجود ہے جسے اس کی قوم نے بھیجا ہو''۔

لوگوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں' ہمیں بتاؤ' ہو سکتا ہے کہ آپ کو اپنی یا اپنے ساتھی کی باتیں غافل کر دیں یا بھول چوک سے آپ غافل ہو جائیں' لوگو! آگاہ رہو میں جوابدہ ہوں کیا میں نے بات پہنچا دی ہے' سنو! زندہ رہو' بیٹھ جاؤ' بیٹھ جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ بیٹھ گئے اور میں اور میرا ساتھی کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے چشم و دل ہمارے لیے فارغ ہو گئے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس کچھ علم غیب ہے' تو آپ مسکرائے اور اللہ کی قسم آپ نے اپنا سر ہلایا اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں آپ کی غلطی کی جستجو میں ہوں' تو آپ نے فرمایا:

''تیرے رب نے غیب کی پانچ چابیوں کے بارے میں بخل سے کام لیا ہے اور انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا' میں نے عرض کیا وہ کون سی باتیں ہیں آپ نے فرمایا:

① موت کا علم' اسے علم ہے کہ تم میں سے کس کی موت کب ہو گی لیکن تمہیں اس کا علم نہیں۔

② اور منی جب رحم میں ہوتی ہے تو اسے اس کا علم ہوتا ہے' لیکن تمہیں علم نہیں۔

③ اور کل کو جو کچھ ہونے والا ہے اس کا علم' اور نہ تو کل کی امید رکھتا ہے اور نہ اسے جانتا ہے۔

④ بارش کے دن کا علم' اور تم پر دو سختیاں جھانکتی ہیں اور وہ ہنستا رہتا ہے اور اسے علم ہوتا ہے کہ تمہارا نمبر قریب ہے' لقیط بیان کرتا ہے کہ ہم رب کی اس بات کو معدوم نہیں کر سکتے کہ وہ بھلائی کے لیے ہنستا ہے۔

⑤ اور قیامت کے دن کا علم۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں وہ باتیں بتا دیں جنہیں لوگ نہیں جانتے اور آپ جانتے ہیں میں ایک ایسے قبیلے کا آدمی ہوں کہ مذحج جو ہمارے قریب ہے اس کا کوئی آدمی ہماری تصدیق کو درست قرار نہ دے گا۔ اور نہ ہی خثعم جو ہمارا دوست ہے اور نہ ہی ہمارا قبیلہ جس سے ہم تعلق رکھتے ہیں ہماری تصدیق کو درست قرار دے گا۔ آپ نے فرمایا:

''جس قدر تم ٹھہرے ہو ٹھہرو گے' پھر تمہارا نبی فوت ہو جائے گا' پھر تم جس قدر ٹھہرے ہو ٹھہرو گے' پھر آواز دینے والی بھیجی جائے گی۔ تیرے معبود کی قسم وہ زمین کی سطح پر کسی چیز کو نہیں چھوڑے گی' ہر چیز مر جائے گی اور وہ فرشتے بھی مر جائیں گے جو تیرے رب کے پاس ہیں' اور اللہ تعالیٰ زمین کا چکر لگائے گا اور شہر خالی ہو چکے ہوں گے اور تیرا رب بادل کو بھیجے گا جو عرش کے پاس سے برسے گا اور تیرے معبود کی قسم وہ سطح زمین پر کسی مقتول اور مدفن کو نہ چھوڑے گا' مگر اس کی قبر شق ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ اسے اس کے سر کے قریب سے پیدا کرے گا اور وہ ٹھیک ٹھاک ہو کر بیٹھ جائے گا اور تیرا رب کہے گا ٹھہر جا' تو وہ کہے گا میں آج دیوانہ ہو گیا ہوں' پس وہ زندگی پانے کی وجہ سے اپنے اہل کے متعلق باتیں دریافت کرے گا' میں نے کہا: یا رسول اللہ! جبکہ ہوائیں' کہنگی اور درندے ہمیں پراگندہ کر چکے ہوں گے' تو وہ ہمیں کیسے اکٹھا کرے گا؟ آپ نے فرمایا میں تجھے بتاتا ہوں' کہ اس کی مثال نعمائے الٰہی میں سے زمین میں پائی جاتی ہے' تو نے اسے دیکھا کہ وہ ایک بوسیدہ مٹی تھی تو تو نے کہا' یہ کبھی زندہ نہیں ہوگی' پھر تیرے رب نے اس پر بارش بھیجی اور ابھی تجھ پر چند روز ہی گزرے کہ تو نے اسے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز حنظل تھی۔ اور تیرے معبود کی قسم' کہ وہ تمہیں پانی سے بھی جمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور وہ زمین کی نباتات کو بھی جمع کر سکتا ہے۔ پس تم اپنی قبروں سے نکلو گے اور تم اس کی طرف دیکھو گے اور وہ تمہیں دیکھے گا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہوگا؟ جبکہ ہم زمین کی مقدار کے برابر ہوں گے اور خدائے عزوجل ایک ہستی ہوگا' اور وہ ہماری طرف دیکھے گا اور ہم اس کی طرف دیکھیں گے' تو آپ نے فرمایا میں تجھے بتاتا ہوں کہ نعمائے الٰہی میں سے اس کی مثال شمس و قمر میں پائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ایک چھوٹی سی نشانی ہے' تم ایک ہی ساعت میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہو اور تم ان دونوں کی رویت میں کوئی شک نہیں کرتے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم اپنے رب سے ملیں گے تو وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا' فرمایا تمہیں اس کے سامنے پیش کیا جائے گا' تمہارے اعمالنامے اس کے سامنے کھلے ہوں گے اور تمہاری کوئی بات اس سے پوشیدہ نہ ہوگی' پس تیرا رب پانی کا ایک چلو لے گا اور تم سے پہلے لوگوں پر اسے چھڑک دے گا۔ اور تیرے معبود کی قسم' اس پانی کا ایک قطرہ بھی تم میں سے کسی کے چہرے سے خطا نہیں کرے گا۔ پس وہ مسلمان کے چہرے پر سفید رومال کی طرح ہوگا' اور کافر کو سیاہ کوئلوں کی طرح نکیل ڈال دے گا۔ آگاہ رہو پھر تمہارا نبی لوٹ جائے گا' اور اس کے پیچھے صالح لوگ بھی لوٹ جائیں گے اور تم آگ کے ایک پل پر چلو گے اور تم میں سے ایک آدمی انگارے کو روندے گا اور کہے گا ''حس'' اور تیرا رب کہے گا یہ اس کا وقت ہے پس تم حوض رسولؐ پر پیاسے ہونے کی حالت میں پہنچو گے اور اللہ تعالیٰ اس پر سیراب کرنے والا ہوگا' تو نے اسے کبھی نہیں دیکھا' اور تیرے معبود کی قسم! تم میں سے جو آدمی اپنا ہاتھ پھیلائے گا اس کے ہاتھ پر ایک پیالہ آئے گا جسے وہ ناپاکی' بول اور ضرر سے پاک کرے گا اور شمس و قمر کو روک دیا جائے گا اور تم ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ دیکھو گے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کس کے ساتھ دیکھیں

گے؟ فرمایا جیسے اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں' اور یہ اس دن طلوع شمس کے ساتھ ہوگا جسے زمین نے روشن کیا ہے اور پہاڑوں نے اس کا سامنا کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں ہماری نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ کیسے ملے گا' فرمایا نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور بدی کا اس جتنا' سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنت اور دوزخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تیرے معبود کی قسم' آگ کے سات دروازے ہیں' ان دروازوں میں سے دو دروازوں کے درمیان سوار ستر سال تک چلتا رہے۔ اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں' ان میں سے بھی دو دروازوں کے درمیان سوار ستر سال تک چلتا رہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جنت میں کیا کچھ دیکھیں گے؟ فرمایا مصفی شہد کی نہریں' ایسے پیالے کی نہریں جس میں سر درد اور ندامت نہ ہوگی' ایسے دودھ اور پانی کی نہریں جن کا مزہ تبدیل نہ ہوگا' اور ایسے پھل جن کا مزہ تبدیل نہ ہوگا' تیری زندگی کی قسم' تم نہیں جانتے اور اس قسم کی اچھی چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی' اور پاک جوڑے ہوں گے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ان میں جوڑے ہوں گے یا ان میں اصلاح کرنے والی ہوں گی' فرمایا نیک عورتیں' نیک مردوں کے لیے ہوں گی اور تم ان سے ایسے ہی لطف اندوز ہو گے جیسے تم ان سے دنیا میں لطف اندوز ہوتے ہو اور وہ بھی تم سے لطف اندوز ہوں گی مگر ان کے اولاد نہ ہوگی لقیط بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا' ہم انتہائی بالغ ہوں گے اور بلوغت تک پہنچے ہوں گے۔

(اس کا جواب حضرت نبی کریم ﷺ نے نہیں دیا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کن شرائط پر آپ کی بیعت کروں تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور فرمایا' نماز قائم کرنے' زکوٰۃ دینے اور شرک چھوڑنے پر' اور تو کسی معبود کو اللہ کا شریک نہ بنانا' راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے ہمارے لیے ہے تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں اور خیال کیا کہ میں کوئی شرط لگانے لگا ہوں جو وہ مجھے نہیں دیں گے راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا' ہم جہاں سے چاہیں اس سے حلال کر لیں اور ہر آدمی اپنے فعل کا ذمہ دار ہوگا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا تو جہاں سے چاہے وہ تیرے لیے حلال ہے۔ اور تو اپنے نفس کا ذمہ دار ہوگا' راوی بیان کرتا ہے پھر ہم آپؐ کے پاس سے واپس آ گئے پھر آپ نے فرمایا' تیرے معبود کی قسم یہ دونوں آدمی دنیا و آخرت میں سب لوگوں سے اتقی ہیں۔

بنی کلاب کے ایک آدمی کعب بن الحداریہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے بنو المنتفق اس کے اہل ہیں؟ راوی بیان کرتا ہے' کہ ہم واپس آ گئے اور میں اس کے پاس گیا اور اس نے تمام حدیث کو بیان کیا یہاں تک کہ اس نے کہا' کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جو لوگ جاہلیت میں فوت ہو چکے ہیں ان میں سے کسی کی کوئی خبر ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ قریش کے ایک معمولی آدمی نے کہا خدا کی قسم تیرا باپ المنتفق دوزخ میں ہے وہ بیان کرتا ہے' کہ گویا اس کی بات سے میری کھال' چہرے اور گوشت کے درمیان گرمی پیدا ہوگئی کیونکہ میں لوگوں میں بیٹھا تھا پس میں نے ارادہ کیا کہ کہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ کے والد بھی' تو پھر ایک اور بہتر بات مجھے سوجھ گئی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اہل بھی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میرے اہل بھی اور تو جس عامری یا قرشی مشرک کی قبر پر جائے تو کہہ کہ مجھے محمد ﷺ نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ میں تجھے اس بات کی خبر دوں جو تیرے لیے

تکلیف دہ ہے تو دوزخ میں اپنے چہرے اور پیٹ کے بل چلے گا۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے ان سے یہ سلوک کیوں کیا ہے وہ یہی کچھ کر سکتے تھے اور وہ اپنے آپ کو اچھے کام کرنے والے خیال کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ سلوک اس لیے ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات امتوں کے آخر میں ایک نبی مبعوث فرماتا ہے پس جو اپنے نبی کی نافرمانی کرتا ہے وہ گمراہوں میں سے ہو جاتا ہے اور جو اپنے نبی کی اطاعت کرتا ہے وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس کے بعض الفاظ میں نکارت پائی جاتی ہے۔ اور حافظ بیہقی نے اسے کتاب البعث والنشور میں' اور عبدالحق اشبیلی نے ''العاقبۃ'' میں اور قرطبی نے کتاب التذکرۃ فی احوال الآخرۃ میں بیان کیا ہے۔

زیاد بن الحارث رضی اللہ عنہ کی آمد:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابواحمد اسداباذی نے اس کی خبر دی کہ ہمیں ابوبکر بن مالک القطیعی نے خبر دی کہ ہم سے ابوعبدالرحمٰن المقری نے عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم سے بیان کیا کہ مجھ سے زیاد بن نعیم الحضرمی سے بیان کیا کہ میں نے زیاد بن الحارث الصدائی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے اسلام پر آپ کی بیعت کر لی' مجھے پتہ چلا کہ آپ نے میری قوم کی طرف ایک فوج بھیجی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' فوج کو واپس بلا لیجیے' میں آپ کے سامنے اپنی قوم کے اسلام لانے اور اطاعت کرنے کا ضامن ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور انہیں واپس کر دو' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری اونٹنی درماندہ ہو چکی ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بھیجا اور وہ انہیں واپس لے آیا' الصدائی بیان کرتا ہے کہ میں نے انہیں خط لکھا تو ان کا وفد ان کے اسلام کے ساتھ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے صداء تو اپنی قوم میں مطاع ہے' میں نے عرض کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت کی طرف ان کی راہنمائی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں آپ کو ان کا امیر نہ بنا دوں'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک بنا دیجیے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے میرے لیے ایک خط لکھا اور مجھے امیر بنا دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے صدقات کے بارے میں مجھے حکم فرمائیے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا اور آپ نے میرے لیے ایک اور خط لکھا' صدائی بیان کرتا ہے یہ آپ کے ایک سفر کا واقعہ ہے' پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ اترے تو اس جگہ کے لوگ آپ کے پاس اپنے عامل کی شکایت کرتے ہوئے آ گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے اور اس کی قوم کے درمیان جاہلیت میں جو چپقلش پائی جاتی تھی اس نے اس کی وجہ سے ہم پر گرفت کی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا اس نے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور میں بھی ان میں موجود تھا' آپ نے فرمایا مومن آدمی کی امارت میں کوئی بھلائی نہیں' صدائی بیان کرتا ہے کہ آپ کی یہ بات میرے دل میں اثر کر گئی پھر ایک اور آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے عطا فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا: ''جو شخص تونگری کے باوجود لوگوں سے سوال کرتا ہے تو یہ سر درد اور پیٹ کی بیماری ہے'' سائل نے کہا مجھے صدقہ سے دیجیے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صدقات کے بارے میں نہ نبی اور نہ کسی دوسرے آدمی

کے فیصلے سے راضی ہوا ہے یہاں تک کہ اس نے خود ان کے بارے میں فیصلہ کیا ہے اور ان کے آٹھ حصے کیے ہیں' پس اگر تو ان حصوں میں سے ہوا تو میں تجھے دے دوں گا۔ صدائی بیان کرتا ہے کہ اس بات نے بھی میرے دل پر اثر کیا کہ میں مالدار ہوں اور میں نے آپ کے صدقہ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصے میں چلے تو میں آپ کے ساتھ ہو گیا اور میں نزدیک ہی تھا اور آپ کے اصحاب آپ سے الگ ہو جاتے تھے اور آپ سے پیچھے رہ جاتے تھے اور میرے سوا آپ کے ساتھ کوئی نہ رہا' پس جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے مجھے اذان کا حکم دیا اور میں نے اذان دی اور میں کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' میں اقامت کہوں' اور آپ مشرق کی جانب فجر کی طرف دیکھنے لگے اور فرمانے لگے نہیں' اور جب فجر طلوع ہوگئی تو آپ اترے اور قضائے حاجت کے لیے میدان کی طرف چلے گئے' پھر واپس آ کر اپنے اصحاب سے مل گئے' اور فرمایا اے صداء کچھ پانی ہے میں نے عرض کیا تھوڑا سا پانی جو آپ کے لیے کافی نہیں ہوگا آپ نے فرمایا اسے برتن میں ڈال دو اور پھر اسے میرے پاس لے آؤ' میں نے ایسے ہی کیا تو آپ نے اپنی ہتھیلی کو پانی میں ڈالا تو میں نے آپ کی دو انگلیوں کے درمیان چشمہ ابلتے دیکھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر مجھے اپنے رب سے شرم محسوس نہ ہوتی تو ہم ضرور پانی پیتے اور پانی جمع کرتے''۔

اور میرے اصحاب سے جو پانی کے ضرورتمند تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور میں نے ان میں اعلان کر دیا' پس ان میں سے جس نے چاہا کچھ پانی لے لیا' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنی چاہی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ صداء نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت کہتا ہے۔

صدائی بیان کرتا ہے کہ میں نے اقامت کہی اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تو میں آپ کے پاس دونوں خط لایا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ان دونوں باتوں سے معاف فرمایئے' آپ نے فرمایا تجھے کیا معلوم ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ مومن شخص کی امارت میں کوئی بھلائی نہیں اور میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں' اور میں نے آپ کو سائل سے فرماتے سنا ہے کہ جو شخص تونگری کے باوجود لوگوں سے سوال کرتا ہے تو یہ سر درد اور پیٹ کی بیماری ہے اور میں نے آپ سے سوال کیا ہے حالانکہ میں تونگر ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ تمہاری مرضی ہے چاہو تو قبول کرو اور چاہو تو چھوڑ دو' میں نے عرض کیا' میں چھوڑتا ہوں' تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا مجھے کسی آدمی کے متعلق بتاؤ جسے میں تم پر امیر مقرر کر دوں تو میں نے وفد کے آدمیوں میں سے جو آپ کے پاس آئے تھے آپ کو ایک آدمی بتا دیا تو آپ نے اسے ان پر امیر مقرر کر دیا پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا ایک کنواں ہے جب سردی کا موسم آتا ہے تو اس کا پانی بڑھ جاتا ہے اور ہم اس پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے۔ اور ہم اس کے اردگرد کے پانیوں پر متفرق ہو جاتے ہیں۔ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے اردگرد تمام لوگ دشمن ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے کنویں کے متعلق دعا فرمایئے کہ اس کا پانی ہمارے لیے بڑھ جائے اور ہم اس پر اکٹھے ہو جائیں اور پراگندہ نہ ہوں تو آپ نے سات سنگریزے منگوائے اور انہیں اپنے ہاتھ میں ملا اور ان کے بارے میں دعا فرمائی پھر فرمایا ان سنگریزوں کو لے جاؤ اور جب تم کنویں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے اس میں پھینکو

اور اللہ کا ذکر کر کے صدائی بیان کرتا ہے کہ آپ نے جو کچھ ہمیں فرمایا تھا ہم نے اس کے مطابق عمل کیا' پھر اس کے بعد ہم کنویں کی کو نہیں دیکھ سکے۔

اور اس حدیث کے شواہد' سنن ابی داؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عمرۃ الجعرانہ کے بعد قیس بن سعد بن عبادہ کو چار سو آدمیوں کے ساتھ صداء کے علاقے کو روندنے کے لیے بھیجا تھا تو انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو بھیجا اور اس نے کہا کہ میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ اپنی فوج کو میری قوم سے واپس بلا لیں اور میں ان کے بارے میں آپ کے پاس ضامن ہوں۔ پھر ان کے پندرہ آدمیوں کا وفد آیا۔ پھر آپ نے حجۃ الوداع میں ان کے سو آدمیوں کو دیکھا پھر واقدی' ثوری سے عن عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم عن زیاد بن نعیم عن زیاد بن الحارث الصدائی' اذان کے بارے میں اس کا واقعہ روایت کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں الحارث بن احسان البکری کی آمد:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے زید بن الحباب نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوالمنذر سلام بن سلیمان نحوی نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن ابی النجود نے عن ابی وائل عن الحارث البکری بیان کیا کہ:

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں العلاء بن الحضرمی کی شکایت کرنے گیا اور ربذہ سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ بنی تمیم کی ایک بڑھیا وہاں الگ تھلگ بیٹھی ہے اس نے کہا اے بندۂ خدا! مجھے رسول اللہ ﷺ سے کوئی کام ہے کیا تو مجھے آپ کے پاس پہنچا دے گا۔ راوی بیان کرتا ہے میں اسے سوار کر کے مدینے لے آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد لوگوں سے بھری پڑی ہے اور ایک سیاہ جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تلوار لگائے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں؟ میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا آپ عمرو بن العاص کو امیر بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں بیٹھ گیا اور آپ کے گھر آیا اور آپ سے اجازت طلب کی' آپ نے اجازت دی تو میں نے اندر جا کر سلام کہا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہارے اور بنی تمیم کے درمیان کوئی چپقلش ہے' میں نے عرض کیا ہاں' اور انہیں شکست ہوئی ہے اور میں بنی تمیم کی ایک بڑھیا کے پاس سے گزرا ہوں جو وہاں الگ تھلگ بیٹھی تھی' اس نے مجھ سے سوال کیا کہ میں اسے سوار کر کے آپ کے پاس لے آؤں اور اس وقت وہ دروازے میں بیٹھی ہے' آپ نے اسے اجازت دی تو وہ اندر آئی' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمارے اور بنی تمیم کے درمیان کوئی روک بنانا چاہتے ہیں تو ریگستان کو روک بنا دیجیے۔ پس بڑھیا گرمی کھا گئی اور تیار ہو گئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا مضر کہاں مجبور ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا میری مثال اس قول کی سی ہے جو میرے پہلے تسلی دہندہ نے کہا تھا کہ اس نے اپنی موت کو اٹھایا تھا' میں نے اس بڑھیا کو اٹھایا اور یہ نہ سمجھا کہ یہ میری مخالف ہوگی۔ میں عاد کے قاصد کی طرح ہونے سے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ چاہتا ہوں' اس بڑھیا نے کہا' عاد کا قاصد کیا تھا؟ اور وہ اس سے بات کو بہتر جانتی تھی' لیکن اس سے مزا حاصل کر رہی تھی' میں نے کہا کہ عاد قوم میں قحط پڑ گیا تو انہوں نے اپنے قاصد کو بھیجا جسے قیل کہا جاتا تھا' وہ معاویہ بن بکر کے پاس سے گزرا تو اس کے پاس ٹھہر گیا وہ اسے شراب پلاتا اور دو لونڈیاں اسے گانا سناتیں جنہیں ٹڈیاں کہا جاتا تھا۔ پس جب ایک ماہ گذر گیا تو وہ مہرہ کے

پہاڑوں کی طرف چلا گیا اور کہنے لگا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں کسی مریض کے پاس نہیں آیا کہ اس کا علاج کروں اور نہ کسی قیدی کے پاس آیا ہوں کہ اسے چھڑاؤں۔ اے اللہ تو عاد کو اس چیز سے سیراب کر دے جس سے تو سیراب کیا کرتا ہے' پس سیاہ بادل اس کے پاس سے گزرے تو ان سے آواز آئی کہ پسند کر لے' تو اس نے ایک سیاہ بادل کی طرف اشارہ کیا تو اس سے آواز آئی انہیں راکھ بنا دے اور عاد میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ راوی بیان کرتا ہے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنی ہوا بھیجی جتنی میری اس انگوٹھی میں چلتی ہے' حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

ابووائل نے بیان کیا ہے کہ اس نے درست کہا ہے۔ پس جب کوئی مرد یا عورت اپنے کسی قاصد کو بھیجتے تو کہتے کہ وہ عاد کے قاصد کی طرح نہ ہو۔ اور نسائی اور ترمذی نے اسے ابوالمنذر بن سلام بن سلیمان کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن ابی بکر بن عیاش عن عاصم بن ابی النجود عن الحارث البکری روایت کیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عاصم عن ابی وائل عن الحارث درست ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عقیل کی اپنی قوم کے ساتھ آمد:

ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف السوسی نے ہمیں خبر دی کہ ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں علی بن الجعد نے خبر دی کہ ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا کہ ہم سے ابوخالد یزید اسدی نے بیان کیا کہ ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے عن عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی عن عبدالرحمٰن بن ابی عقیل بیان کیا کہ میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور ہم نے دروازے پر اونٹ بٹھا دیئے اور جس آدمی کے پاس ہم گئے اس سے بڑھ کر کوئی آدمی ہمیں مبغوض نہ تھا' پس جب ہم گئے اور آئے تو لوگوں میں اس شخص سے زیادہ ہمیں کوئی محبوب نہ تھا' جس کے پاس ہم گئے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی نے کہا:

''یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنے رب سے سلیمان کی بادشاہی کی طرح بادشاہی کی دعا نہیں کی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ مسکرا پڑے۔ پھر فرمایا:

''شاید تیرا آقا اللہ کے ہاں سلیمان کی بادشاہی سے زیادہ افضل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا' جس کو ایک دعا عطا نہ کی ہو' پس ان میں سے کسی نے اسے دنیا کے لیے رکھ لیا اور اللہ نے اسے دنیا دے دی اور ان میں سے کسی نے جب اس کی قوم نے نافرمانی کی تو اس نے ان پر بددعا کی اور وہ اس سے ہلاک ہو گئے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک دعا عطا فرمائی ہے اور میں نے اسے بروز قیامت اپنے رب کے پاس اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھا ہے''۔

طارق بن عبداللہ اور اس کے اصحاب کی آمد:

حافظ بیہقی نے ابوخباب کلبی کے طریق سے جامع بن شداد محاربی سے روایت کی ہے کہ میری قوم کے طارق بن عبداللہ نامی ایک آدمی نے مجھے بتایا' وہ بیان کرتا ہے کہ: میں ذوالمجاز کے بازار میں کھڑا تھا کہ ایک جبہ دار آدمی اس کے پاس آ کر کہنے لگا: ''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے اور ایک آدمی اس کا پیچھا کر کے اسے پتھر مار رہا تھا'' اور وہ کہہ رہا تھا: ''اے

لوگو! یہ کذاب ہے' میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ بنی ہاشم کا ایک جوان ہے' جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول خیال کرتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا' جو شخص اسے پتھر مار رہا ہے یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ اس کا چچا عبدالعزیٰ ہے۔ راوی بیان کرتا ہے جب لوگ مسلمان ہو گئے اور ہجرت کر گئے تو ہم ربذہ سے مدینہ جانے کے لیے نکلے تاکہ اس کی کھجوریں لائیں۔ پس جب ہم اس کی دیواروں اور کھجور کے درختوں کے نزدیک ہوئے تو میں نے کہا کاش ہم اترتے اور دوسرے کپڑے پہنتے' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی دو چادریں اوڑھے ہوئے ہے اس نے ہمیں سلام کیا اور پوچھا یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا ربذہ سے' اس نے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا اس مدینہ میں' اس نے پوچھا تمہیں وہاں کیا کام ہے؟ ہم نے کہا ہم اس کی کھجوریں لینا چاہتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہمارے ساتھ ہماری ایک عورت بھی تھی اور ایک نکیل پڑا اونٹ بھی تھا اس نے پوچھا کیا تم اپنے اس اونٹ کو میرے پاس بیچو گے؟ ہم نے کہا ہاں' کھجور کے صاع کے ساتھ اس طرح' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے جو کہا اس نے ہم سے اس میں کمی کرنے کو نہ کہا اور اونٹ کی مہار پکڑی اور چل دیا' پس جب وہ مدینہ کی دیواروں اور کھجور کے درختوں میں ہم سے اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا' ہم نے کیا کیا ہے' خدا کی قسم ہم نے اونٹ کو کسی واقف آدمی کے پاس نہیں بیچا۔ اور نہ ہم نے اس سے قیمت لی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے جو عورت ہمارے ساتھ تھی' وہ کہنے لگی خدا کی قسم میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے ٹکڑے کی طرح ہے اور میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں کہ اچانک وہ آدمی آ گیا اور کہنے لگا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں' یہ تمہاری کھجوریں ہیں' پس کھاؤ اور سیر ہو جاؤ اور ماپو اور پورا لو۔ پس ہم نے کھجوریں کھائیں حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے اور ہم نے پورا ماپ لیا۔ پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے' پس جب ہم مسجد گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص منبر پر کھڑا ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہا ہے' ہم نے اس کے خطبے سے جو بات معلوم کی وہ یہ تھی کہ:

''صدقہ دو صدقہ تمہارے لیے بہتر ہے' اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے' تیری ماں' تیرا باپ' تیری بہن' تیرا بھائی اور تیرے قریبی تیرے حسن سلوک کے مستحق ہیں' اچانک بنی یربوع یا انصار کا ایک آدمی آ کر کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ جاہلیت میں ہمارے کچھ خون ان کے ذمے ہیں' آپ نے تین بار فرمایا: باپ اپنے بیٹے پر ظلم نہیں کرتا''۔

اور نسائی نے صدقے کی فضیلت کا کچھ حصہ عن یوسف بن عیسیٰ عن الفضل بن موسیٰ عن یزید بن زیاد بن ابی الجعد عن جامع بن شداد عن طارق بن عبداللہ محاربی بیان کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اسے اسی طرح عن حاکم عن اصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن یزید بن زیاد عن جامع بن طارق پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس نے اس میں بیان کیا ہے کہ عورت نے کہا۔ ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو۔ میں نے اس آدمی کے چہرے کو دیکھا ہے' وہ خیانت نہیں کرے گا' میں نے چودھویں کے چاند کے سوا کسی چیز کو اس کے چہرے کی مانند نہیں پایا۔

بلاد معان کے حکمران فروہ بن عمرو الجذامی کے قاصد کی آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ فروہ بن عمرو بن النافرہ الجذامی ثم النفاثی نے اپنے اسلام کے ساتھ ایک قاصد کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور آپ کو سفید خچر ہدیہ دیا اور فروہ' رومیوں کے قریبی عربوں پر ان کا عامل تھا اور اس کا مقام معان اور

اس کے اردگرد کا شامی علاقہ تھا' پس جب رومیوں کو اس کے اسلام کی اطلاع ملی تو انہوں نے اسے تلاش کیا اور پکڑ کر اسے قید کر دیا تو اس نے اپنے قید خانے میں کہا۔

رات کو سلمٰی کسی وقت میرے اصحاب کے پاس آئی جبکہ رومی دروازے اور قروان کے درمیان تھے۔ خیال نے روک دیا اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا' اسے برا خیال کیا اور میں نے اونگھنا چاہا اور اس نے مجھے رلا دیا۔ میرے بعد تمہیں آنکھ میں سرمہ نہیں لگائے گی' اور نہ آنے والے کو بدلا دے گی اور میں ابولیشہ کو جانتا ہوں' اور وہ اعزی کے درمیان میری زبان نہیں کاٹ سکتا اور گھر میں ہلاک ہو جاؤں تو تم اپنے بھائی کو کھودو گے اور اگر میں زندہ رہا تو وہ میرے مقام کو جان لیں گے اور جو کچھ کوئی جوان جمع کر سکتا ہے' میں نے اس سے بڑی باتیں یعنی سخاوت وشجاعت اور بیان کو جمع کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب رومیوں نے اسے اپنے ایک فلسطینی پانی عفری پر صلیب دینے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا۔

کہ سلمٰی کو اطلاع مل گئی ہے کہ اس کا خاوند عفری کے پانی پر ایک اونٹنی پر سوار ہے' وہ ایسی ناقہ پر سوار ہے جس کی ماں پر نر کو اس حال میں نہیں ڈالا گیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں اونٹوں کے باہر سے کسے گئے ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ زہری کا خیال ہے کہ جب وہ اسے قتل کرنے کے لیے لے گئے تو اس نے کہا۔

مسلمانوں کے سرداروں کو اطلاع کر دو کہ میں نے اپنی ہڈیاں اور اپنا مقام اپنے رب کے سپرد کر دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس پانی پر اسے صلیب دے دی۔ رحمه الله و رضی الله عنه و أرضاه وجعل الجنة مثواه.

آنحضرتؐ کے خروج کے وقت تمیم الداری کی آپ کے پاس آمد اور ایمان لانے والوں کا آپ پر ایمان لانا:

ابوعبداللہ سہیل بن محمد بن نصرویہ المروزی نے نیشاپور میں ہمیں اطلاع دی کہ ابوبکر محمد بن احمد بن الحسن قاضی نے ہمیں خبر دی کہ ابوسہل احمد بن محمد بن زیاد القطان نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن جعفر بن زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہمیں خبر دی کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے غیلان بن جریر کو شعبی سے بحوالہ فاطمہ بنت قیس بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتی ہیں کہ:

تمیم الداری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ کو بتایا کہ اس نے سمندر میں سفر کیا اور اس کی کشتی بھٹک گئی اور وہ ایک جزیرہ میں اتر گئے اور وہ اس میں پانی تلاش کرنے گئے تو وہ ایک انسان سے ملے جو اپنے بالوں کو گھسیٹ رہا تھا اس نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں جساسہ ہوں' انہوں نے کہا ہمیں کچھ بتاؤ' اس نے کہا میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ لیکن تمہیں اس جزیرہ میں جانا لازم ہے۔ پس ہم اس میں داخل ہو گئے' کیا دیکھتے ہیں ایک آدمی کو بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں' اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا ہم عرب لوگ ہیں' اس نے پوچھا جو نبی تم میں ظاہر ہوا ہے اس نے کیا کیا ہے؟ ہم نے کہا لوگ اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کی پیروی کی ہے اور اس کی تصدیق کی ہے۔ اس نے کہا یہ بات ان کے لیے بہتر ہے' اس نے کہا کیا تم چشمہ زعر کے متعلق بتاؤ گے کہ اس نے کیا کیا' تو ہم نے اسے اس کے متعلق خبر دی تو اس نے چھلانگ لگائی' قریب تھا کہ وہ دیوار کے پیچھے سے نکل جائے۔ پھر اس نے پوچھا بیسان کے کھجور کے درختوں نے کیا کیا' کیا انہیں بعد ازاں کھایا گیا ہے تو ہم نے اسے بتایا کہ انہیں کھایا گیا ہے تو اس نے اسی طرح چھلانگ لگائی' پھر کہنے لگا اگر مجھے نکلنے کی اجازت ہوتی تو طیبہ کے سوا سب شہر پامال

ہو جائے۔ فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے نکالا اور لوگوں سے باتیں کیں اور بتایا کہ یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔ اس حدیث کو امام احمد' مسلم اور اہل سنن نے کئی طرق سے عن عامر بن شراحیل الشعبی عن فاطمہ بنت قیس روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اس کا شاہد بیان کیا ہے۔ اور عنقریب یہ حدیث اپنے طرق والفاظ کے ساتھ کتاب الفتن میں بیان ہوگی۔ اور واقدی نے لخم کے الدارس کے وفد کا ذکر کیا ہے جو دس آدمی تھے۔

بنی اسد کا وفد:

اسی طرح واقدی نے بیان کیا ہے کہ ۹ھ کے آغاز میں بنی اسد کا وفد رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ دس آدمی تھے جن میں ضرار بن الازور' وابصہ بن معبد' اور طلیحہ بن خویلد' جس نے بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا' پھر ازاں بعد وہ بہت اچھا مسلمان ہو گیا' اور نفاذہ بن عبداللہ بن خلف شامل تھے' ان کے لیڈر حضرمی بن عامر نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے پاس بے آب و گیاہ سال میں شب تار سے گذر کر آئے ہیں اور آپ نے ہماری طرف کوئی فوج نہیں بھیجی تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ:

''وہ تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں' کہہ دو' تم مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے اسلام کی جانب تمہاری رہنمائی کی ہے اگر تم راست باز ہو''۔

اور ان میں ایک قبیلہ تھا جسے بنوالزنیہ کہا جاتا تھا آپ نے ان کا نام بدل دیا اور فرمایا تم بنوالرشدہ ہو اور رسول اللہ ﷺ نے نفاذہ بن عبداللہ بن خلف سے ایک اونٹنی ہدیۃً طلب کی جس کے ساتھ کوئی بچہ نہ ہو' اور وہ سواری اور دودھ کے لحاظ سے اچھی ہو اس نے اسے تلاش کیا اور وہ اسے اپنے ایک عمزاد کے ہاں ملی اور وہ اسے لے آیا' رسول کریم ﷺ نے اسے دوہنے کا حکم دیا' پس آپ نے اس کا دودھ پیا اور اسے اپنا جھوٹھا دودھ پلایا پھر فرمایا:

''اے اللہ! اس میں برکت دے اور اسے بھی جس نے اسے عطا کیا ہے اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اور جو اسے لے کر آیا ہے اسے بھی برکت دے تو آپ نے فرمایا اور اسے بھی جو اسے لایا ہے''۔

بنی عبس کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ وہ نو آدمی تھے۔ اور واقدی نے ان کے نام بھی بتائے ہیں پس حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: ''میں تمہارا دسواں ہوں'' اور آپ نے طلحہ بن عبیداللہ کو حکم دیا تو اس نے ان کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کا شعار ''اے دس'' مقرر کیا اور اس نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان سے خالد بن سنان العبسی کے متعلق دریافت کیا جس کے حالات قبل ازیں ہم ایام جاہلیت میں ہی بیان کر آئے ہیں تو انہوں نے بیان کیا کہ اس کی کوئی اولاد نہیں نیز اس نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے انہیں شام سے آنے والے ایک قریشی قافلے کی نگرانی کے لیے بھیجا' اس عبارت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان کی آمد فتح سے پہلے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

بنی فزارہ کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ ہم سے عبداللہ بن محمد عمر الجمحی نے ابی وجزۃ السعدی سے بیان کیا کہ جب ۹ھ رسول کریم ﷺ تبوک سے واپس آئے تو آپ کی خدمت میں بنی فزارہ کا وفد آیا' جو دس پندرہ آدمیوں پر مشتمل تھا' جس میں خارجہ بن حصن' اور حارث بن قیس بن حصن شامل تھے اور حارث ان میں سب سے چھوٹا تھا۔ یہ لوگ کمزور سواریوں پر آئے اور اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔ رسول کریم ﷺ نے ان سے ان کے علاقے کے متعلق پوچھا تو ان میں سے ایک نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے علاقے میں قحط پڑ گیا ہے اور ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمارے باغات خشک ہو گئے ہیں اور ہمارے اہل وعیال بھوکے ہیں' پس ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے' رسول کریم ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا کی۔

اے اللہ! اپنے ملک اور چوپایوں کو سیراب کر دے اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنے مردہ ملک کو زندہ کر دے۔ اے اللہ! ہمیں عام بارش سے سیراب کر دے' جو خوشگوار خوشحالی لانے والی' فضا کو ڈھانک لینے والی' وسیع' جلد آنے والی' دیر نہ کرنے والی' نفع مند اور نقصان نہ دینے والی ہو اے اللہ! یہ سیرابی رحمت والی ہو' عذاب والی' ڈھانے والی' غرق کرنے والی اور مٹا دینے والی نہ ہو۔ اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے اور ہمیں دشمنوں پر فتح عطا فرما۔

راوی بیان کرتا ہے کہ بارش ہوئی اور لوگوں نے ہفتہ تک آسمان کو نہ دیکھا تو رسول کریم ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا کی:

''اے اللہ! ہمارے اردگرد ٹیلوں پر اور وادیوں کے بطون اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر بارش کر اور ہم پر بارش نہ کر' پس مدینہ سے بادل یوں پھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے''۔

بنی مرہ کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ ۹ھ میں آپ کی تبوک سے واپسی پر آئے تھے اور یہ تیرہ آدمی تھے جن میں حارث بن عوف بھی شامل تھا' حضور علیہ السلام نے انہیں چاندی کے بیس اوقیے عطیہ دیا۔ اور حارث بن عوف کو بارہ اوقیے دیئے اور انہوں نے بتایا کہ ان کا علاقہ قحط زدہ ہے تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ان کو بارش سے سیراب کر دے''۔ اور جب وہ اپنے علاقے کو واپس گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ جس دن رسول کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی اسی دن یہاں بارش ہو گئی تھی۔

بنی ثعلبہ کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے بنی ثعلبہ کے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ جب ۸ھ میں رسول کریم ﷺ الجعرانہ سے تشریف لائے' تو ہم چار آدمی آپ کے پاس گئے اور ہم نے کہا کہ ہم اپنی قوم کے ان لوگوں کے جو ہمارے پیچھے ہیں' ایلچی ہیں اور وہ اسلام کو تسلیم کرتے ہیں' تو آپ نے ہماری ضیافت کرنے کا حکم دیا اور ہم نے چند روز قیام کیا' پھر ہم آپ کے پاس آپ کو الوداع کہنے آئے تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان کو بھی ایسے ہی عطیہ دیجیے جیسے آپ وفد کو عطیہ دیتے ہیں۔ تو وہ چاندی کا ایک بیل لائے اور آپ نے ہم میں سے ہر ایک کو پانچ اوقیے دیئے اور فرمایا ہمارے پاس دراہم نہیں ہیں اور اپنے علاقے کو واپس چلے گئے۔

بنی محارب کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے محمد بن صالح نے ابو وجزۃ السعدی سے بیان کیا کہ محارب کا وفد ۱۰ھ میں حجۃ الوداع میں آیا اور وہ دس آدمی تھے‘ جن میں سواء بن الحارث اور اس کا بیٹا خزیمہ بن سواء شامل تھے‘ پس وہ حارث کی بیٹی رملہ کے ہاں اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے پاس صبح و شام کا کھانا لاتے تھے‘ پس وہ مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے ہم اپنے پچھلے لوگوں کے ذمہ دار ہیں اور ان اجتماعات میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ پر سخت گیر اور سخت کلام نہ تھا اور وفد میں ان کے ایک آدمی کو رسول کریم ﷺ نے پہچان لیا‘ تو اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے آپ کی تصدیق کرنے تک زندہ رکھا‘ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ’’بے شک یہ دل اللہ کے قبضے میں ہیں‘‘۔ اور رسول کریم ﷺ نے خزیمہ بن سوار کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو وہ سفید روشن ہو گیا‘ اور آپؐ نے انہیں اسی طرح عطیات دیئے‘ جیسے آپ وفد کو دیا کرتے تھے اور وہ اپنے علاقے کو واپس چلے گئے۔

بنی کلاب کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ ۹ھ میں آئے تھے اور تیرہ آدمی تھے‘ جن میں مشہور شاعر لبید بن ربیعہ اور جبار بن سلمی شامل تھے اور اس کے اور کعب بن مالک کے درمیان دوستی تھی پس اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کا اکرام کیا اور اسے ہدیہ دیا اور وہ اس کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے آپ کو اسلام کا سلام کہا۔ اور آپ کو بتایا کہ ضحاک بن سفیان کلابی ان میں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کو لے گیا تھا جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اور اس نے ان کو اللہ کی جانب بلایا تو انہوں نے اس کی بات قبول کر لی اور اس نے ان کے اغنیاء سے صدقات لے کر ان کے فقراء پر صرف کر دیئے ہیں۔

بنی رؤاس بن کلاب کا وفد:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی جسے عمرو بن مالک بن قیس بن بجید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کہا جاتا تھا رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا‘ پھر اس نے اپنی قوم کے پاس واپس جا کر انہیں اللہ کی طرف دعوت دی‘ تو انہوں نے کہا جب تک ہم بنی عقیل کے اتنے آدمی قتل نہ کر لیں جتنے انہوں نے ہمارے آدمی قتل کیے ہیں اس وقت تک ہم دعوت الی اللہ کو قبول نہ کریں گے۔ اور اس نے ان کی باہمی جنگ کا ذکر کیا اور اس عمرو بن مالک نے بنی عقیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کڑی میں کس دیا اور رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور جو فعل میں نے کیا تھا اس کی اطلاع آپ کو مل چکی تھی‘ تو آپ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آیا تو میں اس کے ہاتھ پر جو کڑی سے اوپر ہے ماروں گا پس جب میں آیا تو میں نے سلام کہا اور آپ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا اور منہ پھیر لیا‘ پھر میں آپ کی دائیں جانب سے آیا تو آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا‘ پھر میں آپ کی بائیں جانب سے آیا تو آپؐ نے مجھ سے منہ پھیر لیا‘ پھر میں آپؐ کے سامنے سے آیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ بھی پسند کرتا ہے اور راضی ہو جاتا ہے‘ مجھ سے راضی ہو جایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ’’میں راضی ہوں‘‘۔

بنی عقیل بن کعب کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں العقیق 'عقیق بن عقیل' جاگیر میں دی' اس زمین میں کھجوروں کے درخت اور چشمے ہیں اور آپ نے اس کے متعلق ایک تحریر لکھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ ﷺ نے اسے ربیع' مطرف' اور انس کو عطا کیا ہے اور جب تک وہ نماز پڑھیں' زکوٰۃ دیں اور سمع وطاعت اختیار کریں' آپ نے ان کو عقیق کی جاگیر عطا کی ہے اور آپ نے ان کو کسی مسلمان کا حق نہیں دیا''۔

اور یہ تحریر مطرف کے ہاتھ میں تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح لقیط بن عامر بن المنتفق بن عامر بن عقیل ابورزین آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے النظیم کا عطا کیا اور اس نے اپنی قوم کی طرف سے آپ کی بیعت کی اور قبل ازیں ہم اس کی آمد کے واقعہ اور گفتگو کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

بنی قشیر بن کعب کا وفد:

یہ حجۃ الوداع اور حنین سے پہلے کا واقعہ ہے اور ان میں قرہ بن ہبیرہ بن عامر بن سلمۃ الخیر ابن قشیر کا ذکر کیا گیا ہے جو مسلمان ہو گیا تو رسول کریم ﷺ نے اسے چادر زیب تن کرائی اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے صدقات کا متصرف ہو تو قرہ نے واپسی پر کہا۔

جب میری اونٹنی رسول کریم ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اسے عطیہ دیا اور اسے نہ ختم ہونے والی بخشش پر قدرت دی اور وہ شاداب زمین کا باغ بن گئی حالانکہ وہ خشک تھی اور اس نے محمد ﷺ سے اپنی ضروریات پوری کیں' اس پر ایک جوان سوار ہے جس کے کجاوے کے پیچھے مذمت نہیں بیٹھ سکتی اور وہ عاجز متردد کے معاملے میں سوچ بچار کرتا ہے۔

بنی البکاء کا وفد:

بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ ۹ ھ میں آئے تھے اور تین آدمی تھے' اور ان میں معاویہ بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء بھی تھا اور ان دنوں اس کی عمر ایک سو سال تھی اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جسے بشر کہا جاتا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو مس کر کے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا یہ بیٹا میرے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیجیے تو رسول کریم ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اسے موٹی بکریاں دیں اور انہیں برکت کی دعا دی' اور اس کے بعد انہیں خشک سالی اور قحط کی تکلیف نہیں ہوتی تھی اور محمد بن بشیر بن معاویہ نے اس بارے میں کہا ۔

''اور میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر رسول کریم ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کی''۔

اور جب وہ احمد علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے اسے موٹی بکریاں دیں جو چل چل کر لاغر ہو گئیں اور وہ داڑھی والیاں نہ تھیں وہ ہر شب قبیلے کے وفد کو پر کر دیتی تھیں اور صبح کو بھی دوبارہ پر کرتی تھیں انہیں عطیے سے برکت حاصل ہوئی تھی' اور عطیہ دینے والا بھی مبارک تھا اور جب تک میں زندہ ہوں میری طرف سے ان پر دعا ہو۔

کنانہ کا وفد:

واقدی نے اپنی اسانید سے روایت کیا ہے کہ واثلہ بن الاسقع لیثی اس وقت رسول کریم ﷺ کے پاس آیا جب آپ تبوک کی طرف تیار ہو رہے تھے اس نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ کر انہیں دعوت دی اور انہیں رسول کریم ﷺ کے متعلق بتایا تو اس کے باپ نے اسے کہا خدا کی قسم میں تمہیں کبھی سواری نہیں دوں گا اور اس کی بہن نے اس کی بات سنی تو وہ مسلمان ہوگئی اور اسے تیار کیا یہاں تک کہ وہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ تبوک کی طرف گیا اور وہ کعب بن عجرہ کے اونٹ پر سوار تھا اور رسول کریم ﷺ نے اسے اکیدر دومہ کی طرف بھیجا تھا' پس جب وہ واپس آئے تو واثلہ نے کعب بن عجرہ کے سامنے وہ شرط پیش کی جو اس نے غنیمت کے حصہ کے متعلق اس پر عائد کی تھی تو کعب نے اسے کہا میں نے تجھے صرف اللہ کی رضامندی کی خاطر سواری دی تھی۔

اشجع کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ خندق کے سال آئے تھے اور وہ ایک سو آدمی تھے اور ان کا لیڈر مسعود بن رخیلہ تھا پس وہ سلع کی گھاٹی میں اترے تو رسول کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے لیے کھجوروں کے بوجھوں کا حکم دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ بنی قریظہ سے آپ کی فراغت کے بعد آئے تھے اور یہ سات سو آدمی تھے پس آپ نے ان سے مصالحت کی اور وہ واپس چلے گئے پھر اس کے بعد مسلمان ہوگئے۔

باہلہ کا وفد:

ان کا لیڈر مطرف بن الکاہن فتح کے بعد آیا اور مسلمان ہوگیا اور اس نے اپنی قوم کے لیے امان حاصل کی اور آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں اسلام کے فرائض واحکام کا ذکر تھا اور جسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔

بنی سلیم کا وفد:

حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنی سلیم کا ایک آدمی آیا جسے قیس بن نشبہ کہا جاتا تھا آپ نے اس کی باتیں سنیں اور اس سے کچھ اشیاء کے متعلق دریافت کیا تو اس نے آپ کو جواب دیا اور آپ نے یہ سب باتیں یاد رکھیں' اور رسول اللہ ﷺ نے اسے دعوتِ اسلام دی تو وہ مسلمان ہوگیا۔ اور اپنی قوم بنی سلیم کی طرف واپس جا کر کہنے لگا میں نے رومیوں کے ترجمہ' ایرانیوں کی آہستہ آواز' عربوں کے اشعار' کاہنوں کی کہانت اور حمیر کے گفتگو کرنے والے کے کلام کو سنا ہے' پس محمد ﷺ کا کلام ان کے کلام سے کچھ بھی مشابہت نہیں رکھتا' پس میری مانو اور اس سے اپنا حصہ لے لو' اور جب فتح کا سال آیا تو بنو سلیم نکلے اور رسول اللہ ﷺ کو قدید میں ملے اور وہ سات سو تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہزار تھے اور ان میں عباس بن مرداس اور ان کے سرداروں کی ایک جماعت بھی تھی اور کہنے لگے ہمیں اپنے ہراول میں رکھیے اور ہمارا جھنڈا سرخ بنایئے اور ہمارا شعار مقدم بنایئے' تو آپ نے انہیں یہی کچھ بنا دیا اور وہ فتح مکہ' طائف اور حنین میں آپ کے ساتھ شامل ہوئے۔ اور راشد بن عبد ربہ سلمی ایک بت کی پوجا کیا

کرتا تھا اس نے ایک روز دیکھا کہ دو لومڑ اس پر پیشاب کر رہے ہیں' تو اس نے کہا۔

''کیا وہ رب ہے' جس کے سر پر دو لومڑ پیشاب کر رہے ہیں اور جس کے سر پر لومڑ پیشاب کرے وہ کمزور ہوتا ہے''۔

پھر اس نے اس پر حملہ کر کے اسے توڑ دیا اور پھر رسول کریم ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہو گیا رسول کریم ﷺ نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا غاوی بن عبدالعزیٰ تو آپ نے فرمایا بلکہ تو راشد بن عبد ربہ ہے اور اسے رہاط نامی جگہ جاگیر میں دی جس میں ایک چشمہ رواں تھا' جسے چشمہ رسول کہا جاتا تھا۔ اور فرمایا یہ بنی سلیم کا بہترین آدمی ہے اور آپ نے اسے اپنی قوم کا سردار بنا دیا اور وہ فتح مکہ اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوا۔

بنی ہلال بن عامر کا وفد:

اور ان کے وفد میں عوف بن احمر بھی تھا' جو مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور قبیصہ بن مخارق بھی تھا جس کی صدقات کے بارے میں حدیث ہے اور بنی ہلال کے وفد میں زیاد بن عبداللہ بن مالک بن نجیر بن الہدم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بھی تھا اور جب یہ مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے اپنی خالہ میمونہ بنتِ حارث کے گھر جانے کا ارادہ کیا اور ان کے پاس چلا گیا' پس جب رسول کریم ﷺ اپنے گھر آئے تو آپ نے اسے دیکھا تو غصے ہو گئے اور واپس لوٹے' تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بھانجا ہے تو آپ اندر آ گئے۔ پھر زیاد کے ساتھ آپ مسجد کی طرف گئے اور آپ نے نماز ظہر ادا کی' پھر آپ نے زیاد کو قریب کیا اور اس کے لیے دعا کی اور اپنے ہاتھ کو اس کے سر پر رکھا۔ پھر اسے اس کی ناک کی ایک طرف لے گئے اور بنو ہلال کہا کرتے تھے کہ ہم ہمیشہ زیاد کے چہرے سے برکت حاصل کرتے تھے اور ایک شاعر نے علی بن زیاد سے کہا۔

''وہ ہستی جس کے سر کو حضرت نبی کریم ﷺ نے چھوا اور مسجد میں اس کے لیے دعائے خیر کی یعنی زیاد کے لیے' اور میری مراد اس کے سوا' کوئی مسافر یا تہامہ یا نجد جانے والا نہیں ہے۔ اور وہ نور ہمیشہ اس کی ناک پر رہا۔ یہاں تک اس نے قبر میں اپنا گھر بنا لیا''۔

بنی بکر بن وائل کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ جب وہ آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حس بن ساعدہ کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا وہ تم میں سے نہیں ہے وہ ایاد کا آدمی ہے جو جاہلیت میں موحد ہو گیا تھا پس وہ عکاظ آیا اور لوگ اجتماع کیے ہوئے تھے اور اس نے ان سے وہ باتیں کیں جو اس نے آپ سے حفظ کی تھیں' راوی بیان کرتا ہے کہ وفد میں بشیر بن الخصاصیہ' عبداللہ بن مرثد اور حسان بن خوط بھی تھے' راوی کہتا ہے کہ حسان کی اولاد میں سے ایک آدمی نے کہا۔

''میں اور حسان بن خوط اور میرا باپ بکر کے ایلچی بن کر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس گئے''۔

بنی تغلب کا وفد:

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سولہ مسلمان آدمی تھے اور نصاریٰ پر سنہری صلیبیں تھیں اور یہ حارث کی بیٹی رملہ کے گھر اترے' پس

رسول کریم ﷺ نے نصاریٰ سے ان شرائط پر مصالحت کی کہ وہ اپنی اولاد کو نصرانیت میں ضائع نہ کریں اور ان میں سے مسلمانوں کو پناہ دی۔

اہل یمن اور تجیب کے وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ وہ ۹ ھ میں آئے تھے اور وہ تیرہ آدمی تھے اور آپ نے ان کو دوسروں سے زیادہ عطیات دیئے اور ان کے ایک جوان کو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کس چیز کی ضرورت ہے؟'' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل کو غنی کر دے۔ آپ نے فرمایا:

''اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کے دل کو غنی کر دے''۔

اور اس کے بعد وہ بڑے درویشوں میں سے ہو گیا۔

خولان کا وفد:

بیان کیا گیا ہے کہ یہ دس آدمی تھے اور یہ شعبان ۱۰ ھ میں آئے تھے اور رسول کریم ﷺ نے ان سے ان کے بت کے بارے میں دریافت کیا جسے انس کہا جاتا تھا' انہوں نے کہا ہم نے اس سے بہتر بت بدل لیا ہے اور اگر ہم واپس گئے تو ہم اسے مسمار کر دیں گے اور انہوں نے قرآن وسنن کو سیکھا اور جب واپس گئے تو بت کو مسمار کر دیا۔ اور جس چیز کو اللہ نے حلال ٹھہرایا ہے اسے حلال ٹھہرایا اور جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے حرام ٹھہرایا۔

جعفی کا وفد:

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دل کے کھانے کو حرام قرار دیتے تھے' پس جب ان کا وفد مسلمان ہو گیا تو رسول کریم ﷺ نے انہیں دل کے کھانے کا حکم دیا اور آپ کے حکم سے اسے بھونا گیا اور آپ نے اسے ان کے لیڈر کو دیا اور فرمایا جب تک تم اسے نہ کھاؤ تمہارا ایمان مکمل نہ ہو گا' پس اس نے اسے پکڑ لیا اور اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا' پس اس نے اسے کھایا اور کہا۔

''میں نے بادل نخواستہ دل کو کھایا اور جب میری انگلیوں نے چھوا تو وہ کانپ رہی تھیں''۔



باب ۹

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ازد کی آمد

ابونعیم نے 'کتاب معرفۃ الصحابہ' میں اور حافظ ابوموسیٰ المدینی نے احمد بن ابی الحواری کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان الدارانی کو کہتے سنا کہ مجھ سے علقمہ بن مرثد بن سوید ازدی نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میرے باپ نے میرے دادا سے بحوالہ سوید بن الحارث مجھے بتایا کہ میں اپنی قوم کا ساتواں آدمی تھا جو رسول کریم ﷺ کے پاس گیا' پس جب ہم آپ کے پاس گئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ ہماری علامت اور لباس کو دیکھ کر حیران ہوئے اور فرمایا تم کون ہو؟ ہم نے جواب دیا۔ ہم مومن ہیں تو آپ مسکرائے اور فرمایا۔ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے' تمہارے قول اور ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ ہم نے عرض کیا پندرہ خصائل' ان میں سے پانچ کے متعلق آپ کے ایلچیوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں' اور پانچ پر آپ نے ہمیں عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور پانچ کو ہم نے جاہلیت میں اختیار کیا تھا اور ہم اب تک ان پر قائم ہیں سوائے اس کے کہ آپ ان میں سے کسی کو ناپسند کریں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جن پر میرے ایلچیوں نے تمہیں ایمان لانے کا حکم دیا ہے؟ ہم نے کہا' آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ' اس کے ملائکہ' کتابوں' رسولوں اور بعث بعد الموت پر ایمان لائیں' آپ نے فرمایا وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جن پر میں نے تمہیں عمل کرنے کا حکم دیا ہے؟ ہم نے عرض کیا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں' رمضان کے روزے رکھیں اور استطاعت کی صورت میں بیت اللہ کا حج کریں' آپ نے فرمایا وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جو جاہلیت میں تم نے اختیار کی تھیں' انہوں نے جواب دیا:

''فراخی کے وقت اللہ کا شکر ادا کرنا' مصیبت کے وقت صبر کرنا' قضا وقدر کے فیصلہ پر راضی رہنا' جنگ کے میدان میں ثابت قدم رہنا' اور دشمنوں سے شماتت ترک کرنا''۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''حکماء' علماء قریب ہیں کہ یہ اپنی سمجھ کی وجہ سے انبیاء ہو جائیں''۔

پھر آپ نے فرمایا میں تم سے پانچ باتوں کا خواہاں ہوں' تو تمہاری بیس خصلتیں پوری ہو جائیں گی اگر تم ایسے ہو جیسا کہ تم بیان کرتے ہو۔ جو تم کھاتے نہیں اسے جمع نہ کرو اور جس میں رہتے نہیں اسے نہ بناؤ اور اس چیز میں زیادہ رغبت نہ کرو جسے کل تم نے چھوڑ دینا ہے اور اس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کی طرف تم نے لوٹنا ہے اور جس کے سامنے پیش ہونا ہے اور اس چیز میں رغبت کرو جس کے سامنے تم نے پیش ہونا ہے اور جس میں تم نے ہمیشہ رہنا ہے۔

پس وہ لوگ رسول کریم ﷺ کے پاس سے واپس چلے گئے اور انہوں نے آپ کی وصیت کو یاد رکھا اور اس پر عمل کیا۔

کندہ کا وفد:

یہ دس پندرہ آدمی تھے جن کا لیڈر اشعث بن قیس تھا اور آپ نے انہیں دس اوقیے عطیہ دیا اور اشعث کو بارہ اوقیے دیئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

الصدف کا وفد:

یہ وفد پندرہ سواروں کا تھا اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملے جبکہ آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے' پس یہ بیٹھ گئے اور مسلمان نہ ہوئے' آپ نے فرمایا: ''کیا تم مسلمان ہو''؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا: تم نے سلام کیوں نہیں کیا' تو وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے نبی! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو آپ نے فرمایا' اور تم پر بھی سلام ہو' بیٹھ جاؤ' پس وہ بیٹھ گئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اوقات کے متعلق دریافت کیا۔

خشین کا وفد:

راوی بیان کرتا ہے کہ ابوثعلبہ الخشنی اس وقت آیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر جانے کی تیاری کر رہے تھے پس وہ خیبر میں آپ کے ساتھ شامل ہوا' پھر اس کے بعد ان میں سے دس پندرہ آدمی آئے اور مسلمان ہو گئے۔

بنی سعد کا وفد:

پھر اس نے بنی سعد' ہذیم' بلی' بہراء' بنی عذرہ' سلامان' جہینہ' بنی کلب اور جرمیوں کے وفود کا ذکر کیا ہے۔ اور قبل ازیں صحیح بخاری میں عمرو بن سلمہ الجرمی کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔

اور اس نے ازد' غسان' حارث بن کعب' ہمدان' سعد العشیرہ' قیس' الداریون' الرھاویون بنی عامر' مسجع' بجیلہ' خثعم اور حضر موت کے وفود کا بھی ذکر کیا ہے اور ان میں وائل بن حجر کا بھی ذکر ہے۔ اور ان میں چار بادشاہوں' حمیدا' نحوسا' مشرجا اور ابضعہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور مسند احمد میں ان کی تعریف ان کے بھائی الغمر کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ اور واقدی نے اس کے متعلق طویل کلام کیا ہے۔

اور اس نے ازد' عمان' غافق' بارق' دوس ثمالۃ' حدار' اسلم' جذام' مہرہ' حمیر' نجران اور حیسان کے وفود کا بھی ذکر کیا ہے اور ان قبائل کے بارے میں طویل گفتگو کی ہے۔ اور قبل ازیں ہم بعض متعلقہ امور کفایت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

درندوں کا وفد:

پھر واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے شعیب بن عبادہ نے عبدالمطلب بن عبداللہ بن حنطب سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اپنے اصحاب میں جلوس فرما تھے کہ ایک بھیڑیا آیا اور آپ کے سامنے کھڑے ہو کر بھونکا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری طرف درندوں کا ایلچی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو اس کے لیے کچھ مقرر کر دو اور اسے کسی دوسرے کی طرف نہ بھیجو اور اگر تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور اس سے احتیاط کرو' پس جو وہ لے لے وہ اس کا رزق ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا

رسول اللہ ﷺ، ہمارا دل اس کے لیے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا' تو رسول کریم ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا یعنی ان کو اچک لے' پس وہ حرکت کرتا ہوا چلا گیا۔ یہ حدیث اس طریق سے مرسل ہے اور یہ بھیڑیا اس بھیڑیے کے مشابہ ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے جسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔

یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں قاسم بن الفضل الحرانی نے عن ابی نضرہ عن ابی سعید خدری خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے بکری پر حملہ کر دیا اور اسے پکڑ لیا' پس چرواہے نے اسے تلاش کیا اور اسے بھیڑیے سے چھین لیا تو بھیڑیا اپنی دم کے بل بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے' اس نے کہا عجیب بات ہے کہ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ کر مجھ سے انسانوں کی طرح گفتگو کرتا ہے' بھیڑیے نے کہا کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب تر بات' محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق نہ بتاؤں وہ یثرب میں لوگوں کو گزشتہ باتوں کی خبر دیتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا آیا یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور اس نے بکریوں کو مدینہ کے ایک کونے میں روک دیا۔ پھر رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو واقعہ بتایا' تو رسول کریم ﷺ کے حکم سے لوگوں کے جمع ہونے کے لیے منادی کی گئی' پھر آپ باہر آئے اور بدو سے کہا' انہیں بھی وہ واقعہ بتاؤ تو اس نے ان کو واقعہ بتایا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اس نے سچ کہا ہے' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی' جب تک درندے انسانوں سے گفتگو نہ کریں اور آدمی سے اس کے کوڑے کا سرا اور اس کی جوتی کا تسمہ گفتگو کرے گا' اور جو کچھ اس کے اہل وعیال اس کے بعد کرتے رہے ہوں گے اس کی ران اس کے متعلق اسے خبر دے گی''۔

اور ترمذی نے اسے سفیان بن وکیع بن الجراح سے عن ابیہ عن القاسم بن الفضل بیان کیا ہے اور اسے حسن' غریب' صحیح کہا ہے اور یہ کہ ہم اسے قاسم بن الفضل کی حدیث کے سوا نہیں جانتے جو اہل حدیث کے نزدیک ثقہ مامون ہے اور یحییٰ اور ابن مہدی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسے امام احمد نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہ شعیب ابن ابی حمزہ نے ہمیں خبر دی کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی الحسین نے بیان کیا کہ مجھ سے مہران نے بیان کیا کہ ہمیں ابوسعید خدری نے اس سے بتایا اور اس نے اس واقعہ کو اس عبارت سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے پھر احمد نے اسے روایت کیا ہے کہ ہم سے ابوالنضر نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالحمید بن بہرام نے بیان کیا کہ ہم سے شہر نے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ ابوسعید نے بیان کیا۔ اور یہ عبارت اس کی مانند ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ اسناد اہل السنن کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔



باب ۱۰

جنات کے وفد

اور قبل ازیں مکہ میں جنات کے وفود کا ذکر بیان ہو چکا ہے اور ہم نے اس بارے میں سورہ احقاف میں اللہ تعالیٰ کے قول:

''اور جب ہم نے تیری طرف جنات کی جماعت بھیجی جو قرآن سنتے تھے''۔

کی تفسیر میں انتہائی کلام کیا ہے۔ اور اس بارے میں جو احادیث و آثار بیان ہوئے ہیں ہم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سواد بن قارب کی حدیث بھی بیان کی ہے جو کاہن تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اور جو کچھ اس نے اپنے اس چہرے کے متعلق بیان کیا ہے جو اس کے مسلمان ہونے پر اس کے پاس خبر لاتا تھا جب اس نے اسے کہا۔

''میں جنات اور ان کی نجاستوں اور ان کے اونٹوں کو ان کے عرق گیروں کے ساتھ مضبوط باندھ دینے سے حیران ہوتا ہوں۔ وہ مکہ کی جانب ہدایت کی جستجو میں جاتے ہیں' اور مومن جن ان کے پلیدوں کی طرح نہیں ہوتا' پس ہاشم کے مخلص دوستوں کی طرف جا اور اپنی آنکھوں سے ان کے سر تک دیکھ''۔

پھر اس نے کہا:

''میں جنات اور ان کے مانگنے اور ان کے اونٹوں کو ان کے کجاووں کے ساتھ باندھنے سے حیران ہوں وہ مکہ کی جانب ہدایت کی جستجو میں جاتے ہیں اور ان کے آگے کے حصے ان کی دموں کی طرح نہیں ہیں' پس ہاشم کے مخلص دوستوں کی طرف جا اور اپنی آنکھوں سے ان کے دروازے کو دیکھو''۔

پھر اس نے کہا:

''میں جنات اور ان کے خبر دینے اور ان کے اونٹوں کو ان کے ریوڑ کے ساتھ باندھنے سے حیران ہوں وہ مکہ کی جانب ہدایت کی جستجو میں جاتے ہیں اور شرارتی ان کے نیک کی طرح نہیں ہوتا' پس ہاشم کے مخلص دوستوں کی طرف جا' اور مومن جنات ان کے کفار کی طرح نہیں ہیں''۔

یہ اور اس قسم کے اشعار اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ جنات کے وفود بار بار مکہ کی طرف آتے تھے اور ہم نے وہاں پر اس بات کو بفضل خدا کفایت سے بیان کر دیا ہے۔

اور اس موقع پر حافظ بیہقی نے ایک نہایت غریب بلکہ منکر اور موضوع حدیث بیان کی ہے۔ لیکن اس کا مخرج' عزیز ہے' ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسے اسی طرح بیان کریں جیسے حافظ بیہقی نے اسے بیان کیا ہے۔ اور قابل تعجب بات یہ ہے کہ وہ دلائل النبوۃ میں صامہ بن الہیثم بن لاقیس بن ابلیس کے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے اسلام لانے کے باب میں بیان کرتے ہیں' کہ ہمیں ابوالحسن محمد بن الحسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ ہمیں ابونصر محمد بن حمدویہ بن سہل القاری المروزی نے بتایا کہ

ہم سے عبداللہ بن حماد آملی نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن ابی معشر نے بیان کیا کہ میرے باپ نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''ہم تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا آیا اس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو سلام کہا آپ نے اس کا جواب دیا' پھر فرمایا:'' جنات کے نغمے اور ان کا غیر واضح کلام' تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا۔ میں ہامہ بن الہیثم بن لاقیس بن ابلیس ہوں' آپؐ نے فرمایا:'' تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپ ہیں' تم پر کتنا زمانہ گزر چکا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے دنیا کی تھوڑی عمر ہی بسر کی ہے۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں اس وقت چند سال کا تھا' میں بات کو سمجھتا تھا اور میں ٹیلوں سے گزرتا تھا اور طعام کے خراب کرنے اور رستوں کے قطع کرنے کا حکم دیتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وسمہ لگانے والے بوڑھے اور دیر کرنے والے نوجوان کا عمل بہت برا ہے''۔ اس نے کہا' مجھ سے تکرار نہ کیجئے' میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے والا ہوں۔ اور میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی قوم میں سے ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تھا۔ اور میں ہمیشہ انہیں اپنی قوم کے خلاف بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہا' یہاں تک کہ وہ رو پڑے اور انہوں نے مجھے بھی رلا دیا۔ اور فرمایا میں بلاشبہ اس بارے میں پشیمان ہوں اور میں جاہلین میں ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں' وہ بیان کرتا ہے میں نے کہا' اے نوح میں بھی سعادت مند ہابیل بن آدم شہید کے خون میں شامل تھا' کیا آپ کے نزدیک میری توبہ کی کوئی صورت ہے' انہوں نے جواب دیا اے ہام! نیکی کا ارادہ کر اور حسرت و ندامت سے قبل اس پر عمل کر' اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر کلام اتارا ہے میں نے اس میں پڑھا ہے کہ جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوگا وہ اپنے معاملے کو اس طرح نہیں پائے گا جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے توبہ قبول کرنے کی صورت میں پائے گا' پس کھڑا ہو جا اور وضو کر اور اللہ تعالیٰ کو دو سجدے کر' وہ بیان کرتا ہے کہ جو آپ نے مجھے حکم دیا میں نے اسی وقت اس پر عمل کیا' تو اس نے مجھے آواز دی اپنا سر اٹھا' تیری توبہ آسمان سے نازل ہو چکی ہے' پس میں اللہ کے حضور سجدے میں گر گیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت ہودؑ کے ساتھ ان کی مسجد میں' ان کی قوم میں سے ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تھا اور میں ہمیشہ انہیں اپنی قوم کے خلاف بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہا' حتیٰ کہ آپ ان پر گریہ کناں ہوئے اور مجھے بھی رلایا اور کہا میں بلاشبہ اس بارے میں پشیمان ہوں اور میں جاہلین میں ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں' وہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی قوم میں سے ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تھا اور میں ہمیشہ انہیں اپنی قوم کے خلاف بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہا' حتیٰ کہ آپ رو پڑے اور مجھے بھی رلا دیا' اور کہا میں بلاشبہ اس بارے میں پشیمان ہوں اور میں جاہلین میں ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اور میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی ملاقات کیا کرتا تھا۔ اور میں پرسکون مکان میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اور میں حضرت الیاس علیہ السلام سے وادیوں میں ملا کرتا تھا اور اب بھی انہیں ملتا ہوں اور میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ہے تو انہوں نے مجھے تورات سکھائی اور کہا کہ اگر تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملے تو انہیں میرا سلام کہنا اور میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملا اور میں نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام دیا' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو محمد ﷺ سے

ملے تو آپ کو میرا سلام دینا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی دونوں آنکھوں کو آزادی دے دی اور روئے پھر فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور تجھ پر ادا ئیگی امانت کی وجہ سے اے ہام جب تک دنیا قائم ہے سلام ہو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے ساتھ وہ کام کریں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا' انہوں نے مجھے کچھ تورات سکھائی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اذا وقعت الواقعہ' و المرسلات' عم یتساء لون' اذا لشمس کورت' معوذ تین اور قل ھو اللہ احد کی سورتیں سکھائیں اور فرمایا اے ھامہ! تمہیں جو ضرورت ہو ہمیں بتاؤ اور ہماری ملاقات کو نہ چھوڑنا'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور وہ ہماری طرف واپس نہیں آیا۔ اور اب ہمیں معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا ہے۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس ابن ابی معشر سے کبار نے روایت کیا ہے۔ مگر محدثین اسے ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ حدیث ایک اور طریق سے بھی مروی ہے جو اس سے اقویٰ ہے۔ واللہ اعلم



باب ۱۱

ہجرت کا دسواں سال

آنحضرت ﷺ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجنا:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۱۰ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نجران میں بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے قبل انہیں تین بار دعوتِ اسلام دے لیں' اگر وہ قبول کر لیں تو آپ ان کی بات کو قبول کر لیں اور اگر وہ قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کریں' حضرت خالد رضی اللہ عنہ روانہ ہو کر ان کے پاس پہنچ گئے اور آپ نے ہر طرف سواروں کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے بھیج دیا۔ وہ کہتے اے لوگو! اسلام قبول کرو تم محفوظ ہو جاؤ گے' پس لوگوں نے اسلام قبول کیا اور دعوتِ اسلام میں شامل ہو گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ' حکم رسول کے مطابق کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں اور جنگ نہ کریں' ان میں قیام پذیر ہو کر انہیں اسلام' کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کی تعلیم دینے لگے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد[1] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے' یا رسول اللہ ﷺ آپ پر اللہ کا سلام' رحمت اور برکت ہو۔ میں آپ کے ساتھ اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اما بعد! یا رسول اللہ ﷺ اللہ آپ پر اپنی رحمت فرمائے' آپ نے مجھے بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور مجھے حکم دیا تھا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں تو ان کے ساتھ تین روز تک جنگ نہ کروں اور یہ کہ انہیں دعوتِ اسلام دوں' اور اگر وہ اسلام لے آئیں تو میں ان سے یہ بات قبول کروں اور انہیں اسلام کی نشانیاں' کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کو سکھاؤں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کروں' اور میں نے ان کے پاس آ کر تین روز تک انہیں دعوتِ اسلام دی' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا اور میں نے ان میں سوار بھیجے جو یہ اعلان کرتے تھے کہ اے بنی حارث اسلام لاؤ' تم محفوظ ہو جاؤ گے' پس وہ اسلام لے آئے اور انہوں نے جنگ نہیں کی اور میں ان کے درمیاں اقامت پذیر ہوں اور اللہ نے انہیں جو حکم دیا ہے اس کا حکم دے رہا ہوں اور جس سے اللہ نے انہیں منع کیا ہے اس

---

[1] عموماً خطوط لکھنے کا طریق یہ ہے کہ مرسل اپنا نام پہلے لکھتا ہے اور اس کے بعد مرسل الیہ کا نام لکھتا ہے لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مرسل الیہ یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کا نام پہلے لکھا اور بعد میں اپنا نام لکھا ہے دراصل یہ ادب نبوی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہ کس قدر باریک تھی کہ وہ یہ بھی پسند نہ کرتے تھے کہ ان کا نام حضور کے نام سے پہلے آئے صاف ظاہر ہے کہ وہ ایسا کرنے کو ادب کے خلاف سمجھتے تھے' پس ہر مومن پر فرض ہے کہ وہ ہر حال میں ادب نبوی کو ملحوظ رکھے اس میں لاپرواہی کرنے سے اعمال کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ مترجم

سے روک رہا ہوں' نیز میں انہیں اسلام کی نشانیوں اور سنت نبوی کی تعلیم دے رہا ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مجھے خط لکھ دیں'
والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
رسول کریم ﷺ نے انہیں خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد نبی رسول اللہ کی جانب سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف' آپ کو سلام ہو میں آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امابعد! آپ کا خط آپ کے ایلچی کے ساتھ میرے پاس پہنچا جس سے معلوم ہوا کہ قبل اس کے کہ آپ ان سے جنگ کرتے وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور آپ نے انہیں جو دعوت اسلام دی تھی انہوں نے اسے قبول کر لیا ہے اور انہوں نے گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اللہ نے انہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے' پس انہیں انذار و تبشیر کرو اور آ جاؤ' اور آپ کے ساتھ ان کا وفد بھی آئے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کے ساتھ بنی حارث بن کعب کا وفد بھی آیا' جس میں قیس بن الحصین' ذوالخلصہ' یزید بن عبدالمدان' یزید بن المحجل' عبداللہ بن قراد الزیادی' شداد بن عبیداللہ القنانی اور عمرو بن عبداللہ الضبابی شامل تھے' پس جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ نے انہیں دیکھا' تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستانی جوانوں کی طرح ہیں' عرض کیا گیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ بنو حارث بن کعب ہیں' پس جب یہ رسول اللہ ﷺ سے مطلع ہوئے تو انہوں نے آپ کو سلام دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر فرمایا تم وہ لوگ ہو جو منع کرنے پر آگے بڑھتے ہو' پس انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا' پھر آپ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی' پھر سہ بارہ دہرائی مگر ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے چوتھی بار اپنی بات دہرائی' تو یزید بن عبدالمدان نے کہا ہاں یا رسول اللہ! ہم وہ لوگ ہیں جو روکنے سے آگے بڑھتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اگر خالد نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی' تو تمہارے سروں کو تمہارے پاؤں کے نیچے پھینک دیتا''۔

یزید بن عبدالمدان نے کہا خدا کی قسم نہ ہم نے آپ کی تعریف کی ہے اور نہ خالد رضی اللہ عنہ کی' آپ نے فرمایا: پھر تم نے کس کی تعریف کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس خدا کی تعریف کی ہے جس نے ہمیں آپ کے ذریعے ہدایت دی ہے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا ہے' پھر فرمایا:

جاہلیت میں جو لوگ تم سے جنگ کرتے تھے تم ان پر کس چیز سے غالب آیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہم کسی پر غالب نہیں آتے تھے۔ آپ نے فرمایا بے شک تم ان لوگوں پر غالب آتے تھے جو تم سے جنگ کرتے تھے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم سے

جو جنگ کرتا تھا ہم اس پر غالب آتے تھے' ہم اکٹھے جاتے تھے اور متفرق نہیں ہوتے تھے اور نہ ہم کسی پر ظلم کرنے میں پہل کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم درست کہتے ہو' پھر آپ نے قیس بن الحصین کو ان کا امیر بنا دیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں پھر وہ شوال کے بقیہ دنوں یا ذوالقعدہ کے شروع میں اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے' راوی بیان کرتا ہے پھر ان کے وفد کے چلے جانے کے بعد آپ نے عمرو بن حزم کو انہیں دین سمجھانے اور اسلام کی نشانیوں اور سنت کی تعلیم دینے اور ان سے صدقات لینے کے لیے بھیجا اور آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں آپ نے اسے وصیت کی اور حکم دیا۔ پھر ابن اسحاق نے اسے بیان کیا ہے جسے ہم قبل ازیں ملوک حمیر کے وفد میں بیہقی کے طریق سے بیان کر چکے ہیں' اور محمد بن اسحاق نے جو بیان کیا ہے' نسائی نے اس کی نظیر کو بغیر اسناد کے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اہل یمن کی طرف امراء کو بھیجنا:

امام بخاری' باب بعث ابی موسیٰ و معاذ الی الیمن قبل حجۃ الوداع' میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالملک نے ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے دونوں میں سے ہر ایک کو ایک صوبہ کی طرف بھیجا اور یمن کے دو صوبے ہیں۔ پھر فرمایا:

''تم دونوں آسانی پیدا کرنا' تنگی نہ کرنا اور بشارت دینا' نفرت پیدا نہ کرنا''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دوسرے کی ماننا اور اختلاف نہ کرنا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی عملداری کی طرف چل دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب دونوں اپنے اپنے علاقے میں چلے گئے اور دونوں ایک دوسرے کے قریب ہی تھے تو دونوں نے ایک دوسرے سے اپنا عہد تازہ کیا اور اسے سلام کہا' پس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے دوست حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب ان کے علاقے میں چلے گئے۔ پس آپ اپنے خچر پر چلتے چلتے ان کے پاس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ ان کے پاس جمع ہیں اور ان کے پاس ایک آدمی ہے جس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا اے عبداللہ بن قیس اس شخص کا کیا گناہ ہے' انہوں نے جواب دیا اس شخص نے اسلام کے بعد کفر اختیار کیا' انہوں نے کہا جب تک یہ قتل نہ کیا جائے میں نہیں اتروں گا' انہوں نے کہا اسے اسی لیے لایا گیا ہے' پس اتر آیئے۔ انہوں نے کہا جب تک یہ قتل نہ ہو میں نہیں اتروں گا۔ پس ان کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا' پھر وہ اترے اور پوچھا' اے عبداللہ آپ قرآن کیسے پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں اسے تھوڑا تھوڑا پڑھتا ہوں' انہوں نے پوچھا اے معاذ رضی اللہ عنہ آپ کیسے قرآن پڑھتے ہیں' انہوں نے جواب دیا' میں رات کے ابتدائی حصے میں سوتا ہوں پھر اٹھتا ہوں اور میں اپنی نیند کا حصہ پورا کر چکا ہوتا ہوں' پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے جو مقدر کیا ہے اسے پڑھتا ہوں اور میں اپنی نیند کو بھی اپنے قیام کی طرح شمار کرتا ہوں۔

اس طریق سے مسلم کو چھوڑ کر امام بخاری منفرد ہیں' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے خالد نے الشیبانی سے عن سعید بن ابی بردہ عن ابیہ عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا اور آپ سے ان شروبات کے متعلق دریافت کیا جو وہاں تیار کیے جاتے تھے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا مشروبات ہیں؟ آپ نے جواب دیا البتع اور المزر میں نے ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا البتع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا شہد کا نبیذ اور المزر جو کا نبیذ ہے آپ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اسے جریر اور عبدالواحد نے الشیبانی سے بحوالہ ابوبردہ روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے سعید بن ابی بردہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حبان نے بیان کیا کہ ہمیں عبداللہ نے عن زکریا بن ابی اسحاق عن یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی عن ابی معبد مولی ابن عباس عن ابن عباس خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت فرمایا: ''آپ اہل کتاب لوگوں کے پاس جا رہے ہیں' پس جب آپ ان کے پاس جائیں تو انہیں دعوت دیں کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' پس اگر وہ آپ کی یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں' پس اگر وہ آپ کی یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے' جو ان کے مالداروں سے لیا جاتا ہے اور ان کے فقراء کو دے دیا جاتا ہے' پس اگر وہ آپ کی یہ بات مان جائیں تو ان کے بہترین اموال کے لینے سے بچنا اور مظلوم کی دعا سے بچنا' کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا''۔

اور بقیہ جماعت نے بھی اسے متعدد طرق سے بیان کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالمغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان نے بیان کیا کہ مجھ سے راشد بن سعد نے عاصم بن حمید السکونی سے بحوالہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو آپ ان کے ساتھ وصیت کرتے ہوئے نکلے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اونٹنی کے ساتھ پیدل چل رہے تھے اور جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے معاذ! ممکن ہے آپ اس سال کے بعد مجھے نہ مل سکیں اور شاید آپ میری اس مسجد اور قبر کے پاس سے گزریں''۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے خوف سے رو پڑے' پھر آپ نے مدینہ کی طرف منہ کر کے فرمایا:

''میرے سب سے قریب تر تقویٰ شعار ہیں' خواہ وہ کوئی ہو اور جہاں بھی ہو''۔

پھر انہوں نے اسے ابوالیمان سے عن صفوان بن عمرو عن راشد بن سعد عن عاصم بن حمید السکونی روایت کیا ہے کہ:

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو آپ وصیت کرتے ہوئے ان کے ساتھ نکلے' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اونٹنی کے ساتھ پیدل چل رہے تھے' جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

''اے معاذ! ممکن ہے آپ اس سال کے بعد مجھے نہ مل سکیں اور شاید آپ میری اس مسجد اور اس قبر کے پاس سے گزریں''۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے خوف سے رو پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے معاذ رضی اللہ عنہ! مت رؤ رونے کے وقت ہوتے ہیں اور رونا' شیطان سے ہے''۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالمغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوزیاد یحییٰ بن عبید الغسانی نے یزید بن قطیب سے بحوالہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا شاید آپ میری مسجد اور قبر کے پاس سے گزریں' میں نے آپ کو رقیق القلب لوگوں کی طرف بھیجا ہے جو دوبار حق پر لڑتے ہیں' پس آپ ان میں سے اطاعت کرنے والے کے مقابلہ میں نافرمانی کرنے والے سے جنگ کریں' پھر وہ اسلام کی طرف پلٹ آئیں گے' یہاں تک کہ عورت اپنے خاوند سے اور بیٹا اپنے باپ سے اور بھائی اپنے بھائی سے سبقت کریں گے' پس دوستوں کے درمیان سکون اور عاجزی پیدا کیجیے''۔

اس حدیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رسول کریم ﷺ سے نہیں مل سکیں گے اور یہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ آپ نے یمن میں اقامت اختیار کر لی تھی' حتیٰ کہ حجۃ الوداع اور حج اکبر کے اکیاسی دن کے بعد حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔

اب رہی وہ حدیث جس کے متعلق امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم سے وکیع نے عن اعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بیان کیا ہے کہ۔ جب آپ یمن سے واپس آئے تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے یمن میں آدمیوں کو ایک دوسرے کو سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں''۔ آپ نے فرمایا:

''اگر میں کسی آدمی کو حکم دیتا کہ وہ آدمی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے''۔

اور اسے احمد نے ابن نمیر سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے کہ میں نے ابوظبیان کو انصار کے ایک آدمی سے بحوالہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آدمیوں کو دیکھا ہے' پس اس نے اس کا مفہوم بیان کیا۔ اور وہ ان کے ایک آدمی کا چکر لگا تا رہا ہے اور اس قسم کے آدمی سے حجت نہیں پکڑی جاتی' خصوصاً جبکہ دوسرے اہم آدمیوں نے اس کی مخالفت کی ہو' انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی شام سے آمد کو بیان کیا ہے۔

اسی طرح احمد نے اسے روایت کیا ہے کہ ہم سے ابراہیم بن مہدی نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن عیاش نے عن عبدالرحمٰن بن ابی حسین عن شہر بن حوشب عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جنت کی چابی لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے''۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شبیب عن معاذ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اے معاذ! برائی کے پیچھے نیکی کرو وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آ''۔

وکیع بیان کرتے ہیں' میں نے اسے اپنے اس خط میں دیکھا ہے جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف سے آیا تھا اور وہ سماع اوّل ہے۔ اور سفیان نے ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ پھر امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل عن لیث

عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شبیب عن معاذ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: ''تو جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتا رہ'' انہوں نے عرض کیا مجھے مزید وصیت فرمایئے فرمایا: ''لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آ۔'' ترمذی نے اسے اپنی جامع میں محمود بن غیلان سے عن وکیع عن سفیان ثوری روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے' ہمارے شیخ نے الاطراف میں بیان کیا ہے اور فضیل بن سلیمان نے عن لیث بن ابی سلیم عن اعمش عن حبیب اس کی متابعت کی ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن عباس نے عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمان بن جبیر بن نفیر الحضرمی عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی:

① کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنانا خواہ تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

② اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا' خواہ وہ تجھے اپنے مال اور اہل وعیال سے دستبردار ہونے کا حکم دیں۔

③ فرض نماز کو جان بوجھ کر نہ چھوڑنا' بلاشبہ جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے۔

④ شراب نوشی نہ کرنا بلاشبہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

⑤ معصیت سے بچنا' کیونکہ معصیت اللہ کی ناراضگی کو جائز کرتی ہے۔

⑥ جنگ میں فرار اختیار کرنے سے بچنا' خواہ لوگ ہلاک ہو جائیں۔

⑦ جب لوگوں کو موت آئے تو تو ان میں موجود ہو تو ثابت قدم رہنا۔

⑧ اپنے اہل وعیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا۔

⑨ اپنے عصاء کو ادب کی خاطر ان سے نہ اٹھانا۔

⑩ اور اللہ کی خاطر ان سے محبت رکھنا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یونس نے بیان کیا کہ ہم سے بقیہ نے اسری بن ینعم عن شریح عن مسروق عن معاذ بن جبل بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

''آسودگی سے اجتناب اختیار کرنا' بلاشبہ اللہ کے بندے آسودہ نہیں ہوتے''۔

احمد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد ہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابوبکر یعنی ابن عیاش نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم نے ابووائل سے بحوالہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر بالغ سے ایک دینار لوں یا اس کے برابر معافر لوں' نیز آپ نے مجھے حکم دیا کہ ہر چالیس گایوں پر ایک مسنہ' اور ہر تیس گایوں پر ایک سالہ تبیعہ لوں اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ جو زمینیں بارش سے سیراب ہوتی ہیں ان سے عشر اور جو ڈولوں سے سیراب ہوتی ہیں ان سے نصف عشر لوں''۔

اور ابوداؤد اسے ابومعاویہ کی حدیث سے اور نسائی نے محمد بن اسحاق سے بحوالہ اعمش اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور اہل سنن

اربعہ نے اسے کئی طرق سے عن اعمش عن ابی وائل عن مسروق عن معاذ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے معاویہ نے بحوالہ عمرو اور ہارون بن معروف بیان کیا' وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے عن حیوۃ بن یزید ابن ابی حبیب عن سلمہ بن اسامہ عن یحییٰ بن الحکم بیان کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اہل یمن سے صدقہ لینے کے لیے بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس گایوں پر ایک تبیع یعنی جذع یا جذعۃ لوں۔ اور ہر چالیس پر مسنہ لوں' پس انہوں نے میرے سامنے یہ بات پیش کی کہ میں چالیس اور پچاس اور ساٹھ اور ستر اور اسی اور نوے کے درمیان لوں' مگر میں نے اس بات سے انکار کر دیا اور میں نے انہیں کہا کہ میں اس بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ سے دریافت کروں گا' پس میں نے آ کر حضرت نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس پر تبیع اور ہر چالیس پر مسنہ اور ساٹھ پر دو تبیع' اور ایک سو دس پر دو مسنے اور ایک تبیع' اور ایک سو بیس پر تین مسنے یا چار تبیع لوں' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی درمیانی تعداد پر کچھ نہ لوں' سوائے اس کے کہ وہ مسنہ یا جذع تک پہنچ جائے۔ راوی کا خیال ہے کہ مخلوط جانوروں میں کچھ فرض نہیں اور یہ احمد کی افراد روایات میں سے ہے اور اس سے یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے' اور صحیح بات یہ ہے کہ انہوں نے اس کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا' جیسا کہ قبل ازیں حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

اور عبدالرزاق بیان کرتا ہے کہ ہمیں معمر نے زہری سے' بحوالہ ابی بن کعب بن مالک خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بڑے خوبصورت' سخی اور اپنی قوم کے بہترین نوجوانوں میں سے تھے' آپ سے جس چیز کا سوال کیا جاتا آپ اسے عطا کر دیتے' یہاں تک کہ آپ پر اس قدر قرض ہو گیا جس سے آپ کا مال تنگ ہو گیا' پس آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی کہ آپ ان کے قرض داروں سے بات کریں۔ تو آپ نے ان سے گفتگو کی مگر انہوں نے انہیں کوئی چیز نہ چھوڑی' پس اگر کسی کے بات کرنے سے کسی کی چیز چھوڑی جاتی تو رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو چھوٹ مل جاتی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور وہاں ٹھہر کر اس کے مال کو فروخت کیا اور اسے ان کے قرضداروں کے درمیان تقسیم کر دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو ان کے پاس کوئی مال موجود نہ تھا راوی بیان کرتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حج کیا تو آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا راوی بیان کرتا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے اس مال سے تجارت کی وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ یمن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے آپ نے فرمایا کیا آپ میری بات مان کر اس مال کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں گے۔ پس اگر وہ یہ مال آپ کو دے دیں تو آپ اسے قبول کر لیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں انہیں یہ مال نہیں دوں گا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس لیے یمن بھیجا تھا تاکہ آپ میری حالت کو درست کریں' پس جب آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات نہ مانی تو حضرت عمر' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہا اس آدمی کی طرف پیغام بھیج کر اس سے مال لے لیجیے اور کچھ مال اس کے لیے چھوڑ دیجیے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسا کرنے کا

ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کی حالت کی درستگی کے لیے بھیجا تھا میں اس سے کچھ لینے کا نہیں' راوی بیان کرتا ہے' جب صبح ہوئی تو حضرت معاذؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور کہا آپ نے جو بات کہی تھی میں اس پر عمل پیرا ہوں گا' میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے۔ عبدالرزاق کے خیال کے مطابق انہوں نے کہا۔ مجھے گھسیٹ کر آگ کی طرف لے جایا جاتا ہے اور آپ میری کمر کو پکڑے ہوئے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ تمام چیزوں کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے گئے' یہاں تک کہ اپنا کوڑا بھی لے آئے اور آپ کے سامنے حلف اٹھایا کہ انہوں نے آپ سے کوئی چیز نہیں چھپائی' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا' یہ مال تیرا ہوا' میں اس سے کچھ بھی نہیں لوں گا۔

اسے ابوثور نے معمر سے عن زہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کے ایک گروہ پر امیر بنا کر بھیجا پس آپ وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی' پھر آپ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں آئے اور شام کی طرف چلے گئے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حضرت عتاب بن اسید کے ساتھ مکہ میں اپنا نائب بنایا تاکہ آپ وہاں کے باشندوں کو تعلیم دیں اور آپ غزوۂ تبوک میں بھی حاضر ہوئے' زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ اس کے بعد آپ کو یمن کی طرف بھیجا گیا۔ واللہ اعلم

پھر امام بیہقی حضرت معاذؓ کے خواب کے واقعہ کو شاہد کے طور پر بیان کرتے ہیں جو اعمش کے طریق سے عن ابی وائل عن عبداللہ مروی ہے' کیونکہ غلام جو سامان لائے تھے وہ بھی اس میں شامل تھے' پس وہ ان کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لائے' پس جب حضرت ابوبکرؓ نے سب سامان انہیں واپس کر دیا تو وہ ان کے ساتھ واپس چلے گئے۔ پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو وہ سب بھی کھڑے ہو کر آپ کے ساتھ نماز پڑھتے' پس جب واپس ہوئے تو آپ نے پوچھا' تم نے کس کی نماز پڑھی ہے' انہوں نے جواب دیا اللہ کی' تو آپ نے فرمایا' تم اس کی خاطر آزاد ہو' پس آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن ابی عون عن الحارث بن عمرو بن اخی المغیرہ بن شعبہ عن ناس من اصحاب معاذ من اہل حمص عن معاذ بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اگر تجھے کوئی فیصلہ کرنا پڑے تو تم کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا' آپ نے فرمایا اگر وہ کتاب اللہ میں موجود نہ ہو تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا میں سنت رسولؐ کے مطابق فیصلہ کروں گا' آپ نے فرمایا اگر وہ سنتِ رسولؐ میں بھی موجود نہ ہو تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا' میں بغیر کوتاہی کیے اجتہاد کروں گا' حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

''اس خدا کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے ایلچی کو اس بات کی توفیق دی ہے جس سے اللہ کا رسولؐ راضی ہوتا ہے''۔

اور احمد نے اسے وکیع سے عن عفان عن شیبہ اپنے اسناد اور الفاظ سے بیان کیا ہے۔ اور ابوداؤد اور ترمذی نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ ہم اسے صرف اس طریق سے جانتے ہیں اور میرے نزدیک اس کا اسناد متصل

نہیں اور ابن ماجہ نے اسی سے کی اور طریق سے بیان کیا ہے' مگر یہ محمد بن سعد بن حسان' جو ایک مسلوب کذاب ہے' سے عن حیاذ بن بشر عن عبدالرحمٰن عن معاذ سے اسی طرح مروی ہے۔ اور امام احمد نے محمد بن جعفر اور یحییٰ بن سعید سے بحوالہ شعبہ عن عمرو بن ابی حکیم عن عبداللہ بن بریدہ عن یحییٰ بن معمر عن ابوالاسود الدئلی روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں تھے کہ آپ کے پاس ایک یہودی کے بارے میں جو مر چکا تھا اور اس نے ایک مسلمان بھائی کو چھوڑا تھا' مقدمہ کیا گیا' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''اسلام اضافہ کرتا ہے کمی نہیں کرتا'' اور آپ نے اسے وارث قرار دیا۔ اور ابوداؤد نے اسے ابن بریدہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ مذہب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھی بیان کیا گیا ہے اور آپ نے اسے یحییٰ بن عمر قاضی اور سلف کے ایک گروہ سے بیان کیا ہے اور اسحاق بن راہویہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے' جن میں سے ائمہ اربعہ اور ان کے اصحاب' صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت سے حجت پکڑتے ہیں' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''کافر' مسلمان کا اور مسلمان' کافر کا وارث نہیں ہوگا''۔

حاصل مطلب یہ کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں حضرت نبی کریم ﷺ کے قاضی اور جنگوں کے جج تھے اور آپ کے پاس صدقات لانے والے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی متقدم حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور آپ لوگوں کی خاطر باہر نکلتے اور انہیں پانچوں نمازیں پڑھایا کرتے تھے جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے کہ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن عمرو بن میمون بیان کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب یمن آئے تو آپ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی اور یہ آیت پڑھی **واتخذالله ابراهيم خليلا** تو ایک آدمی نے کہا تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ بخاری اس کے بیان میں منفرد ہے۔



باب ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع سے قبل حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجنا

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا کہ ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے ابواسحاق سے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمیں یمن کی طرف بھیجا' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر اس کے بعد آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ بھیجا اور فرمایا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو حکم دیجیے کہ ان میں سے جو شخص آپ کے پیچھے آنا چاہتا ہے وہ آپ کے پیچھے آ جائے اور جو واپس جانا چاہتا ہے واپس چلا جائے' پس میں ان لوگوں میں شامل تھا جو آپ کے پیچھے چلے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے بہت سے اوقیے غنیمت میں حاصل کیے۔ اس طریق سے بخاری اس کے بیان کرنے میں منفرد ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہ ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا کہ ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ اور ان کے باپ سے بیان کیا کہ:

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خمس لینے کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صبح کو اٹھ کر غسل کیا تو میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا آپ اس شخص کو نہیں دیکھتے؟ پس جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو میں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''اے بریدہ تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے؟'' میں نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا: ''اس سے بغض نہ رکھو۔ اس کے لیے خمس میں اس سے بھی زیادہ حصہ ہے''۔

اس طریق سے مسلم کو چھوڑ کر بخاری اس کے بیان میں منفرد ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالجلیل نے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک حلقہ میں پہنچا' جس میں ابومجاز اور بریدہ کے دونوں لڑکے بھی شامل تھے' عبداللہ بن بریدہ نے کہا کہ مجھ سے ابوبریدہ نے بیان کیا کہ:

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا بغض رکھتا تھا کہ اس قسم کا بغض میں نے کسی اور سے کبھی نہیں رکھا اور میں نے قریش کے ایک آدمی سے محبت رکھی اور میں اس سے صرف بغض علی کی وجہ سے محبت رکھتا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس آدمی کو سواروں کا امیر بنا کر بھیجا گیا اور میں نے صرف اس وجہ سے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے اس کی مصاحبت کی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے

کچھ قیدی پائے اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ کسی آدمی کو بھیجیں جو خمس لگائے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے خمس لگایا اور تقسیم کی اور آپ اس حال میں باہر نکل گئے کہ آپ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا' ہم نے دریافت کیا اے ابوالحسن یہ کیا ہے؟ آپ نے کہا' کیا تم نے قیدیوں میں اس خادمہ لڑکی کو نہیں دیکھا' میں نے تقسیم کی اور خمس لگایا تو وہ خمس میں چلی گئی' پھر وہ اہل بیت نبوی میں چلی گئی' پھر وہ آل علی میں چلی گئی اور میں اس سے ہم بستر ہوا' پس اس آدمی نے حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف خط لکھا تو میں نے کہا مجھے بھیج دیجیے پس اس نے مجھے تصدیق کنندہ بنا کر بھیج دیا اور میں خط پڑھنے لگا اور کہنے لگا کہ اس نے درست کہا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے میرا ہاتھ اور خط پکڑ لیا اور فرمایا:

''کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس سے بغض نہ رکھو اور اگر تو اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کی محبت میں بڑھ جا' پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ خمس میں آل علی کا حصہ خادمہ لڑکی سے بڑھ کر ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس قول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہ تھا' عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس حدیث میں میرے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے درمیان ابو بریدہ کے سوا کوئی آدمی نہیں۔

اس سیاق میں عبدالجلیل بن عطیہ الفقیہ ابوصالح بصری متفرد ہے اور ابن معین اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور امام بخاری کہتے ہیں کہ وہ کسی چیز کے بارے میں بھول بھی جاتا تھا۔ اور محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ ہم سے ابان بن صالح نے عبداللہ بن دینار اسلمی سے بیان کیا اور اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس اسلمی سے جو اصحاب حدیبیہ میں سے تھا بیان کیا' وہ کہتا ہے کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے ان سواروں میں شامل تھا جنہیں حضرت نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تھا' پس آپ نے مجھ سے کچھ بدسلوکی کی تو میرے دل میں ان کے متعلق رنج تھا اور جب میں مدینے آیا تو میں نے مدینہ کی مجالس میں اور ہر ملنے والے سے آپ کی شکایت کی' ایک روز میں آیا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' جب آپ نے مجھے دیکھا تو میں نے آپ کی دونوں آنکھوں پر نگاہ ڈالی' یہاں تک کہ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا' اور جب میں آپ کے پاس بیٹھا تو آپ نے فرمایا:

''اے عمرو بن شاس قسم بخدا تو نے مجھے اذیت دی ہے''۔

میں نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون میں رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے سے اللہ تعالیٰ اور اسلام کی پناہ چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا: ''جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی ہے''۔

اور بیہقی نے اسے اور طریق سے عن ابن اسحاق عن ابان بن الفضل بن معقل بن سنان عن عبداللہ بن دینار عن عمرو بن شاس روایت کیا ہے اور اس نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حافظ محمد بن عبداللہ نے خبر دی کہ ہمیں ابواسحاق موٹی نے خبر دی کہ ہم سے عبیدہ بن ابی السفر نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق کو اپنے باپ

ابی اسحاق سے بحوالہ البراء روایت کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا' البراء بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے ان میں' میں بھی شامل تھا' پس ہم چھ ماہ تک ٹھہر کر ان کو دعوت اسلام دیتے رہے مگر انہوں نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیں' سوائے اس شخص کے جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ آپ نے چاہا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیچھے رہے اور وہ بھی اسے اپنے ساتھ پیچھے رکھیں البراء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیچھے رہے تھے' پس جب وہ لوگوں کے قریب ہوئے تو وہ ہمارے پاس آ گئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا تو تمام ہمدان نے اسلام قبول کر لیا' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ان کے اسلام قبول کرنے کے متعلق خط لکھا اور جب رسول کریم ﷺ نے خط پڑھا تو آپ سجدہ ریز ہو گئے' پھر آپؐ نے سر اٹھا کر فرمایا:

ہمدان پر سلامتی ہو۔ ہمدان پر سلامتی ہو''۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ بخاری نے اسے ایک اور طریق سے مختصراً ابراہیم بن یوسف سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسین محمد بن الفضل القطان نے خبر دی کہ ہمیں ابوسہل بن زیاد القطان نے خبر دی کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے بھائی نے عن سلیمان بن بلال عن سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ عن عمتہ زینب بنت کعب بن عجرہ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا' ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ میں بھی' آپ کے ساتھ جانے والوں میں شامل تھا' پس جب آپ نے صدقہ کے اونٹ لیے تو ہم نے آپ سے ان پر سوار ہونے اور اپنے اونٹوں کو آرام دینے کے متعلق دریافت کیا۔ کیونکہ ہمارے اونٹ سست ہو گئے تھے۔ تو آپ نے ہماری بات نہ مانی اور فرمایا' تمہارا ان میں اسی طرح کا حصہ ہے جیسا دیگر مسلمانوں کا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت علی فارغ ہو گئے اور یمن سے واپسی کے لیے چلے تو آپ نے ہم پر ایک آدمی کو امیر بنایا اور خود جلدی سے آ کر حج کر لیا' پس جب آپ حج ادا کر چکے تو حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اپنے اصحاب کی طرف لوٹ جایئے اور ان کے پیشرو بنیے'' ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نائب بنایا تھا' ہم نے اس سے وہی بات دریافت کی جس سے آپ نے ہمیں منع کر دیا تھا' تو اس نے ہماری بات پر عمل کیا' پس جب آپ کو معلوم ہوا کہ صدقہ کے اونٹوں پر سواری ہوئی ہے اور آپ نے سواروں کے نشان بھی دیکھے تو آپ نے جسے امیر بنایا تھا اس کو آگے بلا کر ملامت کی' میں نے کہا:

خدا کی قسم مجھ پر یہ ذمہ داری ہے کہ اگر میں مدینہ آیا تو میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور ذکر کروں گا اور آپ کو اس درشتی اور تنگی کے متعلق ضرور اطلاع دوں گا' جس سے ہم دوچار ہوئے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور میں وہ بات کرنا چاہتا تھا جس پر میں نے حلف اٹھایا تھا' پس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ رہے تھے اور جب انہوں نے مجھے

دیکھا تو میرے پاس کھڑے ہو گئے اور مجھے خوش آمدید کہا اور ہم دونوں نے ایک دوسرے سے سوالات و جوابات کیے اور آپ نے پوچھا آپ کب آئے ہیں۔ میں نے جواب دیا میں رات کو آیا تھا تو آپ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے اور اندر جا کر کہا یہ سعد بن مالک بن شہید ہے' آپؐ نے فرمایا اسے اجازت دو' پس میں داخل ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ مجھ سے حیا کرنے لگے' اور آپؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے میرے بارے میں اور میرے اہل وعیال کے بارے میں دریافت کیا اور سوال کو بار بار دہرانے لگے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بدسلوکی' درشتی اور سختی سے تکلیف پہنچی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنجیدہ ہو گئے اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملنے والی اذیتوں کو شمار کرنے لگا۔ اور ابھی میں اپنی گفتگو کے وسط ہی میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ران پر مارا اور میں آپ کے نزدیک ہی تھا اور فرمایا:

''اے سعد بن مالک بن شہید' اپنے بھائی علی کے متعلق باتیں کرنے سے رُک جا' قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں بہت اچھا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا' سعد بن مالک تیری ماں تجھے کھو دے۔ کیا آپ نے مجھے وہی بات نہیں دکھا دی جسے آج میں دیکھنا پسند نہ کرتا تھا' اور بے شک مجھے اس کا علم نہ تھا اور قسم بخدا میں کبھی بھی پوشیدہ اور علانیہ طور پر آپ کو برائی سے یاد نہیں کروں گا۔ اور نسائی کی شرط پر یہ اسناد جید ہے اور کتب ستہ کے اصحاب میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور یونس محمد بن اسحاق سے روایت کرتا ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ بن ابی عمر نے بحوالہ یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ مجھ سے بیان کیا کہ: جو فوج یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی وہ ان سے ناراض ہو گئی اس لیے کہ جب وہ آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر ایک آدمی کو اپنا نائب مقرر کیا اور جلدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس آدمی نے ہر آدمی کو حلہ پہنا دیا' پس جب وہ قریب آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی ملاقات کو نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حلے زیب تن کیے ہوئے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں آدمی نے ہمیں حلے پہنائے ہیں' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے قبل تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا ہے؟ آپؐ جو چاہتے کرتے پس آپ نے ان کے حلے اتروا لیے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو انہوں نے آپ کے پاس اس امر کی شکایت کی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صرف ساقط کیے ہوئے جزیہ کے لیے بھیجا تھا۔

میں کہتا ہوں یہ اسلوب بیہقی کے اسلوب سے اقرب ہے اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حج کی وجہ سے ان سے پہلے آ گئے تھے اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تکبیر کہنے کے ساتھ انہوں نے تکبیر کہی تھی۔ اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ احرام باندھ کر ٹھہرے رہیں۔ اور حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے کہا کہ میں قربانی کے جانور لایا ہوں اور میں قارن ہوں۔

حاصل کلام یہ کہ جب صدقہ کے اونٹوں کے استعمال سے منع کرنے اور ان حلوں کو واپس لینے کا باعث' جنہیں آپ کے نائب نے انہیں دیا تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اس فوج میں بکثرت قیل وقال ہو گئی حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کیا وہ اس

میں معذور تھے لیکن حاجیوں میں آپ کے متعلق بات مشہور ہو گئی' تو اس لیے' واللہ اعلم' جب رسول اللہ ﷺ اپنے حج سے لوٹے اور اس کی عبادات سے فارغ ہو گئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو غدیر خم کے پاس سے گزرے تو لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن کو پاک کیا اور ان کی شان کو بلند کیا اور ان کی فضیلت سے آگاہ کیا تاکہ بہت سے لوگوں کے دلوں میں جو بات بیٹھ گئی ہے اسے دور کر دیں' عنقریب اپنے موقع پر یہ بات مفصل بیان ہو گی۔ ان شاء اللہ

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبدالواحد نے عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ سے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی نعم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کیکر کے پتوں میں رنگی ہوئی کھال میں ایک چیز بھیجی جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور جسے ابھی تک مٹی سے صاف نہیں کیا گیا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اسے چار آدمیوں' عیینہ بن بدر' اقرع بن حابس' زید الخیل اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کر دیا تو آپ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا' ہم ان لوگوں کی نسبت اس کے زیادہ حقدار ہیں' حضرت نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے' حالانکہ میں آسمان والوں میں امین ہوں اور صبح و شام میرے پاس آسمانی خبریں آتی ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دھنسی ہوئی آنکھوں' ابھرے ہوئے رخساروں' اٹھی ہوئی پیشانی' گھنی ڈاڑھی' منڈے ہوئے سر اور اونچے تہبند والا آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے ڈریئے' آپ نے فرمایا کیا میں تمام لوگوں سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے کا حقدار نہیں؟۔ راوی بیان کرتا ہے پھر وہ آدمی پشت پھیر کر چلا' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں' شاید وہ نماز پڑھتا ہو' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کتنے ہی نمازی ہیں وہ جو کچھ اپنی زبان سے کہتے ہیں وہ ان کے دل میں نہیں ہوتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں کے دلوں کی کرید و تحقیق کرنے اور ان کے بطون کو پھاڑنے کا حکم نہیں دیا گیا''۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے اس شخص کی طرف دیکھا اور وہ آپ کی طرف پشت کیے ہوئے تھا' آپ نے فرمایا اس شخص کے اصل سے کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو کتاب اللہ کو رطب اللسانی سے پڑھیں گے اور وہ ان کے گلے سے تجاوز نہیں کرے گی۔ یہ لوگ دین سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ''اگر میں ان کو پاتا تو ان کو ثمود کی طرح قتل کرتا''۔

بخاری نے اسے اپنی کتاب کے دوسرے مقامات پر روایت کیا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب الزکوٰۃ میں متعدد طرق سے جو عمارہ بن قعقاع تک پہنچتے ہیں' روایت کیا ہے۔

پھر امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن اعمش عن عمرو بن مرہ عن ابی البختری عن علی بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور اس وقت میں نو عمر ہی تھا' میں نے عرض کیا آپ مجھے ایسے لوگوں کی طرف بھیج رہے ہیں جن کے درمیان واقعات ہوں گے اور مجھے قضا کا کوئی علم نہیں' آپؐ نے فرمایا' یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کی زبان کی راہنمائی کرے گا اور آپ کے دل کو مضبوط کرے گا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے کبھی شک نہیں ہوا۔ ابن ماجہ نے اسے اعمش کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا کہ ہم سے شریک نے سماک سے اور اس نے حنش سے اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس بھیج رہے ہیں جو مجھ سے عمر رسیدہ ہیں اور میں نوعمر ہوں اور قضا کو بھی نہیں سمجھتا' حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا اے اللہ! اس کی زبان کو ثبات بخش اور اس کے دل کی راہنمائی کر۔ اے علیؓ! جب دو جھگڑنے والے آپ کے پاس بیٹھے ہوں تو جب تک آپ دوسرے آدمی سے وہ بات نہ سن لیں جو آپ نے پہلے آدمی سے سنی ہے ان دونوں کے درمیان فیصلہ نہ کرنا اور جب آپ ایسا کریں گے تو آپ پر بات واضح ہو جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کسی فیصلے میں مشکل پیش نہیں آئی۔

اور احمد نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے شریک سے کئی طرق سے اور ترمذی نے زائدہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دونوں نے سماک بن حرب سے بحوالہ حنش بن المعتمر روایت کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ابن ربیعہ کنانی کوفی نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے اجلح سے عن شعبی عن عبداللہ بن ابی الخلیل عن زید بن ارقم بیان کیا کہ چند آدمیوں نے طہر میں ایک عورت سے جماع کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے فرمایا کیا تم دونوں اس فعل سے خوشدل تھے انہوں نے جواب دیا نہیں' تو آپ نے دوسرے دو آدمیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم دونوں اس فعل سے خوشدل تھے انہوں نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم باہم مخالف شریک ہو۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کروں گا اور جس کا تم میں سے قرعہ نکلا میں اسے دو تہائی دیت کا تاوان ڈالوں گا اور بچہ اسے دے دوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس بات کا ذکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں تو وہی کچھ جانتا ہوں جو علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہ ہمیں اجلح نے عن شعبی عن ابی الخلیل عن زید بن ارقم خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن میں تھے تو آپ نے تین آدمیوں کے درمیان جو ایک بچے میں شریک تھے فیصلہ کیا' آپ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور جس کا قرعہ نکلا آپ نے اسے دو تہائی دیت کا ذمہ دار بنایا اور بچے کو اس کے سپرد کر دیا' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی اطلاع دی تو آپ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں ہو گئیں۔

اور ابوداؤد نے اسے مسدد سے بحوالہ یحییٰ القطان روایت کیا ہے اور نسائی نے علی بن حجر اور علی بن مسہر سے اور ان دونوں نے اجلح بن عبداللہ سے عن عامر الشعبی عن عبداللہ بن الخلیل روایت کیا ہے اور نسائی نے عبداللہ بن الخلیل کی روایت میں جو زید بن ارقم سے مروی ہے بیان کیا ہے کہ:

میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک یمنی آدمی نے آ کر کہا کہ تین آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بچے کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے جنہوں نے ایک طہر میں ایک عورت سے جماع کیا تھا اور پہلے جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس کے مطابق اس نے ذکر کیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے۔ اور ابوداؤد اور نسائی نے اسے شعبہ کی حدیث سے عن سلمہ بن کہیل عن شعبی عن ابی الخلیل عن علی روایت کیا ہے اور اسے مرسل قرار دیا ہے' مرفوع قرار نہیں دیا۔ اور امام احمد نے اسے اسی طرح عبدالرزاق سے عن سفیان ثوری عن اجلح عن شعبی عن عبد خیر عن زید بن ارقم روایت کیا ہے اور جو کچھ پہلے بیان ہوا اسی طرح بیان کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی دونوں نے اسے عن حنش بن اصرم بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسحاق بن منصور سے روایت کیا ہے اور دونوں نے عبدالرزاق سے عن سفیان ثوری عن صالح الہمدانی عن شعبی عن عبد خیر عن زید بن ارقم روایت کیا ہے۔

ہمارے شیخ الاطراف میں بیان کرتے ہیں کہ شاید یہ عبد خیر' عبداللہ بن الخلیل ہے لیکن راوی اس کے نام کو ضبط نہیں کر سکا۔

میں کہتا ہوں اس بنا پر یہ حدیث کو قوی کرتا ہے اگرچہ اس کا غیر اس کی متابعت کی وجہ سے زیادہ جید ہے۔ لیکن اجلح ابن عبداللہ کندی کے بارے میں کلام ہے اور امام احمد نے انساب میں قرعہ کے قول کو اختیار کیا ہے حالانکہ وہ اس کے افراد میں سے ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے اسرائیل نے بیان کیا کہ ہم سے سماک نے حنش سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا پس ہم ایک قوم کے پاس پہنچے جنہوں نے شیر کے شکار کے لیے گڑھا بنایا ہوا تھا۔ اسی دوران میں کہ وہ ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے کہ ایک آدمی گر پڑا تو وہ دوسرے سے چمٹ گیا پھر دوسرا آدمی تیسرے آدمی سے چمٹ گیا یہاں تک کہ اس میں چار آدمی گر پڑے اور شیر نے انہیں زخمی کر دیا پس ایک آدمی برچھا لے کر اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اسے مار دیا اور وہ سب آدمی بھی اپنے زخموں کی تاب کے باعث مر گئے' پس پہلے آدمی کے وارث' دوسرے آدمی کے وارثوں کے پاس گئے انہوں نے آپس میں لڑنے کے لیے ہتھیار نکال لیے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس تیاری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لڑنا چاہتے ہو۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے درمیان فیصلہ کر دوں اور وہی فیصلہ ہوگا۔ وگرنہ میں تم کو ایک دوسرے سے روکوں گا یہاں تک کہ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ اور جو وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں وہی فیصلہ ہوگا اور جو اس کے بعد تجاوز کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ جن لوگوں نے کنواں کھودا تھا ان کے قبائل سے دیت کا چوتھائی' تہائی نصف حصہ اور پوری دیت اکٹھی کرو پس پہلے آدمی کو چوتھائی دیت ملے گی کیونکہ وہ ہلاک ہو گیا ہے اور دوسرے آدمی کو تہائی دیت ملے گی اور تیسرے کو نصف دیت ملے گی اور چوتھے کو پوری دیت ملے گی' پس انہوں نے رضامند ہونے سے انکار کر دیا۔ اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس وقت آپ مقام ابراہیم کے پاس تھے۔ پس انہوں نے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ ان لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارا فیصلہ کیا ہے اور انہوں نے سب واقعہ آپ کو سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نافذ کر دیا۔

پھر امام احمد نے اسے اسی طرح وکیع سے عن حماد بن سلمہ عن سماک بن حرب عن حنش عن علی روایت کیا ہے۔

باب ۱۳

حجۃ الوداع ۱۰ھ

اسے حجۃ البلاغ ' حجۃ الاسلام اور حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں لوگوں کو الوداع کہا تھا اور اس کے بعد آپ نے حج نہیں کیا۔ اور اسے حجۃ الاسلام کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ سے اس کے سوا کوئی حج نہیں کیا۔ لیکن آپ نے ہجرت سے قبل' نبوت سے پہلے اور بعد کئی دفعہ حج کیے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ حج کا فریضہ اسی سال نازل ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ۹ ھ میں' اور بعض کہتے ہیں کہ ۶ ھ میں نازل ہوا تھا اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت سے قبل نازل ہوا ہے مگر یہ قول غریب ہے۔ اور اسے حجۃ البلاغ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حج میں قولاً اور فعلاً لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت پہنچادی اور اسلام کے تمام دعائم و قواعد کو آپ نے واضح کر دیا۔ پس جب آپ نے ان کے لیے حج کے قوانین بیان کر دیئے اور اس کی تشریح و توضیح کر دی تو اللہ تعالیٰ نے جبکہ آپ عرفہ میں کھڑے تھے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ:

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے''۔

عنقریب اس ساری بات کی وضاحت بیان ہوگی اور مقصود صرف آپ کے حج کا بیان کرنا ہے کہ وہ کیسے ہوا' کیونکہ ناقلین نے اپنے تک پہنچنے والی معلومات کے مطابق اس میں بہت اختلاف کیا ہے' خصوصاً صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد ان میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق سے ان روایات کو بیان کریں گے جنہیں ائمہ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے اور ان کے درمیان تطبیق دیں گے' جو تامل و تعمق کرنے والوں اور حدیث کے دونوں طریق کے درمیان موافقت پیدا کرنے والوں اور اس کے معانی سمجھنے والوں کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائے گی۔ ان شاء اللہ

متقدمین اور متاخرین ائمہ میں سے بہت سے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے حج کے متعلق بہت اہتمام کیا ہے۔ اور علامہ ابو محمد بن حزم اندلسیؒ نے حجۃ الوداع کے متعلق ایک جلد لکھی ہے جس کے اکثر حصہ کو اس نے بہت عمدگی سے لکھا ہے اور اس میں انہیں کچھ اوہام بھی پڑے ہیں جنہیں ہم اپنے اپنے مواقع پر بیان کریں گے۔



باب ۱۴

اس بات کے بیان میں کہ حضورؐ نے مدینہ سے صرف ایک ہی حج کیا اور اس سے قبل آپؐ نے تین عمرے کیے

بخاری اور مسلم نے عن ہدبہ عن ہمام عن قتادہ عن انس روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں ہوئے سوائے اس کے جو آپ نے اپنے حج میں کیا اور یونس بن بکیر نے عن عمر بن ذر عن مجاہد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی طرح روایت کی ہے۔ اور سعد بن منصور نے عن الدراوردی عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے ایک عمرہ شوال میں اور دو ذی القعدہ میں اور اسی طرح اسے ابن بکیر نے عن مالک عن ہشام بن عروہ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے عمرو بن شعیب کی حدیث سے اس کے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے جو سب کے سب ذی القعدہ میں ہوئے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالنضر نے بیان کیا کہ ہم سے داؤد۔ یعنی عطار نے عن عمرو عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے عمرۃ الحدیبیہ عمرۃ القضا عمرۃ الجعرانہ اور وہ عمرہ جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ اور ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے اسے داؤد عطار کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

قبل ازیں یہ فصل عمرۃ الجعرانہ میں بیان ہو چکی ہے اور عنقریب اس فصل میں بیان ہوگی جس میں کسی کا یہ قول ہے کہ حضور علیہ السلام نے حج قران کیا تھا و باللہ المستعان۔ ان عمروں میں سے پہلا عمرہ عمرۃ الحدیبیہ ہے جس سے آپ کو روک دیا گیا تھا پھر اس کے بعد عمرۃ القضا ہے جسے عمرۃ القصاص اور عمرۃ القضیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد عمرۃ الجعرانہ ہے جو آپ نے طائف سے واپسی پر کیا۔ جب آپ نے حنین کی غنائم کو تقسیم کیا اور ہم قبل ازیں اس کے موقع پر اسے مکمل طور پر بیان کر چکے ہیں اور چوتھا عمرہ وہ ہے جو آپؐ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ اور آپ کے اس عمرہ کے بارے میں لوگوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے ہم عنقریب اسے بیان کریں گے۔ کہ کیا آپ متمتع تھے کہ آپؐ نے حج سے قبل عمرہ کیا اور اس سے حلال ہو گئے یا آپ کو ہدی لانے نے حلال ہونے سے روک دیا۔ یا آپ نے اسے حج کے ساتھ ملا لیا۔ جیسا کہ ہم اس امر پر دلالت کرنے والی احادیث سے اسے بیان کریں گے یا آپ نے اسے حج سے الگ کیا اور اسے حج کی ادائیگی کے بعد کیا یہ بات وہ لوگ کہتے ہیں جو حج مفرد کے قائل ہیں جیسا کہ امام شافعیؒ کے متعلق یہ بات مشہور ہے اور ہم عنقریب اس کا بیان آپ کے احرام میں کریں گے کہ وہ مفرد تھا یا متمتع تھا یا قارن تھا۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا کہ ہم سے ابواسحاق نے بیان

کیا کہ مجھ سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوے کیے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا' ابواسحاق بیان کرتا ہے کہ مکہ میں آپ نے ایک اور حج کیا اور مسلم نے اسے زہیر کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے شعبہ کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ بخاری اور اسرائیل نے تیسرے کا اضافہ کیا' عن ابواسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی عن زید کیا ہے اور یہ بات ابواسحاق نے بیان کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے مکہ میں ایک حج کیا۔ یعنی مکہ میں آپ نے صرف ایک ہی حج کیا ہے۔ جیسا کہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ مگر یہ بعید ہے کیونکہ آپ رسالت کے بعد حج کے اجتماعات میں شامل ہوئے تھے اور لوگوں کو دعوت الی اللہ کرتے تھے اور فرماتے تھے:

''کون شخص مجھے پناہ دے گا تا کہ میں اپنے رب کا کلام پہنچا سکوں۔ کیونکہ قریش نے مجھے کلام الٰہی کے پہنچانے سے روک دیا ہے''۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کی ایک جماعت کو مقرر کر دیا جو آپ کو عقبہ کی شب یعنی قربانی کے دن کی رات کو جمرۃ العقبہ کے پاس متواتر تین سال تک ملتے رہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے سال کے آخر میں عقبہ ثانیہ کی شب کو آپ کی بیعت کر لی اور یہ آپ کی ان کے ساتھ تیسری ملاقات تھی۔ اس کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت ہوگئی۔ جیسا کہ ہم اس کے موقع پر اسے مفصل بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور جعفر بن محمد بن علی بن الحسین کی حدیث میں ہے جو انہوں نے اپنے باپ سے بحوالہ جابر بن عبداللہ بیان کی ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں نو سال قیام کیا اور حج نہ کیا۔ پھر آپ نے لوگوں میں حج کی منادی کر دی تو مدینہ میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵ یا ۲۶ ذی القعدہ کو نکلے اور جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے نماز پڑھی اور اپنی اونٹنی پر اچھی طرح بیٹھ گئے اور جب وہ آپ کو ویرانے میں لے گئی تو آپ نے تلبیہ کہا اور ہم نے تسبیح پڑھی اور ہماری نیت حج کی تھی۔ عنقریب یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ بیان ہوگی جو صحیح مسلم میں ہے اور یہ الفاظ بیہقی کے ہیں جو احمد بن حنبل کے طریق سے عن ابراہیم بن طہمان عن جعفر بن محمد بیان ہوئے ہیں۔



باب ۱۵

ابو دجانہ سماک بن حرشہ ساعدی یا سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ پر عامل مقرر کرنے کے بعد حضورؐ کی مدینہ سے حجۃ الوداع کے لیے روانگی

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب دسویں سال کا ذی القعدہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے تیار ہوئے اور لوگوں کو بھی اس کی تیاری کرنے کا حکم دیا' پس عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ ۲۵ ذی القعدہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اور یہ اسناد جید ہے اور حضرت امام مالکؒ نے موطاء میں یحییٰ بن سعید انصاری سے عن عمرۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے اور امام احمد نے اسے عبداللہ بن نمیر سے عن یحییٰ بن سعید انصاری عن عمرۃ بیان کیا ہے اور وہ صحیحین سے ثابت ہے اور سنن نسائی ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے کئی طرق سے عن یحییٰ بن سعید انصاری عن عمرۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم ۲۵ ذی القعدہ کو حج کی نیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ عنقریب یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ بیان ہوگی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن ابی بکر المقدمی نے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ کریب نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرنے' تیل لگانے اور چادر و تہبند پہننے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپ نے کیسری چادروں اور تہبندوں کے سوا جو جلد کو زرد کر دیتے ہیں اور کسی چیز سے منع نہ فرمایا' پس آپؐ نے ذوالحلیفہ میں صبح کی اور اونٹنی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ ویرانے پر متصرف ہو گئے یہ ۲۵ ذی القعدہ کا واقعہ ہے۔ پس آپ ۵ ذی الحجہ کو مکہ آئے۔ امام بخاری اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں اور آپ کا یہ قول کہ یہ ۲۵ ذی القعدہ کا واقعہ ہے۔ اگر اس سے آپ کی مراد ذوالحلیفہ کے دن کی صبح ہے تو ابن حزم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں کہ آپ جمعرات کے روز مدینہ سے نکلے اور جمعہ کی شب آپ نے ذوالحلیفہ میں گزاری اور جمعہ کے دن کی صبح آپ کو وہیں ہوئی اور وہ ذی القعدہ کا پچیسواں دن تھا۔ اور اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے قول ۲۵ ذی القعدہ سے وہ دن مراد لیتے ہیں جس روز آپ کنگھی کرنے' تیل لگانے اور چادر و تہ بند پہننے کے بعد مدینہ سے چلے' جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ وہ مدینہ سے ۲۵ ذی القعدہ کو روانہ ہوئے تو ابن حزم کا قول بعید ہو جاتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرنا متعذر ہو جاتا ہے اور اس کے بغیر ہی بات متعین ہو جاتی ہے اور خواہ ماہ ذی قعدہ پورا ہی ہو۔ یہ بات جمعہ کے دن کے سوا کسی پر منطبق نہیں ہوتی۔ اور جمعہ کے روز آپ کا مدینہ سے روانہ ہونا جائز نہیں کیونکہ بخاری نے روایت کی ہے کہ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب نے ابو قلابہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ نے وہاں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پھر آپ سوار ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی ویرانے پر متصرف ہوگئی اور آپ نے اللہ کی تسبیح وتحمید کی پھر حج اور عمرہ کی بلند آواز سے تکبیر کہی''۔

اور مسلم اور نسائی دونوں نے اسے عن قتیبہ عن حماد بن زید عن ایوب عن ابی قلابہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن نے ہم سے عن سفیان عن محمد ابن المنکدر اور ابراہیم بن میسرہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ اور بخاری نے اسے ابونعیم سے بحوالہ سفیان ثوری روایت کیا ہے۔ اور مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عن محمد بن المنکدر اور ابراہیم بن میسرہ عن انس بیان کیا ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن بکیر نے بیان کیا کہ ہم سے ابن جریج نے محمد بن المنذر سے بحوالہ انس بیان کیا کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ہمیں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھائی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی' پھر آپ نے ذوالحلیفہ میں رات گزاری یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پس جب آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لے کر اچھی طرح چل پڑی تو آپؐ نے بلند آواز سے تکبیر کہی''۔

احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے میرے باپ نے محمد بن اسحاق سے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن المنذر تیمی نے بحوالہ انس بن مالک الانصاری بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینہ میں اپنی مسجد میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھائیں۔ پھر ہمیں ذوالحلیفہ میں سکون کے ساتھ عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں اور آپ کو حجۃ الوداع کے بارے میں کوئی خوف نہ تھا احمد' ان دو آخری وجوہات سے جو صحیح کی شرط کے مطابق ہیں' اس کی روایت میں متفرد ہیں' یہ بات قطعی طور پر حضور علیہ السلام کے جمعہ کے روز روانہ ہونے کی نفی کرتی ہے اور اس بنا پر جمعرات کے روز آپ کی روانگی درست قرار نہیں پاتی جیسا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے کیونکہ یہ ذوالقعدہ کا چوبیسواں دن بنتا ہے۔ اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ یکم ذی الحجہ کو جمعرات کا دن تھا' پس اگر آپ کی روانگی جمعرات کے روز' ذوالقعدہ کے چوبیسویں دن ہوتی تو قطعی طور پر مہینے کی چھ راتیں باقی رہ جاتیں۔ جمعہ کی رات' ہفتہ کی رات' اتوار کی رات' سوموار کی رات منگل کی رات اور بدھ کی رات' پس یہ چھ راتیں ہوئیں اور حضرت ابن عباس' حضرت عائشہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے کہ ذی القعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ روانہ ہوئے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق اس کا جمعہ کا دن ہونا متعذر رہے۔ پس اس بنا پر متعین ہوگیا کہ آپؐ ہفتہ کے روز مدینہ سے روانہ ہوئے اور راوی نے گمان کرلیا کہ مہینہ پورا تھا' پس اس سال اتفاقاً وہ کم ہوا۔ پس بدھ کا روز گذر گیا اور جمعرات کی شب کو ماہ ذی الحجہ شروع ہوگیا' اور اس کی تائید حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ ذی القعدہ کی پانچ یا چار راتیں باقی تھیں۔ اور یہ بیان اس اندازے کی بنا پر ہے جس سے گریز کی کوئی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم

باب ۱۶

آپؐ کے مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہونے کا بیان

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا کہ ہم سے انس بن عیاض نے عبیداللہ بن عمر سے عن نافع عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ: رسول اللہ ﷺ درخت کے راستے سے باہر جاتے تھے اور آخر شب اترنے کی جگہ کے راستے سے آیا کرتے تھے اور جب آپ مکہ کی جانب جاتے تو درخت والی مسجد میں نماز پڑھتے۔ اور جب واپس آتے تو ذوالحلیفہ میں وادی کے نشیب میں نماز پڑھتے اور رات گزارتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ امام بخاری اس طریق سے اس کے بیان میں متفرد ہیں اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب میں عن عمرو بن مالک عن یزید بن زریع عن ہشام عن عروہ عن ثابت عن ثمامہ عن انس لکھا ہوا پایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک بوسیدہ کجاوے پر جس کے نیچے ایک چادر تھی حج کیا اور اس میں نہ دکھاوا تھا نہ شہرت تھی' اور بخاری نے اسے اپنی صحیح میں معلق قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر المقدمی کہتا ہے کہ ہم سے یزید بن زریع نے عن عروہ عن ثابت عن ثمامہ بیان کیا ہے کہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک بوسیدہ کجاوے پر حج کیا حالانکہ آپ بخیل نہیں تھے اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کیا اور وہ آپ کے ردیف تھے۔ اسی طرح البزار اور بخاری نے اسے معلق اور ابتداء سے مقطوع الاسناد بیان کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی نے اسے اپنے سنن میں مضبوط کہا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن محمد بن اسحاق نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے یوسف بن یعقوب قاضی نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' پھر اس کے بعد حدیث بیان کی ہے۔ اور حافظ ابویعلیٰ موصلی نے اسے اپنے مسند میں ایک اور طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا کہ ہمیں ربیع بن صبیح نے یزید الرقاشی سے بحوالہ انس خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوسیدہ کجاوے پر' اور ایک چادر جو چار درہم کے برابر تھی یا نہیں تھی کے ساتھ حج کیا اور فرمایا: اے اللہ! یہ ایسا حج ہے جس میں ریا کا کوئی شائبہ نہیں۔

اور ترمذی نے اسے الشمائل میں ابوداؤد طیالسی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور سفیان ثوری اور ابن ماجہ نے وکیع بن الجراح کی حدیث سے روایت کیا ہے اور تینوں نے اسے ربیع بن صبیح سے روایت کیا ہے اور یہ اسناد یزید بن ابان الرقاشی کی جہت سے ضعیف ہے کیونکہ ائمہ کے نزدیک وہ مقبول الروایت نہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہاشم نے بیان کیا کہ ہم سے اسحاق بن سعید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ:

میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ واپس آیا تو ہمارے پاس سے یمانی ساتھیوں کی جماعت گزری جن کے کجاوے چمڑے کے تھے اور ان کے اونٹوں کی مہاریں پتھر کے نگینوں کی تھیں' حضرت عبداللہ کہنے لگے: ''جو شخص اس سال رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی مانند اصحاب کو دیکھنا چاہتا ہے (جب آپ اور آپ کے اصحاب حجۃ الوداع میں آئے) تو وہ ان اصحاب کو دیکھے۔ اور ابوداؤد

نے اسے عن ہناد عن وکیع عن اسحاق عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص عن ابیہ عن ابن عمر روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابوبکر البیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ' ابوطاہر فقیہ' ابوزکریا بن ابی اسحاق' ابوبکر بن الحسن اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ہمیں اطلاع دی وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالعباس یعنی اصم نے بیان کیا کہ ہمیں محمد بن عبداللہ الحکم نے خبر دی کہ ہمیں سعید بن بشیر قرشی نے خبر دی کہ ہم سے عبداللہ بن حکیم کنانی نے' جو اہل یمن کے موالی میں سے ایک آدمی ہے' بشر بن قدامہ ضبابی سے بیان کیا کہ:

میری دونوں آنکھوں نے میرے محبوب رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں لوگوں کے ساتھ ایک سرخ قصواء اونٹنی پر کھڑے دیکھا اور آپؐ کے نیچے ایک بولانی چادر تھی آپؐ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! اسے ایسا حج بنا دے جس میں ریا اور شہرت نہ ہو''۔ اور لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ادریس نے بیان کیا کہ ہم سے ابن اسحاق نے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے بیان کیا اور وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کو نکلے یہاں تک کہ ہم العرج پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ وہاں اتر پڑے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھ گئیں اور میں اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھ گئی' اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بوجھ ایک ہی تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام کے پاس تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر اس کی آمد کا انتظار کرنے لگے وہ آیا تو اس کا اونٹ اس کے پاس نہیں تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا' تمہارا اونٹ کہاں ہے اس نے جواب دیا میں نے اسے رات کو گم کر دیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے تو نے ایک اونٹ کو گم کر دیا اور اسے مارنے لگے اور رسول کریم ﷺ مسکرا کر فرمانے لگے: اس محرم کو دیکھو یہ کیا کر رہا ہے۔ اور اسی طرح سے ابوداؤد نے احمد بن حنبل اور محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابوشیبہ سے روایت کیا ہے اور تینوں نے اسے عبداللہ بن ادریس سے روایت کیا ہے۔

اور وہ حدیث جسے ابوبکر البزار نے اپنے مسند میں یہ کہتے ہوئے روایت کیا ہے کہ ہم سے اسماعیل بن حفص نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن الیمان نے بیان کیا کہ ہم سے حمزۃ الزیات نے حمران بن اعین سے عن ابی الطفیل عن ابی سعید بیان کیا کہ:

''رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ نے مدینہ سے مکہ تک پاپیادہ حج کیا انہوں نے اپنی کمریں کس لیں اور ان کی چال دوڑ سے ملتی جلتی تھی''۔

یہ حدیث منکر اور ضعیف الاسناد ہے اور حمزۃ الزیات ضعیف ہے اور اس کا شیخ متروک الحدیث ہے۔ اور البزار نے کہا کہ یہ اسی طریق سے مروی ہے۔ اگرچہ اس کا اسناد ہمارے نزدیک حسن ہے۔ اور اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ عمرہ میں تھے کیونکہ حضور علیہ السلام نے صرف ایک ہی حج کیا ہے اور آپ سوار تھے اور آپ کے بعض اصحاب پیدل تھے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنے عمروں میں سے کسی عمرہ میں پیادہ نہ تھے' نہ حدیبیہ میں نہ قضا میں نہ جعرانہ میں نہ حجۃ الوداع میں اور آپ کے حالات مشہور و معروف ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ نہیں' بلکہ یہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اس جیسی حدیث ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

باب ۱۷

مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی پھر وہاں سے سوار ہو کر ذوالحلیفہ یعنی وادیٔ عقیق میں آئے تو وہاں آپ نے عصر کی نماز دو رکعت پڑھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دن کو عصر کے وقت ذوالحلیفہ آئے تھے اور وہاں پر آپ نے قصر نماز پڑھی۔ اور ذوالحلیفہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ پھر آپ نے وہاں مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھیں اور وہیں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آپ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور انہیں بتایا کہ رات کو آپ کے پاس وحی آئی تھی' جس پر وہ احرام کے بارے میں اعتماد کرتے ہیں جیسا کہ امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے موسیٰ بن عقبہ سے عن سالم عن عبداللہ بن عمر عن النبی ﷺ بیان کیا کہ آپ ذوالحلیفہ سے آخر شب اترنے کی جگہ آئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ بطحاء مبارکہ میں ہیں۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہ ہم سے ولید اور بشر بن بکر نے بیان کیا کہ ہم سے اوزاعی نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا کہ مجھ سے عکرمہ نے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے وادیٔ عقیق میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

''آج شب میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ''۔

بخاری و مسلم کے بغیر اس حدیث میں متفرد ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ وادیٔ عقیق میں آپ کو نماز کا حکم دینا وہاں پر آپ کو ٹھہرنے کا حکم دینا ہے تا کہ آپ ظہر کی نماز پڑھیں۔ کیونکہ آپ کے پاس رات کو حکم آیا اور آپ نے انہیں صبح کی نماز کے بعد بتایا پس صرف ظہر کی نماز ہی باقی رہ گئی اور آپ کو وہاں پر اس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا اور یہ کہ اس کے بعد احرام کو اتار دیں اس لیے آپ نے فرمایا ہے کہ آج شب میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ۔ اور اس سے حج قران پر حجت پکڑی گئی ہے اور یہ اس امر پر سب سے قوی دلیل ہے۔ جیسا کہ عنقریب بیان ہو گا۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت نبی کریم ﷺ کو وادیٔ عقیق میں ظہر کی نماز تک ٹھہرنے کا حکم دیا گیا اور آپ نے اس حکم پر عمل کیا اور وہاں ٹھہرے رہے اور اس صبح کو اپنی نو بیویوں کے ہاں چکر لگایا جو سب کی سب آپ کے ساتھ گئی تھیں اور ظہر تک آپ وہاں رہے جیسا کہ ابو حسان اعرج کی حدیث میں جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' بیان ہو گا کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی' پھر آپ نے اپنی اونٹنی کو شعار پہنایا۔ پھر سوار ہوئے اور بلند آواز سے

تکبیر کہی۔ یہ مسلم کی حدیث ہے اور امام احمد نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے کہ ہم سے روح نے بیان کیا کہ ہم سے اشعث یعنی ابن عبدالملک نے حسن سے بحوالہ انس بن مالک بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور جب ویرانے کی بلندی پر چڑھے تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل سے اور نسائی نے اسحاق بن راہویہ سے اس مفہوم میں نضر بن شمیل سے بحوالہ اشعث روایت کیا ہے۔

اور جو روایت احمد بن الازھر سے عبد محمد بن عبداللہ بحوالہ اشعث مروی ہے وہ اس سے مکمل تر ہے۔ اور اس میں ابن حزم کا رد پایا جاتا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ واقعہ دن کے پہلے حصے میں ہوا ہے۔ اور وہ بخاری کی اس روایت سے مدد لے سکتے ہیں جو ایوب کے طریق سے عن رجل عن انس بیان ہوئی ہے کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آپ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور جب وہ آپ کو ویرانے میں لے گئی تو آپ نے بلند آواز سے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی لیکن اس کے اسناد میں ایک مبہم آدمی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ وہ ابوقلابہ ہے۔ واللہ اعلم

امام مسلم اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن حبیب حارثی نے بیان کیا کہ ہم سے خالد بن الحارث نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے سنا آپ فرماتی تھیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگاتی تھی' پھر آپ اپنی بیویوں کے ہاں چکر لگاتے پھر محرم ہو جاتے اور خوشبو اتارتے۔

اور بخاری نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے ابوعوانہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور مسلم' مسعر' سفیان بن سعید ثوری چاروں نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے روایت کی ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ابراہیم بن محمد ابن المنتشر عن ابیہ روایت کی گئی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو خوشبو لگا کر محرم ہو جاتا ہے انہوں نے فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ میں محرم ہو کر خوشبو اتارتا پھروں' ایسے فعل کی نسبت مجھے تارکول کا لیپ کر لینا زیادہ محبوب ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے کے قریب خوشبو لگائی پھر آپ نے اپنی بیویوں میں چکر لگایا پھر محرم ہو گئے۔ یہ الفاظ جو مسلم نے روایت کیے ہیں اس بات کے مقتضی ہیں کہ آپ اپنی بیویوں کے پاس چکر لگانے سے قبل خوشبو لگایا کرتے تھے تاکہ یہ امر آپ کے لیے خوشگوار ہو اور انہیں بھی پسند ہو۔ پھر جب آپ جنابت سے غسل کرتے اور احرام کے لیے غسل کرتے تو آپ اسی طرح احرام کے لیے دوسری خوشبو لگاتے جیسا کہ ترمذی اور نسائی نے اسے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حدیث سے جو اس نے اپنے باپ سے عن خارجہ بن زید بن ثابت عن ابیہ روایت کی ہے' بیان کیا ہے کہ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے احرام کے لیے کپڑے اتارے اور غسل کیا' ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے زکریا بن عدی نے بیان کیا کہ ہمیں عبیداللہ بن عمر عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن عروۃ عن عائشۃ خبر دی کہ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو خطمی بوٹی اور اشنان گھاس سے اپنا سر دھوتے اور تھوڑا سا تیل لگاتے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہمیں عثمان بن عروہ سے خبر دی کہ میں نے

اپنے باپ کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حل وحرم کے لیے خوشبو لگائی۔ میں نے آپ سے کہا کون سی خوشبو' آپ نے فرمایا بہترین خوشبو اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور بخاری نے اسے وہب کی حدیث سے روایت کیا ہے جو عن ہشام بن عروہ عن اخیہ عثمان عن ابیہ عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ ہمیں مالک نے عن عبدالرحمٰن ابن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام باندھتے تھے تو میں آپ کو احرام کے لیے خوشبو لگاتی تھی' اور قبل اس کے کہ آپ بیت اللہ کا طواف کریں میں آپ کے حل کے لیے بھی آپ کو خوشبو لگاتی تھی۔

اور امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن حمید نے بیان کیا کہ ہمیں محمد بن ابوبکر نے خبر دی کہ ہمیں ابن جریج نے اطلاع دی کہ مجھے عمر بن عبداللہ بن عروہ نے خبر دی کہ اس نے عروہ اور قاسم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتے سنا وہ فرماتی ہیں کہ ''میں نے اپنے ہاتھوں سے حجۃ الوداع میں حل وحرم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذریرہ خوشبو لگائی''۔

اور مسلم نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کی ہے جو زہری سے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے وہ بیان فرماتی ہیں کہ:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ان دونوں ہاتھوں سے آپ کے احرام باندھنے کے وقت اور بیت اللہ کے طواف سے قبل آپ کے احرام سے نکلنے کے وقت خوشبو لگائی''۔

اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن منیع اور یعقوب الدورقی نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہ ہمیں منصور نے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دی وہ فرماتی ہیں کہ:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے اور کھولنے سے قبل اور یوم النحر کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل خوشبو لگایا کرتی تھی جس میں کستوری ہوتی تھی''۔

اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور زہیر بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے عن ابی الضحیٰ عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا وہ فرماتی ہیں۔ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں کستوری کی مہک دیکھ رہی ہوں اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہوتے تھے۔ پھر مسلم نے اسے ثوری وغیرہ کی حدیث سے عن حسن بن عبیداللہ عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں یوں معلوم ہوتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں جبکہ آپ محرم ہوتے تھے' کستوری کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ اور بخاری نے اسے سفیان ثوری کی حدیث سے اور مسلم نے اعمش کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن منصور عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے اور دونوں نے اسے صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے عن الحکم بن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اشعث نے عن منصور عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دی کہ آپ فرماتی ہیں کہ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی جڑوں میں محرم ہونے کی حالت میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے عن ابراہیم النخعی عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں گویا میں کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں جبکہ آپ محرم تھے خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

اور عبداللہ بن زبیر حمیدی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ہم سے عطاء بن سائب نے عن ابراہیم النخعی عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں:

''میں نے تیسرے دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں جبکہ آپ محرم تھے خوشبو دیکھی''۔

یہ احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد خوشبو لگایا کرتے تھے اور اگر غسل سے قبل خوشبو لگائی جاتی تو غسل اس کا خاتمہ کر دیتا اور اس کا کچھ نشان باقی نہ رہتا' خصوصاً احرام کے دن سے تیسرے دن بعد تو اس کا کچھ اثر بھی نہ رہتا۔ اور سلف کا ایک گروہ' جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' کا مذہب یہ ہے کہ وہ احرام کے وقت خوشبو کو پسند نہیں کر اور ہم نے اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن غسان بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی العمر نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ وہ فرماتی ہیں کہ:

''میں نے احرام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین خوشبو لگائی۔ یہ اسناد غریب اور عزیز المخرج ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اپنے سر کو چپکا لیا تاکہ آپ اس کی خوشبو کو محفوظ کر سکیں اور اسے مٹی اور غبار کے پڑنے سے بچا سکیں۔ مالک نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کا کیا حال ہے جو عمرہ سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے سر کو چپکا لیا ہے اور اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے اور میں قربانی کرنے تک حلال نہ ہوں گا''۔

اور دونوں نے اسے صحیحین میں مالک کی حدیث سے بیان کیا ہے اور نافع سے اس کے بہت طرق ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حاکم نے خبر دی کہ ہمیں اصم نے بتایا کہ ہمیں یحییٰ نے اطلاع دی کہ ہم سے عبیداللہ بن عمر القواریری نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن اسحاق نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو شہد سے چپکا لیا۔ یہ اسناد جید ہے۔ پھر آپ نے قربانی کے جانور کو نشان لگایا اور قلادہ پہنایا اور وہ ذوالحلیفہ میں آپ کے ساتھ تھے' لیث عن عقیل عن زہری عن سالم اور اس کے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھایا' یعنی حج تمتع کیا اور ہدی لے گئے' پس آپ ذوالحلیفہ سے ہدی اپنے ساتھ لے گئے اور عنقریب یہ حدیث مکمل طور پر بیان ہوگی جو کہ صحیحین میں ہے اور اس پر گفتگو بھی ہوگی ان شاء اللہ۔

اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے معاذ بن ہشام الدستوائی نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے قتادہ سے عن ابی حسان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ آئے تو آپ نے اپنی اونٹنی منگوائی اور اس کی کوہان کی دائیں جانب اسے نشان لگایا اور اس کا خون نکالا اور اسے تلوار کے میان کے لوہے کے دوسروں کا ہار پہنایا۔ پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ اور سنن ابوداؤد کے مؤلفین نے اسے کئی طرق سے قتادہ سے روایت کیا ہے اور یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے اس اونٹنی کو یہ نشان اور ہار اپنے بابرکت ہاتھ سے پہنایا اور بقیہ قربانی کے جانوروں کو نشان لگانے اور ہار پہنانے کا کام کسی اور شخص نے کیا۔ کیونکہ قربانی کے جانور بہت زیادہ تھے' یعنی ایک سو اونٹنیاں یا اس سے کچھ کم تھیں اور آپ نے اپنے بابرکت ہاتھ سے تریسٹھ اونٹنیاں ذبح کیں اور بقیہ اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اونٹ لائے۔ اور ابن اسحاق کے سیاق میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اونٹوں میں شریک کیا۔ واللہ اعلم

اور دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ یوم النحر کو آپؐ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک سو اونٹ کو ذبح کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان اونٹوں کو ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کے بعد محرم ہونے کی حالت میں بعض اونٹوں کو خریدا ہو۔



باب ۱۸

اس جگہ کا بیان جہاں سے حضور ﷺ نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور ناقلین کا اختلاف اور اس بارے میں حق کو ترجیح دینے کا بیان

قبل ازیں وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جسے بخاری نے اوزاعی کی حدیث سے عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عکرمہ عن ابن عباس عن عمر روایت کیا ہے کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ اور امام بخاری باب الاہلال عند مسجد ذی الحلیفہ میں بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا اور عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مالک نے موسیٰ بن عقبہ سے عن سالم بن عبداللہ بیان کیا کہ انہوں نے اپنے باپ کو کہتے سنا کہ:

''رسول کریم ﷺ نے صرف مسجد ذوالحلیفہ سے بلند آواز سے تکبیر کہی''۔

اور ابن ماجہ کے سوا اسے ایک جماعت ایک دوسرے طرق سے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں جو موسیٰ بن عقبہ سے عن سالم و نافع وحمزہ بن عبداللہ بن عمر مروی ہے اور ان تینوں نے اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے لبیک کہا اور ان دونوں کی روایت میں جو مالک کے طریق سے عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم بیان ہوئی ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

''یہ تمہارا وہی ویرانہ ہے جس میں تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا کرتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے مسجد کے پاس بلند آواز سے تکبیر کہی''۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی روایت کی گئی ہے جیسا کہ دوسرے حصے میں بیان ہوگا۔ اور وہ حدیث وہ ہے جسے ان دونوں نے صحیحین میں مالک کے طریق سے عن سعید المقبری عن عبید بن جریج عن ابن عمر روایت کیا ہے۔ آپ نے اس میں ایک حدیث کا ذکر کیا ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ بلند آواز سے تکبیر کہنے کی بات یہ ہے کہ:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک بلند آواز سے تکبیر کہتے نہیں دیکھا جب تک آپ کی سواری تیز نہ ہو جاتی''۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے میرے باپ نے ابن اسحاق سے بیان کیا کہ مجھ سے خصیف بن عبدالرحمٰن الجزری نے سعید بن جبیر سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اے ابوالعباس عجیب بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب آپؐ کے بلند آواز سے تکبیر کہنے کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ

آپ نے اسے کب واجب کہا ہے انہوں نے جواب دیا میں اس بات کو سب لوگوں سے بہتر جانتا ہوں' یہ رسول اللہ ﷺ سے صرف ایک حج میں ہوا اور وہیں سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا ہے' رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے اور جب آپ نے ذوالحلیفہ میں اپنی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی تو آپ اپنی مجلس میں بیٹھ گئے اور جب اپنی دو رکعتوں سے فارغ ہوئے تو آپ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی تو کچھ لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی ہے' جب آپ ویرانے کی بلند جگہ پر چڑھے اور قسم بخدا آپ نے اپنے مصلیٰ میں تکبیر کہی۔ اور اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ نے آپ کو اٹھا لیا اور اس وقت بھی بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ ویرانے کی بلندی پر چڑھے۔ پس جس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو اختیار کیا وہ کہتا ہے کہ آپ نے اپنی دو رکعتوں سے فارغ ہو کر اپنے مصلیٰ میں بلند آواز سے تکبیر کہی۔ اور ترمذی اور نسائی نے اسے عن قتیبہ عن عبدالسلام بن حرب عن خصیف اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حسن غریب ہے اور ہم عبدالسلام کے سوا اس کے کسی راوی کو نہیں جانتے۔ اور امام احمد کی روایت قبل ازیں بیان ہو چکی ہے جو محمد بن اسحاق کے طریق سے مروی ہے۔ اسی طرح حافظ بیہقی نے اسے حاکم سے عن القطیعی عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ روایت کیا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ خصیف الجزری قوی نہیں ہے اور واقدی نے اسے اپنے اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ واقدی کی متابعت کوئی فائدہ نہیں دیتی اور اس بارے میں جو احادیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہیں ان کی مسانید قوی اور ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں' اگر یہ حدیث صحیح ہو تو احادیث میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس سے ان میں تطبیق ہو سکتی ہے اور خلاف واقع نقل کے بارے میں عذر کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ پھر حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کے خلاف بھی روایت کیا گیا ہے جیسا کہ ہم اس سے آگاہ کریں گے اور اسے واضح کریں گے۔ اسی طرح اس شخص کا قول بھی ذکر کیا گیا ہے جس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ صحیح طور پر چلنے لگی۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ ابن جریج نے مجھے اطلاع دی کہ مجھ سے محمد بن المنکدر نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں چار رکعت اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے رات بسر کی یہاں تک کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں صبح کی' پس جب آپ اپنی ناقہ پر سوار ہوئے اور وہ صحیح طور پر چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ بخاری مسلم اور اہل سنن نے اسے کئی طرق سے عن محمد بن المنکدر و ابراہیم بن میسر عن انس روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں مالک کی حدیث سے جو سعید المقبری سے عن عبید بن جریج عن ابن عمر مروی ہے ثابت کیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک بلند آواز سے تکبیر کہتے نہیں دیکھا جب تک آپ کی سواری تیز نہ ہو جاتی۔

رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ سے اپنی ناقہ پر سوار ہوئے تھے اور جب وہ آپ کو لے کر تیزی سے چلتی تو آپ بلند آواز سے تکبیر کہتے''۔

اور امام بخاری نے باب من اہل حین استوت بہ راحلتہ میں بیان کیا ہے کہ ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے صالح بن کیسان نے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ جب رکاب میں اپنا پاؤں رکھتے اور آپ کی سواری تیزی سے آپ کو لے کر چلتی تو آپ ذوالحلیفہ سے بلند آواز سے تکبیر کہتے۔ اس طریق سے مسلم اس کی روایت میں منفرد ہیں اور دونوں نے اسے ایک اور طریق سے عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے' پھر امام بخاری باب الاہلال مستقبل القبلہ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھتے تو اپنی ناقہ لانے کا حکم دیتے وہ لائی جاتی تو پھر آپ سوار ہو جاتے اور جب وہ ٹھیک چلنے لگتی تو آپ کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو جاتے پھر تلبیہ کہتے یہاں تک کہ حرم میں پہنچ جاتے پھر خاموش ہو جاتے اور جب ذی طویٰ مقام پر آ جاتے تو وہاں رات گزارتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور جب صبح کی نماز پڑھتے تو غسل کرتے آپ کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا تھا' پھر بیان کرتے ہیں کہ غسل کے بارے میں اسماعیل نے بحوالہ ایوب اس کی متابعت کی ہے اور اس میں اسے عن یعقوب بن ابراہیم الدورقی عن اسماعیل ابن علیہ مدودی ہے اور مسلم نے اسے عن زہیر بن حرب عن اسماعیل اور ابو الربیع الزہرانی وغیرہ سے عن حماد بن زید روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سلیمان ابو الربیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فلیح نے نافع سے روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کرتے تو ایسا تیل لگاتے جس کی خوشبو اچھی نہ ہوتی' پھر ذوالحلیفہ کی مسجد میں آتے اور نماز پڑھتے پھر سوار ہوتے اور جب ان کی ناقہ تیزی سے چلتی تو احرام باندھتے' پھر فرماتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے''۔

بخاری اس طریق سے اس کے بیان میں منفرد ہیں' اور مسلم نے عن قتیبہ عن حاتم بن اسماعیل عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم عن ابیہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں یہ تمہارا وہی ویرانہ ہے جس میں تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا کرتے تھے۔ قسم بخدا رسول اللہ ﷺ درخت کے پاس سے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے جب ان کا اونٹ رک جاتا تھا۔ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی پہلی روایت اور ان روایات کے درمیان جو آپ سے روایت کی گئی ہیں تطبیق پیدا کر دیتی ہے اور وہ یہ کہ آپ مسجد کے پاس سے احرام باندھتے تھے لیکن اپنی ناقہ پر سوار ہونے کے بعد جب وہ زمین پر آپ کو لے کر تیزی سے چلنے لگتی تھی اور یہ اس مقام پر پہنچنے سے قبل ہوتا تھا' جو ویرانے کے نام سے معروف ہے۔ پھر امام بخاری ایک دوسری جگہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن ابی بکر المقدمی نے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے کریب نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ:

رسول اللہ ﷺ کنگھی کرنے اور تیل لگانے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپ نے اور آپ کے اصحاب نے چادریں

اور تہبند زیب تن کیے اور آپ نے ان کسری چادروں کے سوا جو جلد کو زعفرانی رنگ کر دیتی ہے اور کسی قسم کی چادر پہننے سے منع نہیں فرمایا۔ پس آپ نے ذوالحلیفہ میں صبح کی اور اپنی ناقہ پر سوار ہوئے اور جب وہ زمین پر اچھی طرح چلنے لگی تو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور آپ نے اپنے اونٹوں کو قلادے پہنائے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ذی الحجہ کی پانچ راتیں باقی تھیں۔ پس آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور آپ اپنے اونٹوں کی وجہ سے حلال نہیں ہوئے کیونکہ آپ نے انہیں قلادے پہنائے تھے اور آپ مسلسل مکہ کے بالائی حصے میں حجون کے پاس رہے جو حج کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہنے کی جگہ ہے اور آپ کعبہ کے طواف کے بعد اس کے نزدیک نہیں آئے یہاں تک کہ آپ عرفہ سے واپس آئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو بیت اللہ کا طواف کرنے' صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے پھر اپنے سروں کے بال چھوٹے کرانے اور پھر حلال ہو جانے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم اس شخص کے لیے تھا جس کے پاس قلادے والا اونٹ نہیں تھا اور جس کے ساتھ اس کی بیوی تھی وہ اس کے لیے حلال تھی' اور اسے خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا بھی جائز تھا۔ بخاری اس روایت کے بیان میں منفرد ہے۔

اور امام احمد نے بہز بن اسد' حجاج' روح بن عبادہ اور عفان بن مسلم سے روایت کی ہے اور اس نے شعبہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قتادہ نے بتایا کہ میں نے ابوحسان اعرج اجرد یعنی مسلم بن عبداللہ بصری کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی' پھر اپنا اونٹ لانے کا حکم دیا اور اس کی کوہان کی دائیں جانب نشان لگایا اور اس سے خون نکالا اور اسے تلوار کے میان کے دوسروں کا ہار پہنایا پھر اپنی ناقہ لانے کا حکم دیا۔ اور جب وہ زمین پر اچھی طرح چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی۔ اور اسی طرح انہوں نے اسے ہشیم سے روایت کیا ہے کہ ہمارے اصحاب نے ہمیں خبر دی جن میں شعبہ بھی شامل ہے پس اس نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ پھر امام احمد نے اسے اسی طرح روح' ابوداؤد طیالسی اور وکیع بن الجراح سے روایت کیا ہے اور ان سب نے اسے ہشام الدستوائی سے بحوالہ قتادہ بیان کیا ہے۔

اور اسی طریق سے مسلم نے اسے اپنی صحیح میں اور اہل سنن نے اپنی کتب میں روایت کیا ہے۔ پس یہ سب طرق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ ٹھیک طور پر چلنے لگی۔ اور یہ خصیف الجزری کی اس روایت سے جو سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے' اصح اور اثبت ہے۔ اور اسی طرح وہ مفسرہ روایت بھی کہ آپ نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ ٹھیک طور پر چلنے لگی' دوسری روایت پر اس احتمال کی وجہ سے مقدم ہے کہ آپ نے مسجد کے پاس سے اس وقت احرام باندھا ہو جب آپ کی سواری ٹھیک ہو گئی ہو۔ اور آپ کے ناقہ پر سوار ہونے والی روایت میں دوسری سے زیادہ علم پایا جاتا ہو۔ واللہ اعلم

اور اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت معارض سے محفوظ ہے۔ اور اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت بھی معارض سے محفوظ ہے جو صحیح مسلم میں حضرت جعفر صادق کے طریق سے ان کے باپ سے عن ابی الحسین زین

العابدین عن جابر مروی ہے۔ اس طویل حدیث میں جو ابھی بیان ہو گی' بیان ہوا ہے کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ ٹھیک طور پر چلنے لگی۔

اور بخاری نے اوزاعی کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے عطاء بن جابر بن عبداللہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ ٹھیک طور پر چلنے لگی۔ اور وہ حدیث جسے محمد بن اسحاق بن یسار نے ابوالزناد سے' عائشہ بنت سعد سے روایت کیا ہے' وہ کہتی ہیں کہ سعد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب الفرع کا راستہ اختیار کر لیتے تو اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے جب آپ کی ناقہ آپ کو اٹھا لیتی۔ اور جب کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے تو اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے' جب ویرانے کی بلندی پر چڑھتے۔

ابوداؤد اور بیہقی نے اسے ابن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس میں نکارت وغرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

یہ تمام طرق قطعی طور پر یا ظن غالب کے طور پر اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے نماز کے بعد' اور اپنی ناقہ پر سوار ہونے اور اس کے چلنے کے بعد احرام باندھا' ابن عمر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ قبلہ رُخ تھے۔



باب ۱۹

حضورؐ نے اپنے اس حج میں' افراد' تمتع اور قران میں سے کس کا احرام باندھا اس کے متعلق تفصیلی بیان

اس بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی بیان کرتے ہیں کہ مالک نے ہمیں عبدالرحمٰن بن القاسم سے خبر دی کہ ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ اور مسلم نے اسے عن اسماعیل عن ابی اویس و یحییٰ عن مالک روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے اسے عن عبدالرحمٰن بن مہدی عن مالک روایت کیا ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن المنکدر نے عن ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن عن القاسم بن محمد عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے شریح نے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی الزناد نے اپنے باپ سے عن عروہ عن عائشہ اور عن علقمہ بن ابی علقمہ عن امہ عن عائشہ اور عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ ان طرق سے احمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے میں متفرد ہیں اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ بن حماد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے مالک بن انس کو عن ابی الاسود عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا نیز وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے روح نے بیان کیا کہ ہم سے مالک نے عن ابی الاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل جو عروہ کی گود میں یتیم تھا' عن عروہ بن زبیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی مصعب عن مالک اسی طرح روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے عن قتیبہ عن مالک اسی طرح روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمٰن نے عن مالک عن ابی الاسود عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پس ہم میں کچھ لوگوں نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی اور کچھ لوگوں نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی۔ اور کچھ لوگوں نے بلند آواز سے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی۔ پس جنہوں نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی تھی وہ بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کر کے حلال ہو گئے اور جنہوں نے حج یا حج اور عمرہ کی تکبیر کہی تھی وہ یوم النحر تک حلال نہیں ہوئے۔ اور بخاری نے بھی اسے اسی طرح عن عبداللہ بن یوسف' القعنبی' اسماعیل بن ابی اویس عن مالک روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے عن یحییٰ بن یحییٰ عن مالک روایت کیا ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے زہری سے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی' اور کچھ لوگوں نے حج اور عمرہ کی اور کچھ نے عمرہ کی تکبیر کہی اور مسلم نے اسے عن ابن ابی عمر عن سفیان بن عیینہ ایسے ہی روایت کیا ہے۔

اور جس حدیث کے متعلق امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالعزیز بن محمد نے عن

علقمہ بن ابی علقمہ عن امہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو حکم دیا اور فرمایا کہ جو حج سے قبل عمرہ کرنا چاہتا ہے وہ عمرہ کر لے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ آپ نے عمرہ نہیں کیا۔ یہ حدیث بہت غریب ہے۔ اس کی روایت میں احمد بن حنبل متفرد ہیں‘ اس کے اسناد میں کوئی اعتراض نہیں لیکن اس کے الفاظ میں شدید نکارت پائی جاتی ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے کہ ’’آپ نے عمرہ نہیں کیا‘‘ اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے حج کے ساتھ عمرہ نہیں کیا اور نہ اس سے پہلے کیا ہے تو یہ قول ان لوگوں کا ہے جو حج افراد کی طرف گئے ہیں اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے کلیتہً عمرہ نہیں کیا نہ حج سے پہلے اور نہ حج کے ساتھ اور نہ اس کے بعد‘ تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ بات کسی عالم نے کہی ہو۔ پھر یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر لوگوں کی صحیح روایت کے خلاف ہے کہ آپ نے چار عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں ہوئے‘ سوائے اس عمرہ کے جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ عنقریب اس کا مفصل بیان فصل القران میں آئے گا۔ واللہ اعلم

اور اسی طرح وہ روایت بھی ہے جسے امام احمد نے اپنے مسند میں یہ کہتے ہوئے روایت کیا ہے کہ ہم سے روح نے بیان کیا کہ ہم سے صالح بن اخضر نے بیان کیا کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ انہیں عروہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بتایا۔ آپ فرماتی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حج اور عمرہ کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہی اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لے گئے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ عمرہ کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہی اور وہ اپنے ساتھ قربانی کے جانوروں کو لے گئے اور کچھ لوگوں نے عمرہ کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہی اور قربانی کے جانوروں کو نہ لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں‘ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے عمرہ کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہی تھی اور میں قربانی کا جانور نہیں لے گئی تھی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے عمرہ کی تکبیر کہی ہے اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہے وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے اور جو چیز اس پر حرام ہے وہ اسے حلال نہ کرے یہاں تک کہ وہ اپنے حج کو ادا کرے اور یوم النحر کو اپنی قربانی کا جانور ذبح کرے اور جس نے تم میں سے عمرہ کی تکبیر کہی ہے اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لایا تو وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے پھر بال چھوٹے کرائے اور حلال ہو جائے‘ پھر حج کی تکبیر کہے اور قربانی کا جانور لائے اور جو قربانی کا جانور نہ پائے تو وہ حج میں تین دن کے روزے رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب وہ اپنے اہل کے پاس واپس چلا جائے‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو مقدم کیا جس کے فوت ہونے کا خدشہ تھا اور عمرہ کو مؤخر کیا۔ یہ حدیث امام احمد کے افراد میں سے ہے اور اس کے بعض الفاظ میں نکارت پائی جاتی ہے اور اس کے لیے صحیح میں شاہد پایا جاتا ہے اور صالح بن ابی الاخضر زہری کے اعلیٰ اصحاب میں سے نہیں ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جب دوسرے اس کے مخالف ہوں جیسا کہ اس جگہ اس کے سیاق کے بعض الفاظ میں ہے۔ اور اس کا یہ قول کہ آپ نے حج کو مقدم کیا جس کے فوت ہونے کا خدشہ تھا اور عمرہ کو مؤخر کیا‘ یہ حدیث کے پہلے حصے سے موافقت نہیں رکھتا کہ آپ نے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی پس اگر اس کا یہ مقصد ہے کہ آپ نے دونوں کی اکٹھے تکبیر کہی اور حج کے افعال کو مقدم کیا‘ پھر اس کے فارغ ہونے کے بعد عمرہ کی تکبیر کہی جیسا کہ ان لوگوں کا قول

ہے جو افراد کے قائل ہیں۔ پس یہ وہ بات ہے جو اس جگہ ہمارے زیر بحث ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے افعال حج کو عمرہ کے افعال سے الگ کیا اور عمرہ حج میں ہی داخل ہے۔ تو یہ قول ان لوگوں کا ہے جو قران کے قائل ہیں اور جس نے آپ سے یہ روایت کی ہے کہ آپ نے حج افراد کیا وہ اس کی تاویل کرتے ہیں کہ آپ نے حج کے افعال کو الگ کیا۔ اگرچہ آپ نے اس کے ساتھ ہی عمرہ کی نیت کی ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے افراد کی روایت کی ہے ان سب نے قران کی بھی روایت کی ہے جیسا عنقریب اس کی وضاحت ہوگی۔ واللہ اعلم

افراد کے بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن محمد نے بیان کیا کہ ہم سے ابن عباد نے بیان کیا کہ مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے نافع سے بحوالہ ابن عمر بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج مفرد کی تکبیر کہی اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں عن عبداللہ بن عون عن عباد بن عباد عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کی تکبیر کہی۔ اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسن بن عبدالعزیز اور محمد بن مسکین نے بیان کیا کہ ہم سے بشر بن بکیر نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن عبدالعزیز بن زید بن اسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کی تکبیر کہی۔ اس کا اسناد جید ہے مگر انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔

افراد کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

حافظ بیہقی، روح بن عبادہ کی حدیث سے عن شعبہ عن ایوب عن ابی العالیہ البراء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی اور ذوالحجہ کی چار راتیں گذر چکی تھیں کہ آپ تشریف لائے اور آپ نے ہمیں بطحاء میں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا جو اسے عمرہ بنانا چاہتا ہے وہ اسے عمرہ بنالے۔ پھر حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مسلم نے اسے عن ابراہیم بن دینار عن ابی روح روایت کیا ہے۔ اور قتادہ کی روایت سے جو عن ابی حسان اعرج عن ابن عباس مروی ہے، پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ اونٹ کے پاس آئے اور اس کی کوہان کو دائیں جانب نشان لگایا پھر اپنی ناقہ کے پاس آئے اور اس پر سوار ہو گئے اور جب وہ زمین پر ٹھیک طرح چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی۔ اور صحیح مسلم میں بھی یہ حدیث ایسے ہی بیان ہوئی ہے۔

اور حافظ ابوالحسن دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسین بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ابوہشام نے بیان کیا کہ ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا کہ ہم سے ابوحصین نے عبدالرحمٰن بن الاسود سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ:

میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو آپ نے صرف حج کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تو انہوں نے بھی صرف حج کیا اور حضرت عثمان کے ساتھ کیا تو انہوں نے بھی صرف حج کیا۔ ثوری نے ابوحصین سے اس کی متابعت کی ہے۔ ہم نے اس جگہ پر اس کا ذکر اس لیے کیا ہے کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ یہ ائمہ توقیف سے ایسا کرتے تھے۔ اس جگہ تجرید سے مراد افراد

ہے۔ واللہ اعلم

اور دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابو عبید اللہ القاسم بن اسمٰعیل اور محمد بن خالد نے بیان کیا کہ ہم سے علی بن محمد بن معاویہ رزاز نے بیان کیا کہ ہم سے عبد اللہ بن نافع نے عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا اور انہوں نے حج افراد کیا' پھر آپ نے ۹ ھ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تو آپ نے بھی حج افراد کیا پھر رسول کریم ﷺ نے ۱۰ ھ میں حج کیا اور حج افراد کیا' پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو انہوں نے حج افراد کیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو حج افراد کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو آپ نے حج افراد کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود حج افراد کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ہوا تو آپ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو لوگوں کا امیر مقرر کیا تو انہوں نے حج افراد کیا۔ اس کے اسناد میں عبد اللہ بن عمر العمری ہے جو ضعیف ہے۔ لیکن حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اسناد صحیح سے اس کا شاہد موجود ہے۔

ان لوگوں کا بیان جو آپؐ کے حج تمتع کے قائل ہیں:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حجاج نے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حج تمتع کیا اور بلند آواز سے تکبیر کہی اور ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور لائے اور رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی پھر حج کی اور کچھ لوگ ایسے تھے جو قربانی کا جانور لائے تھے پس وہ ذوالحلیفہ سے قربانی کے جانوروں کو ہانک لائے اور کچھ لوگ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: تم میں سے جو شخص قربانی کا جانور لایا ہے وہ کسی حرام چیز کو حلال نہ کرے یہاں تک کہ اپنے حج کو ادا کرے اور جو قربانی کا جانور نہیں لایا وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے اور بال کٹائے اور حلال ہو جائے۔ پھر بلند آواز سے حج کی تکبیر کہے اور قربانی کا جانور لے جائے اور جو قربانی کا جانور نہ پائے وہ تین دن کے روزے رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب اپنے اہل کی طرف واپس جائے۔ اور جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ آئے آپ نے طواف کیا اور سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر سات چکروں میں سے تین چکر دوڑ کر لگائے اور چار چل کر لگائے۔ پھر طواف کی تکمیل کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا اور واپس لوٹ گئے اور صفا کے پاس آ کر صفا اور مروہ کے چکر لگائے۔ پھر آپ نے حج کی ادائیگی اور یوم النحر کو اپنے قربانی کے جانور کے ذبح کرنے تک کسی حرام چیز کو اپنے لیے حلال نہیں کیا اور واپس آ کر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا اسی طرح ان لوگوں نے کیا جو قربانی کے جانور لائے تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حجاج نے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے ابن شہاب سے بحوالہ عروہ بن زبیر بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی بتایا جیسے سالم بن عبد اللہ عن رسول اللہ ﷺ انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی حج تمتع کیا۔ اور بخاری نے اس

حدیث کو یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے اور مسلم اور ابوداؤد نے عن عبدالملک بن شعیب عن لیث عن ابیہ روایت کیا ہے اور نسائی نے عن محمد بن عبداللہ المبارک المخرمی عن حجین بن المثنیٰ بیان کیا ہے اور ان تینوں نے لیث بن سعد سے عن عقیل عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے' یہ حدیث تینوں اقوال کے لحاظ سے مشکل احادیث میں سے ہے۔ افراد والے قول میں عمرہ کا اثبات ہے' خواہ حج سے قبل ہو یا اس کے ساتھ ہو۔ اور خاص تمتع کے قول میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کے طواف کے بعد بھی حرام چیزوں کو حلال نہیں کیا۔ حالانکہ متمتع کا یہ حال نہیں ہوتا اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قربانی کا جانور لانے نے آپ کو حلال ہونے سے روک دیا تھا جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مفہوم ہوتا ہے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کا کیا حال ہے جو عمرہ سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے سر کو چپکا لیا تھا اور اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا تھا' پس میں جب تک قربانی نہ کر لوں حلال نہیں ہوں گا''۔

ان کا یہ قول بعید ہے کیونکہ جو احادیث قران کے اثبات میں وارد ہوئی ہیں وہ اس قول کو رد کرتی ہیں اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں کہ آپ نے بلند آواز سے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی پھر صفا اور مروہ کی سعی کرنے کے بعد آپ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی۔ اس انداز پر کسی ایک آدمی نے بھی اسے اسناد صحیح کے ساتھ نقل نہیں کیا بلکہ حسن اور ضعیف اسناد کے ساتھ بھی نقل نہیں کیا۔

اور اس حدیث میں جو یہ قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حج تمتع کیا اگر اس سے مراد تمتع عام ہے تو اس میں قران داخل ہو گا اور یہی مراد ہے اور اس کا یہ قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی اور پھر حج کی تکبیر کہی۔ اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے حج کے لفظ سے عمرہ کا لفظ پہلے کہا یعنی یہ کہا کہ لبیک اللھم عمرۃ و حجًا تو یہ سہل بات ہے جو قران کے منافی نہیں اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی پھر وقفے کے ساتھ اس کے ساتھ حج کو شامل کیا پھر بھی طواف سے قبل آپ قارن ہو گئے ہیں۔ اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی پھر اس کے افعال سے فارغ ہو گئے اور قربانی کا جانور لانے کے لیے حلال ہوئے یا نہ ہوئے جیسا کہ زعم کرنے والوں کا زعم ہے لیکن آپ نے مناسک عمرہ کی ادائیگی کے بعد اور منیٰ کی طرف جانے سے قبل' حج کی تکبیر کہی تو جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس بات کو صحابہؓ سے کسی نے نقل نہیں کیا اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے تو اس کا قول عدم نقل اور قران کے اثبات میں وارد ہونے والی احادیث کی مخالفت کی وجہ سے مردود ہو گا' جیسا کہ عنقریب بیان ہو گا' بلکہ ان احادیث کی مخالفت کی وجہ سے مردود ہو گا جو قبل ازیں افراد کے بارے میں بیان ہو چکی ہیں۔ واللہ اعلم

حقیقت حال کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بظاہر لیث کی یہ حدیث جو عن عقیل عن زہری عن سالم عن ابن عمر مروی ہے' دوسرے طریق سے بھی اس وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔ جب آپ نے حج افراد کیا اور جب حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' اگر آپ اس سال حج کو مؤخر کر

دیئے تو آپ کیا کرتے آپ نے جواب دیا میں وہی کرتا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا‘ یعنی حدیبیہ کے سال محاصرہ کے زمانہ میں۔ آپ نے ذوالحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھا پھر آپ ویرانے کی بلندی پر چڑھتے‘ آپ نے کہا میں ان دونوں باتوں کو ایک ہی خیال کرتا ہوں اور آپ نے اس کے ساتھ حج کی تکبیر کہی۔ پس راوی نے خیال کرلیا کہ رسول اللہ ﷺ نے برابر ایسا ہی کیا ہے۔ آپ نے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی‘ پھر حج کی تکبیر کہی‘ اور انہوں نے اسے اسی طرح روایت کردیا۔ اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے جسے ہم عنقریب بیان کریں گے اور اس کا بیان اس حدیث میں ہے جسے عبداللہ بن وہب نے روایت کیا ہے کہ مالک بن انس وغیرہ نے مجھے خبر دی کہ نافع نے ان سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فتنہ کے سال عمرہ کے لیے نکلے اور فرمایا اگر مجھے بیت اللہ سے روک دیا گیا تو ہم وہی کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پس آپ گئے اور عمرہ کی تکبیر کہی اور چلتے گئے اور جب ویرانے میں بلندی پر چڑھے تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ان دونوں کا معاملہ ایک ہی ہے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرہ کے ساتھ لازم کرلیا۔ پس آپ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچ گئے اور اس کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے اور اس پر کوئی اضافہ نہ کیا اور آپ نے خیال کیا کہ یہی آپ کی طرف سے کفایت کریں گے اور قربانی کا جانور بھیجا۔ اور صحیح کے مؤلف نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے عبیداللہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے اسے عبیداللہ اور عبدالعزیز بن ابی داؤد سے بحوالہ نافع روایت کیا ہے اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ پھر آپ نے اس کے آخر میں کہا ہے کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

اور بخاری نے جو روایت کی ہے اس میں بیان کیا ہے کہ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے نافع سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سال حج کا ارادہ کیا جس سال حجاج‘ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ کے لیے اترا تو آپ سے کہا گیا کہ لوگوں کے درمیان جنگ ہونے والی ہے اور ہمیں خدشہ ہے کہ وہ آپ کو روک دیں گے۔ آپ نے جواب دیا تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک نیک نمونہ موجود ہے اگر ایسا ہوا تو میں ایسا ہی کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا‘ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کو لازمی کرلیا ہے پھر آپ چلے گئے اور جب ویرانے کے بلند مقام پر آئے تو فرمایا میں حج اور عمرہ کے معاملہ کو ایک ہی خیال کرتا ہوں‘ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج کو بھی لازم کرلیا ہے پس آپ نے قربانی کا جانور بھجوایا جسے آپ نے قدید سے خریدا تھا اور اس پر کچھ اضافہ نہ کیا اور نہ قربانی کی اور نہ کسی حرام چیز کو حلال کیا‘ نہ سر منڈایا‘ نہ بال کٹوائے‘ یہاں تک کہ یوم النحر آ گیا تو آپ نے قربانی کی اور سر منڈایا اور آپ نے خیال کیا کہ آپ نے اپنے پہلے طواف کے ساتھ حج اور عمرہ کا طواف پورا کردیا ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے ابن علیہ نے عن ایوب عن نافع بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ آیا اور کہنے لگا مجھے خدشہ ہے کہ اس سال لوگوں کے درمیان جنگ ہوگی اور وہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے۔ کاش آپ ٹھہر جاتے آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ گئے‘ تو کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے پس اگر وہ میرے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوئے تو میں بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح

کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لیے نیک نمونہ موجود ہے۔ اگر ایسا ہوا تو میں بھی وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو لازم کر لیا ہے۔ پھر آپ آئے اور ان دونوں کا ایک ہی طواف کیا۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے ابی النعمان سے عن حماد بن زید عن ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی عن نافع روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے ان دونوں کی حدیث سے ایوب سے روایت کیا ہے' پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دشمن کے محاصرہ کی صورت میں حلال ہونے اور حج اور عمرہ کے ایک طواف پر اکتفا کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کی اس لیے کہ آپ نے متمتع ہونے کے لیے پہلے عمرہ کا احرام باندھا' پھر آپ کو محاصرہ کا خدشہ پیدا ہو گیا تو آپ نے دونوں کو اکٹھا کر لیا اور عمرہ سے قبل طواف سے پہلے' حج کو عمرہ کے ساتھ شامل کر کے قارن بن گئے اور فرمایا: میں ان دونوں کے معاملہ کو ایک ہی سمجھتا ہوں' یعنی انسان کے حج یا عمرہ سے یا دونوں سے روکے جانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پس جب آپ مکہ آئے تو آپ نے دونوں کی جانب سے اپنے طواف اول پر ہی اکتفا کر لی جیسا کہ سیاق اوّل میں اس کی تصریح کی گئی ہے جسے ہم نے الگ بیان کیا ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے کہ: ''آپ نے خیال کیا کہ آپ نے اپنے طواف اوّل ہی میں حج اور عمرہ کا طواف پورا کر دیا ہے''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ یعنی آپ نے حج اور عمرہ کے ایک ہی طواف پر قناعت کی تھی' یعنی صفا اور مروہ کے درمیان۔ اس بیان میں اس امر پر دلالت پائی جاتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قران کی روایت کی ہے اس لیے نسائی نے عن محمد بن منصور عن سفیان بن عیینہ عن ایوب بن موسیٰ عن نافع روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج اور عمرہ ملا لیا اور ایک طواف کیا پھر نسائی نے اسے عن علی بن میمون الرقی عن سفیان بن عیینہ عن اسماعیل بن امیہ اور ایوب بن موسیٰ اور ایوب سختیانی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور ان چاروں نے نافع سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ آئے تو آپ نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی' پھر آپ کو خدشہ ہوا کہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیا جائے گا۔ پھر اس نے پوری حدیث بیان کی ہے کہ آپ حج کو عمرہ کے ساتھ شامل کر کے قارن بن گئے۔

حاصل کلام یہ کہ بعض رواۃ نے جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول سنا کہ ''میں وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا'' اور آپ کا یہ قول کہ ''رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا تو انہوں نے خیال کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کی بلند آواز سے تکبیر کہی پھر حج کی اور طواف سے قبل ہی اسے عمرہ کے ساتھ شامل کر لیا اور اس نے جو کچھ سمجھا تھا اس مفہوم کو روایت کر دیا' حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا' بلکہ آپ نے اس امر کا ارادہ کیا تھا جو ہم نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

پھر اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی پھر طواف سے قبل اس کے ساتھ حج کو شامل کر لیا تو آپ قارن ہو گئے نہ کہ تمتع خاص کے متمتع پس اس میں ان لوگوں کے قول پر دلالت پائی جاتی ہے جو تمتع کی افضلیت کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم

اور وہ حدیث جسے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے قتادہ سے بیان کیا کہ مجھ سے مطرف نے بحوالہ عمران بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمتع کیا اور قرآن اترا' اور ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا' اور مسلم نے اسے محمد بن المثنیٰ سے عن عبدالصمد ابن الوارث عن ہمام عن قتادہ روایت کیا ہے۔

اور اس سے مراد وہ متعہ ہے جو قران اور تمتع خاص سے اعم ہے اور اس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جسے مسلم نے شعبہ اور سعید بن ابی عروبہ کی حدیث سے عن قتادہ عن مطرف عن عبداللہ بن الشخیر عن عمران بن الحصین بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا اور پھر تمام حدیث بیان کی ہے اور سلف کی اکثریت قران پر متعہ کا اطلاق کرتی ہے جیسا کہ بخاری نے کہا ہے کہ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حجاج بن محمد اعور نے بحوالہ شعبہ عن عمرو بن مرہ عن سعید بن المسیب بیان کیا کہ:

حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے عسفان میں متعہ کے بارے میں اختلاف کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ایسے کام سے روکنا چاہتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو دونوں کی اکٹھے بلند آواز سے تکبیر کہی' اور مسلم نے بھی اسے اسی طرح شعبہ کی حدیث سے عن الحکم بن عیینہ عن علی بن الحسین عن مروان بن الحکم دونوں سے روایت کیا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں کسی آدمی کے قول کے باعث رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑنے کا نہیں'' اور اسی طرح مسلم نے شعبہ کی حدیث سے بھی اسے عن قتادہ عن عبداللہ بن شقیق روایت کیا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' آپ کو علم ہی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا' انہوں نے کہا بے شک لیکن ہم خوفزدہ تھے۔

اور وہ حدیث جسے مسلم نے غندر کی حدیث سے عن شعبہ اور عن عبیداللہ بن معاذ عن ابیہ عن شعبہ عن مسلم بن مخراق المقبری روایت کیا ہے کہ اس نے حضرت ابن عباس کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی۔ اور آپ کے اصحاب نے حج کی تکبیر کہی۔ پس رسول اللہ ﷺ حلال نہ ہوئے اور نہ ہی آپ کے اصحاب میں وہ اشخاص حلال ہوئے جو قربانی کے جانور لے گئے تھے اور بقیہ لوگ حلال ہو گئے۔

اور ابوداؤد طیالسی نے اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور روح بن عبادہ عن شعبہ عن مسلم المقبری عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی'' اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی' پس ان میں سے جس کے پاس تمتع کی قربانی کا جانور نہ تھا وہ حلال ہو گیا اور جس کے پاس قربانی کا جانور تھا وہ حلال نہ ہوا۔ الحدیث پس اگر ہم دونوں روایتوں کو صحیح قرار دیں تو قران ثابت ہو گا۔ اور اگر ہم دونوں روایتوں میں سے ہر ایک پر توقف کریں تو دلیل ٹھہر جائے گی اور اگر ہم مسلم کی اس روایت کو صحیح قرار دیں جسے اس نے اپنی صحیح میں عمرہ کی روایت میں بیان کیا ہے جو قبل ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان ہو چکی ہے کہ آپ نے افراد روایت کیا ہے اور وہ حج کا احرام باندھنا ہے' پس یہ حج پر اضافہ ہو گا اور خاص طور پر قران کا قول لایا جائے گا اور عنقریب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ روایت بیان ہو گی جو اس پر دلالت کرے گی۔

اور مسلم نے غندر اور معاذ بن معاذ کی حدیث سے عن شعبہ عن الحکم عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے۔ پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ تمام حل کو حلال کرے۔ پس قیامت تک عمرہ حج میں شامل ہو گیا ہے اور بخاری نے آدم بن ابی ایاس اور مسلم نے غندر کی حدیث سے اور ان دونوں نے شعبہ سے بحوالہ ابی جمرہ روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے تمتع کیا تو مجھے لوگوں نے منع کر دیا' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے مجھے تمتع کرنے کا حکم دیا۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ حج مبرور اور مقبول متعہ' پس میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر یہ تو ابوالقاسم صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ کی سنت ہے اور اس جگہ پر متعہ سے مراد قران ہے اور القعنبی وغیرہ نے عن مالک بن انس عن ابن شہاب عن محمد بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان کے حج کے سال سعد بن ابی وقاص اور ضحاک بن قیس کو عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کا ذکر کرتے سنا تو ضحاک کہنے لگے' یہ کام وہی شخص کرتا ہے جو امر الٰہی سے بیگانہ ہو تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے میرے بھتیجے! تو نے بہت بری بات کی ہے' ضحاک کہنے لگے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا ہے اور ہم نے بھی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے۔

اور ترمذی اور نسائی نے اسے قتیبہ سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے معتمر بن سلیمان اور عبداللہ بن المبارک سے بیان کیا ہے اور ان دونوں نے سلیمان التیمی سے روایت کی ہے کہ غنیم بن قیس نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسے کیا ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ ان دنوں عرش' یعنی مکہ' میں کافر تھے۔ اور مسلم نے اسے شعبہ' سفیان ثوری' یحییٰ بن سعید اور مروان الفزاری سے روایت کیا ہے اور ان چاروں نے سلیمان التیمی سے روایت کی ہے کہ میں نے غنیم بن قیس سے سنا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' ہم نے اسے کیا ہے اور یہ ان دنوں عرش میں کافر تھے۔ اور یحییٰ بن سعید' یعنی معاویہ' کی روایت میں ہے کہ یہ سب بات تمتع کے اطلاق کے باب میں ہے جو تمتع خاص سے اعم ہے اور وہ عمرہ کا احرام باندھنا اور اس سے فارغ ہو جانا ہے اور پھر حج اور قران کا احرام باندھنا ہے۔ بلکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کلام میں حج کے مہینوں میں عمرے پر تمتع کے اطلاق کی دلالت پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے عمرہ کیا اور معاویہ ابھی حج سے قبل مکہ میں کافر تھے اور عمرہ حدیبیہ یا عمرۃ القضا بھی اس کی مانند ہیں۔ اب رہی بات عمرۃ الجعرانہ کی تو معاویہ اپنے باپ کے ساتھ فتح مکہ کی شب کو مسلمان ہو گئے۔ اور ہم نے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک عمرہ میں ایک چوڑے پھل والے تیر کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کاٹے تھے' اور وہ لامحالہ عمرۃ الجعرانہ ہی تھا۔



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قارن قرار دینے والوں کی دلیل کا بیان

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت:

قبل ازیں بخاری کی وہ روایت بیان ہو چکی ہے جو ابو عمرو اوزاعی کی حدیث سے مروی ہے کہ میں نے یحییٰ بن ابی کثیر کو عکرمہ سے عن ابن عباس عن ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے سنا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: ''میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ'' اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عمر بن حفص المقبری نے ہمیں بغداد میں خبر دی کہ ہمیں احمد بن سلیمان نے اطلاع دی کہ عبدالملک بن محمد کو سنایا گیا اور میں سن رہا تھا کہ ابو زید الہروی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقیق میں حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اس مبارک وادی میں دو رکعت نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ، پس روز قیامت تک عمرہ حج میں شامل ہو گیا ہے۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ بخاری نے اسے ابو زید الہروی سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہاشم نے بیان کیا کہ ہم سے سیار نے ابو وائل سے بیان کیا کہ ایک نصرانی آدمی تھا جسے الضبی بن معبد کہا جاتا تھا، اس نے جہاد کا ارادہ کیا تو اسے کہا گیا کہ حج سے آغاز کرو تو وہ اشعری کے پاس آیا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ حج اور عمرہ کی بلند آواز سے اکٹھے تکبیر کہے تو اس نے ایسے ہی کیا اسی دوران میں وہ تلبیہ کہتے ہوئے زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کے پاس سے گزرا تو ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا۔ یہ شخص اس اونٹ سے بھی جو اپنے مالک سے غائب ہو زیادہ بھٹکا ہوا ہے۔ پس الضبی نے بھی اسے سن لیا اور یہ بات اسے شاق گذری، پس جب وہ آیا تو اس نے آ کر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ''تو نے اپنے نبی کی سنت کی طرف راہ پائی ہے''۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک دوسری بار آپ کو فرماتے سنا کہ: ''تو نے اپنے نبی کی سنت کو پا لیا ہے''۔ اور امام احمد نے اسے عن یحییٰ بن سعید القطان عن اعمش عن شقیق عن ابی وائل عن الضبی بن معبد عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ان دونوں نے کوئی بات نہیں کی کہ تو نے اپنے نبی کی سنت کو پا لیا ہے۔ اور اس نے اسے عن عبدالرزاق عن سفیان ثوری عن منصور عن ابی وائل بھی روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح اس نے اسے عن غندر عن شعبہ عن الحکم عن ابی وائل اور عن سفیان عن عیینہ عن عبدہ بن ابی لبابہ عن ابی وائل بھی روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں الضبی بن معبد نے بیان کیا کہ میں ایک نصرانی آدمی تھا، میں نے مسلمان ہو کر حج اور عمرہ کی بلند آواز سے اکٹھے تکبیر کہی تو زید بن

صوحان اور سلمان بن ربیعہ نے مجھے ان دونوں کی بلند آواز سے تکبیر کہتے سنا تو وہ دونوں کہنے لگے۔ یہ شخص اس اونٹ سے بھی جو اپنے مالک سے غائب ہو زیادہ بھٹکا ہوا ہے۔ گویا ان دونوں نے اپنی اس بات سے مجھ پر ایک پہاڑ کا بوجھ ڈال دیا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں بتایا تو آپ نے جا کر ان دونوں کو ملامت کی اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تو نے اپنے نبی کی سنت کو پا لیا ہے۔ عبدہ بیان کرتا ہے کہ ابو وائل نے بہت دفعہ بیان کیا کہ میں اور مسروق' الضبی بن معبد کے پاس اس بات کے دریافت کرنے کے لیے بہت دفعہ گئے۔ اور صحیح کی شرط پر یہ اسانید جید ہیں۔

اور ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے کئی طرق سے ابووائل شقیق بن سلمہ سے روایت کیا ہے اور نسائی اپنے سنن کی کتاب الحج میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن علی بن الحسن بن شقیق نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے عن جمرة العسکری عن مطرف عن سلمہ بن کہیل عن طاؤس عن ابن عباس عن عمرو مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ:

''قسم بخدا! میں تاکیداً تمہیں متعہ سے منع کرتا ہوں اور یہ کتاب اللہ میں موجود تھا اور حضرت نبی کریم ﷺ نے بھی اسے کیا ہے''۔

امیر المومنین حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے عمرو بن مرہ سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما عسفان میں اکٹھے ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متعہ یا عمرہ سے منع کیا کرتے تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اس سے منع کرنے سے آپ کا کیا مقصد ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہم آپ کی بات نہیں مانتے۔

امام احمد نے مختصراً اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے عن عمرو بن مرہ عن سعید بن المسیب روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عسفان میں حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا متعہ کے بارے میں اختلاف ہو گیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اس سے منع کرنے سے آپ کا کیا مقصد ہے' پس جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو دونوں کی بلند آواز سے اکٹھے تکبیر کہی۔ اور بخاری کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بیسار نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے غندر نے عن شعبہ عن الحکم عن علی بن الحسین عن مروان بن الحکم روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متعہ سے منع کرتے تھے اور ان دونوں کے اکٹھے کرنے سے بھی روکتے تھے۔ پس جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو بلند آواز سے دونوں کی تکبیر کہی اور لبیک بعمرة وحج کہا اور فرمایا میں کسی کے قول کے باعث حضرت نبی کریم ﷺ کی سنت کو چھوڑنے کا نہیں۔

اور نسائی نے اسے شعبہ کی حدیث سے اور اعمش کی حدیث سے عن مسلم البطین عن علی بن الحسین روایت کیا ہے۔ اور امام

احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بحوالہ قتادہ بیان کیا کہ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ حضرت عثمان متعہ سے منع فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیتے تھے اور حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ایسے ایسے ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا تھا' انہوں نے جواب دیا بے شک، لیکن ہم خوفزدہ تھے۔ اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو روایت کی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا اعتراف کیا ہے اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع کے سال' حضرت نبی کریم ﷺ کی طرح بلند آواز سے تکبیر کہی تھی۔ اور آپ قربانی کا جانور بھی لے گئے تھے اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حالت حرام میں ٹھہرے رہیں' اور حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

اور امام مالک نے موطا میں جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے' کہ مقداد بن اسود' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پانی لے کر گئے تو آپ دودھ اور آٹے کو ملا رہے تھے اور جا کر کہنے لگے' یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنے سے منع کرتے ہیں' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور آٹا اور دودھ آپ کے ہاتھوں پر لگا ہوا تھا۔ آٹے اور دودھ کا جو نشان آپ کے ہاتھوں پر پڑا ہوا تھا میں اسے فراموش نہیں کر سکتا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور کہا آپ حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنے سے منع کرتے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری رائے ہے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر باہر نکلے اور آپ کہہ رہے تھے۔ اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں کے لیے حاضر ہوں:

لبیک اللّٰھم لبیک بحجۃ و عمرۃ معًا.

ابوداؤد اپنے سنن میں بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یونس نے عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کی وہ بیان کرتے ہیں:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کا امیر بنایا تو میں آپ کے ساتھ تھا اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد کی حدیث کو بیان کیا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی طرح بلند آواز سے تکبیر کہی ہے آپ نے فرمایا میں قربانی کا جانور لایا ہوں اور میں قارن ہوں۔

اور نسائی نے اسے اپنے اسناد سے جو شیخین کی شرط کے مطابق ہے' یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اسے معلل قرار دیا ہے کیونکہ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا اور یہ تعلیل قابل غور ہے کیونکہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے قران مروی ہے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ مدینہ سے آئے اور میں یمن سے آیا اور میں نے کہا' میں حضرت نبی کریم ﷺ کی تکبیر کی طرح تکبیر کہہ کر حاضر ہوں' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے حج اور عمرہ دونوں کی اکٹھے تکبیر کہی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت:

آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے ہم انہیں حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔

بکر بن عبداللہ المزنی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حمید الطویل نے بیان کیا کہ ہمیں بکر بن عبداللہ المزنی نے خبر دی کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ کا اکٹھا تلبیہ کہتے سنا' میں نے اس بات کا ذکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا تو آپ نے فرمایا آپ نے صرف حج کا تلبیہ کہا تھا' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مل کر انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ہم سے بچے تجاوز کر رہے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو **لبیک عمرۃ و حجًا** کہتے سنا ہے۔

اور بخاری نے اسے مسدد سے عن بشر بن الفضل عن حمید روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے شریح بن یونس سے بحوالہ ہشیم اور امیہ بن بسطام سے عن یزید بن زریع عن حبیب بن الشہید عن بکر بن عبداللہ المزنی روایت کیا ہے۔

ثابت البنانی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے عن ابن ابی لیلیٰ عن ثابت عن انس روایت کی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: **لبیک بعمرۃ و حجۃ معًا** اس طریق سے حسن بصری اس سے متفرد ہیں۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے روح نے بیان کیا کہ ہم سے اشعث نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ آئے اور انہوں نے حج اور عمرہ کا تلبیہ کہا اور جب وہ بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کر چکے تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حلال ہو جانے اور اسے عمرہ بنا لینے کا حکم دیا۔ تو یوں معلوم ہوا کہ لوگ خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں قربانی کا جانور نہ لایا ہوتا تو میں حلال ہو جاتا۔ پس لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے تمتع کیا۔ حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ حسن بن قزعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن حبیب نے بیان کیا کہ ہم سے اشعث نے حسن سے بحوالہ انس بیان کیا کہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے بلند آواز سے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی اور جب وہ مکہ آئے تو انہوں نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حلال ہو جانے کا حکم دیا تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' حلال ہو جاؤ' اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا' پس وہ حلال ہو گئے یہاں تک کہ عورتوں کے پاس چلے گئے۔

پھر البزار کہتے ہیں' ہم نہیں جانتے کہ اسے حسن سے اشعث بن عبدالملک کے سوا' کسی نے روایت کیا ہو۔

حمید بن تیرویہ الطویل کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ نے حمید سے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ **لبیک بحج و عمرۃ و حج** یہ اسناد ثلاثی' شیخین کی شرط کے مطابق ہے لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ اس طریق پر اصحاب کتب میں سے کسی نے اس کی روایت کی ہے' لیکن مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے عن ہشیم عن یحییٰ بن ابی اسحاق و عبدالعزیز بن صہیب و حمید

روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں کا اکٹھے تلبیہ کہتے سنا۔ لبیک عمرۃ و حجا لبیک عمرہ و حجاً اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعمر بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ نے بیان کیا کہ ہمیں حمید الطویل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے اونٹ لائے اور فرمایا لبیک بعمرۃ و حج' اور میں آپ کی ناقہ کی بائیں ران کے پاس تھا۔ اس طریق سے احمد اس کے بیان میں متفرد ہے۔

حمید بن ہلال عدوی بصری کی روایت:

حافظ ابوبکر البزار اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبدالوہاب نے ایوب سے عن ابی قلابہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کی اور ہم نے اسے سلمہ بن شعیب سے بیان کیا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے ایوب سے عن ابی قلابہ وحمید بن ہلال عن انس بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہ کا ردیف تھا اور اس کا گھٹنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے سے مس ہوتا تھا' حالانکہ آپ حج اور عمرہ کا تلبیہ کہہ رہے تھے۔ یہ اسناد جید اور قوی ہے اور صحیح کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور البزار نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ حج اور عمرہ کا تلبیہ کہنے والے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملامت نہیں کی' مگر اس تاویل میں اعتراض ہے اور اسے حضرت انس کی طرف سے لانے کی کوئی ضرورت نہیں' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' پھر ضمیر کو مذکورین میں سے اقرب کی طرف لوٹانا اولیٰ ہے اور وہ اس صورت میں اقوی الدلالت ہوگا۔ واللہ اعلم

اور عنقریب سالم بن ابی الجعد کی روایت میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس تاویل کا صریح رد ہوگا۔

زید بن اسلم کی روایت:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ سعید بن عبدالعزیز تنوخی نے زید بن اسلم سے بحوالہ انس بن مالک روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی۔ حسن بن عبدالعزیز الجروی اور محمد بن مسکین بیان کرتے ہیں کہ بشیر بن بکر نے سعید بن عبدالعزیز سے عن زید بن اسلم بن انس ہم سے بیان کیا' میں کہتا ہوں یہ اسناد صحیح ہے۔ اور صحیح کی شرط کے مطابق ہے' مگر انہوں نے اس طریق سے اس کی روایت نہیں کی۔ اور حافظ ابوبکر بیہقی نے اسے اس سیاق سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ہمیں اطلاع دی کہ ہم سے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا کہ ہمیں عباس بن ولید بن یزید نے خبر دی کہ مجھے میرے باپ نے بتایا کہ ہم سے شعیب بن عبدالعزیز نے زید بن اسلم وغیرہ سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آ کر کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کی تکبیر کہی تھی؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا' آپ نے حج کی تکبیر کہی تھی' تو وہ واپس چلا گیا۔ پھر اگلے سال ان کے پاس آ کر کہنے لگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کی تکبیر کہی تھی' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' کیا تو پہلے سال میرے پاس نہیں آیا تھا؟ اس نے جواب دیا بے شک آیا تھا' لیکن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ آپ قارن تھے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ عورتوں کے پاس جاتے تھے تو

وہ برہنہ سر ہوتی تھیں اور میں رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کے نیچے تھا مجھے اس کا لعاب مس کرتا تھا میں آپ کو حج کا تلبیہ کہتے سنتا تھا۔

سالم بن ابی الجعد غطفانی کوفی کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شریک نے عن منصور عن سالم بن ابو الجعد عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ وہ اسے حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپؐ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا اور فرمایا لبیک بعمرۃ و حج معًا یہ روایت حسن ہے۔ مگر انہوں نے اسے روایت نہیں کیا اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا کہ ہم سے عثمان بن مغیرہ نے عن سالم بن ابو الجعد عن سعد مولی حسن بن علی سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور ذوالحلیفہ آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنا چاہتا ہوں' پس جو ایسا کرنا چاہتا ہے وہ میری طرح کہے' پھر آپ نے تلبیہ کہا لبیک بعمرۃ و حجۃ معًا اور سالم کہتے ہیں کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ قسم بخدا کہ میرا پاؤں' رسول اللہ ﷺ کے پاؤں سے مس کرتا تھا اور آپ دونوں کی اکٹھے تکبیر کہہ رہے تھے اور اس طریق سے یہ اسناد جید ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور حافظ البزار نے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حمید بن ہلال کی حدیث کی جو تاویل کی ہے یہ سیاق اس کی تردید کرتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

سلیمان بن طرخان التیمی کی روایت:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن حبیب بن عربی نے بیان کیا کہ ہم سے المعتمر بن سلیمان نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دونوں کا اکٹھے تلبیہ کہتے سنا' پھر البزار کہتے ہیں کہ التیمی سے اس کے بیٹے کے سوا کسی اور آدمی نے روایت نہیں کی' اور صرف یحییٰ بن حبیب عربی نے اسے اس سے سنا ہے۔ میں کہتا ہوں' یہ صحیح کی شرط کے مطابق ہے مگر انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

سوید بن حجیر کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے ابوقزعہ سوید بن حجیر نے' بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ: میں ابوطلحہ کا ردیف تھا اور قریب تھا کہ ابوطلحہ کا گھٹنا' رسول اللہ ﷺ کے گھٹنے کو گزند پہنچائے' اور رسول کریم ﷺ دونوں کی اکٹھے تکبیر کہہ رہے تھے۔ اور یہ اسناد جید ہے اور احمد اس میں متفرد ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور اس میں حافظ البزار کی واضح تردید موجود ہے۔

عبداللہ بن زید ابوقلابہ الجرمی کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے عن ایوب عن ابی قلابہ عن انس اطلاع دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ردیف تھا اور وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں' میرا پاؤں رسول اللہ ﷺ کی رکاب کو مس کر رہا تھا پس میں نے آپ کو حج اور عمرہ کا اکٹھے تلبیہ کہتے سنا۔

اور بخاری نے اسے کئی طرق سے عن ابی قلابہ عن انس روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ظہر کی چار رکعت نماز

مدینہ میں پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی پھر وہاں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی' پھر آپ اپنی ناقہ پر سوار ہوئے اور جب وہ ویرانے میں آپ کو لے کر ٹھیک طور پر چلنے لگی تو آپ نے تسبیح و تحمید کی اور تکبیر کہی اور حج اور عمرہ کی بلند آواز سے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی دونوں کی تکبیر کہی' اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ردیف تھا اور وہ سب کے سب حج اور عمرہ کی اکٹھے تکبیر کہہ رہے تھے۔ اور ان کی ایک روایت میں جو ایوب سے عن رجل عن انس مروی ہے' بیان ہوا ہے کہ پھر آپ نے رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی' تو آپ نے صبح کی نماز پڑھی پھر اپنی ناقہ پر سوار ہوئے اور جب وہ آپ کو لے کر ویرانے میں اچھی طرح چلنے لگی تو آپ نے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی۔

عبدالعزیز بن صہیب کی روایت جو حمید الطویل کی روایت کے ساتھ ہے' قبل ازیں بحوالہ مسلم بیان ہو چکی ہے۔

علی بن زید بن جدعان کی روایت:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے علی بن حکیم نے عن شریک عن علی بن زید عن انس بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کی اکٹھے تکبیر کہی' یہ اس طریق سے غریب ہے اور اصحاب سنن میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا حالانکہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہے۔

قتادہ بن دعامہ سدوسی کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے بہز اور عبدالصمد المعنی نے بیان کیا کہ ہمام بن یحییٰ نے ہمیں خبر دی کہ قتادہ نے ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے کتنے حج کیے تھے انہوں نے کہا ایک حج اور چار عمرے کیے تھے۔ ایک عمرہ حدیبیہ کے زمانے میں اور دوسرا مدینہ سے ذوالقعدہ میں' اور تیسرا عمرۃ الجعرانہ جو ذوالقعدہ میں کیا۔ جب آپ نے حنین کی غنائم کو تقسیم کیا اور چوتھا حج کے ساتھ عمرہ کیا۔ اور اسے صحیحین میں ہمام بن یحییٰ کی حدیث سے بیان کیا گیا ہے۔

مصعب بن سلیم زہری کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ ہم سے مصعب بن سلیم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی۔ احمد اس کے بیان میں متفرد ہے۔

یحییٰ بن اسحاق حضرمی کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں یحییٰ بن اسحاق' عبدالعزیز بن صہیب اور حمید الطویل نے حضرت انس سے خبر دی کہ انہوں نے آپ کو فرماتے سنا کہ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا اکٹھے تلبیہ کہتے سنا' آپ لبیک عمرۃ وحجا' لبیک عمرۃ وحجا کہہ رہے تھے۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے بحوالہ ہشیم روایت کیا ہے' اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبدالاعلیٰ نے یحییٰ سے بحوالہ انس بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف گئے اور میں نے آپ کو لبیک عمرۃً وحجاً کہتے سنا۔

ابوالصیقل کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا اور احمد بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے عن ابی اسحاق عن ابی اسماء الصیقل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج کی آواز بلند کرتے ہوئے نکلے پس جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے عمرہ بنالیں اور فرمایا اگر میں اپنے معاملے سے دوچار ہوتا تو پیٹھ نہ دیتا اور میں اسے عمرہ بنالیتا' لیکن میں قربانی کا جانور لایا ہوں اور میں نے حج اور عمرہ کو ملا لیا ہے۔

اور نسائی نے اسے ہناد سے عن ابوالاحوص عن ابی اسحاق عن ابی اسماء الصیقل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں کا تلبیہ کہتے سنا۔

ابوقدامہ حنفی جس کا نام محمد بن عبید بیان کیا جاتا ہے اس کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن یونس بن عبید عن ابی قدامہ حنفی بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا تلبیہ کہتے تھے' انہوں نے جواب دیا' میں نے آپ کو سات بار حج اور عمرہ کا تلبیہ کہتے سنا۔ امام احمد اس حدیث کے بیان میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد جید اور قوی ہے۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملا لیا۔ اور حافظ بیہقی نے ان طرق میں سے ایک کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ پھر ایسے کلام سے اس کی تعلیل کی ہے جس میں اعتراض ہے' اور اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اشتباہ ہوا ہے نہ کہ اس شخص کو جوان سے نیچے ہے اور ہوسکتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہو اور وہ دوسرے شخص کو بتا رہے ہوں' کہ قران کی تکبیر کیسے کہی جاتی ہے نہ یہ کہ وہ خود ان دونوں کی بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی لوگوں نے روایت کی ہے اور اس کے ثبوت میں اعتراض ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس کلام میں بظاہر جو اعتراض پایا جاتا ہے وہ غور و فکر کرنے والے شخص پر مخفی نہیں ہے اور بسا اوقات اس کلام کو ترک کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں باوجود اس کے تواتر کے صحابی کے حفظ کے متعلق احتمال پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ نے ابھی دیکھا ہے اور اس بات کا آغاز ایک بہت بڑے خوفناک امر تک پہنچا دیتا ہے۔

قران کے بارے میں البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث:

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں علی بن محمد مصری نے بتایا کہ ہم سے ابو غسان مالک بن یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ ہمیں زکریا بن ابی زائدہ نے عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں کیے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ بات معلوم ہی ہے کہ آپ نے اس عمرہ سمیت جو آپ نے حج کے ساتھ کیا' چار عمرے کیے ہیں' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث محفوظ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ عنقریب یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب صحیح اسناد کے ساتھ بیان ہو

گی۔ ان شاء اللہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

حافظ ابوالحسن دار قطنی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن داؤ دٔ محمد بن جعفر بن رمیس' قاسم بن اسماعیل' ابوعبید اور عثمان بن جعفر اللبان وغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن یحییٰ صوفی نے بیان کیا کہ ہم سے زید بن حباب نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حج کیے' دو حج ہجرت سے پہلے اور ایک وہ حج جس کے ساتھ آپ نے عمرہ کو ملایا۔

اور اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے سفیان بن سعید ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پھر بیان کیا ہے کہ یہ سفیان کی حدیث سے غریب ہے اور ہم اسے صرف زید بن الحباب کی حدیث سے جانتے ہیں اور میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن یعنی رازی کو دیکھا ہے اس نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں عبداللہ بن ابی زیاد سے روایت کیا ہے اور میں نے محمد سے اس کے متعلق پوچھا وہ اسے نہیں جانتے تھے اور وہ اسے محفوظ بھی شمار نہیں کرتے تھے' وہ بیان کرتے ہیں اسے صرف ثوری سے عن ابی اسحاق عن مجاہدٔ مرسل روایت کیا گیا ہے اور بیہقی کے السنن الکبیر میں بھی روایت کیا گیا ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے متعلق محمد بن اسماعیل بخاری سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث غلط ہے اور اسے صرف ثوری سے مرسل روایت کیا گیا ہے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ زید بن الحباب جب غلط روایت کرتا تھا تو بسا اوقات وہ غلطی کر جاتا تھا اور ابن ماجہ نے اسے عن القاسم بن محمد بن عباد المہلبی عن عبداللہ بن داؤد الخریبی عن سفیان روایت کیا ہے اور یہ وہ طریق ہے جس سے ترمذی اور بیہقی واقف ہی نہیں ہیں اور بسا اوقات بخاری بھی اس سے واقف نہیں ہوتے' کیونکہ انہوں نے زید بن الحباب کے متعلق یہ خیال کر کے کہ وہ اس کے بیان میں منفرد ہے اس پر اعتراض کیا ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرا طریق:

ابوعیسیٰ ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابن ابی عمر نے بیان کیا کہ ہم سے معاویہ نے عن حجاج عن ابی الزبیر عن جابر بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملایا اور ان دونوں کا ایک طواف ہی کیا' پھر بیان کیا یہ حدیث حسن ہے اور صحیح کے نسخہ میں ہے اور ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج اور عمرہ کے لیے ایک ہی طواف کیا۔

میں کہتا ہوں یہ حجاج بن ارطاط ہے' اور کئی ائمہ نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ لیکن یہ ایک اور طریق سے بھی عن ابی الزبیر عن جابر بن عبداللہ اسی طرح مروی ہے' جیسا کہ حافظ ابوبکر البزار اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے مقدم بن محمد نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے چچا قاسم بن یحییٰ بن مقدم نے عن عبدالرحمٰن بن عثمان بن خثیم عن ابی الزبیر عن جابر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے حج اور عمرہ کو ملایا اور قربانی کا جانور بھی لائے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قربانی کے جانور کو قلادہ نہیں پہنایا وہ اسے عمرہ بنا لے' پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم اس کلام کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صرف اس طریق اور اس

اسناد کے ساتھ مروی جانتے ہیں اور البزار اپنے مسند میں اس طریق کے بیان میں منفرد ہیں اور اس کا اسناد نہایت غریب ہے اور اس لحاظ سے کتب ستہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ابوطلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حجاج بن ارطاط نے حسن بن سعد سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے عن علی بن محمد عن ابی معاویہ اپنے اسناد و الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملا لیا۔ اور حجاج بن ارطاط ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے داؤد یعنی ابن سوید نے بیان کیا کہ میں نے عبدالملک زراد کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی النزال بن سبرہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے سراقہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں' قران کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت:

آپ نے حج کے ساتھ عمرہ کو ملا کر فائدہ اٹھایا اور یہی قرآن ہے۔

اور امام مالک ابن شہاب سے عن محمد بن عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ اس نے آپ کو بتایا کہ اس نے معاویہ بن ابی سفیان کے حج کے سال' حضرت سعد بن ابی وقاص اور ضحاک بن قیس کو عمرہ کے ساتھ حج کو ملا کر فائدہ اٹھانے کا ذکر کرتے سنا' تو ضحاک کہنے لگے' یہ تو وہی شخص کر سکتا ہے جو امر الٰہی سے بیگانہ ہو' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے تو نے بہت بری بات کہی ہے ضحاک کہنے لگے' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔ اور ترمذی اور نسائی دونوں نے اسے قتیبہ سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سلیمان التیمی نے بیان کیا کہ مجھ سے غنیم نے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی وقاص سے متعہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' ہم نے متعہ کیا اور یہ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت عرش میں کافر تھے' انہوں نے اسے اس طرح مختصر روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں' سفیان بن سعید ثوری' شعبہ' مروان الفزاری اور یحییٰ بن سعید القطان سے روایت کیا ہے اور ان چاروں نے سلیمان بن طرفان التیمی سے روایت کی ہے کہ میں نے غنیم بن قیس سے سنا کہ میں نے سعید بن ابی وقاص سے متعہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' ہم نے متعہ کیا ہے اور یہ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان دنوں عرش میں کافر تھے اور عبدالرزاق نے اسے معتمر بن سلیمان اور عبداللہ بن المبارک سے اور ان دونوں نے اسے سلیمان التیمی سے بحوالہ غنیم بن قیس

روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ کام کیا ہے اور حضرت معاویہ ان دنوں عرش یعنی مکہ میں کافر تھے۔ اور یہ دوسری حدیث اسناد کے لحاظ سے اصح ہے اور ہم نے اس کا ذکر اعتماداً نہیں صرف مضبوطی کے لیے کیا ہے۔ اور پہلی حدیث صحیح الاسناد ہے اور یہ اس کے مقابلے میں مقصود کو زیادہ واضح کرنے والی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت:

طبرانی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سعید بن محمد بن مغیرہ مصری نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن عطاء نے اسماعیل بن خالد سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو صرف اس لیے اکٹھا کیا' کیونکہ آپ کو علم تھا کہ آپ اس سال کے بعد حج نہیں کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابونضر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے داؤد القطان نے عن عمرو عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے' عمرۃ الحدیبیہ' عمرۃ القضاء' عمرۃ الجعرانہ' اور اپنے حج کے ساتھ عمرہ' اور ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے کئی طرق سے داؤد بن عطار مکی سے عن عمرو بن دینار عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن' غریب قرار دیا ہے اور ترمذی نے اسے عن سعید بن عبدالرحمٰن عن سفیان بن عیینہ عن عمرو عن عکرمہ مرسل روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اسے ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بغوی کے طریق سے حسن بن ربیع اور شہاب بن عباد سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے داؤد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ چوتھا عمرہ وہ ہے جسے آپ نے اپنے حج کے ساتھ ملا لیا تھا' پھر ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ داؤد بن عبدالرحمٰن کے سوا کوئی آدمی اس حدیث کے بارے میں بیان نہیں کرتا' یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' پھر بیہقی نے بخاری سے بیان کیا کہ آپ نے داؤد بن عبدالرحمٰن کو صادق قرار دیا ہے۔ ہاں بسا اوقات اسے کسی چیز کے بارے میں وہم ہو جاتا ہے اور بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو روایت بیان کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ۔

اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو بیان کیا ہے اس میں ان کا یہی مستند ہو۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

بخاری اور مسلم نے لیث کے طریق سے جو کچھ عن عقیل عن زہری عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا اور قربانی کا جانور بھیجا اور ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی پھر حج کی تکبیر کہی' اور سعی کے بعد آپ کے حلال نہ ہونے کے بارے میں پوری حدیث کا ذکر کیا ہے' پس معلوم ہو گیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ آپ تمتع خاص کے متمتع نہیں تھے اور آپ نے حج

اور عمرہ کا صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا تھا اور جمہور کے مذہب کے مطابق یہ حال قارن کا ہوتا ہے جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابو یعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن یمان نے عن سفیان عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قارن ہونے کی وجہ سے ایک ہی طواف کیا اور دونوں کے درمیان حلال نہیں ہوئے اور آپ نے راستے سے قربانی کا جانور خریدا اور یہ اسناد جید ہے اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ اور اگرچہ یحییٰ بن یمان مسلم کے رجال میں سے ہے مگر اس نے ثوری سے جو احادیث روایت کی ہے اس میں شدید نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور اس سے اس بات کو ترجیح ملتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو افراد روایت کیا ہے اس سے آپ کی مراد افعال حج کا افراد ہے نہ کہ وہ افراد خاص جس کی طرف شافعی کے اصحاب جاتے ہیں اور وہ حج کرنا ہے پھر اس کے بعد بقیہ ذوالحجہ میں عمرہ کرنا ہے شافعی کا قول ہے کہ مالک نے ہمیں صدقہ بن یسار سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ ذوالحجہ میں مجھے حج کے بعد عمرہ کرنے کی نسبت حج سے قبل عمرہ کرنا اور قربانی بھیجنا زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد یعنی زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یونس بن حارث نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بیت اللہ سے روک دینے کے خوف سے قران کیا اور فرمایا اگر حج نہ ہوا تو عمرہ ہی سہی۔ یہ حدیث سند اور متن کے لحاظ سے غریب ہے اور امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور امام احمد نے اس یونس بن الحارث ثقفی کے بارے میں بیان کیا ہے کہ یہ مضطرب الحدیث ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اسی طرح یحییٰ بن معین نے بھی اسے اس سے روایت کرنے میں ضعیف قرار دیا ہے اور نسائی نے بھی۔

اور متن کے لحاظ سے اس کا یہ قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بیت اللہ سے روک دینے کے خوف سے قران کیا' آپ کو بیت اللہ سے کون روک سکتا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر اسلام کو قوت دی اور بلد الحرام کو فتح کیا اور گذشتہ سال منیٰ کے میدان سے حج کے ایام میں اعلان کیا گیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ تقریباً چالیس ہزار آدمی تھے' پس اس کا یہ قول کہ ''بیت اللہ سے روک دینے کے خوف سے'' یہ قول اس قول سے عجیب تر نہیں جو حضرت عثمان نے حضرت علی بن ابی طالب سے اس وقت کہا تھا' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ:

آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا تھا' انہوں نے کہا بے شک کیا تھا لیکن ہم خوفزدہ تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ خوف کس طرف سے تھا؟ ہاں یہ صحابی کی روایت میں بیان ہوا ہے اور اسے عثمان کے ظن پر محمول کیا جائے گا' پس جو کچھ انہوں نے روایت کیا ہے وہ صحیح اور مقبول ہے' لیکن جو کچھ انہوں نے خیال کیا ہے اس میں وہ معصوم نہیں' پس یہ ان کی سمجھ ہے جو دوسروں پر حجت نہیں اور نہ ہی اس سے اس حدیث کا رد کرنا لازم آتا ہے جو آپ نے روایت کی ہے' یہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا

قول ہے اگر اس کی نسبت آپ کی طرف درست ہو۔ واللہ اعلم

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن جعفر اور حجاج نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے حمید بن ہلال سے بیان کیا کہ میں نے خاموشی سے سنا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرنے لگا ہوں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تجھے اس سے فائدہ پہنچائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا' پھر آپ نے وفات تک اس سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی قرآن نے اسے حرام قرار دیا ہے اور وہ مجھے سلام کہتے تھے پس جب میں نے اپنے آپ کو داغ دیا تو وہ میرے پاس آنے سے رک گئے' اور جب میں نے داغ لگانا ترک کر دیا تو وہ دوبارہ میرے پاس آنے لگے۔ اور مسلم نے اسے محمد بن المثنیٰ اور محمد بن الیسار سے عن غندر عن عبیداللہ بن معاذ عن ابیہ روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے محمد بن عبدالاعلیٰ سے بحوالہ خالد بن حارث روایت کی ہے اور ان تینوں نے شعبہ سے عن حمید بن ہلال عن مطرف عن عمران روایت کی ہے اور مسلم نے اسے شعبہ اور سعید بن ابی عروبہ کی حدیث سے عن قتادہ عن مطرف بن عبداللہ بن الشخیر عن عمران بن الحصین روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا۔ (الحدیث)

اور حافظ ابوالحسن دارقطنی نے شعبہ کی حدیث کو' جو حمید بن ہلال سے بحوالہ مطرف مروی ہے' صحیح قرار دیا ہے اور وہ حدیث جو اس نے قتادہ سے بحوالہ مطرف بیان کی ہے اسے شعبہ سے صرف بقیۃ بن الولید نے روایت کیا ہے اور غندر وغیرہ نے اسے سعید بن عروبہ سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں اسے نسائی نے بھی اپنے سنن میں عمرو بن علی الفلاس سے عن خالد بن حارث عن شعبہ روایت کیا ہے' اور ایک نسخہ میں شعبہ کی بجائے عن سعید عن قتادہ عن مطرف عن عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ روایت ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

اور صحیحین میں ہمام کی حدیث سے جو عن قتادہ عن مطرف عن عمران بن الحصین مروی ہے لکھا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم نے تمتع کیا' پھر قرآن نے اس کو حرام قرار نہیں دیا اور نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت الہرماس بن زیاد باہلی کی روایت:

عبداللہ بن امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمران بن علی ابو محمد نے جوزے کا باشندہ تھا اور اصلاً اصبہانی تھا ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن الضریس نے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ بن عمار نے الہرماس سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کا ردیف تھا' میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ پر لبیک بحجۃ وعمرۃ معاً کہہ رہے ہیں اور یہ حدیث سنن کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمٰن نے عن مالک عن نافع عن ابن عمر عن حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''آپ عمرے سے حلال کیوں نہیں ہوئے؟ آپ نے جواب دیا' میں نے اپنے سر کو چپکا لیا ہے اور اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے میں جب تک قربانی نہ کرلوں حلال نہ ہوں گا''۔

اور صحیحین میں دونوں نے اسے مالک اور عبیداللہ بن عمر کی حدیث سے روایت کیا ہے' بخاری اور موسیٰ بن عقبہ نے اضافہ کیا ہے اور مسلم اور ابن جریج سب نے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں اضافہ کیا ہے اور ان دونوں کے الفاظ میں ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کا کیا حال ہے وہ عمرہ سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرہ سے حلال کیوں نہیں ہوئے آپ نے فرمایا میں نے اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے اور اپنے سر کو چپکا لیا ہے میں جب تک قربانی نہ کرلوں' حلال نہ ہوں گا۔ اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال اپنی ازواج کو حلال ہونے کا حکم دیا' تو آپ کی ایک بیوی نے آپ سے کہا' آپ کو حلال ہونے سے کیا چیز مانع ہے آپ نے فرمایا' میں نے اپنے سر کو چپکا لیا ہے اور اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے' پس جب تک میں اپنے قربانی کے جانور کو ذبح نہ کرلوں' حلال نہ ہوں گا۔

اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو عمرہ سے حلال ہو جانے کا حکم دیا' تو ہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ہمارے ساتھ حلال ہونے سے کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے قربانی کا جانور بھیج دیا ہے اور سر کو چپکا لیا ہے' پس میں اپنا قربانی کا جانور ذبح کرنے تک تاخیر کروں گا۔ پھر احمد نے اسے کثیر بن ہشام سے عن جعفر ابن برقان عن نافع ابن عمر عن حفصہ روایت کیا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے اور آپ اس سے حلال نہ ہوئے اور متقدم الذکر احادیث الافراد سے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ نے اسی طرح حج کے لیے تکبیر کہی' پس ان تمام احادیث سے معلوم ہو گیا کہ آپ قارن تھے جیسا کہ گذشتہ روایت میں وضاحت ہو چکی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن مسلم نے مالک سے عن ابن شہاب عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ: حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے' تو ہم نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ حج کے ساتھ عمرہ کی تکبیر کہے پھر ان دونوں سے حلال ہونے تک حلال نہ ہو' پس میں مکہ آئی اور میں حائضہ تھی اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا اور مروہ کا طواف کیا' اور میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس امر کی شکایت کی' آپ نے فرمایا اپنا سر کھول دو اور کنگھی کرو اور حج کی تکبیر کہو اور عمرہ کو چھوڑ دو۔ تو میں نے ایسے

ہی کیا' پس جب میں نے حج ادا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیج دیا اور میں نے عمرہ کر لیا' اور آپ نے فرمایا' یہ آپ کے عمرہ کی جگہ ہے۔ آپ بیان فرماتی ہیں پس جن لوگوں نے عمرہ کی تکبیر کہی تھی انہوں نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا پھر حلال ہو گئے' پھر اس کے بعد انہوں نے منیٰ سے لوٹنے کے بعد ایک اور طواف کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے مالک کی حدیث سے زہری سے بیان کیا ہے' پھر اس نے اسے عن عبد بن حمید عن عبدالرزاق عن معمر عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو میں نے عمرہ کی تکبیر کہی اور میں قربانی کا جانور نہیں لے گئی تھی' رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ اپنے عمرہ کے ساتھ حج کی تکبیر کہے یہاں تک دونوں سے حلال ہو جائے اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس جگہ پر اس حدیث کے لانے کا مقصد وہ قول بیان کرنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ حج اور عمرہ کی تکبیر کہے اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ آپؐ کے پاس قربانی کا جانور تھا' پس جس نے یہ مشورہ دیا ہے وہ اس کا اولیٰ اور اولیٰ مخاطب ہے اس لیے کہ صحیح معنوں میں مخاطب اپنے خطاب کے عموم میں داخل ہوتا ہے' اور اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا یعنی صفا اور مروہ کے درمیان' اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان صرف ایک طواف کیا' جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا تھا اور مسلم نے حماد بن زید کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ قربانی کے جانور رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ذوالیسار کے ساتھ تھے۔ اسی طرح آپ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قربانیوں سے حلال نہ ہوئے اور آپ متمتع بھی نہ تھے۔ اور آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے گزارش کی کہ آپ مجھے تنعیم سے عمرہ کروائیں' آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لوگ حج اور عمرہ کو جا رہے ہیں اور میں حج کو جا رہی ہوں' تو آپ نے انہیں ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ساتھ بھجوا دیا اور انہوں نے آپ کو تنعیم سے عمرہ کروایا اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے حج کے بعد عمرہ کیا تھا' حالانکہ آپ مفرد نہ تھے' پس معلوم ہوا کہ آپ قارن تھے' کیونکہ لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں عمرہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے یزید بن ہارون کے طریق سے عن زکریا عن ابی زائدہ عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ' جو روایت کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے اور سب کے سب ذوالقعدہ میں کیے' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ بات معلوم ہی ہے کہ آپ نے اس عمرہ سمیت جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ کیا' چار عمرے کیے ہیں اور بیہقی نے الخلافیات میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابوبکر بن حارث فقیہ نے بتایا کہ ابومحمد بن حبان اصبہانی نے ہمیں خبر دی کہ ابراہیم بن شریک نے ہمیں بتایا کہ ہمیں احمد بن یونس نے خبر دی کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق نے ہم سے بحوالہ مجاہد بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے تھے تو آپ نے فرمایا دو بار'

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہے کہ اس عمرہ کے سوا جسے آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ملا لیا تھا' آپ نے تین عمرے کیے تھے' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس اسناد میں کوئی اعتراض نہیں لیکن اس میں ارسال پایا جاتا ہے۔ یعنی بعض محدثین کے قول کے مطابق مجاہد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماعت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں شعبہ اسے منکر قرار دیتا ہے اور بخاری اور مسلم نے اسے ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور قاسم بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عروہ بن زبیر اور کئی لوگوں کی حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے کہ حجۃ الوداع کے سال' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کا جانور تھا اور تنعیم سے آپ نے جو عمرے کیے اور اہل مکہ کے پاس آ کر آپ نے ان سے جو دوستی کی اور محصب میں آپ نے جو شب بسری کی' ان میں بھی آپ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا یہاں تک کہ آپ نے مکہ میں صبح کی نماز پڑھی اور مدینہ کو واپس آ گئے' یہ تمام امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس حج کے بعد کوئی عمرہ نہیں کیا۔ اور مجھے کسی صحابی کے متعلق معلوم نہیں کہ اس نے اسے روایت کیا ہو اور یہ بات بھی معلوم ہی ہے کہ آپ دو قربانیوں کے درمیان حلال نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد' تحلیق و تقصیر یا تحلیل کی تھی بلکہ بالاتفاق آپ نے مسلسل احرام باندھے رکھا اور یہ بھی منقول نہیں کہ آپ نے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے حج کی تکبیر کہی تھی' پس معلوم ہو گیا کہ آپ متمتع نہیں تھے اور لوگوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال عمرہ کیا تھا اور آپ دونوں قربانیوں کے درمیان حلال نہیں ہوئے تھے اور نہ آپ نے نئے سرے سے حج کا احرام باندھا تھا اور نہ حج کے بعد عمرہ کیا تھا' پس قران کا ہونا لازم آ گیا اور یہ وہ بات ہے جس کا جواب مشکل ہے۔ واللہ اعلم

اسی طرح قران کی روایت مثبت ہے' کیونکہ افراد اور تمتع کی روایت کرنے والے اس کے بارے میں خاموش ہیں اور اس کی نفی کرنے سے بھی خاموش ہیں اور وہ ان پر مقدم ہے جیسا کہ علم اصول میں طے پا چکا ہے اور ابی عمران سے روایت ہے کہ اس نے اپنے غلاموں کے ساتھ حج کیا وہ بیان کرتے ہیں میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا اے ام المومنین میں نے کبھی حج نہیں کیا پس میں کس سے آغاز کروں؟ حج سے یا عمرہ سے' آپ نے فرمایا جس سے چاہو آغاز کر لو' پھر میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے مجھے وہی جواب دیا جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا' پھر میں نے آ کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے قول کے متعلق بتایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تم میں سے حج کرے تو وہ حج میں عمرہ کی تکبیر کہے۔ ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اور ابن حزم نے اسے حجۃ الوداع میں لیث بن سعد کی حدیث سے عن یزید بن ابی حبیب عن اسلم عن ابی عمران عن ام سلمہ روایت کیا ہے۔



باب ۲۰

دونوں روایات میں تطبیق کا بیان

اگر کہا جائے کہ تم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے یہ روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کیا تھا' پھر انہی صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ روایت کی ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا تھا پس ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق کیسے ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ روایت کی ہے کہ آپ نے حج مفرد کیا تھا وہ روایت اس امر پر محمول ہوگی کہ آپ نے افعال حج کو جدا کیا تھا اور نیتۂ ،نقلاً اور وقتاً اس میں عمرہ داخل تھا اور یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے حج کے طواف وسعی پر قناعت کی تھی' جیسا کہ قارن کے بارے میں جمہور کا مذہب ہے مگر حضرت امام ابوحنیفہ اس کے خلاف ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ قارن دو طواف کرے گا اور دو دفعہ سعی کرے گا' اور انہوں نے اس بارے میں اس روایت پر اعتماد کیا ہے جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مگر آپ کی طرف اس کے اسناد میں اعتراض پایا جاتا ہے۔

اور جن لوگوں نے تمتع کی روایت کی ہے اور پھر قران کی روایت کی ہے اس کے متعلق ہم قبل ازیں جواب دے چکے ہیں' کہ سلف کے کلام میں تمتع' تمتع خاص اور قران سے اعم ہے بلکہ وہ اس کا اطلاق حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے پر کرتے ہیں خواہ اس کے ساتھ حج نہ بھی ہو جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان دنوں عرش یعنی مکہ میں کافر تھے' حالانکہ اس سے آپ کی مراد دو عمروں میں سے ایک عمرہ ہے' خواہ حدیبیہ کا عمرہ ہو یا عمرۃ القضاء اور عمرۃ الجعرانہ کے وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے کیونکہ وہ فتح مکہ کے بعد ہوا تھا اور حجۃ الوداع اس کے بعد ۱۰ھ میں ہوا تھا اور یہ ایک واضح اور کھلی بات ہے۔ واللہ اعلم



باب ۴۱

ابوداؤد طیالسی کی روایت کردہ حدیث کا جواب

اگر کہا جائے کہ اس حدیث کا کیا جواب ہے جسے ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے کہ ہم سے ہشام نے قتادہ سے بحوالہ ابی شیخ الہنائی' جس کا نام صفوان بن خالد ہے' بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت سے کہا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتوں کی صف بندی کرنے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی اس کے درست ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر کہنے لگے کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقطع سونے کے سوا' سونا پہننے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے' پھر کہنے لگے کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملانے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا یہ درست نہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے قسم بخدا یہ بات بھی ان کے ساتھ ہی ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے قتادہ سے بحوالہ ابی شیخ الہنائی روایت کی وہ بیان کرتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے' کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتوں کے چمڑوں سے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے' آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقطع سونے کے سوا سونا پہننے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے' آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے یعنی متعۃ الحج سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا یہ بات درست نہیں۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سعید نے عن قتادہ عن ابی شیخ الہنائی بیان کیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے اور ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی موجود تھی' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے انہوں نے جواب دیا درست ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا یہ بات درست نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے قسم بخدا یہ بات بھی ان کے ساتھ ہی ہے۔

اور اسی طرح اسے حماد بن سلمہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ تم اس بات کو بھول گئے ہو۔ اور اسی طرح اسے اشعث بن نزار' سعید بن ابی عروبہ اور ہمام نے قتادہ سے اصل الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور مطر الوراق اور بہیس بن

فہدان نے اسے ابی شیخ سے متعۃ الحج میں روایت کیا ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے اسے کئی طرق سے ابی شیخ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث جید الاسناد ہے' اور حضرت معاویہ نے حج اور عمرہ کے اکٹھا کرنے کی مناہی کے بارے میں جو روایت بیان کی ہے وہ اس سے بھی عجیب ہے' شاید اصل حدیث متعہ کی مناہی کے بارے میں ہے اور راوی نے اسے متعۃ الحج خیال کر لیا ہے' حالانکہ وہ متعۃ النساء ہے۔ اور ان صحابہ کے پاس اس سے مناہی کے بارے میں کوئی روایت نہ تھی' یا شاید وہ مناہی کھجوروں کے ملانے کے بارے میں ہو جیسا کہ ابن عمر کی حدیث میں ہے' اور راوی نے اسے حج میں قران کرنا خیال کر لیا ہو اور اسے مفعول مالم یسم فاعلہ بنا دیا ہو۔ اور راوی نے اسے صراحت کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع کر دیا ہو اور اس بارے میں وہم میں پڑ گیا ہو' اور متعۃ الحج سے منع فرمانے والے حضرت عمر بن الخطاب ہیں اور آپ کا اس سے منع کرنا تحریم اور حتم کے طور پر نہ تھا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ اس سے اس لیے منع فرماتے تھے کہ حج کے لیے الگ سفر کیا جائے تاکہ بیت اللہ کی زیارت بکثرت ہو اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ سے بہت ڈرتے تھے اور آپ کی مخالفت کی جسارت نہیں کرتے تھے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ آپ کی مخالفت کرتے تھے' ان سے کہا جاتا کہ آپ کے والد تو اس سے منع کرتے ہیں تو وہ کہتے' مجھے خدشہ ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں گے' اسے رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے' کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع ہو گی یا حضرت عمر بن الخطاب کی سنت کی' اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی اس سے منع فرماتے تھے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت علی بن ابی طالب نے ان کی مخالفت کی اور فرمایا' میں کسی آدمی کے قول کے باعث رسول اللہ ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

اور عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا پھر قرآن میں اس کی حرمت نازل نہ ہوئی اور نہ وفات تک رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا' اسے صحیحین نے روایت کیا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت سعد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ کے انکار متعہ پر انہیں ملامت کی اور کہا ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا ہے اور یہ یعنی حضرت معاویہ ان دنوں عرش میں کافر تھے یعنی جن دنوں میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسے کیا حضرت معاویہ ان دنوں مکہ میں کافر تھے۔

میں کہتا ہوں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حج قران کیا' جیسا کہ ہم نے اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث سے اسے بیان کیا ہے اور رسول کریم ﷺ کی وفات کے درمیان اور حجۃ الوداع کے درمیان اکیاسی دن تھے۔ اور چالیس ہزار سے زائد صحابہ نے قولاً اور فعلاً آپ کو حجۃ الوداع کرتے دیکھا' پس اگر آپ نے اس حج میں قران سے منع کیا ہوتا جسے لوگوں نے آپ کو کرتے دیکھا تو صحابہ میں سے کوئی ایک صحابی تنہا نہ رہتا اور جن لوگوں نے آپ سے یہ بات سنی یا نہ سنی تھی' ان کی ایک جماعت ان کی تردید کرتی' یہ سب امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس طرح یہ روایت حضرت معاویہ سے محفوظ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے حیوۃ نے خبر دی کہ مجھے ابوعیسیٰ خراسانی نے عن عبداللہ بن القاسم خراسانی عن سعید بن المسیب بتایا کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں سے ایک

آدمی حضرت عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے گواہی دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے مرض الموت میں سنا ہے کہ آپ حج سے قبل عمرہ کرنے سے منع فرماتے تھے' یہ اسناد اعتراض سے خالی نہیں' پھر اگر اس صحابی نے حضرت معاویہ سے روایت کی ہے تو قبل ازیں اس پر گفتگو ہو چکی ہے۔ مگر یہ نہی متعہ کے بارے میں ہے نہ کہ قران کے بارے میں۔ اور اگر اس نے حضرت معاویہ کے سوا کسی اور سے روایت کی ہے تو فی الجملہ یہ مشتبہ امر ہے لیکن قران کے بارے میں کوئی اشتباہ نہیں' واللہ اعلم۔

آپ کے احرام کو مطلق قرار دینے والوں کا مستند:

بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضور علیہ السلام نے احرام کو مطلق رکھا اور اولاً حج اور عمرہ کو معین نہ کیا' پھر اس کے بعد آپ نے اسے معین کر لیا۔ اور حضرت امام شافعی سے منقول ہے کہ یہ افضل قول ہے مگر ضعیف ہے' امام شافعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ سفیان نے ہمیں خبر دی کہ ابن طاؤس' ابراہیم بن میسرہ' اور ہشام بن حجیر نے ہمیں طاؤس سے خبر دی کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ حج اور عمرہ کا نام لیے بغیر' مدینہ سے نکلے اور فیصلہ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ صفا اور مروہ کے درمیان آپ پر فیصلے کا نزول ہو گیا' اور آپ کے جن اصحاب نے حج کی تکبیر کہی تھی آپ نے انہیں حکم دیا کہ جن کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ اسے عمرہ بنالیں' اور فرمایا اگر مجھے اپنے معاملے کے متعلق پہلے علم ہوتا تو میں پیٹھ نہ دیتا اور نہ قربانی کا جانور لاتا' لیکن میں نے اپنے سر کو چپکا لیا ہے اور اپنی قربانی کا جانور لے آیا ہوں' پس اب میرا مقام' میری قربانی کے جانور کا مقام ہے۔ اور سراقہ بن مالک نے آپ کے پاس جا کر کہا یا رسول اللہ' ہمارے لیے بھی فیصلہ فرما دیں گویا وہ آج ہی پیدا ہوئے ہیں' کیا آپ نے اس کو اس سال کے لیے عمرہ بنایا ہے یا ہمیشہ کے لیے تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا بلکہ ہمیشہ کے لیے اور روز قیامت تک عمرہ' حج میں داخل ہو گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یمن کے کچھ آدمی میرے پاس آئے تو رسول کریم ﷺ نے ان میں سے ایک سے پوچھا تو نے کس چیز کی تکبیر کہی ہے اس نے جواب دیا' میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی تکبیر کو لبیک کہا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے حج کو لبیک کہا ہے۔ اور یہ طاؤس کی مرسل روایت ہے اور اس میں غرابت پائی جاتی ہے' اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول یہ ہے کہ آپ مجرد' مرسل روایت کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک دوسری روایت اس کو مضبوط نہ کرے' سوائے اس کے کہ وہ کبار تابعین سے مروی ہو' جیسا کہ مرسل کے بارے میں آپ کا معتبر کلام ہے۔ کیونکہ اغلباً وہ صحابہ سے ہی مرسل کرتے ہیں' اور یہ مرسل اس قبیل سے تعلق نہیں رکھتی' بلکہ یہ متقدم الذکر تمام احادیث کے مخالف ہے جو سب کی سب احادیث الافراد' احادیث التمتع اور احادیث القران ہیں' جو صحیح مسند ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ اس سے مقدم ہیں' کیونکہ وہ اس امر کی مثبت ہیں' جس کی اس مرسل نے نفی کی ہے' اور مثبت نافی سے مقدم ہوتا ہے خواہ برابر کا ہو' پس جب مسند صحیح ہو تو پھر اس کا کیا حال ہوگا اور مرسل اپنی سند کے انقطاع کی وجہ سے حجت نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں ابوالعباس اصم نے خبر دی کہ ہم سے عباس بن محمد الدوری نے بیان کیا کہ ہم سے محاضر نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے عن ابراہیم عن اسود عن عائشہؓ بیان کیا آپ بیان فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے نہ ہم حج کا ذکر کرتے تھے نہ عمرہ کا' پس جب ہم آئے تو آپ نے ہمیں حلال ہو جانے کا حکم

دیا۔ جب ذوالحجہ کی بارہویں شب آئی تو حضرت صفیہ بنت حیی حائضہ ہو گئیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اپنے رحم کے خون کو خشک کرے'' میرے خیال میں یہ تم کو روک دے گی' پھر فرمایا کیا تو نے یوم النحر کو طواف کر لیا تھا' حضرت صفیہ نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا' واپس چلی جاؤ۔ حضرت صفیہ بیان فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تکبیر نہیں کہی آپ نے فرمایا' پھر تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت صفیہ کے ساتھ ان کا بھائی گیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ مدلج سے ہماری ملاقات ہوئی تو اس نے کہا تمہاری مقررہ جگہ فلاں فلاں ہے' بیہقی نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور بخاری نے اسے محمد سے' کہتے ہیں کہ وہ یحییٰ الذہلی ہے بحوالہ محاضر بن المورع روایت کیا ہے' نیز اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا ذکر کرنے نکلے اور یہ پہلی احادیث کی مانند ہے۔ لیکن مسلم نے سوید بن سعید سے عن علی بن مسہر عن اعمش عن ابراہیم عن اسود عن عائشہؓ روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج و عمرہ کا ذکر کیے بغیر نکلے۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے منصور کی حدیث سے عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہماری رائے میں آپ صرف حج کے لیے نکلے تھے' اور یہ حدیث اصح اور اثبت ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اس طریق حضرت عائشہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ ہم حج اور عمرہ کا ذکر کیے بغیر تلبیہ کہتے ہوئے نکلے اور یہ حدیث اس امر پر محمول ہے کہ وہ تلبیہ کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ حالت احرام میں انہوں نے اس کا نام لیا تھا جیسا کہ حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ حَجًّا وَّ عُمْرَۃً کہتے سنا اور حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے صحابہ کو دونوں کا بلند آواز سے ذکر کرتے سنا' پس وہ حدیث جسے مسلم نے داؤد بن ابی ہند کی حدیث سے عن ابی نضرہ عن جابر و ابی سعید خدری روایت کیا ہے اس میں وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اور ہم حج کی آواز بلند کر رہے تھے' اس طریق سے یہ حدیث مشکل ہے۔ واللہ اعلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کا بیان:

حضرت امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ مالک نے نافع سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ، وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ. اور حضرت عبداللہ بن عمر اس میں یہ اضافہ بھی کرتے تھے:

لَبَّیْکَ لَکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ.

اور بخاری نے اسے عبداللہ بن یوسف سے' اور مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے مالک سے روایت کیا ہے اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حاتم بن اسماعیل نے عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم بن عبداللہ بن عمر عن نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر و حمزہ بن عبداللہ بن عمر عن عبداللہ بن عمر بیان کیا کہ جب مسجد ذوالحلیفہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ آپ کو لے کر ٹھیک طور پر چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے کہا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ، وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ.

وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے بارے میں کہا کرتے تھے' نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی کرتے تھے۔

لَبَّیکَ لَبَّیکَ لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیرُ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ

محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے' عبداللہ سے بیان کیا کہ مجھے نافع نے حضرت ابن عمر سے خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی جلدی تلبیہ سیکھا اور آپ ان کی حدیث کے مطابق بیان کرنے لگے کہ مجھ سے حرملہ بن یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم کو ابن وہب نے خبر دی کہ مجھے یونس نے ابن شہاب سے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ مجھے انہوں نے اپنے باپ سے خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے تلبیہ کہتے سنا' آپ کہہ رہے تھے:

لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیکَ لَکَ۔

آپ ان کلمات پر کوئی اضافہ نہیں کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور جب مسجد ذوالحلیفہ کے پاس آپ کی ناقہ آپ کو لے کر ٹھیک طور سے چلنے لگتی تو آپ ان کلمات سے تلبیہ کہا کرتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب ان کلمات کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تلبیہ کہا کرتے تھے' آپ کہتے تھے:

لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ، وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیرُ فِی یَدَیکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَیکَ وَالْعَمَلُ۔

یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ اور جابر کی حدیث تلبیہ میں وہی الفاظ ہیں جو ابن عمر کی حدیث میں ہیں جو عنقریب پوری طوالت سے بیان ہوگئی۔ اور مسلم نے اسے منفرد طور پر بیان کیا ہے۔ اور امام بخاری اسے مالک کے طریق پر عن نافع عن ابن عمر بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن اعمش عن عمارہ عن ابی عطیہ عن عائشہؓ بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تلبیہ کہتے تھے۔

لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ، لَبَّیکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ۔

ابومعاویہ نے اعمش سے اس کی متابعت کی ہے اور شعبہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان نے ہمیں خبر دی کہ میں نے خثیمہ کو ابوعطیہ سے روایت کرتے سنا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا' بخاری اس کے بیان میں منفرد ہیں۔

اور امام احمد نے اسے عبدالرحمٰن بن مہدی سے عن سفیان ثوری عن سلیمان بن مہران الاعمش عن عمارہ بن عمیر عن ابی عطیۃ الوادی عن عائشہؓ روایت کیا ہے اور اسے بخاری کی طرح برابر روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح انہوں نے اسے محمد بن جعفر اور روح بن عبادہ سے عن شعبہ عن سلیمان بن مہران الاعمش روایت کیا ہے جیسا کہ بخاری نے اسے بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں شعبہ سے برابر روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے عن عمارہ بن عمیر عن ابی عطیہ بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کیسے تلبیہ کہتے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تلبیہ کہتے سنا' آپ نے کہا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ پس اس نے اس سیاق میں وَحْدَہٗ وَالْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَکَ کا اضافہ کر دیا۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں اصم نے بتایا کہ ہم سے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے بیان کیا کہ ہمیں ابن وہب نے خبر دی کہ مجھے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے بتایا کہ عبداللہ بن فضل نے اس سے عبدالرحمٰن الاعرج سے بحوالہ ابو ہریرہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ میں ''لبیک الٰہ الحق'' کے الفاظ بھی شامل تھے۔ اور نسائی نے اسے قتیبہ سے عن حمید بن عبدالرحمٰن عن عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ اور علی بن محمد روایت کیا ہے اور ان دونوں نے وکیع سے بحوالہ عبدالعزیز روایت کی ہے' نسائی بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ عبدالعزیز کے سوا کسی نے اسے عبداللہ بن فضل کی طرف منسوب کیا ہو۔ اور اسماعیل بن امیہ نے اسے مرسل روایت کیا ہے اور امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ سعید بن سالم القداح نے ابن جریج سے ہمیں بتایا کہ حمید اعراج نے مجاہد سے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ تلبیہ میں سے لبیک اللّٰھم لبیک کو واضح کیا کرتے تھے پھر اس نے تلبیہ کا ذکر کیا' راوی بیان کرتا ہے ایک دن کا واقعہ ہے کہ لوگ آپ کے پاس سے واپس جا رہے تھے تو آپ کو یہ منظر عجیب لگا تو آپ نے تلبیہ میں یہ اضافہ کیا کہ لبیک ان العیش عیش الاخرۃ۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں میرے خیال میں یہ عرفہ کا دن تھا' اور یہ اس طریق سے مرسل ہے۔

اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ مجھے ابواحمد یوسف بن محمد بن محمد بن یوسف نے بتایا کہ ہم سے محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے بیان کیا کہ ہم سے نصر بن علی الجہضمی نے بیان کیا کہ ہم سے محبوب بن الحسین نے بیان کیا کہ ہم سے داؤد نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں خطبہ دیا اور جب آپ نے لبیک اللّٰھم لبیک کہا تو فرمایا ان الخیر خیر الاخرۃ، یہ اسناد غریب ہے اور اس کا اسناد سنن کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ اسامہ بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی لبید نے المطلب بن عبیداللہ بن حطب سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے تلبیہ میں آواز بلند کرنے کا حکم دیا ہے پس بیشک یہ شعائر حج میں سے ہے' احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں۔

اور بیہقی نے اسے حاکم سے عن الاصم عن محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم عن وہب عن اسامہ بن زید عن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان و عبداللہ بن ابی لبید عن المطلب عن ابی ہریرہ عن رسول اللہ ﷺ روایت کیا ہے اور پھر اس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ ثوری نے ہمیں ابن ابی لبید سے عن المطلب بن حطب عن خلاد عن السائب عن زید بن خالد خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل' حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا' اپنے اصحاب کو تلبیہ میں اپنی آوازوں کو بلند کرنے کا حکم دیں پس بیشک یہ شعائر حج میں سے ہیں۔

اور اسی طرح ابن ماجہ نے اسے عن علی بن محمد عن وکیع عن ثوری روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے شعبہ اور موسیٰ بن عقبہ نے

عبداللہ بن ابی لبید سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے ہم سے عن عبداللہ بن ابی لبید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب عن خلاد بن السائب عن زید بن خالد الجہنی بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریلؑ میرے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ اپنے اصحاب کو حکم دیں اور وہ تلبیہ میں اپنی آوازوں کو بلند کریں پس بیشک یہ حج کا شعار ہے۔

ہمارے شیخ ابوالحجاج المزی نے اپنی کتاب الاطراف میں بیان کیا ہے کہ معاویہ نے اسے ہشام اور قبیصہ سے عن سفیان ثوری عن عبداللہ بن ابی لبید عن المطلب عن خلاد بن السائب عن ابیہ عن زید بن خالد روایت کیا ہے۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبدالملک بن ابی بکر بن الحارث بن ہشام عن خلاد بن السائب بن خلاد عن ابیہ عن النبی ﷺ بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا اپنے اصحاب کو حکم دیجیے اور وہ تلبیہ میں اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ احمد بیان کرتے کہ میں نے مالک کے حوالہ سے عبدالرحمٰن بن مہدی کو سنایا اور روح نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مالک بن انس نے عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عبداللہ بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام عن خلاد بن السائب الانصاری عن ابیہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ یا تکبیر میں اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ ان دونوں میں سے ایک آپ کی مراد تھی۔ اور اسی طرح امام شافعی نے اسے مالک سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے القعنبی سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح امام احمد نے اسے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عبداللہ بن ابوبکر سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابن جریج نے اسے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر کو خط لکھا اور انہیں یہ حدیث یاد دلائی لیکن انہوں نے اس کے اسناد میں ابوخلاد کا ذکر نہیں کیا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مالک اور سفیان بن عیینہ کی روایت عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبدالملک عن خلاد بن السائب عن ابیہ عن النبی ﷺ صحیح ہے۔ اور امام بخاری وغیرہ نے بھی یہی کہا ہے۔

اور امام احمد اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ السائب بن خلاد بن سوید ابی سہلہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن بکیر نے بیان کیا کہ ابن جریج نے بتایا' اور روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم کی جانب عن عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام عن خلاد بن السائب الانصاری عن ابیہ السائب ابن خلاد لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے اصحاب کو حکم دیں کہ وہ تلبیہ اور تکبیر میں اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ اور روح نے تلبیہ یا تکبیر کہا ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ ہم میں سے کون تھا' اور کہا میں یا عبداللہ یا خلاد تکبیر یا تلبیہ میں تھے۔ یہ اپنے مسند میں احمد کے الفاظ ہیں اور اسی طرح ہمارے شیخ نے الاطراف میں ابن جریج سے مالک اور سفیان بن عیینہ کی روایت کی طرح بیان کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم



باب ۲۲

رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، جو اکیلا ہی ایک مستقل عبادت ہے

ہماری رائے میں اس کا یہاں بیان کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں تلبیہ وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آئندہ بھی بیان ہوگا' پس ہم اس کے طرق اور الفاظ کو بیان کریں گے۔ پھر اس مفہوم میں وارد ہونے والی احادیث کے شواہد سے اس کا پیچھا کریں گے۔ وباللہ المستعان

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحیٰی بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ بنی سلمہ کے ہاں فروکش تھے کہ ہم ان کے پاس آئے اور ہم نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے حج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نو سال مدینہ میں رہے اور آپ نے حج نہیں کیا' پھر لوگوں میں اعلان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کرنے والے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ مدینہ میں بہت سے آدمی آ گئے اور وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کے خواہاں تھے۔ اور جو فعل آپ کرنا چاہتے تھے وہ بھی وہی کرنا چاہتے تھے' پس رسول اللہ ﷺ ۲۵ ذوالقعدہ کو نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے اور جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا اور رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا غسل کر پھر کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے' پھر تکبیر کہہ' پھر رسول کریم ﷺ چل پڑے اور جب آپ کی ناقہ آپ کو لے کر ٹھیک طور سے زمین پر چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے خدائے واحد کا ذکر کیا:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ.

اور لوگوں نے بھی تلبیہ کہا اور لوگ ذوالمعارج اور اس قسم کا دوسرا کلام زیادہ پڑھ رہے تھے اور حضرت نبی کریم ﷺ سن رہے تھے مگر آپ نے انہیں کچھ نہیں کہا۔ میں نے حد نظر تک رسول اللہ ﷺ کے آگے سوار اور پیادہ دیکھے۔ اور یہی صورت حال آپ کے پیچھے اور دائیں بائیں تھی' حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپؐ پر قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپ اس کی تاویل کو جانتے تھے اور جو کچھ آپ نے کیا ہم نے بھی اس پر عمل کیا پس ہم صرف حج کی نیت سے نکلے' مگر جب ہم کعبہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر آپ نے تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے اور جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ مقام ابراہیم کی طرف گئے اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی پھر وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى کی تلاوت کی۔ احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ یعنی جعفر کہتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں رکعتوں میں توحید اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ پڑھی پھر حجر اسود کو بوسہ دیا اور صفا کی طرف چلے گئے' پھر اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ کی

تلاوت کی' پھر فرمایا: جس سے اللہ نے آغاز کیا ہے ہم اس سے آغاز کرتے ہیں' پس آپ صفا پر چڑھ گئے اور جب آپ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا تو تکبیر کہی پھر کہا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

پھر آپ نے دعا کی' پھر اسی کلام کو پڑھنے لگے پھر اترے اور جب وادی میں آپ کے پاؤں ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے اور جب اوپر چڑھے تو چلنے لگے اور جب مروہ کے پاس آئے تو اس پر چڑھ گئے اور بیت اللہ شریف کی طرف دیکھ کر وہی کہا جو صفا پر کہا تھا' اور جب مروہ کے پاس آئے آپ کا ساتواں چکر تھا تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اگر میں اپنے معاملے کو پہلے سے جانتا تو میں پیٹھ نہ پھیرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا' اور اسے عمرہ بناتا' پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ بنا لے پس جب سب لوگ حلال ہو گئے اور حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم جو وادی کے نشیب میں تھے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے سے ملا کر تین بار فرمایا ہمیشہ کے لیے' پھر فرمایا قیامت کے روز تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علیؓ یمن سے قربانی کا جانور لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ سے قربانی کے جانور میں سے ایک جانور اپنے ساتھ لے گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حلال ہو گئی ہیں اور انہوں نے رنگ دار کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ لگایا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات سے برا منایا' تو حضرت فاطمہ نے کہا مجھے میرے باپ نے اس کا حکم دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں کہا کہ جعفر کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ نہیں کہے' پس میں برافروختہ ہو کر رسول اللہ ﷺ سے وہ بات پوچھنے لگا جس کا ذکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا' میں نے کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رنگ دار کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ لگایا ہے اور کہا ہے کہ مجھے میرے باپ نے اس کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس نے درست کہا' میں نے اسے اس کا حکم دیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم نے کس چیز کی تکبیر کہی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ! میں وہ تکبیر کہتا ہوں جو تیرے رسولؐ نے کہی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ساتھ قربانی کا جانور بھی تھا آپؐ نے فرمایا تم حلال نہ ہو راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو رسول اللہ ﷺ لائے تھے وہ ایک سو جانور تھے' پس رسول کریم ﷺ نے تریسٹھ جانور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے۔ اور بقیہ جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا پھر آپ نے ہر اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لانے کا حکم دیا اور انہیں ایک ہنڈیا میں ڈالا اور دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں قربانی کی ہے اور منیٰ تمام قربان گاہ ہے اور عرفہ میں کھڑے ہو کر فرمایا میں یہاں کھڑا ہوں اور عرفہ سب کا سب موقف ہے اور مزدلفہ میں کھڑے ہو کر فرمایا میں یہاں کھڑا ہوا ہوں اور مزدلفہ سب کا سب موقف ہے۔

امام احمد نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ مگر اس کے آخری حصے کو بہت مختصر کر دیا ہے اور امام مسلم بن الحجاج نے اسے اپنی صحیح کے مناسک میں ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحاق بن ابراہیم سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے حاتم بن اسماعیل سے عن

جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ روایت کی ہے اور انہوں نے ہمیں ان متفاوت اضافوں سے بھی آگاہ کیا ہے۔ جو احمد اور مسلم کے سیاق میں اس قول تک پائے جاتے ہیں جو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اس نے درست کہا ہے‘ جب حج فرض ہو گیا تو تو نے کیا کہا‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا‘ اے اللہ! میں وہ تکبیر کہتا ہوں جو تیرے رسول نے کہی ہے‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے پاس قربانی کا جانور تھا‘ آپؐ نے فرمایا تم حلال نہ ہونا‘ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ‘ یمن سے قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے وہ ایک سو تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سب لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے بال کٹوائے مگر حضرت نبی کریم ﷺ اور جن کے پاس قربانی کے جانور تھے وہ حلال نہ ہوئے اور جب یوم الترویہ آیا تو وہ منیٰ کی طرف گئے اور انہوں نے حج کی تکبیر کہی اور رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور وہاں ظہر‘ عصر‘ مغرب‘ عشاء اور فجر کی نماز پڑھی‘ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اور آپ نے اپنا بالوں والا خیمہ لگانے کا حکم دیا وہ نمرہ میں آپ کے لیے لگایا گیا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے اور قریش کو یہی شک تھا کہ آپ مشعر الحرام کے پاس کھڑے ہیں جیسا کہ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزر کر عرفہ آ گئے اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ نمرہ میں آپ کے لیے خیمہ لگایا گیا ہے‘ پس وہاں آپ فروکش ہوئے اور جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصواء کے لانے کا حکم دیا پس اسے آپ کے لیے لایا گیا تو آپ نے وادی کے نشیب میں آ کر لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

''تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہے آگاہ رہو جاہلیت کی ہر چیز اور جاہلیت کے خون بھی میرے پاؤں کے نیچے رکھے ہوئے ہیں اور میں اپنے خونوں میں سے سب سے پہلا خون یعنی ابن[1] ربیعہ بن الحارث کا خون ساقط کرتا ہوں جو بنی سعد میں دایہ کو تلاش کر رہا تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ اور جاہلیت کا سود بھی ساقط ہے اور ہمارے سودوں میں سے سب سے پہلا سود عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے جسے میں مکمل طور پر ساقط کرتا ہوں‘ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی ذمہ داری سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ اسے تمہارا بستر پامال نہ کرنے دیں پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی ضرب لگاؤ جو سخت تکلیف دہ نہ ہو۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم معروف طریق پر ان کی خوراک اور لباس کا خیال رکھو اور میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم اس سے تمسک کرو گے گمراہ نہ ہو گے اور تم میرے بارے میں دریافت کیے جاؤ گے۔ پس تم کیا کہنے والے ہو انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے ابلاغ حق کر دیا ہے اور خیر خواہی کر دی ہے۔ اور آپ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے اور اس سے لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا‘ اے اللہ گواہ رہنا'' پھر اذان دی پھر اقامت کہی اور ظہر پڑھی‘ پھر اقامت کہہ کر عصر پڑھی اور ان دونوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور موقف میں آ گئے اور آپ کی ناقہ قصواء کا پیٹ چٹانوں سے لگنے لگا اور آپ نے جبل المشاۃ کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور آپ مسلسل وہاں کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور کچھ زردی بھی چلی گئی

[1] سہیلی کہتے ہیں کہ اس کا نام آدم تھا اور بعض کا قول ہے کہ تمام تھا۔

یہاں تک کہ سورج کی ٹکیہ غائب ہو گئی اور آپ نے حضرت اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور آپ نے قصواء کی مہار کو کھینچا' یہاں تک کہ اس کا سر آپ کی ٹانگ کے اگلے حصہ تک پہنچ گیا اور آپ اپنے دائیں ہاتھ سے فرمانے لگے۔ لوگو! سکون اختیار کرو اور جب کبھی آپ کسی پہاڑ پر آتے تو اس کی لگام کچھ ڈھیلی کر دیتے تاکہ وہ چڑھ جائے' حتیٰ کہ آپ مزدلفہ آ گئے' اور وہاں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں کے درمیان کوئی تسبیح نہ کی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی' پس آپ نے ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ فجر پڑھی' یہاں تک کہ صبح نمایاں ہوئی' پھر آپ قصواء پر سوار ہو کر مشعر الحرام آئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ کی حمد اور تکبیر کہی اور تسبیح کی اور توحید بیان کی اور آپ مسلسل کھڑے رہے' یہاں تک کہ دن بہت روشن ہو گیا اور طلوع آفتاب سے پہلے کوچ کر گئے اور آپ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور وہ بہت خوبصورت بالوں والا اور سفید رنگ آدمی تھا' پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے تو دوڑتی ہوئی عورتیں گزریں تو فضل ان کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے اپنا ہاتھ فضل کے چہرے پر رکھ دیا تو اس نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری جانب سے اپنا ہاتھ فضل کے چہرے پر رکھ دیا تو اس نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری جانب سے اپنا ہاتھ فضل کے چہرے پر رکھ دیا تو وہ دوسری طرف منہ پھیر کر کے دیکھنے لگے یہاں تک کہ آپ بطن محسر میں آ گئے تو آپ کچھ تیز چلے' پھر اس درمیانی راستے پر چل پڑے جو جمرۂ کبریٰ کو جا نکلتا ہے یہاں تک کہ آپ اس جمرہ پر آئے جو درخت کے پاس ہے اور آپ نے اسے سات سنگریزے مارے اور ہر سنگریزے کے ساتھ آپ تکبیر کہتے تھے اور آپ نے سنگریزے وادی کے نشیب سے مارے پھر قربان گاہ کی طرف واپس آ گئے اور آپ نے تریسٹھ قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کیں اور بقیہ قربانیوں کو حضرت علیؓ نے ذبح کیا اور آپ نے حضرت علی کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا پھر آپ نے ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا لانے کا حکم دیا' پس یہ ٹکڑے ایک ہنڈیا میں ڈال کر پکائے گئے اور آپ دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ کی جانب لوٹ آئے اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی اور بنی عبدالمطلب کے پاس آئے اور وہ زمزم پر پانی پلا رہے تھے' آپ نے فرمایا بنی عبدالمطلب ڈول نکالو' اگر لوگ تمہارے حوض پر غالب نہ آ جاتے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول نکالتا' پس انہوں نے آپ کو ڈول پکڑایا اور آپ نے اس سے پانی پیا۔

پھر مسلم نے اسے عن عمرو بن حفص عن ابیہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر روایت کیا ہے اور اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور ابوسنان کا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ ایک برہنہ گدھے پر اہل جاہلیت کو ہٹاتا تھا۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہاں پر قربانی کی ہے اور سارا منیٰ قربان گاہ ہے پس تم اپنی قیام گاہوں میں ذبح کرو اور میں یہاں پر کھڑا ہوا ہوں اور سارا عرفہ موقف ہے۔ اور میں یہاں پر کھڑا ہوں اور مزدلفہ سارا موقف ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے پوری طوالت کے ساتھ النفیلی عثمان بن ابی شیبہ اور ہشام بن عمار اور سلیمان بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ اور بسا اوقات ایک نے دوسرے سے کوئی ایک آدھ بات کا اضافہ کر دیا ہے اور ان چاروں نے حاتم بن اسماعیل سے بحوالہ جعفر مسلم کی روایت کی طرح' روایت کی ہے اور ہم نے اس کے بعض اضافوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور ابوداؤد نے بھی اسے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے عن یعقوب بن ابراہیم عن یحییٰ بن سعید القطان عن جعفر روایت کی ہے' اور اسی طرح نسائی نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور اس کا کچھ حصہ ابراہیم بن ہارون بلخی سے اور کچھ حاتم بن اسماعیل سے روایت کیا ہے۔

باب ۲۳

ان مقامات کا بیان، جن میں آپؐ نے اپنے حج و عمرہ میں مدینہ سے مکہ جاتے ہوئے نماز ادا کی

امام بخاری باب المساجد التی علی طرق المدینۃ المواضع التی صلی فیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو راستے میں ان مقامات کو تلاش کرتے دیکھا تاکہ ان میں نماز پڑھیں، اور وہ بیان کرتے تھے کہ ان کا باپ ان مقامات پر نماز پڑھتا کرتا تھا اور یہ کہ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو ان مقامات میں نماز پڑھتے دیکھا تھا، اور نافع نے مجھ سے بحوالہ حضرت ابن عمر بیان کیا کہ وہ ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے اور میں نے سالم سے دریافت کیا تو انہوں نے تمام مقامات کے بارے میں نافع سے موافقت کی، صرف اس مسجد کے بارے میں دونوں نے اختلاف کیا، جو الروحاء کی بلندی پر ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے بیان کیا کہ عبداللہ نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حج اور عمرہ میں ذوالحلیفہ میں ببول کے درخت تلے اترا کرتے تھے جو مسجد ذوالحلیفہ کی جگہ پر تھا۔ اور جب آپ جنگ سے واپس آتے اور آپ اس راستہ میں ہوتے یا حج اور عمرہ میں ہوتے تو وادی کے نشیب میں اتر جاتے اور جب وادی کے نشیب سے اوپر آتے تو اس کشادہ نالے پر سواریوں کو بٹھاتے جو وادی کے مشرقی کنارے پر ہے اور رات کے پچھلے پہر اتر کر وہاں آرام کرتے۔ پھر صبح ہو جاتی اور مسجد کے پاس کوئی پتھر نہیں اور نہ ہی اس ٹیلے پر کوئی پتھر ہے جس پر مسجد واقع ہے، وہاں پر ایک خلیج تھی جس کے پاس حضرت عبداللہ نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کے نشیب میں پست زمین تھی جہاں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے، پس سیلاب اسے بہا کر کشادہ نالے میں لے گیا، حتیٰ کہ وہ جگہ جس میں حضرت عبداللہ نماز پڑھا کرتے تھے دب گئی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اسے بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے وہاں نماز پڑھی جہاں وہ چھوٹی مسجد واقع ہے جو الروحاء کی بلند جگہ والی مسجد کے ورے ہے۔ اور حضرت عبداللہ کو وہ جگہ معلوم تھی جس میں حضرت نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ جب تو مکہ جا رہا ہو اور تو مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو تیری دائیں جانب، راستے کے دائیں کنارے پر وہ جگہ ہے، اس کے اور بڑی مسجد کے درمیان ایک پتھر پھینکنے کے برابر فاصلہ ہے اور حضرت ابن عمر اس چھوٹے پہاڑ پر نماز پڑھا کرتے تھے جو الروحاء کے موڑ کے پاس ہے۔ اور جب تو مکہ جا رہا ہو، یہ چھوٹا پہاڑ راستے کے کنارے پر اس کے آخری کونہ پر ہے جو اس مسجد کے ورے ہے جو اس کے اور موڑ کے درمیان واقع ہے۔ اب وہاں پر مسجد تعمیر ہو گئی ہے اور حضرت عبداللہ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے، آپ اسے اپنی بائیں جانب اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس سے آگے چھوٹے پہاڑ پر نماز پڑھتے تھے، اور حضرت عبداللہ شام کو الروحاء سے واپس آ جاتے تھے، نماز ظہر اس جگہ پر آ کر پڑھتے تھے۔ اور جب مکہ سے آتے تو اگر صبح سے ایک گھڑی پہلے یہاں سے گزرتے یا سحر کے آخر میں گزرتے تو یہاں اتر کر آرام

کرتے اور صبح کی نماز وہاں پڑھتے اور حضرت عبداللہ نے انہیں بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ ایک لمبے درخت کے نیچے اترا کرتے تھے جو رویثہ سے ورے راستے کی دائیں جانب تھا اور راستے کے سامنے ایک جگہ ہموار زمین تھی جو اس ٹیلے تک لے جاتی ہے جو رویثہ سے دو میل دور ہے اور اس کے اوپر کا حصہ ٹوٹ چکا ہے اور اپنے وسط سے دوہرا ہو چکا ہے اور وہ اپنے پچھلے حصے پر کھڑا ہے اور اس کے پچھلے حصے میں بہت سے ٹیلے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹیلے کی ایک طرف عرج کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور جب تو پہاڑ کی طرف جا رہا ہو تو اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں اور ان قبروں پر بڑے بڑے پتھر چنے ہوئے ہیں جو راستے کی دائیں جانب، راستے کے پتھروں کے پاس ہیں' حضرت عبداللہ دوپہر کا سورج ڈھل جانے کے بعد عرج سے ان پتھروں کے درمیان آیا کرتے تھے اور اس مسجد میں ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں یہ بھی بتایا کہ رسول کریم ﷺ راستے کی بائیں جانب لمبے درختوں کے پاس ہرشے سے ورے پانی بہنے کی جگہ پر اترے اور پانی بہنے کی یہ جگہ' ہرشے کے گوشوں سے متصل ہے۔ اس کے اور راستے کے درمیان ایک تیر کی انتہائی مار کے قریب فاصلہ ہے اور حضرت عبداللہ راستے کے قریب ترین طویل درخت کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے جو سب درختوں سے زیادہ طویل تھا' اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں یہ بھی بتایا کہ رسول کریم ﷺ پانی بہنے کی اس جگہ پر فروکش ہوا کرتے تھے جو مدینہ سے پہلے مہر الظہر ان کے قریب ہے۔ آپ جب الصفر ادات سے نیچے جاتے تو بائیں جانب سے اس پانی بہنے کی جگہ کے نشیب میں اترتے۔ اور جب تو مکہ جا رہا ہو تو رسول اللہ ﷺ کے اترنے کی جگہ اور راستے کے درمیان ایک پتھر کے پھینکنے کے برابر فاصلہ ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں یہ بھی بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ ذی طویٰ میں اترا کرتے تھے اور رات بسر کیا کرتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور مکہ آتے ہوئے آپ صبح کی نماز وہاں پڑھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے ٹیلے پر تھی' اس مسجد میں نہیں تھی جو آپ نے تعمیر کی بلکہ اس سے نیچے ایک بڑے ٹیلے پر تھی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں یہ بھی بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے پہاڑ کی پست جگہ کی طرف منہ کیا۔ جو کعبہ کی جانب آپ کے اور طویل پہاڑ کے درمیان تھی' پھر آپ نے اس مسجد کو جو آپ نے تعمیر کی' وہاں کی مسجد کے بائیں جانب ٹیلے کے ایک طرف رکھا اور رسول کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس کے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی جو ٹیلے سے دس ہاتھ کے قریب ہے' پھر تو اس پہاڑ کی جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے' دونوں پست زمینوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے طول و سیاق میں متفرد ہیں' ہاں مسلم نے اس سے یہ قول جس کے آخر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں بتایا کہ رسول کریم ﷺ ذی طویٰ میں اترا کرتے تھے' آخر تک محمد بن اسحاق المسیبی سے عن انس بن عیاض عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر نقل کیا ہے اور امام احمد نے اسے پوری طوالت کے ساتھ عن ابی قرہ موسیٰ بن طارق عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر اسی طرح روایت کیا ہے' آج ان مقامات میں سے بہت سے مقامات یا اکثر مقامات پہچانے نہیں جاتے' کیونکہ آج جو بدو وہاں رہتے ہیں انہوں نے اکثر مقامات کے ناموں کو تبدیل کر دیا ہے اور ان کی اکثریت پر جہل کا غلبہ ہے۔ اور امام بخاری نے صرف اس لیے انہیں اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ شاید کوئی آدمی' سوچ بچار' غور و فکر اور فراست سے انہیں معلوم کر لے' یا شاید امام بخاری کے زمانے میں ان میں سے اکثر مقامات یا بہت سے مقامات معلوم تھے۔



باب ٤ ٢

رسول اللہ ﷺ کا مکہ میں داخلہ

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی طویٰ میں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر آپ مکہ میں داخل ہو گئے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے ہی کیا کرتے تھے اور مسلم نے اسے یحییٰ بن سعید القطان کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز بھی کیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز بھی پڑھی' یا کہا ہے کہ آپ نے صبح کی' اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوالربیع الزہرانی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے ایوب سے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ وہ ذی طویٰ میں رات گزار کر مکہ آیا کرتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور وہ غسل کرتے' پھر دن کو مکہ میں داخل ہوتے اور وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق بیان کرتے تھے کہ آپ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اور بخاری نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے بحوالہ ایوب روایت کیا ہے اور ان دونوں کا ایک اور طریق بھی ہے جو عن ایوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کے قریبی علاقے میں داخل ہوتے تو تلبیہ کہنا بند کر دیتے پھر ذی طویٰ میں رات گزار دیتے۔ اور ابھی وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جسے بخاری اور مسلم نے موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذی طویٰ میں رات گزارتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تو آپ مکہ آتے ہوئے صبح کی نماز پڑھتے اور رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ بڑے ٹیلے کے پاس تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس پہاڑ کی پست زمین کی طرف منہ کیا جو کعبہ کی جانب آپ کے اور طویل پہاڑ کے درمیان واقع ہے' پس آپ نے اس مسجد کو' جو آپ نے تعمیر کی وہاں کی مسجد کے بائیں جانب ٹیلے کے ایک طرف رکھا' اور رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی جو ٹیلے سے دس ہاتھ کے قریب ہے' پھر آپ نے اس پہاڑ کی پست زمینوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے' اسے صحیحین نے روایت کیا ہے۔

اور اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ جب اپنے سفر میں ذی طویٰ پہنچے جو مکہ کے قریب ہے اور حرم سے ملحق ہے تو آپ نے تلبیہ کہنا بند کر دیا اس لیے کہ آپ مقصود تک پہنچ چکے تھے اور آپ نے اس جگہ پر رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور آپ نے اس جگہ نماز پڑھی جسے انہوں نے طویل پہاڑ کی پست زمین کے درمیان بیان کیا ہے اور جو شخص ان جگہوں کو جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بصیرت کی آنکھ سے دیکھے گا وہ انہیں اچھی طرح پہچان لے گا اور وہ جگہ اس کے لیے متعین ہو جائے گی جس میں رسول کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔

پھر آپ نے مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کیا پھر سوار ہوئے اور بطحا کی بلند گھاٹی کی جانب سے دن کے وقت علانیہ مکہ میں داخل ہوئے کہتے ہیں کہ آپ اس طرح اس لیے داخل ہوئے کہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ انہیں دیکھ سکیں۔ اور اسی طرح

آپ فتح مکہ کے روز بھی داخل ہوئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ امام مالک نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ بلند گھاٹی سے مکہ میں داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی سے باہر نکلے۔ بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں اس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں کا ایک طریق عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بطحا کی بلند گھاٹی سے مکہ میں داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی سے باہر نکلے۔ اور اسی طرح ان دونوں نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ کے طریق سے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور جب آپ کی نظر بیت اللہ پر پڑی' اور امام شافعیؒ نے جسے اپنے مسند میں روایت کیا ہے کہ سعید بن سالم نے ہمیں ابن جریج سے بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ کو دیکھتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہتے۔ اے اللہ اس گھر کی تشریف و تعظیم اور تکریم و ہیبت میں اضافہ فرما اور جو شخص اس گھر کو شرف و عظمت دے اور جو اس کا حج و عمرہ کرے تو اس کی تشریف و تکریم اور تعظیم اور نیکی میں اضافہ فرما دے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منقطع ہے اور سفیان ثوری سے عن ابی سعید شامی عن ملموسل اس کا ایک مرسل شاہد ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ بلند کرتے اور تکبیر کہتے اور فرماتے اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور سلامتی تیری طرف سے آتی ہے۔ پس اے ہمارے رب! تو ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ' اے اللہ اس گھر کی تشریف و تعظیم' تکریم' ہیبت اور نیکی میں اضافہ کر دے اور جو شخص اس کا حج اور عمرہ کرے اس کی بھی تشریف' تعظیم و تکریم اور نیکی میں اضافہ کر دے۔

امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ سعید بن سالم نے ہمیں ابن جریج سے خبر دی کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے مقسم سے عن ابن عباس عن النبی ﷺ بتایا گیا کہ آپ نے فرمایا کہ نماز میں ہاتھ اٹھائے جائیں اور جب آدمی بیت اللہ کو دیکھے اور صفا اور مروہ پر بھی ہاتھ اٹھائے جائیں اور عرفہ کی شام کو اور جمع کے وقت اور دونوں جمروں اور میت پر بھی ہاتھ اٹھائے جائیں۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اسے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس اور عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک دفعہ موقوف اور میت کے ذکر کے بغیر حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع روایت کیا ہے۔ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ ابن ابی لیلیٰ قوی نہیں ہے' پھر آپ باب بنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہوئے' حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابن جریج سے بحوالہ عطاء بن ابی رباح روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ محرم جہاں سے چاہے داخل ہو جائے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے اور باب بنی مخزوم سے نکل کر صفا کی طرف چلے گئے۔ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں یہ جید مرسل ہے۔ اور بیہقی نے باب بنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہونے کے استحباب پر استدلال کیا ہے اس لیے کہ انہوں نے ابوداؤد طیالسی کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم سے حماد بن سلمہ اور قیس بن سلام نے بیان کیا اور ان سب نے عن سماک بن حرب عن خالد بن عرعرہ عن علی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب جرہم کے بعد بیت اللہ منہدم ہو گیا تو قریش نے اسے تعمیر کیا اور جب انہوں نے حجر اسود کو رکھنا چاہا' تو آپس میں جھگڑا ہو گیا کہ اسے کون رکھے پس انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ جو شخص سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہو گا وہی اسے رکھے گا' تو رسول اللہ ﷺ باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے اور آپؐ نے حجر اسود کو ایک کپڑے میں رکھنے کا حکم دیا' پس حجر اسود کو اس کے وسط میں رکھ دیا گیا اور آپ نے ہر قبیلے کو حکم دیا کہ وہ کپڑے کا ایک حصہ پکڑے پس

انہوں نے اسے اٹھایا' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑ کر رکھ دیا' اور ہم نے اس واقعہ کو بعثت سے قبل تعمیر کعبہ میں مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ اور باب بنی شیبہ سے داخل ہونے کے استحباب پر جو استدلال کیا گیا ہے اس میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

آپؐ کے طواف کا بیان:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ اصبغ بن الفرج نے ابن وہب سے ہمیں بتایا کہ عمرو بن محمد نے مجھے محمد بن عبدالرحمن سے خبر دی وہ کہتے ہیں میں نے عروہ سے ذکر کیا تو اس نے بیان کیا کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ جب آئے تو سب سے پہلے آپ نے وضو کیا پھر طواف کیا پھر عمرہ نہ تھا' پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کی طرح حج کیا' پھر میں نے ابوالزبیر کے ساتھ حج کیا تو سب سے پہلے آپ نے طواف کیا' پھر میں نے مہاجرین اور انصار کو طواف کرتے دیکھا۔ اور میری والدہ نے مجھے بتایا کہ اس نے اور اس کی بہن نے اور زبیر نے اور فلاں فلاں نے عمرہ کی تکبیر کہی اور جب انہوں نے رکن کو چھوا تو حلال ہو گئے یہ اس کے الفاظ ہیں۔ اور انہوں نے اسے ایک دوسری جگہ پر احمد بن عیسیٰ اور مسلم سے بحوالہ ہارون بن سعید روایت کیا ہے اور ان تینوں نے اسے وہب سے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ پھر عمرہ نہ تھا' اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ دونوں عبادتوں کے درمیان حلال نہیں ہوئے اور سب سے پہلے آپ نے طواف سے قبل حجر اسود کو بوسہ دیا۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ میں آئے تو آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن اعمش عن ابراہیم عن عابس بن ربیعہ عن عمر بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے' تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان' اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اور مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ' ابوبکر بن ابی شیبہ' زہیر بن حرب اور ابن ابی نمیر سے روایت کیا ہے اور ان سب نے ابومعاویہ سے عن اعمش عن ابراہیم عن عابس بن ربیعہ روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے' مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان' اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عبید اور ابومعاویہ نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے ابراہیم بن عابس بن ربیعہ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کے پاس آتے دیکھا' آپ نے فرمایا قسم بخدا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے' تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان' اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر آپ نے قریب ہو کر اسے بوسہ دیا۔ یہ سیاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ نے جو کہا سو کہا' پھر اس کے بعد صاحبان صحیحین کے برخلاف اسے بوسہ دیا۔ واللہ اعلم

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع اور یحییٰ نے ہم سے بیان کیا' اور یہ الفاظ وکیع کے ہیں جو ہشام اور اس کے باپ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب حجر اسود کے پاس آئے اور فرمایا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ

نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے اسے بوسہ دیا' یہ حدیث عروہ بن زبیر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان منقطع ہے۔ اور امام بخاریؒ اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر بن ابی کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن اسلم نے مجھے اپنے باپ سے خبر دی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رکن سے کہا۔ قسم بخدا! مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر آپ نے اسے بوسہ دیا' پھر فرمایا ہمیں دوڑ سے کیا واسطہ' یہ دوڑ ہم نے مشرکین کو دکھائی تھی اور اب اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے پھر فرمایا یہ کام رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے ہم اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوسہ دینا بات کرنے سے پیچھے ہوا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ احمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ورقاء نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن اسلم نے اپنے باپ سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا' تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

اور مسلم بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ حرملہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے یونس ابن یزید ایلی اور عمرو بن دینار نے خبر دی اور ہم سے ہارون بن سعید ایلی نے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا کہ مجھے عمرو بن شہاب سے بحوالہ سالم خبر دی کہ اس کے باپ نے اسے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر فرمایا قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اور ہارون نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ عمرو نے کہا کہ مجھے زید بن اسلم نے اپنے باپ اسلم سے اسی طرح روایت بتائی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے' اور یہ بڑی واضح بات ہے کہ بوسہ دینا بات سے پہلے ہوا۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ میں عبداللہ نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ امام احمد نے اسے ایسے ہی روایت کیا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں اسے محمد بن ابی بکر المقدمی سے عن حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ پھر مسلم بیان کرتے ہیں کہ خلف بن ہشام المقدمی' ابو کامل اور قتیبہ نے ہم سے بیان کیا اور ان سب نے حماد سے روایت کی ہے' خلف بیان کرتا ہے کہ حماد بن زید نے ہم سے عن عاصم الاحول عن عبداللہ بن سرجس روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن عاصم الاحول روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے عن سفیان عن ابراہیم بن عبدالاعلیٰ عن سوید بن غفلہ بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے اور فرماتے دیکھا۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان لیکن میں نے ابوالقاسم کو تیرا احترام کرتے دیکھا ہے۔ پھر

احمد نے اسے وکیع سے بحوالہ سفیان ثوری روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے اسے بوسہ دیا اور اس سے چمٹ گئے اور اسی طرح مسلم نے اسے عبدالرحمن بن مہدی کی حدیث سے بلا اضافہ روایت کیا ہے اور وکیع کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس سے چمٹ گئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا احترام کرتے دیکھا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ وہب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے سعید بن جبیر سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رکن پر جھکے اور فرمایا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے اپنے حبیب کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا (اور رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لیے نیک نمونہ ہے) اور یہ اسناد جید اور قوی ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن عثمان قرشی مکی نے ہم سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن عباد بن جعفر کو حجر اسود کو بوسہ دیتے اور اس پر سجدہ کرتے دیکھا۔ پھر بیان کرتا ہے میں نے تیرے ماموں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اسے بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اسے بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اسے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں اسے بوسہ نہ دیتا' یہ اسناد بھی حسن ہے۔ مگر اسے صرف نسائی نے عن عمرو بن عثمان عن الولید بن مسلم عن حنظلہ بن ابی سفیان عن طاؤس عن ابن عباس عن عمر روایت کیا ہے اور اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور یہ حدیث امام احمد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح یعلی بن امیہ کی حدیث سے روایت کی ہے اور ابو یعلی موصلی نے اسے اپنے مسند میں عن ہشام عن حشیش بن الاشقر عن عمر بیان کیا ہے۔ اور ہم نے یہ سب کچھ اپنے الفاظ وطرق اور اس کے انتساب وعلل کے ساتھ اس کتاب میں درج کر دیا ہے جسے ہم نے مسند امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں جمع کیا ہے۔

بالجملہ یہ حدیث متعدد طرق سے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جو اس شان کے کثیر ائمہ کے نزدیک قطعیت کا فائدہ دیتے ہیں لیکن ان روایات میں یہ بات موجود نہیں کہ آپ نے حجر اسود پر سجدہ کیا' اسے میں نے صرف ابوداؤد طیالسی کی روایت میں پایا ہے جو جعفر بن عثمان سے مروی ہے لیکن وہ مرفوع ہونے میں صریح نہیں' لیکن حافظ بیہقی نے اسے ابو عاصم النبیل کے طریق سے روایت کیا ہے کہ جعفر بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن عباد بن جعفر کو دیکھا کہ اس نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا۔ پھر اس نے کہا میں نے تیرے ماموں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اسے بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اسے بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا' پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا تو میں نے ایسا کیا۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں خبر دی کہ طبرانی نے ہمیں بتایا کہ ابوالزنباع نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن یمان نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن ابی حسین نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود پر سجدہ کرتے دیکھا۔ اور طبرانی کہتے ہیں

کہ سفیان سے اسے یحییٰ بن یمان کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے زبیر ابن عربی سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا اگر مجھ پر بھیڑ ہو جائے تو آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا دائیں جانب کو اختیار کر لو' میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ مسلم کو چھوڑ کر بخاری اس کے بیان میں متفرد ہیں۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے ہم سے عبید اللہ سے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو رکنوں کو بوسہ دیتے دیکھا ہے' میں نے فراخی اور تنگی میں ان دونوں کو بوسہ دینا ترک نہیں کیا' میں نے نافع سے پوچھا کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں رکنوں کے درمیان چلتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا صرف اس لیے چلتے تھے کہ اسے بوسہ دینا آسان ہو۔

اور ابوداؤد اور نسائی نے یحییٰ بن سعید القطان کی حدیث سے عبدالعزیز بن ابی داؤد سے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دینا نہ چھوڑتے تھے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے ابن شہاب سے سالم اور اس کے باپ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رکنین یمانیین کے سوا بیت اللہ میں سے اور کسی چیز کو رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا۔ اور مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ اور قتیبہ سے بحوالہ لیث بن سعد روایت کیا ہے۔ اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دونوں شامی رکنوں کو بوسہ ترک کرتے نہیں دیکھا' مگر وہ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل نہیں ہیں۔ اور امام بخاریؒ اور محمد بن ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی کہ مجھے عمرو بن دینار نے ابوالشعثاء سے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جو بیت اللہ میں سے کسی چیز سے بچے' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ارکان کو بوسہ دیا کرتے تھے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ وہ ان دو رکنوں کو بوسہ دیتے ہیں' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ بیت اللہ میں سے کوئی چیز' چھوڑنے والی نہیں' اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سب کو بوسہ دیا کرتے تھے' بخاری اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور مسلم اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالطاہر نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن الحارث نے خبر دی کہ قتادہ بن دعامہ نے اس سے بیان کیا کہ ابوالطفیل البکری نے اس سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں یمانی رکنوں کے سوا کسی چیز کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا' مسلم اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو روایت کی ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کے موافق ہے کہ وہ دونوں شامی رکنوں کو بوسہ نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل نہیں ہوئے اس لیے کہ قریش کا خرچ تھڑ گیا تھا۔ اور انہوں نے بیت اللہ کو بناتے وقت' حجر اسود کو اس سے نکال دیا تھا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ اگر وہ اس کو بنا سکتے تو اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل کرتے' لیکن چونکہ لوگ نئے نئے جاہلیت سے نکلے تھے اس لیے آپ نے خدشہ محسوس کیا کہ ان

کے دل اس سے برا منائیں گے۔ اور جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت کا زمانہ آیا تو آپ نے کعبہ کو گرادیا اور اسے اپنی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا کے مشورہ کے مطابق تعمیر کیا۔ اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تمام ارکان کو تعمیر کرنے کے بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سب کو بوسہ دیتے تھے تو یہ بہت اچھی بات ہے اور قسم بخدا وہ اس بارے میں وہم میں مبتلا تھے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے عبدالعزیز بن ابی داؤد سے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دینا نہیں چھوڑتے تھے''۔

اور نسائی نے اسے محمد بن المثنیٰ سے بحوالہ یحییٰ روایت کیا ہے اور نسائی بیان کرتے ہیں کہ یعقوب بن ابراہیم الدورقی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید القطان نے ابن جریج سے عن یحییٰ بن عبید عن ابیہ عن عبداللہ بن السائب بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان **ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار** پڑھتے سنا۔ اور ابوداؤد نے اسے عن مسدد عن عیسیٰ بن یونس عن ابن جریج بیان کیا ہے۔ اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے' جعفر بن محمد سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ آئے تو مسجد میں داخل ہو کر حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر اس کی دائیں جانب گئے اور تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے۔ پھر مقام ابراہیم پر آئے اور **واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى** کی تلاوت کی اور دو رکعتیں پڑھیں اور مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا' پھر دو رکعتوں کے بعد آپ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا پھر صفا کی طرف چلے گئے اور **ان الصفا و المروة من شعائر الله** کی تلاوت کی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے اور اسی طرح اسے اسحاق بن راہویہ نے یحییٰ بن آدم سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے اسے نسائی وغیرہ سے عبدالاعلیٰ بن واصل سے بحوالہ یحییٰ بن آدم روایت کیا ہے۔

اپنے طواف میں حضور ﷺ کے رمل[1] واضطباع کا بیان:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اصبغ بن الفرج نے بیان کیا کہ مجھے ابن وہب نے عن یونس عن ابن شہاب عن سالم عن ابیہ بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ آتے وقت دیکھا' آپ جب رکن اسود کو بوسہ دیتے تو سب سے پہلے سات چکروں میں سے تین چکر دوڑ کر لگاتے۔ اور مسلم نے اسے ابوالطاہر بن السرح اور حرملہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے ابن وہب سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہ ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا کہ ہم سے فلیح نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے حج اور عمرہ میں تین

---

[1] رمل ایسی دوڑ کو کہتے ہیں جس میں دوڑنے والا اپنے کندھوں کو ہلاتے ہوئے دوڑتا ہے۔ اور اضطباع بازو ننگا کر کے چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لاکر بائیں کندھے پر ڈالنے کو کہتے ہیں۔ مترجم

چکر دوڑ کر اور چار چل کر لگائے اور لیث نے اس کی متابعت کی ہے اور کثیر بن فرقد نے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا کہ ہم سے ابوحمزہ انس بن عیاض نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب حج اور عمرہ میں طواف کرتے تو سب سے پہلے تین چکر دوڑ کر لگاتے اور چار چکر چل کر لگاتے پھر دو سجدے کرتے پھر صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگاتے۔

اور مسلم نے اسے مسلم بن عقبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا کہ ہم سے انس نے عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کا پہلا طواف کرتے تو آپ تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگاتے اور جب صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے تو پانی بہنے کی جگہ کے نشیب میں دوڑتے۔

اور مسلم نے اسے عبیداللہ بن عمر کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر بن ابان الجعفی نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں ابن المبارک نے خبر دی کہ عبیداللہ نے ہمیں نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے' پھر انہوں نے اسے سلیم بن اخضر کی حدیث سے بحوالہ عبیداللہ اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور امام مسلم اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوطاہر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے مالک اور ابن جریج نے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکر دوڑ کر لگائے۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دوڑ لگانے اور کندھوں کے ننگا کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کر دیا ہے اور کفر کو دور کر دیا ہے اس کے باوجود ہم اس چیز کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے' احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور بیہقی نے اسے ہشام بن سعید کی حدیث سے عن زید بن اسلم عن ابیہ جابر بن عبداللہ روایت کیا ہے اور یہ سب کچھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے تابعین کی تردید میں ہے کہ مرسل سنت نہیں ہوتی اس لیے کہ رسول کریم ﷺ نے یہ فعل اس وقت کیا جب آپ اور آپ کے اصحاب عمرۃ القضا میں چوتھے دن کی صبح کو آئے اور مشرکین نے کہا کہ تمہارے پاس وہ وفد آ رہا ہے جسے یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ تو رسول کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ تین چکر دوڑ کر لگا لیں اور رکنین کے درمیان چلیں اور آپ نے صرف رحم کے خوف سے ان کو تمام چکر دوڑ کر لگانے سے نہیں روکا۔ اور یہ بات صحیحین میں آپ سے ثابت ہے اور اس کی تصریح آپ نے ایک عذر کے باعث کی' جس کا سبب صحیح مسلم میں بہت واضح ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع میں دوڑ کے وقوع کے منکر ہیں۔ اور نقل ثابت سے صحیح طور پر ثابت ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے بلکہ اس میں حجر اسود سے حجر اسود تک دوڑ کی تکمیل میں اضافہ ہے۔ اور آپ اس سبب کے زائل ہو جانے کی وجہ سے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے رکنین یمانیین کے درمیان نہیں چلے اور وہ سبب کمزوری تھا۔ اور حدیث صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عمرۃ الجعرانہ میں رمل و اضطباع کیا اور یہ ان کا رد ہے کیونکہ عمرۃ الجعرانہ میں کوئی خوف باقی نہ تھا اس لیے کہ وہ فتح مکہ کے بعد ہوا تھا (جیسے کو پہلے بیان ہو چکا ہے) اسے حماد بن سلمہ نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن

ابن عباس روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے الجعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور بیت اللہ کے گرد دوڑ لگائی اور اضطباع کیا اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے اور اپنے کندھوں پر رکھا۔ اور ابوداؤد نے اسے حماد کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور عبداللہ بن خثیم کی حدیث سے ابوالطفیل سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے ہی روایت کیا ہے اور حجۃ الوداع میں اضطباع کے متعلق قبیصہ اور الفریابی نے عن سفیان ثوری عن ابن جریج عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ عن یعلیٰ بن امیہ عن لیلیٰ بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اضطباعی صورت میں بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا' ترمذی نے اسے ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن ابن جریج عن ابی لیلیٰ عن ابیہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز چادر کے ساتھ اضطباع کر کے طواف کیا۔ اور امام احمد نے ایسے ہی اسے عن وکیع عن ثوری عن ابن جریج عن ابی یعلیٰ عن ابیہ روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب تشریف لائے تو آپ نے اپنی سبز چادر کے ساتھ اضطباع کر کے بیت اللہ کا طواف کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی متقدم حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ کے پاس آئے تو آپ نے رکن کو بوسہ دیا اور تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے۔ پھر آپ مقام ابراہیم میں آئے اور واتخذوا من مقام ابراهيم مصلیٰ کی آیت پڑھی اور مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا۔ اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قل هو الله احد اور قل يا ايها الكفرون کی تلاوت کی۔

آپؐ اس طواف میں سوار تھے یا پیدل:

اس کے جواب میں دو نقلیں آئی ہیں جن کے متعلق متعارض ہونے کا گمان کیا جاتا ہے اور ہم ان کے درمیان تطبیق دینے اور ان کے اشتباہ کو دور کرنے کی طرف اشارہ کریں گے۔ وباللہ التوفیق

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ احمد بن صالح اور یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ یونس نے ابن شہاب سے عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے اونٹ پر طواف کیا۔ آپ کھونٹی کے ساتھ رکن کو بوسہ دیتے تھے۔ اور ترمذی کے سوا ایک جماعت نے ابن وہب سے کئی طرق سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ الدراوردی نے زہری کے بھتیجے سے اس کے چچا سے اس کی متابعت کی ہے اور یہ متابعت نہایت غریب ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا کہ ہم سے خالد الحذاء نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا اور جب آپ رکن کے پاس آتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے۔ اور ترمذی نے اسے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی اور عبدالوارث کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے خالد بن مہران الحذاء سے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر طواف کیا اور جب آپ رکن کے پاس آتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا کہ ہم سے خالد بن عبداللہ نے عن خالد الحذاء عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا اور

جب آپ رکن کے پاس آتے تو ایک چیز کے ساتھ جو آپ کے پاس تھی اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔ ابراہیم بن طہمان نے خالد الحذاء سے اس کی متابعت کی ہے اور اس نے اس تعلیق کو اس جگہ کتاب الطواف میں عن عبداللہ بن محمد عن ابی عامر عن ابراہیم بن طہمان سے مضبوط کیا ہے اور مسلم نے الحکم بن موسیٰ سے عن شعیب بن اسحاق عن ہشام عن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اونٹ پر طواف کیا اور آپ اس ناپسندیدگی کی وجہ سے رکن کو بوسہ دیتے کہ رک جائیں گے‘ پس یہ اس امر کا اثبات ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر طواف کیا۔ لیکن حجۃ الوداع میں تین طواف تھے‘ پہلا طواف القدوم‘ دوسرا طواف الافاضہ‘ یہ طواف فرض ہے اور یوم النحر کو ہوتا ہے‘ اور تیسرا طواف الوداع اور شاید آپ آخری دو طوافوں میں سے ایک میں سوار تھے یا دونوں ہی میں سوار تھے۔ اور پہلے طواف یعنی طواف القدوم میں آپ پیدل تھے اور امام شافعی نے اس سب پر نص پیش کی ہے۔ واللہ اعلم

اور اس کی دلیل وہ قول ہے جسے حافظ ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب السنن الکبیر میں بیان کیا ہے کہ حافظ ابوعبیداللہ نے ہمیں خبر دی کہ مجھے ابوبکر محمد بن المؤمل بن الحسن بن عیسیٰ نے بتایا کہ ہم سے فضل بن محمد بن المسیب نے بیان کیا کہ ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا کہ ہم سے عیسیٰ بن یونس نے محمد بن اسحاق یعنی ابن یسار رحمہ اللہ سے عن ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین عن جابر بن عبداللہ بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چاشت کے بلند ہونے کے وقت مکہ میں داخل ہوئے پس حضرت نبی کریم ﷺ مسجد کے دروازے پر آئے اور اپنی اونٹنی کو بٹھایا‘ پھر مسجد میں داخل ہوئے اور حجر اسود سے آغاز کیا اور اسے بوسہ دیا اور گریہ سے آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ پھر آپ نے تین چکر دوڑ کر اور چار چل کر لگائے یہاں تک کہ فارغ ہو گئے‘ پس جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرا یہ اسناد جید ہے۔

اور ابوداؤد نے جو روایت ہے کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن ابی زیاد نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیماری کی حالت میں مکہ آئے اور آپ نے اپنی اونٹنی پر طواف کیا پس جب آپ رکن کے پاس آئے تو آپ نے اسے کھونٹی سے بوسہ دیا اور جب آپ اپنے طواف سے فارغ ہوئے تو آپ نے اونٹنی کو بٹھا کر دو رکعت نماز پڑھی‘ یزید بن ابی زیاد اس کی روایت میں متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے‘ پھر اس نے یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ آپ حجۃ الوداع میں تھے یا حجۃ الوداع کے طواف اوّل میں تھے۔ پھر مسلم کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث صحیح میں آپ سے بیان نہیں کیا اور اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے ضعف کی وجہ سے ذکر نہیں کیا کہ آنحضرت ﷺ اپنے طواف میں سوار تھے۔ انہوں نے صرف لوگوں کی کثرت اور آپ کے پاس ان کے آنے کا ذکر کیا ہے۔ اور آپ اپنے سامنے ان کے چلنے کو پسند نہیں کرتے تھے‘ جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ

پھر ابن اسحاق نے اپنی روایت میں طواف اور دو رکعت کی ادائیگی کے بعد جس دوسرے بوسے کا ذکر کیا ہے وہ بھی اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اس میں آپ نے طواف کی دو رکعت نماز کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے کہ پھر آپ رکن کے پاس واپس آئے اور اسے بوسہ دیا‘ اور مسلم بن الحجاج نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ ہم سے ابوبکر بن

شیبہ اور ابن نمیر نے ابو خالد سے بیان کیا' ابو بکر کہتے ہیں کہ ابو خالد الاحمر نے ہم سے عبید اللہ سے بحوالہ نافع بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو بوسہ دیتے دیکھا' پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا وہ بیان کرتے ہیں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے میں نے اسے ترک نہیں کیا ہو سکتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کسی طواف میں یا آخری بوسے میں ایسا کرتے دیکھا ہو۔ جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے' یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی کمزوری کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکے ہوں' یا اس لیے کہ آپ سے کوئی دوسرا آدمی ٹکرا نہ جائے اور آپ اس سے تکلیف اٹھائیں۔ اور رسول کریم ﷺ نے آپ کے والد سے جو بات فرمائی اسے احمد نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے ابی یعفور العبدی سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حجاج کی امارت کے زمانے میں ایک بوڑھے آدمی کو حضرت عمر بن الخطاب کے حوالے سے بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے عمرؓ! آپ ایک طاقتور آدمی ہیں حجر اسود پر مزاحمت کر کے کمزور کو تکلیف نہ دیجیے' اگر آپ خلوت محسوس کریں تو اسے بوسہ دیں ورنہ اس کی طرف منہ کریں اور تکبیر کہیں۔ یہ اسناد جید ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کرنے والا آدمی مبہم ہے جس کا نام بیان نہیں کیا گیا اور ظاہر ہے کہ وہ بڑا ثقہ آدمی ہے۔ اور امام شافعی نے اسے سفیان بن عیینہ بحوالہ ابی یعفور العبدی روایت کیا ہے اور اس کا نام وقدان ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے خزاعہ کے ایک آدمی سے اس وقت یہ بات سنی جب حضرت ابن زبیر قتل ہوئے اور آپ مکہ کے امیر تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو حفص آپ ایک طاقت ور آدمی ہیں' رکن پر مزاحمت نہ کیجیے اس طرح آپ کمزور آدمی کو تکلیف دیں گے' لیکن اگر آپ کو خلوت میسر آئے تو اسے بوسہ دیجیے وگرنہ تکبیر کہہ کر چلتے بنیے سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عبدالرحمٰن بن الحارث تھے جنہیں حجاج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل ہونے پر مکہ سے واپس آتے وقت وہاں کا گورنر مقرر کیا تھا' میں کہتا ہوں کہ یہ عبدالرحمٰن بڑے نجیب اور بڑی قدر و منزلت کے انسان تھے اور یہ ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کی کتابت پر مقرر کیا تھا جنہیں آپ نے آفاق میں بھیجا تھا اور آپ نے جو کچھ کیا اس پر اجماع و اتفاق ہو چکا ہے۔

صفا اور مروہ کے درمیان آپ کے طواف کا بیان:

مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی متقدم الذکر طویل حدیث میں آپ کے بیت اللہ کے سات چکر لگانے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کرنے کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے کہ پھر آپ نے رکن کی طرف لوٹ کر اسے بوسہ دیا پھر دروازے سے صفا کی طرف چلے گئے اور جب آپ صفا کے قریب آئے تو آپ نے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ کی تلاوت کی اور فرمایا میں اس سے آغاز کرتا ہوں جس سے اللہ نے آغاز کیا ہے۔ پس آپ نے صفا سے آغاز کیا اور اس پر چڑھ گئے اور بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ کی توحید و تکبیر بیان کی اور فرمایا **لا الٰہ الا اللہ وحدہ' لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ھو علیٰ کل شیئ قدیر لا الٰہ الا اللہ انجز وعدہ' و نصر عبدہ' و حزم الاحزاب وحدہ'** پھر اس کے درمیان دعا کی اور تین بار اسی طرح کہا' پھر آپ اتر آئے اور جب وادی میں آپ کے قدم ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے اور جب آپ

چڑھنے لگے تو چل پڑے حتیٰ کہ آپ مروہ کے پاس آ گئے اور اس پر چڑھ گئے اور بیت اللہ کو دیکھ کر مروہ پر بھی وہی کچھ کہا جو صفا پر کہا تھا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عمر بن ہارون بلخی ابوحفص نے بیان کیا کہ ہم سے ابن جریج نے بنی یعلی بن امیہ کے ایک آدمی نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان اپنی نجرانی چادر میں حالت اضطباع میں دیکھا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یونس نے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن المؤمل نے عمر بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا کہ ہم سے عطیہ نے حبیبہ بنت تجزأۃ سے بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ میں قریش کی مستورات کے ساتھ حصین کے گھر میں گئی اور حضرت نبی کریم ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کر رہے تھے وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ دوڑ رہے تھے اور دوڑ کی شدت سے اپنا تہبند گھما رہے تھے اور اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے دوڑو' بے شک اللہ تعالیٰ نے دوڑ کو تم پر فرض کیا ہے۔ اور اسی طرح احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے شریح نے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن المؤمل نے بیان کیا کہ ہم سے عطاء بن ابی رباح نے صفیہ بنت شیبہ سے بحوالہ حبیبہ بنت ابی تجزأۃ سے بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے دیکھا اور لوگ آپ کے آگے آگے تھے اور آپ ان کے پیچھے تھے اور آپ دوڑ رہے تھے یہاں تک کہ میں نے دوڑ کی شدت سے آپ کے دونوں گھٹنوں کو دیکھا۔ اور آپ اپنے تہبند کو باندھ رہے تھے اور فرما رہے تھے دوڑو' بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر دوڑ کو فرض کیا ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عن عبدالرزاق عن معمر عن واصل مولیٰ ابن عیینہ عن موسیٰ عن عبیدہ عن صفیہ بنت شیبہ بھی روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے اسے خبر دی کہ اس نے صفا اور مروہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم پر دوڑ کو فرض قرار دیا گیا ہے' پس دوڑو' اور یہ عورت وہی حبیبہ بنت ابی تجزأۃ ہے جس کا پہلے دو اسناد میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اور شیبہ کی ام ولد سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے کہ درست نالے کو قطع نہیں کیا جائے گا' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور اس جگہ دوڑ سے مراد صفا سے مروہ کی طرف جانا ہے اور مروہ سے صفا کی طرف آنا ہے' اور یہاں پر دوڑ سے مراد دوڑنا اور تیز ہونا نہیں' کیونکہ اللہ نے اسے قطعاً ہم پر فرض نہیں کیا' بلکہ اگر انسان ساتوں چکروں میں ان دونوں کے درمیان آہستگی سے چلے اور پانی کے بہنے کی جگہ پر نہ دوڑے تو علماء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ بات اسے کافی ہو جائے گی اور ہم ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پاتے۔

اور ترمذی نے اسے اہل علم سے نقل کیا ہے۔ پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابن فضیل نے عطاء بن السائب سے بحوالہ کثیر بن جمہان بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دوڑ کی جگہ پر چلتے دیکھا تو میں نے کہا آپ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کی بجائے چلتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے دیکھا ہے اور اگر میں چلوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے دیکھا ہے اور میں ایک بہت بوڑھا آدمی ہوں۔ پھر امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سعید بن جبیر نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی روایت کی ہے۔ اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسے عطاء بن السائب کی حدیث سے عن کثیر بن جمہان سلمی کوفی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی دونوں حالتوں کے شاہد ہیں' دو چیزوں کا احتمال رکھتا ہے' ایک یہ کہ آپ نے رسول کریم ﷺ کو دوڑ کے وقت' پیدل چلتے دیکھا اور آپ نے کلیتہً دوڑ کو اس میں شامل نہیں کیا۔ دوسرا یہ کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ راستہ چلتے دیکھا اور اس طریق کو قوت حاصل ہے۔ اس لیے کہ بخاری اور مسلم نے عبیداللہ بن عمر العمری کی حدیث سے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے تو پانی بہنے کی جگہ کے نشیب میں دوڑتے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ صفا سے اترے اور جب وادی میں آپ کے قدم ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے اور جب آپ چڑھے تو چلنے لگے حتیٰ کہ مروہ تک آ گئے اور یہ وہ بات ہے جسے تمام علماء پسند کرتے ہیں کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے والے (جابر کی حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے) کے لیے پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ وادی کے نشیب میں اپنے ہر چکر میں پانی بہنے کی جگہ کے نشیب میں پایا جاتا ہے وہ اس پانی بہنے کی جگہ کے نشیب سے زیادہ وسیع ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے دوڑ لگائی تھی۔ واللہ اعلم

اور محمد بن حزم نے حجۃ الوداع کے بارے میں جو کتاب مرتب کی ہے اس میں ان کا قول ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ صفا کی طرف گئے اور آپ نے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ کی تلاوت کی اور فرمایا میں اس سے آغاز کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے آغاز کیا ہے' پس آپ نے اسی طرح صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر سوار ہو کر سات چکر لگائے' تین دوڑ کر اور چار چل کر' اور ان کے اس قول کی کوئی متابعت نہیں ہوئی اور نہ ان سے پہلے کسی آدمی نے یہ بات کہی ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان تین چکر دوڑ کر اور چار چل کر لگائے۔ پھر یہ ایک قبیح غلطی ہے۔ اور انہوں نے کلیتہً اس پر کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ بلکہ جب وہ اس جگہ کے نشان دریافت کرنے پر پہنچے تو کہا کہ ہم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کی تعداد کو منصوص نہیں پاتے' لیکن یہ ایک متفقہ بات ہے' یہ ان کے الفاظ ہیں۔

اور اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ پہلے تین چکروں میں دوڑ ہوتی ہے جسے انہوں نے متفق بیان کیا ہے تو یہ درست نہیں' بلکہ یہ بات کسی آدمی نے بھی بیان نہیں کی۔ اور اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ فی الجملہ پہلے تین چکروں میں دوڑ متفق علیہ ہے تو یہ ان کے لیے کچھ فائدہ مند نہیں اور نہ ان کا مقصد اس سے پورا ہوگا' کیونکہ انہوں نے جس طرح پہلے تین چکروں میں دوڑ پر اتفاق کیا ہے۔ جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے' اسی طرح انہوں نے آخری چار چکروں میں اس کے استحباب پر اتفاق کیا ہے۔ پس ابن حزم نے پہلے تین چکروں میں دوڑ کے استحباب کی جو تخصیص کی ہے وہ علماء کے بیان کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن حزم نے جو یہ کہا ہے کہ آپ صفا اور مروہ کے درمیان سوار تھے' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول کریم ﷺ پانی بہنے کے نشیب میں دوڑ لگایا کرتے تھے۔ اسے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے دیکھا ہے اور اگر میں چلوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے دیکھا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وادی میں آپ کے پاؤں ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے اور جب آپ چڑھنے لگے تو چل پڑے' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور حبیبہ بنت ابی مجزاۃ کہتی ہیں کہ آپ دوڑ کی

شدت سے اپنے تہبند کو گھماتے تھے اسے احمد نے روایت کیا ہے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کو دیکھا اور اسی طرح مروہ پر کیا۔ اور قبل ازیں ہم محمد بن اسحاق کی حدیث کو بیان کر چکے ہیں جو ابو جعفر الباقر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا یہاں تک کہ آپ نے طواف کیا' پھر انہوں نے بیان نہیں کیا کہ آپ جس وقت صفا کی طرف گئے اس وقت سوار تھے۔ اس تمام بیان کا مقتضاء یہ ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان چل کر سعی کی' لیکن امام مسلم کہتے ہیں کہ ہم سے عبد بن حمید نے بیان کیا کہ ہم سے محمد (یعنی ابن بکر) نے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہمیں بتلایا کہ ابو زبیر نے ہمیں بتلایا کہ ابو زبیر نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان اپنے اونٹ پر چکر لگایا' تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ سے سوال کر سکیں' کیونکہ لوگوں نے آپ کو ڈھانک لیا تھا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا تھا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن علی بن مسہر اور عن علی بن خشرم عن عیسیٰ بن یونس اور عن محمد بن حاتم عن یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور ان سب نے اسے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔ اور بعض روایات میں صفا اور مروہ کے درمیان کے الفاظ موجود نہیں۔

اور ابوداؤد نے اسے عن احمد بن حنبل عن یحییٰ بن سعید القطان عن ابن جریج روایت کیا ہے کہ مجھے ابو زبیر نے بتایا کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگایا' اور نسائی نے اسے عن الفلاس عن یحییٰ اور عن عمران بن یزید عن سعید بن اسحاق روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے ابن جریج سے روایت کیا ہے اور یہ ابن جریج کی حدیث کے مقابلہ میں محفوظ ہے اور وہ بہت مشتبہ ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی بقیہ روایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ کے درمیان پیادہ تھے' اور ابو زبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ''صفا اور مروہ کے درمیان'' کے قول کا اضافہ پایا جاتا ہے اور یہ اضافہ صحابی کے بعد کے شخص کی طرف سے مقحم یا مدرج ہے۔ واللہ اعلم۔ یا آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان کچھ چکر پیادہ لگائے اور آپ سے وہ کچھ دیکھا گیا جو بیان کیا گیا ہے' پس جب لوگوں نے آپ پر اژدحام کیا اور بکثرت ہو گئے تو آپ سوار ہو گئے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آئندہ بیان ہونے والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور ابن حزم نے تسلیم کیا ہے کہ آپ نے بیت اللہ کا پہلا طواف پیادہ پا کیا تھا اور انہوں نے طواف میں آپ کے سوار ہونے کو بعد پر محمول کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ آپ صفا اور مروہ کی سعی کے درمیان سوار تھے۔ نیز کہا ہے کہ آپ نے ان دونوں کے درمیان ایک ہی دفعہ چکر لگایا ہے' پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قول کہ ''جب وادی میں آپ کے قدم ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے'' کی تاویل کی ہے اور اس کو درست قرار نہیں دیا خواہ آپ سوار ہی تھے کیونکہ جب آپ کا اونٹ کھڑا ہو گیا تو وہ پورے کا پورا کھڑا ہوا اور باقی تمام جسم کے ساتھ اس کے پاؤں بھی ٹک گئے۔ اور اسی طرح انہوں نے دوڑ کا ذکر کیا ہے جس سے چوپائے کا اپنے سوار سمیت دوڑ نا مراد ہے اور یہ بہت بعید تاویل ہے۔ واللہ اعلم

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوسلمہ موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے بیان کیا کہ ہمیں ابو عاصم الغنوی نے بحوالہ ابو

الطفیل خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف دوڑ کر کیا اور یہ آپ کی سنت ہے' آپ نے جواب دیا انہوں نے سچ کہا ہے اور جھوٹ بولا ہے' میں نے کہا انہوں نے کیا سچ کہا ہے اور کیا جھوٹ بولا ہے؟ آپ نے کہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دوڑ کے متعلق سچ کہا ہے اور سنت کے متعلق جھوٹ بولا ہے یہ سنت نہیں ہے۔ قریش نے صلح حدیبیہ کے وقت کہا محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو چھوڑ دو تا کہ وہ نغف [1] کی موت مر جائیں اور جب انہوں نے آپ کے ساتھ آئندہ سال حج کرنے اور تین دن مکہ میں ٹھہرنے پر مصالحت کی تو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین قیقعان کی جانب تھے' پس آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ دوڑ کر بیت اللہ کے تین چکر لگائیں اور یہ سنت نہیں' اس نے کہا آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر چکر لگایا اور یہ سنت ہے۔ آپ نے جواب دیا انہوں نے سچ کہا ہے اور جھوٹ بولا ہے' میں نے کہا' انہوں نے کیا سچ کہا ہے اور کیا جھوٹ بولا ہے؟ آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر چکر لگایا ہے' یہ انہوں نے سچ کہا ہے اور سنت کے متعلق جھوٹ بولا ہے' یہ سنت نہیں ہے' لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہٹتے ہی نہیں تھے اس لیے آپ نے اونٹ پر طواف کیا تا کہ لوگ آپ کی بات سن سکیں اور آپ کے مقام کو دیکھ سکیں اور ان کے ہاتھوں سے آپ کو گزند نہ پہنچے' ابوداؤد نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور مسلم نے بھی اسے عن ابی کامل عن عبدالواحد بن زیاد عن الجریری عن ابی الطفیل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور جس طرح پہلے بیان ہوا اس طرح بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں پھر میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' مجھے صفا اور مروہ کے درمیان سوار ہو کر طواف کرنے کے بارے میں بتائیے کیا یہ سنت ہے کیونکہ آپ کی قوم اسے سنت خیال کرتی ہے۔ آپ نے کہا انہوں نے سچ کہا اور جھوٹ بولا ہے' میں نے کہا آپ کی یہ بات کیا ہوئی کہ انہوں نے سچ کہا ہے اور جھوٹ بولا ہے؟ آپ نے کہا کہ لوگوں نے یہ کہتے ہوئے کہ یہ محمد ﷺ ہیں' یہ محمد ﷺ ہیں' آپ پر بھیڑ کر دی یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں گھروں سے باہر نکل آئیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے آگے کے لوگوں کو ہٹاتے نہیں تھے' پس جب انہوں نے آپ پر بھیڑ کر دی تو آپ سوار ہو گئے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چلنا اور سعی کرنا افضل ہے' یہ مسلم کے الفاظ ہیں جو اس بات کے مقتضی ہیں کہ آپ صرف اس حال میں سوار ہوئے تھے اور اس سے احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور مسلم نے اپنی صحیح میں جو روایت کی ہے کہ محمد بن رافع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے عبدالملک بن سعید سے بحوالہ ابوالطفیل بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا۔ میرا خیال ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ آپ نے کہا میرے سامنے اس کی کیفیت بیان کیجیے۔ میں نے کہا' میں نے آپ کو مروہ کے پاس ناقہ پر دیکھا اور لوگوں نے آپ پر بھیڑ کی ہوئی تھی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ رسول اللہ ﷺ تھے وہ لوگ آپ سے ہٹتے نہیں تھے اور انہیں مجبور کیا جاتا تھا' مسلم اس حدیث کے روایت کرنے میں متفرد ہیں' اور اس میں اس امر پر دلالت نہیں پائی جاتی کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کی تھی جب کہ انہوں نے نہ اسے حجۃ الوداع سے مقید کیا ہے اور نہ کسی دوسرے

[1] نغف' اونٹ اور بکری کی ناک میں پیدا ہونے والے کیڑے کو کہتے ہیں۔ مترجم

حج سے ہو سکتا ہے کہ ایسا حجۃ الوداع میں ہوا ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ آپ نے سعی کرنے اور مروہ پر نشست کرنے اور لوگوں کو خطاب کرنے سے فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں کو جو قربانی کے جانور نہیں لائے تھے یہ حکم دیا ہو کہ وہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کر لیں پس قربانی کے جانور لانے والوں کے سوا سب لوگ حلال ہو گئے‘ جیسا کہ قبل ازیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے‘ پھر ان سب باتوں کے بعد آپ اپنی ناقہ کے پاس آئے اور اس پر سوار ہو گئے اور کشادہ نالے میں اپنے مقام پر چلے گئے۔ جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے اور اس وقت ابوالطفیل عامر بن واثلہ البکری نے آپ کو دیکھ لیا ہوا اور اس وقت وہ صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ عراقیوں کے ایک گروہ جیسے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور ثوری کا خیال ہے کہ قارن دو طواف کرتا ہے اور دو دفعہ سعی کرتا ہے۔ اور یہ حضرت علی‘ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما مجاہد اور شعبی سے مروی ہے اور وہ جابر طویل کی حدیث سے بھی حجت پکڑ سکتے ہیں اور اس میں یہ دلالت بھی پائی جاتی ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان چل کر سعی کی اور ان کی حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان‘ طواف کی تعداد کے مطابق سوار ہو کر سعی کی‘ ایک دفعہ پیدل اور ایک دفعہ سوار ہو کر۔

اور سعید بن منصور نے ایک دستاویز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ کی بلند آواز سے تکبیر کہی‘ پس جب آپ مکہ آئے تو آپ نے اپنے عمرہ کے لیے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا‘ پھر واپس چلے گئے اور اپنے حج کے لیے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا پھر یوم النحر تک محرم رہے‘ یہ اس کے الفاظ ہیں۔ اور ابوذر الہروی نے اسے اپنے مناسک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا اور ان کے لیے دو طواف کیے اور دو دفعہ سعی کی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے اور اسی طرح بیہقی اور دارقطنی نے اسے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے خصائص علی میں بیان کیا ہے۔ امام بیہقی اپنے سنن میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن الحارث الفقیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں علی بن عمر الحافظ نے خبر دی کہ ہمیں ابومحمد بن صاعد نے خبر دی کہ ہم سے محمد بن زنبور نے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن عباس نے عن منصور عن ابراہیم عن مالک بن الحارث یا منصور عن مالک بن حارث عن ابی نصر بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے حج کی تکبیر کہی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا میں اس طرح کر سکتا ہوں جیسے آپ نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آپ نے عمرہ سے آغاز کیا ہوتا تو آپ ایسا کر سکتے تھے۔ میں نے کہا اگر میں ایسا کرنے کا ارادہ کروں تو کیسے کروں آپ نے فرمایا پانی کی ایک چھاگل لے کر اسے اپنے پر بہا دو‘ پھر دونوں کی اکٹھے تکبیر کہو پھر دونوں کے دو طواف کرو اور دو دفعہ سعی کرو اور یوم النحر سے پہلے آپ کے لیے حرام‘ حلال نہیں ہوگا‘ منصور کہتے ہیں کہ میں نے مجاہد سے یہ بات بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ہم ایک طواف کر کے لوٹ آتے تھے مگر اب ہم ایسا نہیں کرتے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ‘ سفیان ثوری اور شعبہ نے اسے منصور سے روایت کیا ہے اور اس میں سعی کا ذکر نہیں کیا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ابو نصر‘ مجہول ہے اور اگر یہ بات درست ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی مراد طواف قدوم اور طواف زیارت ہو‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ اسے

دوسری اسانید سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف روایت کیا گیا ہے اور ان کا مدار علی الحسن بن عمارہ‘ حفص بن ابی داؤد‘ عیسیٰ بن عبداللہ اور حماد بن ابراہیم پر ہے جو سب کے سب ضعیف ہیں اور جو کچھ انہوں نے روایت کیا ہے اس سے اس بارے میں حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔

میں کہتا ہوں کہ صحاح احادیث میں اس کے خلاف منقول ہے اور ہم قبل ازیں صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کر آئے ہیں کہ آپ نے عمرہ کی تکبیر کہی اور اس میں حج کو شامل کیا اور آپ قارن ہو گئے اور آپ نے حج اور عمرہ کے درمیان دونوں کا ایک طواف کیا اور وہ بیان کیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا‘ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے الدراوردی کی حدیث سے عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج اور عمرہ کو اکٹھا کرے تو وہ دونوں کا ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کرے‘ ترمذی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔ میں کہتا ہوں اس کا اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور یہی ماجرا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیش آیا کہ آپ نے بھی قربانی کے جانور ساتھ نہ لانے کی وجہ سے عمرہ کی تکبیر کہی اور جب آپ حائضہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو غسل کرنے اور عمرہ کے ساتھ حج کی تکبیر کہنے کا حکم دیا۔ پس آپ قارنہ ہو گئیں‘ پس جب لوگ منیٰ سے واپس آئے تو آپ نے حج کے بعد حضورؐ سے عمرہ کرانے کا مطالبہ کیا‘ تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوشنودی خاطر کے لیے انہیں عمرہ کروایا جیسا کہ حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اور امام ابوعبداللہ شافعی بیان کرتے ہیں کہ مسلم ابن خالد‘ زنگی نے ابن جریج سے بحوالہ عطاء ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان تیرا طواف کرنا‘ تیرے حج اور عمرہ کے لیے کافی ہے اور اس کا مرسل ہونا واضح ہے جو دلیل کے ساتھ معناً مسند ہے۔ اسی طرح امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے عن عطاء عن عائشہ عن النبی ﷺ ہمیں خبر دی‘ امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات سفیان نے عن عطاء عن عائشہ بیان کیا ہے اور بعض اوقات عطا سے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اور پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عمر نے اسے سفیان بن عیینہ سے موصول روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ مجھے ابوزبیر نے خبر دی کہ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھیں آپ نے فرمایا آپ کیوں رو رہی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھیں آپ نے فرمایا آپ کیوں رو رہی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس لیے رو رہی ہوں کہ لوگ حلال ہو گئے ہیں اور میں حلال نہیں ہوئی اور انہوں نے بیت اللہ کا طواف کر لیا ہے اور میں نے طواف نہیں کیا۔ اور اس حج کا وقت آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امر کو آدم کی لڑکیوں پر فرض قرار دیا ہے‘ پس تم غسل کرو اور حج کی تکبیر کہو‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پس میں نے ایسے ہی کیا اور جب میں پاک ہو گئی تو آپ نے فرمایا بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرو پھر تو اپنے حج اور عمرہ سے حلال ہو جائے گی‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے دل میں اپنے عمرہ کے متعلق خلجان پاتی ہوں کہ میں نے طواف نہیں کیا اور حج کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن انہیں لے جا کر تنعیم سے عمرہ کرواؤ‘ اور مسلم نے اسی طرح ابن جریج سے حدیث

بیان کی ہے کہ ابوزبیر نے مجھے خبر دی کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کے نزدیک حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے جو اصحاب قربانی کے جانور لے گئے تھے انہوں نے حج اور عمرہ کو ملا لیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہونے والی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

اور امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد نے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی ہمیں خبر دی کہ آپ نے قارن کے بارے میں کہا کہ وہ دو طواف کرے اور دو دفعہ سعی کرے۔ حضرت امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دو طواف اور دو دوڑوں کا ذکر کیا ہے اور اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ضعیف روایت سے حجت پکڑی ہے' جعفر کہتے ہیں ہمارا قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے اور ہم نے اسے حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے لیکن ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہارون بن عبداللہ اور محمد بن رافع نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے ہم سے معروف یعنی ابن خربوذ المکی سے بیان کیا کہ ابوالطفیل نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا' آپ رکن کو کھونٹی سے بوسہ دیتے تھے' پھر کھونٹی کو چوم لیتے تھے' محمد بن رافع نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ پھر آپ صفا اور مروہ کی طرف چلے گئے اور اپنی اونٹنی پر سات چکر لگائے۔ اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں ابوداؤد طیالسی کی حدیث سے معروف بن خربوذ سے بغیر اس اضافے کے روایت کیا ہے' جسے محمد بن رافع نے بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے عبداللہ بن موسیٰ نے معروف سے بغیر اضافے کے روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اسے ابوسعید بن ابوعمر اور اصم سے عن یحییٰ بن ابی طالب عن یزید بن ابی حکیم عن یزید بن مالک عن ابی الطفیل اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن الحسن اور ابوزکریا بن ابی اسحاق نے ہمیں خبر دی کہ ابوجعفر محمد بن علی بن اصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن حازم نے بیان کیا کہ ہمیں عبیداللہ بن موسیٰ اور جعفر بن عون نے خبر دی کہ ہمیں ایمن بن نابل نے' قدامہ بن عبداللہ بن عمار سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر سعی کرتے دیکھا' آپ نہ اونٹ کو مارتے تھے نہ ہانکتے تھے اور نہ وہ اِدھر اُدھر جاتا تھا' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں نے ایسے ہی بیان کیا ہے۔ اور ایمن کے علاوہ ایک جماعت نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ یوم النحر کو جمرہ کو سنگریزے مارتے تھے۔ امام بیہقی کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ دونوں صحیح ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ امام احمد نے اسے اپنے مسند میں وکیع' قران بن تمام' ابی قرہ' موسیٰ بن طارق قاضی اہل یمن اور ابی احمد' محمد بن عبداللہ زہری اور معتمر بن سلیمان سے بحوالہ ایمن بن نابل حبشی ابی عمران مکی نزیل عسقلان مولیٰ ابی بکر الصدیق سے روایت کیا ہے جو بخاری کے بڑے ثقہ رجال میں سے ہیں۔ اس نے قدامہ بن عبداللہ بن عمار الکلابی سے روایت کی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو وادی کے نشیب سے ناقہ صہباء پر یوم النحر کو جمرہ کو سنگریزے مارتے دیکھا' آپ ناقہ کو نہ مارتے تھے نہ ہانکتے تھے اور نہ وہ اِدھر اُدھر جاتی تھی اور ترمذی نے بھی اسے اسی طرح احمد بن منیع سے بحوالہ مروان بن معاویہ روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے اسحاق بن راہویہ سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے وکیع سے روایت کی ہے اور ان دونوں نے ایمن بن نابل سے بحوالہ قدامہ روایت کی ہے۔ جیسا کہ امام احمد نے اسے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

باب ۲۵

حلال ہونے والوں کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ آپ مروہ کے پاس اپنے آخری چکر میں پہنچے تو فرمایا کہ اگر مجھے اپنے اس معاملے کے متعلق پہلے علم ہوتا تو میں اسے اختیار نہ کرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا' اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور اس میں ان لوگوں کے خیال پر دلالت پائی جاتی ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان چودہ چکر ہیں' ہر آمد و رفت کو ایک چکر شمار کیا جائے گا۔ یہ بات اکابر شافعیہ نے بیان کی ہے اور یہ حدیث ان کے رد میں ہے۔ کیونکہ ان کے قول کے مطابق آخری چکر صفا کے پاس ہوتا ہے نہ کہ مروہ کے پاس' اسی لیے احمد نے اپنی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا ہے کہ جب آپ ساتویں چکر میں مروہ کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا اے لوگو! اگر مجھے اپنے اس معاملے کے متعلق پہلے علم ہوتا تو میں اسے اختیار نہ کرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا اور اسے عمرہ بنا دیتا اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ بنا لے۔ پس سب لوگ حلال ہو گئے۔ اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ سب لوگ حلال ہو گئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جن کے پاس قربانی کے جانور تھے ان کے سوا سب نے بال کٹائے۔

باب ۲۶

حج کو فسخ کر کے عمرہ بنانے کا جواز صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے یا ہمیشہ کے لیے

قربانی کے جانور نہ لانے والوں کے متعلق حضور علیہ السلام کا یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ وہ حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا لیں' یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک خلق ہے' ان کا یہاں ذکر کرنا موجب طوالت ہوگا اور اس کے بیان کا مقام کتاب الاحکام الکبیر میں آئے گا ان شاء اللہ۔ اور علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے اور امام مالک' ابو حنیفہ اور شافعی کہتے ہیں کہ یہ امر خصائص صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہے۔ پھر دوسروں کے لیے فسخ کا جواز منسوخ ہو گیا ہے اور انہوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے قول سے تمسک کیا ہے کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا لینے کا حکم صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے تھا' اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور امام احمد نے اسے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ اسے گیارہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ پس یہ روایت اس سے کیا نسبت رکھتی ہے۔ اور آپ غیر صحابہ کے لیے بھی جواز فسخ کے قائل ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر اس شخص کے لیے جو قربانی کا جانور نہ لایا ہو' وجوب فسخ کے قائل ہیں بلکہ آپ کے نزدیک جب وہ بیت اللہ کا طواف کر لے گا تو وہ شرعاً حلال ہو جائے گا اور اگر وہ قربانی کا جانور نہ لایا ہو تو وہ محض اس سے ہی حلال ہو جائے گا اور جو قربانی کا جانور لایا ہو وہ قران کی صورت میں قربانی دے گا اور جو قربانی کا جانور نہ لایا ہو وہ تمتع کرے گا۔ واللہ اعلم

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالنعمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے عن الملک بن جریج عن جابر عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ۴ ذی الحجہ کی صبح کو تکبیر کہتے ہوئے آئے اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز ملی ہوئی نہ تھی' پس جب آپ ہمارے پاس آئے تو آپ نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے اسے عمرہ بنا لیا اور یہ کہ ہم اپنی بیویوں کے پاس جائیں' پس یہ بات مشہور ہو گئی' عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے کوئی آدمی منیٰ کی طرف جاتا تو اس کے عضو تناسل سے منی ٹپک رہی ہوتی' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ اس اس طرح کی باتیں کرتے ہیں اور خدا کی قسم میں ان سے زیادہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں۔ اور اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے سے علم ہوتا تو میں اسے اختیار نہ کرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا۔ اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں حلال ہو جاتا۔ اس موقعہ پر سراقہ بن جعشم نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ اجازت ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لیے ہے۔

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا لیث یعنی ابن سعد نے ابوزبیر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج مفرد کی تکبیر کہتے ہوئے آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ کی تکبیر کہتی ہوئی آئیں اور جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو آپ حائضہ ہو گئیں اور ہم نے آ کر کعبہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ حلال ہو جائے' راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا کیا حلال ہوا ہے آپ نے فرمایا سب کچھ حلال ہوا ہے۔ پس ہم نے عورتوں کے ساتھ صحبت کی اور خوشبو لگائی اور کپڑے پہنے اور ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف چار راتیں تھیں۔

ان دونوں حدیثوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال ۴ ذوالحجہ کی صبح کو اتوار کے روز چاشت کے وقت دن کے بلند ہونے پر مکہ آئے تھے اس لیے اس سال بلا اختلاف یکم ذوالحجہ جمعرات کے روز تھی اور عرفہ کا دن جمعہ کے روز تھا۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مصرح حدیث سے ثابت ہے جو ابھی بیان ہوگی' پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہینے کی چار تاریخ کو اتوار کے دن آئے تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے آپ نے بیت اللہ کے طواف سے آغاز کیا پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور جب مروہ کے پاس آپ کا طواف ختم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ لازماً اپنے احرام سے حلال ہو جائے پس لامحالہ یہ بات ان پر واجب ہو گئی اور وہ حلال ہو گئے اور ان میں سے بعض اس وجہ سے متاسف تھے کہ آپ قربانی کا جانور لانے کی وجہ سے اپنے احرام سے حلال نہیں ہوئے اور وہ آپ کی موافقت اور آپ کے نمونہ کی اقتداء کو پسند کرتے تھے' پس جب آپ نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہوتا تو میں اسے اختیار نہ کرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا اور اسے عمرہ بنا لیتا' یعنی اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ بات آپ لوگوں پر گذرے گی تو میں قربانی کا جانور لانا ترک کر دیتا اور تمہاری طرح میں بھی حلال ہو جاتا' یہاں سے تمتع کی افضلیت پر واضح دلالت ہوتی ہے جیسا کہ امام احمد نے اس سے یہ نظریہ اخذ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں مجھے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے لیکن تمتع افضل ہے کیونکہ آپ نے اس پر

تاسف کیا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام تمتع پر اس لیے متاسف نہیں ہوئے کہ وہ قربانی لانے والے کے قران سے افضل ہوتا ہے بلکہ آپ اس لیے متاسف ہوئے تا کہ آپ کے اصحاب کو آپ کا احرام پر قائم رہنا اور انہیں حلال ہو جانے کا حکم دینا گراں نہ گزرے۔ واللہ اعلم

اور جب امام احمد نے اس راز پر غور وفکر کیا تو ایک دوسری روایت میں بیان کیا کہ اس شخص کا تمتع افضل ہے جو قربانی کا جانور نہیں لایا کیونکہ حضور ﷺ نے حکم دیا تھا کہ آپ کے اصحاب میں سے جو قربانی کا جانور نہیں لایا وہ تمتع کرے۔ اور قران اس شخص کا افضل ہے جو قربانی کا جانور لایا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے حجۃ الوداع میں پسند کیا اور آپ کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۲۷

ہدی نہ لانے والوں کے لیے فسخ کا حکم

پھر حضور ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے سے فراغت کے بعد چل پڑے اور آپ نے ان لوگوں کو فسخ کرنے کا حکم دیا جو قربانی کے جانور نہیں لائے تھے اور لوگ آپ کے ساتھ چل رہے تھے یہاں تک کہ آپ مکہ کے مشرق میں کشادہ نالے میں اتر پڑے اور اتوار کا بقیہ دن اور سوموار' منگل اور بدھ وہاں پر قیام کیا حتیٰ کہ جمعرات کی صبح کی نماز پڑھی آپ وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھاتے رہے اور ان تمام ایام میں مکہ کی طرف واپس نہیں آئے۔

امام بخاری باب من لم یقرب الکعبة و لم یطف حتیٰ یخرج الیٰ عرفة ویرجع بعد الطواف الاوّل' میں بیان کرتے کہ محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے کریب نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ مکہ آئے اور آپ نے سات چکر لگائے اور صفا اور مروہ کے سعی کی اور کعبہ کے طواف کے بعد اس کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ عرفہ سے واپس آ گئے' بخاری اس کی روایت میں منفرد ہیں۔



باب ۴۸

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حلال ہونا

اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے باہر بطحا میں فروکش تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آتے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بعد یمن کا امیر بنا کر بھیجا تھا اور جب وہ آئے تو انہوں نے اپنی بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور ان لوگوں کی طرح جو قربانی کے جانور نہیں لے گئے تھے' حلال پایا' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سرمہ لگایا اور نئے رنگ دار کپڑے زیب تن کیے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کو اس کا کس نے حکم دیا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' میرے باپ نے پس حضرت علی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بگڑ کر جلدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو بتایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حلال ہو گئی ہیں اور انہوں نے نئے رنگدار کپڑے زیب تن کیے ہیں اور سرمہ لگایا ہے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خیال ہے کہ آپ نے انہیں اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا تو نے درست کہا ہے' تو نے درست کہا ہے' تو نے درست کہا ہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آپ نے حج کو واجب کیا تو کس کی تکبیر کہی تھی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والی تکبیر کہی تھی' آپ نے فرمایا میرے پاس قربانی کا جانور ہے پس تم حلال نہ ہونا۔ اور یمن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو جانور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے لائے تھے اور راستے میں خریدے تھے وہ ایک سو اونٹ تھے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی تمام قربانیوں میں شریک ہو گئے اور صحیح مسلم میں یہ سب کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ بیان اس روایت کی تردید کرتا ہے جسے حافظ ابوالقاسم طبرانی نے عکرمہ کی حدیث سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جحفہ میں ملے۔ واللہ اعلم

اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے لیکن وہ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے اس لیے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ عمرہ کے طواف و سعی کے بعد حلال ہو جائیں پس انہوں نے حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا لیا اور متمتع ہو گئے اور وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران اس کا فتویٰ دیا کرتے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' حج کو عمرہ سے الگ کر دیں گے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے اپنا فتویٰ ترک کر دیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں سفیان نے عون بن ابی جحیفہ عن ابیہ سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے اور گھومتے اور اپنا منہ اِدھر اُدھر کرتے دیکھا اور آپ کی دونوں انگلیاں آپ کے کان میں تھیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سرخ خیمے میں تھے جو میرے خیال میں چمڑے کا تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے نیزہ لے کر نکلے اور اسے گاڑ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے مکہ میں سنا کہ بطحاء میں آپ کے آگے سے کتے' عورتیں اور گدھے گذرتے تھے اور آپ پر سرخ حلہ تھا گویا میں آپ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا ہوں سفیان کہتے ہیں کہ ہم اسے یمنی چادر خیال کرتے تھے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے عن عون بن ابی جحیفہ عن ابیہ بیان کیا وہ کہتے ہیں میں کشادہ نالے میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ اپنے سرخ خیمے میں تھے پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا بقیہ پانی لے کر باہر آئے تو کوئی چھڑکنے والے اور کوئی حاصل کرنے والے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور میں شمالاً جنوباً آپ کے منہ کا تتبع کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے پھر آپ کے لیے نیزہ گاڑا گیا اور رسول کریم ﷺ سرخ جبہ یا سرخ حلہ پہنے باہر نکلے گویا میں آپ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں' پس آپ نے اپنے نیزے کے پاس ہمیں ظہر اور عصر دو رکعت پڑھائی اور عورتیں' کتے اور گدھے گزرتے تھے جنہیں روکا نہیں جاتا تھا۔ پھر آپ مدینہ آنے تک مسلسل دو دو رکعت پڑھتے رہے۔ اور ایک دفعہ راوی نے بیان کیا کہ آپ نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں سفیان ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ اور حجاج نے الحکم سے بیان کیا کہ میں نے ابوجحیفہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف گئے اور وضو کیا اور ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے آگے نیزہ تھا۔ اور عون نے اپنے باپ سے بحوالہ ابوجحیفہ اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ہمارے پیچھے سے گدھے اور عورتیں گزرتی تھیں۔ حجاج' حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ پھر لوگ کھڑے ہو گئے اور وہ آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھ کر خوشبودار تھا اور صاحبان صحیح نے اسے شعبہ کی حدیث سے بتمامہ روایت کیا ہے۔



باب ۲۹

یوم منیٰ

اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ نے اتوار' سوموار' منگل وار اور بدھ وار کو کشادہ نالے میں قیام کیا اور قربانی کے جانور لانے والوں کے سوا' سب لوگ حلال ہو گئے اور انہی ایام میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن سے مسلمانوں اور اموال کے ساتھ آئے اور آپ طوافِ کعبہ کے بعد اس کی طرف واپس نہیں گئے اور جب جمعرات کی صبح ہوئی تو آپ نے کشادہ نالے میں صبح کی نماز پڑھی اور وہ یوم الترویہ تھا اور اسے یوم منیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ اس میں اس کی طرف جاتے تھے اور یہ روایت بھی لی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن سے پہلے خطبہ دیا۔ اور میں نے بعض حواشی میں دیکھا ہے کہ اس سے پہلے دن کو زینت کا دن کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بدن کو بڑائی وغیرہ سے مزین کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں احمد بن محمد بن جعفر جلودی نے بتایا کہ ہم سے محمد بن اسماعیل بن مہران نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے ابوقرہ نے عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یوم الترویہ کو خطاب فرماتے تو لوگوں سے خطاب کر کے انہیں ان کے مناسک کے متعلق بتاتے پس آپ زوال سے قبل منیٰ آنے کے لیے سوار ہوئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ زوال کے بعد سوار ہوئے اور جو لوگ کشادہ نالے میں حج کے لیے حلال ہو گئے تھے جب وہ منیٰ کی طرف آنے لگے تو انہوں نے احرام باندھ لیے اور ان کی اونٹنیاں منیٰ کی طرف تیزی سے چلنے لگیں۔

عبدالملک عطا سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے اور حلال ہو گئے اور جب الترویہ کا دن آیا تو ہم نے مکہ کو اپنی پشت کے پیچھے رکھا اور حج کا تلبیہ کہا' بخاری نے اسے تعلیق مجزوم بیان کیا ہے اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حاتم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا کہ مجھے ابوزبیر نے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حلال ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم منیٰ کی طرف جائیں تو احرام باندھ لیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے کشادہ نالے سے تکبیر کہی اور عبید بن جریج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب لوگوں نے چاند دیکھ کر تکبیر کہی تو میں نے آپ کو مکہ میں دیکھا اور آپ نے یوم الترویہ تک تکبیر نہیں کہی' آپ نے جواب دیا میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے آپ اس وقت تکبیر کہتے تھے۔ جب آپ کی اونٹنی تیز ہو جاتی تھی۔ بخاری نے اسے ایک طویل حدیث کے سلسلہ میں روایت کیا ہے' بخاری بیان کرتے ہیں کہ عطاء سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو منیٰ سے گزر کر حج کا تلبیہ کہتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یوم الترویہ کو ظہر کی نماز ادا کر کے اور اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر تلبیہ کہتے تھے' میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا اس وقت کرتے تھے جب عمرہ کر کے حج کرتے تھے اور عمرہ سے حلال ہو جاتے

تھے اور جب الترویہ کا دن آتا تو اس وقت تلبیہ کہتے جب آپ کی اونٹنی منیٰ کی طرف جاتے ہوئے تیزی سے چلتی' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد ذوالحلیفہ سے احرام باندھا اور آپ کی اونٹنی تیزی سے چل پڑی لیکن یوم الترویہ کو رسول اللہ ﷺ نے کشادہ نالے میں ظہر کی نماز نہیں پڑھی۔ بلکہ آپ نے اس دن اسے منیٰ میں پڑھا اور یہ وہ بات ہے جس میں کسی قسم کا نزاع نہیں پایا جاتا۔

امام بخاری باب این یصلی الظهر یوم التروية میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عبدالعزیز بن رفیع سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ مجھے کسی ایسی بات کے بارے میں بتائیں جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا ہو۔ آپ نے یوم الترویہ کو ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے فرمایا منیٰ میں' میں نے کہا آپ نے ذوالحجہ کی بارہویں تاریخ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے فرمایا کشادہ نالے میں' پھر فرمایا جس طرح تمہارے امیر کرتے ہیں اسی طرح کرو۔ اور ابن ماجہ کے سوا' بقیہ جماعت نے اسے کئی طرق سے اسحاق بن یوسف ازرق سے بحوالہ سفیان ثوری کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے جو ازرق کی حدیث کی نسبت جو ثوری سے مروی ہے' عجیب سمجھی جاتی ہے' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی نے ہمیں خبر دی کہ اس نے ابوبکر بن عیاش سے سنا کہ ہم سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملا اور مجھ سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا کہ ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بحوالہ عبدالعزیز بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ یوم الترویہ کو میں منیٰ کی طرف گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملا۔ آپ گدھے پر سوار ہوکر جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا آج کے دن' رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ آپ نے فرمایا دیکھو جہاں تمہارے امیر نماز پڑھتے ہیں وہاں نماز پڑھو' احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابوکدینہ عن اعمش عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچوں نمازیں منیٰ میں پڑھیں۔ اور اسی طرح احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابومحیاۃ یحییٰ بن یعلیٰ التیمی نے عن اعمش عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الترویہ کو ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی اور یوم عرفہ کی صبح کی نماز بھی وہیں پڑھی۔

اور ابوداؤد نے اسے عن زہیر بن حرب عن احوص عن جواب عن عمار بن رزیق عن سلیمان بن مہران الاعمش روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الترویہ کی ظہر اور یوم عرفہ کی فجر منیٰ میں پڑھی۔ اور ترمذی نے عن الاشجع عن عبداللہ بن الاجلح عن الاعمش اسے مفہوماً روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کو شعبہ نے ان احادیث میں شمار نہیں کیا جو اس نے الحکم سے بحوالہ مقسم سنی ہیں اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید الاشج نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن الاجلح نے عن اسماعیل بن مسلم عن عطا عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ میں ظہر' عصر' مغرب' عشا اور فجر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر آپ عرفات کی طرف چلے گئے' پھر کہتے ہیں کہ اسماعیل بن مسلم کے بارے میں کلام کیا گیا ہے اور باب میں عبداللہ بن زبیر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی گئی ہے۔

اور امام احمد ایک ایسے آدمی سے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' بیان کرتے ہیں کہ آپ یوم الترویہ کو منیٰ کی طرف گئے اور آپ کے پہلو میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جن کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس پر کپڑا پڑا تھا اور وہ اس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور حضرت امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ نالے سے منیٰ جانے کے لیے زوال کے بعد سوار ہوئے' لیکن آپ نے ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کی اور اس حدیث سے اس کے لیے استدلال کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور قبل ازیں جعفر بن محمد نے جو حدیث اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کی ہے اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ اور جن لوگوں کے پاس قربانی کے جانور تھے' ان کے سوا' سب لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے بال کٹوائے اور جب الترویہ کا دن آیا تو وہ منیٰ کی طرف گئے اور حج کی تکبیر کہی اور رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور آپ نے منیٰ میں ظہر' عصر' مغرب عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں پھر کچھ دیر آپ ٹھہرے رہے تا آنکہ سورج طلوع ہو گیا اور آپ نے اپنا بالوں والا خیمہ لگانے کا حکم دیا جو نمرہ میں آپ کے لیے نصب کر دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے اور قریش کو یقین تھا کہ آپ مشعر الحرام کے پاس کھڑے ہوں گے جیسا کہ قریش جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ اس مقام سے آگے گزر کر عرفہ آ گئے تو آپ نے دیکھا کہ نمرہ میں آپ کے لیے خیمہ نصب ہے پس آپ وہاں اتر پڑے اور جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصواء کے لانے کا حکم دیا اور آپ کے لیے اس پر کجاوہ رکھا گیا۔ پس آپ وادی کے نشیب میں آئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا کہ:

تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس ماہ میں اور اس شہر میں تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے۔ آگاہ رہو' جاہلیت کی باتوں کی ہر چیز میرے دونوں قدموں کے نیچے ہے اور جاہلیت کے خون ساقط ہیں اور میں اپنے خونوں میں سے سب سے پہلے ابن ربیعہ بن الحارث کے خون کو ساقط کرتا ہوں جو بنوسعد میں دایہ تلاش کرتا پھرتا تھا اور ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ اور جاہلیت کی سود بھی ساقط ہیں اور اپنے سودوں میں سے سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سود کو ساقط کرتا ہوں وہ سب کا سب ساقط ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو' تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کی فروج کو حلال کیا ہے' تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ تم جسے پسند نہیں کرتے وہ تمہارا بستر پامال نہ کرے پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی ضرب لگاؤ جو سخت دکھ دہ نہ ہو' اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم معروف طریق کے مطابق ان کی خوراک اور لباس کا خیال رکھو۔ اور میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ اللہ کی کتاب ہے اور تم سے میرے بارے میں سوال ہو گا پس تم کیا کہو گے؟ انہوں نے کہا' ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا ہے اور فرض رسالت ادا کر دیا ہے اور خیر خواہی کی ہے' پس آپ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھا کر اور لوگوں کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا اے اللہ! گواہ رہ' اے اللہ! گواہ رہ' اے اللہ گواہ رہ۔

اور ابو عبدالرحمٰن نسائی بیان کرتے ہیں کہ علی بن حجر نے ہمیں عن مغیرہ عن موسیٰ بن زیاد بن حذیم بن عمرو السعدی عن ابیہ عن جدہ خبر دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کو اپنے خطبہ میں فرماتے سنا کہ:

آگاہ رہو! تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں' جس طرح تمہارے اس دن کی' اس مہینے کی اور اس شہر کی حرمت ہے۔ اور ابوداؤد باب الخطبة علی المنبر بعرفة میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہناد نے ابن ابی زائدہ سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے عن زید بن اسلم عن رجل من بنی ضمرة عن ابیہ اوعمہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ میں منبر پر دیکھا۔ اور یہ اسناد ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک مبہم آدمی ہے۔ پھر حضرت جابر کی طویل حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ دیا تھا۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن داؤد نے ہم سے عن سلمہ بن نبیط عن رجل من الحی عن ابیہ نبیط بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ میں ایک سرخ اونٹ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے دیکھا' اس میں بھی اسی طرح ایک مبہم آدمی ہے مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی شاہد ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہناد بن السری اور عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے وکیع نے بحوالہ عبدالمجید بن ابی عمرو بیان کیا وہ کہتا ہے کہ مجھ سے العداء بن خالد بن ہوذہ نے بیان کیا اور ہناد نے عبدالمجید سے بیان کیا کہ مجھ سے خالد بن العداء ہوذہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ کے روز اونٹ پر دونوں رکابوں میں کھڑے ہو کر خطبہ دیتے دیکھا۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ اسے ابن العلاء نے وکیع سے روایت کیا ہے جیسا کہ ہناد نے کہا ہے۔ اور عباس بن عبدالعظیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالمجید ابوعمرو سے اسے معناً العداء بن خالد سے بیان کیا کہ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفات میں رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے سنا کہ جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ احرام میں شلوار پہن لے۔ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے بیان کیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی بات کا جبکہ آپ عرفہ میں تھے' لوگوں میں بلند آواز سے اعلان کرتا تھا' وہ ربیعہ بن امیہ بن خلف تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعلان کر دو۔ اے لوگو! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' کیا تم کو معلوم ہے کہ یہ کون سا مہینہ ہے۔ وہ کہتے ہیں ماہ حرام ہے آپ فرماتے ہیں ان سے کہو' کہ اللہ نے تمہارے خون اور تمہارے اموال تمہارے اس ماہ کی حرمت کی طرح تم پر حرام قرار دیئے ہیں۔ پھر آپ فرماتے اعلان کرو۔ اے لوگو! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کیا تم کو معلوم ہے کہ یہ کون سا شہر ہے اور اس نے ساری حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے لیث بن ابی سلیم نے شہر بن حوشب سے بحوالہ عمرو بن خارجہ بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عتاب بن اُسید نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ عرفہ میں ایک کام کے لیے کھڑے تھے پس میں نے آپ کو پیغام پہنچایا اور آپ کی ناقہ کے نیچے کھڑا ہو گیا اور اس کا لعاب میرے سر پر گر رہا تھا' میں نے آپ کو فرماتے سنا اے لوگو! اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اور وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں اور بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں اور جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہو یا اپنے موالی کے سوا کسی اور سے دوستی کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو' اللہ تعالیٰ اس کی قیمت اور بدلہ قبول نہ فرمائے گا۔ اور ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے قتادہ کی حدیث سے عن شہر بن حوشب عن عبدالرحمٰن بن غنم عن عمرو بن خارجہ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس

میں قتادہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور ہم عنقریب اس خطبہ کا ذکر کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یوم النحر کو دیا اور اس میں جو حکم و مواعظ تفاصیل اور آدابِ نبویہ کا بیان ہوا تھا' انہیں بھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

امام بخاری باب التلبیه و التکبیر اذا غدا من منیٰ الیٰ عرفة میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں مالک نے محمد بن ابی بکر ثقفی سے خبر دی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ دونوں منیٰ سے عرفہ جا رہے تھے' پوچھا کہ آج کے روز آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم میں سے بلند آواز سے ذکر کرنے والا ذکر کرتا تھا تو اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا تھا اور ہم میں سے تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا تھا تو کوئی اس پر اعتراض نہ کرتا تھا۔ اور مسلم نے اسے مالک اور موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں نے محمد بن ابی بکر بن عوف بن رباح ثقفی حجازی سے بحوالہ انس روایت کی ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مالک نے ابن شہاب سے بحوالہ سالم بن عبداللہ بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ وہ حج کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرے' پس جب عرفہ کا دن آیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سورج ڈھلے آگئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ نے اپنے خیمے کے پاس آواز دے کر کہا یہ شخص کہاں ہے پس وہ آپ کے پاس آیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' چلیے' اس نے کہا' اب آپ نے فرمایا ''ہاں'' اس نے کہا مجھے مہلت دیجیے تا کہ میں غسل کرلوں' پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اترے یہاں تک کہ باہر چلے گئے اور میرے اور میرے باپ کے درمیان گفتگو شروع ہوگئی' میں نے کہا اگر آپ آج کی سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو خطبے کو چھوٹا کیجیے اور جلد وقوف کیجیے اس نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے درست فرمایا ہے۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے القعنبی سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے اشہب اور ابن وہب کی حدیث سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاریؒ اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ لیث نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے عقیل نے ابن شہاب سے بحوالہ سالم بیان کیا ہے کہ حجاج جس سال حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ میں آیا اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ اس موقف میں کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو یوم عرفہ کو نماز جلدی پڑھ لے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس نے درست کہا ہے۔ وہ ظہر و عصر کو سنت کے طور پر جمع کرتے تھے۔ میں نے سالم سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے؟ اس نے کہا تم تو صرف سنت کے خواہاں ہو۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ ہم سے یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے ابی عوف نے ابن اسحاق سے عن نافع عن ابن عمر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفہ کی صبح کو فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ کر چل پڑے اور نمرہ میں اترے اور نمرہ امام کی منزل ہے جہاں وہ عرفہ میں اترتا ہے' اور جب ظہر کا وقت قریب آیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو چل پڑے اور ظہر و عصر کو جمع کیا۔ اور اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں متقدم الذکر خطبہ کو بیان کرنے کے بعد ذکر کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی' پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔ اس کا مقتضا یہ ہے کہ آپ نے پہلے خطبہ دیا پھر نماز کھڑی ہوگئی اور آپ دوسرے خطبہ کے درپے نہ ہوئے۔

اور امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد وغیرہ نے ہمیں حجۃ الوداع کے بارے میں عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں موقف کے پاس گئے اور لوگوں سے پہلا خطاب کیا' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے خطبے میں لگ گئے۔ پس آپ خطبہ سے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی تو آپ نے ظہر پڑھائی پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر پڑھائی' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر موقف کے پاس آئے اور آپ نے اپنی ناقہ قصواء کا پیٹ چٹانوں کی طرف کر دیا۔ اور جبل مشاۃ کو اپنے آگے کر لیا اور روبقبلہ ہو گئے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بحوالہ ابن وہب بیان کیا کہ مجھے عمرو بن الحارث نے عن بکیر عن کریب عن میمونہ خبر دی کہ لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے متعلق شک کیا تو میں نے آپ کی طرف دودھ دوہنے کا برتن بھیجا اور آپ اس وقت موقف میں کھڑے تھے۔ پس آپ نے لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اس سے پیا۔ اور مسلم نے اسے ہارون بن سعید ایلی سے بحوالہ ابن وہب روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہمیں خبر دی کہ مالک نے ہمیں نضر مولیٰ عمر بن عبداللہ عن عمیر مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما عن ام الفضل بنت الحارث خبر دی کہ لوگوں نے عرفہ کے روز ام الفضل کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں شک کیا' بعض نے کہا کہ آپ روزہ دار ہیں اور بعض نے کہا آپ روزہ دار نہیں' پس میں نے آپ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے پس آپ نے اسے پی لیا اور مسلم نے اسے مالک کی حدیث سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور دونوں نے اسے دیگر طرق سے بھی ابی نضر سے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں' ام الفضل ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث کی ہمشیرہ ہیں اور ان دونوں کا واقعہ ایک ہی ہے۔ واللہ اعلم

اور ارسال کا اسناد ان کی طرف صحیح ہے کیونکہ انہوں نے اسے اپنی طرف سے بیان کیا ہے سوائے اس کے کہ یہ واقعہ بعد کا ہو یا کئی ارسال ہوں ان کی طرف سے بھی اور ان کی طرف سے بھی۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اسے سعید بن جبیر سے سنا ہے یا اپنے بیٹوں سے جنہوں نے اس سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' تو وہ انار کھا رہے تھے اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کیا اور ام الفضل نے آپ کے پاس دودھ بھیجا تو آپ نے اسے پی لیا۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی ذئب نے' التوأمہ کے غلام صالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ انہوں نے عرفہ کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں شک کیا' پس ام الفضل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ بھیجا تو آپ نے اسے پی لیا اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ

عبدالرزاق اور ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی' وہ کہتے ہیں کہ عطاء نے بیان کیا کہ عرفہ کے روز' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فضل بن عباس کو کھانے کی دعوت دی تو انہوں نے کہا' میں روزے سے ہوں' عبداللہ نے کہا روزہ نہ رکھو' عرفہ کے روز دودھ کا برتن رسول اللہ ﷺ کے قریب کیا گیا جس میں دودھ تھا تو آپ نے اس سے پی لیا۔ پس روزہ نہ رکھیے۔ بے شک لوگ تمہاری پیروی کرنے والے ہیں۔ اور ابن بکیر اور روح کہتے ہیں کہ بے شک لوگ تمہاری پیروی کریں گے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے عن ایوب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ عرفہ میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا کہ اچانک وہ اپنی سواری سے گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی یا اس نے اس کی گردن توڑ دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں کا کفن دو اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو اور نہ اس پر خوشبو ملو' بے شک قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائے گا۔ اور مسلم نے اسے ابوالربیع الزہرانی سے بحوالہ حماد بن زید روایت کیا ہے۔ اور نسائی بیان کرتے ہیں کہ زید بن ابراہیم یعنی ابن راہویہ نے ہمیں خبر دی کہ وکیع نے ہمیں بتایا کہ سفیان ثوری نے ہمیں بکیر بن عطاء سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یعمر الدیلی خبر دی وہ بیان کرتے ہیں' کہ میں نے عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نجد کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے حج کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حج' عرفہ ہے) پس جو شخص طلوع فجر سے قبل عرفہ کی رات کو' جو جمع کی رات ہے پالے تو اس کا حج مکمل ہو گیا۔ اور بقیہ اصحاب سنن نے بھی اسے سفیان ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور نسائی اور شعبہ نے بکیر بن عطاء سے اس میں اضافہ کیا ہے اور نسائی بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہمیں خبر دی کہ سفیان نے ہمیں عمرو بن دینار سے خبر دی کہ عمرو بن عبداللہ بن صفوان نے مجھے بتایا کہ یزید بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفہ میں موقف سے بہت دور جگہ پر کھڑے تھے کہ ابن مربع الانصاری ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے میں تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایلچی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں اپنے مشاعر پر قائم ہو جاؤ بے شک تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی میراث پر ہو۔ اور ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور ہم اسے صرف ابن عیینہ کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن دینار جانتے ہیں اور ابن مربع کا نام زید بن مربع انصاری ہے اور اس کی یہ ایک حدیث ہی معروف ہے اور ترمذی بیان کرتے ہیں' کہ اس باب میں حضرت علی' حضرت عائشہ' حضرت جبیر بن مطعم اور الشرید بن سوید رضی اللہ عنہم کی روایات بھی ہیں۔ اور مسلم کی روایت سے جو عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر مروی ہے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہاں کھڑا ہوا ہوں اور عرفہ تمام کا تمام موقف ہے اور امام مالک نے اپنے موطاء میں یہ اضافہ کیا ہے کہ عرفہ کے نشیب سے الگ رہو۔[1]



[1] اصل نسخے میں یہ الفاظ اسی طرح ہیں اور شاید یہ عرفہ کا نشیب ہے جو عرفہ میں شامل ہے۔

باب ۳۰

عرفہ میں آپ کی دعائیں

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز افطار کیا' جس سے معلوم ہوا کہ وہاں روزہ رکھنے سے افطار کرنا افضل ہے کیونکہ اس سے دعا میں تقویت ملتی ہے' جو وہاں کا اہم مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوال سے لے کر غروب آفتاب تک اپنی سواری پر کھڑے رہے۔ اور ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں عن حوشب بن عقیل عن مہدی الہجری عن عکرمہ عن ابوہریرہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' روایت کی ہے کہ آپ نے عرفہ کے روز عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حوشب بن عقیل نے بیان کیا کہ مجھ سے مہدی المحاربی نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گیا اور میں نے ان سے عرفات میں عرفہ کے روز روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں عرفہ کے روزہ سے منع فرمایا ہے۔ اور عبدالرحمٰن مرہ نے مہدی العبدی سے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح احمد نے اسے وکیع سے عن حوشب عن مہدی العبدی روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے عن سلیمان بن حرب عن حوشب بھی روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے عن سلیمان بن معبد عن سلیمان بن حرب اور عن الفلاس عن ابن مہدی' اور ابن ماجہ نے عن ابی بکر ابن ابی شیبہ اور علی بن محمد روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں نے وکیع سے بحوالہ حوشب روایت کی ہے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمر نے ہمیں خبر دی کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ کلبی نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ حارث بن عبید نے ہم سے عن حوشب بن عقیل عن مہدی الہجری عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حارث بن عبید نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے۔ اور عکرمہ سے بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ محفوظ ہے' اور ابوحاتم محمد بن حبان البستی نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا آپ نے یہ روزہ نہیں رکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حج کیا ہے آپ نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حج کیا ہے آپ نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں بھی یہ روزہ نہیں رکھتا نہ اس کے رکھنے کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔

امام مالک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام زیاد بن ابی زیاد سے بحوالہ ابی طلحہ بن عبیداللہ بن کریز بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم عرفہ کی افضل دعا اور جو کچھ میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے بیان کیا ہے اس سب سے افضل لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے اور امام مالک سے اسے دوسرے اسناد سے موصول بیان کیا گیا ہے اور اس کا اسناد ضعیف ہے۔

اور امام احمد اور ترمذی نے عمرو بن شعیب کی حدیث سے اس کے باپ اور دادا سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوم عرفہ کی افضل دعا اور میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے بہتر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ہے اور اسی طرح امام احمد نے عمر بن شعیب اس کے باپ اور دادا سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ کی اکثر دعا یہ تھی کہ:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ.

اور ابوعبداللہ بن مندہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن اسحاق بن ایوب نیشاپوری نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن داؤد بن جابر احمسی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابراہیم موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ فرج بن فضالہ نے ہم سے عن یحییٰ بن سعید عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کی شام کو میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی دعا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ تھی۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید یعنی ابن عبدربہ الجرجسی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے بقیہ بن الولید نے بیان کیا کہ مجھ سے جبیر بن عمرو القرشی نے عن ابی سعید انصاری عن ابی یحییٰ مولیٰ آل الزبیر بن العوام عن الزبیر بن العوام بیان کیا کہ میں نے عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت پڑھتے سنا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور اے میرے رب میں اس کے گواہوں میں سے ہوں۔

اور حافظ ابوالقاسم طبرانی اپنے مناسک میں بیان کرتے ہیں کہ حسن بن مثنیٰ بن معاذ عنبری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا کہ ہم سے قیس بن ربیع نے اغر بن الصباح سے عن خلیفہ عن علی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے عرفہ کی شام کو جو کچھ کہا اس سے بہتر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ہے۔

اور ترمذی الدعوات میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حاتم المؤدب نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ بنی اسد کے قیس بن ربیع نے ہم سے اغر بن الصباح سے عن خلیفہ بن الحصین عن علی رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز موقف میں زیادہ تر یہ دعا کی:

اللهم لک الحمد کالذی نقول و خیر مما نقول اللهم لک صلوتی و نسکی و محیای و مماتی رب ترانی' اعوذبک من عذاب القبر و وسوسة الصدر و شتات الامر' اللهم انی اعوذبک من شرما تهب به الریح.

پھر کہتے ہیں کہ یہ اس طریق سے غریب ہے اور اس کا اسناد قوی نہیں' اور حافظ بیہقی نے اسے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے اس کے

بھائی عبداللہ بن عبیدہ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے روز میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی اکثر دعا یہی تھی کہ میں کہوں کہ۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شیئ قدیر اللھم اجعل فی بصری نورا و فی سمعی نورا و فی قلبی نورا' اللھم اشراح لی صدری و یسرلی امری اللھم انی اعوذبک من وسواس الصدر و شتات الامر و شر فتنۃ القبر و شرما یلج فی اللیل و شرما یلج فی النھار و شرما تھب بہ الریاح و شربوائق الدھر۔

پھر کہتے ہیں کہ موسیٰ بن عبیدہ اس کی روایت میں متفرد ہے اور ضعیف ہے اور اس کے بھائی عبداللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

اور طبرانی اپنے مناسک میں بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عثمان نصری نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن صالح ایلی نے عن اسماعیل بن امیہ عن عطا بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو دعائیں کی ان میں یہ دعا بھی تھی:

اللھم انک تسمع کلامی و تری مکانی و تعلم سری و علانیتی و لا یخفی علیک شی من امری انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنبہ اسألک مسألۃ المسکین و ابتھل الیک ابتھال الذلیل' و ادعوک دعاء الخائف الضریر من خضعت لک رقبتہ و فاضت لک عبرتہ و ذل لک جسدہ و رغم لک انفہ' اللھم لا تجعلنی بدعائک رب شقیا و کن لی رؤفا رحیما یاخیر المسئولین و یا خیر المعطین۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک نے ہم کو خبر دی کہ عطاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عرفات میں' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا' پس آپ نے دعا کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آپ کی ناقہ آپ پر غالب آ گئی اور اس کی مہار گر پڑی تو آپ نے ایک ہاتھ میں اس کی مہار پکڑ لی اور اپنا دوسرا ہاتھ اٹھائے رکھا۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے یعقوب بن ابراہیم سے بحوالہ ہشیم روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالمجید بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہم سے عن حسین بن عبداللہ ہاشمی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں دعا کرتے دیکھا آپ کے دونوں ہاتھ کھانا مانگنے والے مسکین کی طرح آپ کے سینے سے لگے ہوئے تھے۔ اور ابوداؤد طیالسی اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالقاہر بن السری نے ہم سے بیان کیا کہ ابن کنانہ بن عباس بن مرداس نے ہم سے اپنے باپ اور دادا عباس بن مرداس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کی اور خوب دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے والوں کے سوا

سب کی مغفرت کر دوں گا۔ اب رہے ان کے وہ گناہ جو مجھ سے اور ان سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی میں نے بخش دیئے ہیں تو آپ نے کہا اے میرے رب! آپ اس مظلوم کو اس کے ظلم سے بہتر بدلہ دینے کی قدرت رکھتے ہیں اور اس ظالم کو بخش دیجیے پس اللہ تعالیٰ نے اس شام کو اس کا جواب نہ دیا اور جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے دوبارہ یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے تو آپ کے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس گھڑی میں مسکرائے ہیں جس میں آپ مسکرایا نہیں کرتے۔ تو آپ نے فرمایا میں خدا کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں اسے جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں میری دعا قبول فرما لی ہے تو وہ ہلاکت وتباہی کی دعا کرتا ہوا گر پڑا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ اور ابوداؤد سجستانی نے اسے اپنے سنن میں عیسیٰ بن ابراہیم البرکی اور ابوداؤد طیالسی سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عبدالقاہر بن السری سے عن ابن کنانہ بن عباس بن مرداس عن ابیہ عن جدہ مختصراً روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے ایوب بن محمد ہاشمی بن عبدالقاہر بن السری سے عن عبیداللہ بن کنانہ بن عباس عن ابیہ عن جدہ طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ابن جریر نے اسے اپنی تفسیر میں عن اسماعیل بن سیف العجلی عن عبدالقاہر بن السری عن ابن کنانہ جسے ابولبابہ کہتے ہیں عن ابیہ عن جدہ العباس بن مرداس روایت کیا ہے اور حافظ ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم الدبری نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں اس شخص سے خبر دی جس نے قتادہ کو بیان کرتے سنا تھا کہ جلاس بن عمرو نے ہم سے بحوالہ عبادہ بن الصامت بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے آج کے دن تم پر احسان فرمایا ہے اور تمہیں آپس کی برائیوں کے سوا بخش دیا ہے اور اس نے تمہارے محسن کی وجہ سے تمہارے خطا کار کو بخش دیا ہے اور تمہارے محسن نے جو مانگا ہے اس نے اسے دیا ہے۔ پس اللہ کا نام لے کر چلے جاؤ۔ پس جب وہ جمع ہوئے تو فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے صالحین کو بخش دیا ہے اور تمہارے صالحین کو تمہارے طالحین کے لیے سفارشی بنایا ہے۔ رحمت نازل ہوگی اور ان پر چھا جائے گی پھر رحمت زمین میں پھیل جائے گی اور ہر اس تائب پر جو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ کی حفاظت کرنے والا ہے' نازل ہو گی اور ابلیس اور اس کے لشکر پہاڑوں پر دیکھ رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے' پس جب رحمت نازل ہو گی تو اس کے لشکر ہلاکت اور تباہی کی دعا کریں گے۔ میں نے انہیں مدتوں تک ذلیل کر دیا ہے مغفرت کا خوف ان پر چھا گیا ہے پس وہ متفرق ہو کر ہلاکت اور تباہی کی دعا کر رہے ہیں۔



باب ۳۱

اس موقف میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا بیان

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعمیس نے ہم سے قیس بن مسلم سے بحوالہ طارق بن شہاب بیان کیا کہ ایک یہودی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین آپ اپنی کتاب میں ایک آیت پڑھتے ہیں اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ آپ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے اس نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا جس روز اور جس گھڑی یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں' یہ عرفہ کی شام کو جمعہ کے روز نازل ہوئی تھی۔

اور بخاری نے اسے حسن بن الصباح سے بحوالہ جعفر بن عون روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے مسلم ترمذی اور نسائی نے کئی طرق سے قیس بن مسلم سے روایت کیا ہے۔

عرفات سے مشعر الحرام کی طرف آپ کی واپسی کا بیان:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں' کہ آپ مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور جب قرص آفتاب غائب ہو گئی تو آہستہ آہستہ زردی بھی ختم ہو گئی پس آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے اور آپ نے اپنی ناقہ قصواء کی زمام کھینچ لی یہاں تک کہ اس کا سر کجاوے کے اس حصے کو چھونے لگا جس پر آپ تھک کر اپنا پاؤں رکھتے تھے۔ نیز آپ اپنے دائیں ہاتھ سے کہہ رہے تھے اے لوگو! پرسکون رہو' پرسکون رہو۔ اور جب کبھی آپ کسی پہاڑ کے پاس آتے تو آپ لگام کو تھوڑا سا ڈھیلا کر دیتے تاکہ وہ چڑھائی چڑھ جائے' یہاں تک کہ آپ مزدلفہ آ گئے اور وہاں پر آپ نے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی اور ان کے درمیان کوئی تسبیح نہ کی' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری باب السیر اذا دفع من عرفۃ میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں مالک نے ہشام بن عروہ سے بحوالہ اس کے باپ کے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں' میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول کریم ﷺ کوچ کے وقت حجۃ الوداع میں کیسے چلتے تھے۔ آپ نے فرمایا تیز چال چلتے تھے اور جب میدان پاتے تو اونٹنی کو تیز تر ہانکتے تھے۔

اور امام احمد اور بقیہ جماعت نے ترمذی کے سوا اسے متعدد طرق سے ہشام بن عروہ سے اس کے باپ سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے عن ابن اسحاق

عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عرفہ کی شام کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا' پس جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا اور جب آپ نے اپنے پیچھے لوگوں کی بھیڑ کی آواز سنی تو فرمایا اے لوگو! آہستگی اختیار کرو اور پر سکون رہو۔ اونٹوں کو تیز دوڑانا نیکی نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ جب لوگ آپ پر بھیڑ کرتے تو اونٹنی کو عنق[1] چال چلاتے اور جب کچھ فراخی پاتے تو نص چال چلاتے' یہاں تک کہ آپ مزدلفہ آ گئے اور وہاں آپ نے مغرب اور عشا کو جمع کیا۔

پھر امام احمد اسے محمد بن اسحاق کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم بن عقبہ نے مجھ سے کریب سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا اور اس کی مثل حدیث بیان کی اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو کامل نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے عن قیس بن سعد عن عطاء عن ابن عباس عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے لوٹے تو میں آپ کا ردیف تھا' آپ اپنی اونٹنی کی لگام کھینچنے لگے حتیٰ کہ کجاوے کے اگلے حصے کو اس کے کانوں کی جڑیں چھونے لگیں اور آپ فرمانے لگے اے لوگو! سکینت اور وقار اختیار کرو۔ اونٹوں کا تیز چلانا نیکی نہیں۔ اور اسی طرح اس نے عفان سے بحوالہ حماد بن سلمہ روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے عن زہیر بن حرب عن زید بن ہارون عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء عن ابن عباس عن اسامہ روایت کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ مسلسل وقار سے چلتے رہے یہاں تک کہ بھیڑ کے پاس آ گئے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن الحجاج نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی فدیک نے ابن ابی ذئب سے عن شعبہ عن ابن عباس عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ وہ عرفہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے یہاں تک کہ آپ گھاٹی میں داخل ہو گئے پھر آپ نے پانی گرایا اور وضو کیا اور سوار ہوئے اور نماز نہ پڑھی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے عن قتادہ عن عروہ عن شعبی عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ انہوں نے اسے بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے تو میں آپ کا ردیف تھا اور آپ کی اونٹنی نے چلتے ہوئے پاؤں نہیں اٹھایا کہ آپ بھیڑ کے پاس پہنچ گئے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے ہم سے عن ابراہیم بن عقبہ عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عرفہ سے اپنے پیچھے بٹھایا پس جب آپ گھاٹی کے پاس آئے تو آپ نے پیشاب کیا اور انہوں نے پانی گرانے کی بات نہیں کی' پس میں نے آپ پر پانی ڈالا اور آپ نے ہلکا سا وضو کیا تو میں نے نماز پڑھنے کے متعلق بات کی تو آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ مزدلفہ آئے اور مغرب کی نماز پڑھی' پھر وہ اپنے خیموں میں فروکش ہو گئے۔ پھر آپ نے عشا کی نماز پڑھی اسی طرح امام احمد نے اسے عن کریب عن ابن عباس عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور نسائی نے اسے عن الحسین بن حرب عن سفیان بن عیینہ عن ابراہیم بن عقبہ اور محمد بن حرملہ روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن کریب عن ابن عباس عن اسامہ رضی اللہ عنہم روایت کی ہے۔ ہمارے شیخ

---

[1] جانور کی تیز چال کو عنق کہتے ہیں' عنق سے اوپر کی چال کو نص کہتے ہیں۔ مترجم

ابوالحجاج المزی اپنی کتاب الاطراف میں بیان کرتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ کریب نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں عن موسیٰ بن عقبہ عن کریب عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما خبر دی کہ انہوں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ سے کوچ کیا اور گھاٹی میں اترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مکمل وضو نہ کیا تو میں نے آپ سے نماز کے متعلق کہا تو آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے' پس آپ مزدلفہ آئے اور مکمل وضو کیا پھر نماز کھڑی ہوگئی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی' پھر ہر آدمی نے اپنے فروکش ہونے کی جگہ پر اپنا اونٹ بٹھا دیا' پھر نماز کھڑی ہوگئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔

اور اسی طرح بخاری نے اسے القعنبی سے روایت کیا ہے اور مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے' اور نسائی نے قتیبہ سے عن مالک عن موسیٰ بن عقبہ روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث سے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے' اور مسلم نے اسے ابراہیم بن عقبہ اور محمد بن عقبہ سے بحوالہ کریب ان دونوں کے بھائی موسیٰ بن عقبہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' اور اسی طرح امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہم سے عن محمد بن ابی حرملہ عن کریب عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا' پس جب آپ مزدلفہ سے ورے بائیں گھاٹی پر پہنچے تو آپ نے اونٹنی کو بٹھا دیا۔ اور پیشاب کیا' پھر آپ آئے تو میں نے آپ پر وضو کا پانی ڈالا تو آپ نے ہلکا سا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز؟ آپ نے فرمایا نماز آگے ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے' اور مزدلفہ آ کر نماز پڑھی۔ پھر جمع ہونے کی صبح کو فضل' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف بن گئے کریب بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے بحوالہ فضل بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کے پاس پہنچ گئے اور مسلم نے اسے قتیبہ یحییٰ بن یحییٰ' یحییٰ بن ایوب اور علی بن حجر سے روایت کیا ہے اور ان چاروں نے اسے اسماعیل بن جعفر سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عمرو بن ذر نے مجاہد سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عرفہ سے اپنے پیچھے بٹھایا' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارا دوست ہمیں بتائے گا کہ آپ نے کیا کیا' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے عرفہ سے کوچ کیا تو آپ کھڑے ہوئے اور اپنی اونٹنی کے سر کو کھینچا یہاں تک کہ اس کا سر کجاوے کے اگلے حصے کو چھونے لگا اور آپ اپنے ہاتھ سے لوگوں کی طرف اشارہ کرنے لگے کہ سکون و وقار اختیار کرو۔ یہاں تک کہ آپ جمع ہونے کی جگہ پر آ گئے' پھر آپ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا تو لوگ کہنے لگے کہ ہمارا دوست ہمیں بتائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا۔ پس فضل نے کہا کہ آپ گزشتہ کل کی طرح مسلسل سکون و وقار سے چلتے رہے یہاں تک کہ آپ وادیٔ محسر میں آ گئے' اور اس میں داخل ہو گئے' حتیٰ کہ وہ زمین میں تیزی سے چلنے لگی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سوید نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے المطلب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا کہ مجھے والبہ کوفی کے غلام سعید بن جبیر نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عرفہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ

کیا' پس آپ نے اپنے پیچھے شدید ڈانٹ اور اونٹوں کو مارنے کی آوازیں سنیں تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو! سکون و وقار اختیار کرو۔ نیکی تیز چلانے میں نہیں ہے۔ بخاری اس طریق سے ان کے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اور قبل ازیں امام احمدؒ مسلم اور نسائی کی روایت عطاء بن ابی رباح کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ مسعودی نے ہم سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے تو لوگوں نے سواریوں کو تیز چلانا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو اعلان کرنے کا حکم دیا کہ وہ اعلان کرے کہ اے لوگو! گھوڑوں اور اونٹوں کے تیز چلانے میں نیکی نہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے کسی کو چلتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے نہیں دیکھا' یہاں تک کہ آپ جمع ہونے کی جگہ پر آ گئے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین اور ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عبدالعزیز بن رفیع سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا کہ جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات اور جمع ہونے کی جگہ میں پانی گرانے کے سوا نہیں اترے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں عبدالملک نے بحوالہ انس بن سیرین بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' پس جس وقت وہ چلے میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا' حتیٰ کہ امام بھی چل پڑا' پس انہوں نے اس کے ساتھ ظہر اور عصر پڑھی' پھر وہ کھڑے ہو گئے اور میں اور میرے اصحاب بھی کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ امام واپس آ گیا اور ہم بھی اس کے پاس واپس آ گئے۔ یہاں تک کہ ہم اس تنگ مقام پر پہنچ گئے جو دو میدانوں کے ورے ہے' پس آپ نے سواری کو بٹھایا اور ہم نے بھی سواریوں کو بٹھا دیا اور ہم نے خیال کیا کہ آپ نماز پڑھنا چاہتے ہیں' اور آپ کے اس غلام نے جو آپ کی اونٹنی کو پکڑے ہوئے تھا' کہا کہ وہ نماز نہیں پڑھنا چاہتے بلکہ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مقام پر پہنچے تو آپ نے قضائے حاجت کی اور آپ بھی قضائے حاجت کو پسند کرتے تھے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہم سے بحوالہ نافع بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء کو جماعت کے ساتھ جمع کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس گھاٹی سے اترا کرتے تھے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا' پس وہ اس میں داخل ہو جاتے اور کم ٹھہرتے اور وضو کرتے اور جب تک جمع ہو جانے کی جگہ پر نہ آ جاتے' نماز نہ پڑھتے۔ اس طریق سے بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ آدم بن ابی ذئب نے ہم سے زہری سے عن سالم بن عبداللہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ جمع کیا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کی اقامت کہی' اور نہ دونوں کے درمیان اور نہ دونوں کے بعد کوئی تسبیح کی۔

اور مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے عن مالک عن زہری عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھے پڑھا۔ پھر امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ حرملہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا کہ یونس نے مجھے ابن شہاب سے خبر دی کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بتایا کہ ان کے باپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مغرب اور عشاء کو لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ جمع کیا اور ان دونوں کے درمیان کوئی سجدہ[1] نہ کیا اور آپ نے مغرب کی تین رکعتیں اور عشا کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور حضرت عبداللہ اپنی وفات تک اسی طرح لوگوں کی نمازیں جمع کیا کرتے تھے۔ پھر مسلم نے شعبہ کی حدیث سے عن الحکم وسلمہ بن کہیل عن سعید بن جبیر روایت کی ہے کہ انہوں نے مغرب کی نماز لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ پڑھی اور عشا کی ایک اقامت کے ساتھ' پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ انہوں نے بھی اس طرح نماز پڑھی تھی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا' پھر مسلم نے ثوری کے طریق سے اسے عن سلمہ عن سعید بن جبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ مغرب اور عشا کو جمع کیا۔ آپ نے مغرب کی تین رکعتیں اور عشا کی دو رکعتیں ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں۔ پھر امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن جبیر نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بحوالہ ابن اسحاق بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ واپس آئے یہاں تک کہ ہم جمع ہونے کی جگہ پر پہنچ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر ہمیں اس طرح نماز پڑھائی تھی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ عدی بن ثابت نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یزید خطمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو یزید انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں' مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور اسی طرح امام بخاری نے اسے مغازی میں القعنبی سے بحوالہ مالک' اور مسلم نے سلیمان بن بلال اور لیث بن سعد سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بحوالہ عدی بن ثابت روایت کی ہے اور اسی طرح نسائی نے اسے عن الفلاس عن یحییٰ القطان عن شعبہ عن عدی بن ثابت روایت کیا ہے' پھر امام بخاری **باب من اذن و اقام لکل واحد منهما** میں بیان کیا ہے کہ خالد بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو کہتے سنا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور ہم عشا کی اذان کے وقت یا اس کے قریب مزدلفہ آئے پس آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا اور اس نے اذان و اقامت کہی' پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں' پھر آپ نے اپنا شام کا کھانا منگوایا اور کھایا۔ پھر ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے اذان و اقامت کہی' عمرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے صرف زہیر کے شک کے متعلق علم ہے' پھر آپ نے عشا کی دو رکعتیں پڑھیں اور جب فجر نمودار ہوگئی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت' اس جگہ آج کے دن صرف یہی نماز پڑھا کرتے تھے' عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ دو نمازیں ہیں جنہیں اپنے وقت سے ہٹ کر پڑھا جاتا ہے' مغرب کی نماز مزدلفہ میں لوگوں کے آنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اور فجر اس وقت پڑھی جاتی ہے جب فجر

---

[1] اصل کتاب میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے دونوں کے درمیان کوئی سجدہ نہ کیا' اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ چونکہ آپ نے دو نمازیں جمع کی تھیں اس لیے درمیانی سنتیں ترک کر دیں اور اگر گزشتہ روایات کو مدنظر رکھا جائے تو اس کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے دونوں نمازوں کے درمیان کوئی تسبیح نہ کی' جیسا کہ ایک روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے نہ دونوں نمازوں کے درمیان اور نہ ان کے بعد کوئی تسبیح کی۔ (مترجم)

روشن ہو جاتی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ اور راوی کا یہ قول کہ جب فجر روشن ہو جاتی ہے اس دوسری حدیث سے زیادہ واضح ہے جسے بخاری نے عن حفص بن عمر بن غیاث عن ابیہ عن اعمش عن عمارہ عن عبدالرحمن عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نمازوں کے سوا کبھی بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ نے مغرب اور عشا کو جمع کیا اور فجر کی نماز کو اس کے وقت سے قبل پڑھا۔ اور مسلم نے اسے معاویہ اور جریر کی حدیث سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ فجر نمودار ہوگئی اور آپ نے اذان و اقامت کے ساتھ صبح روشن ہونے پر فجر پڑھی' اور اس نماز میں آپ کے ساتھ عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ بن لام الطائی بھی شامل ہوئی۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی خالد اور زکریا نے شعبی سے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن مضرس نے بتایا کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ اس وقت جمع ہونے کے مقام پر تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس طے کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں اور میں نے خود کو تھکا دیا ہے اور اپنی اونٹنی کو کمزور کر دیا ہے۔ اور قسم بخدا میں ہر پہاڑ پر کھڑا ہوا ہوں کیا میرا حج ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص ہماری اس نماز یعنی فجر کی نماز میں جمع ہونے کی جگہ پر شامل ہوا ہو اور ہمارے ساتھ کھڑا ہوا ہو یہاں تک کہ اس سے واپس لوٹ جائے اور وہ اس سے پہلے رات یا دن کو عرفات سے واپس لوٹ آیا ہو' پس اس کا حج مکمل ہے اور اس نے اپنی میل کچیل کو دور کرلیا ہے۔ اور امام احمد نے اسی طرح اسے اور چار اہل سنن نے کئی طرق سے شعبی سے عروہ بن مضرس سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔



باب ۴۲

شبِ مزدلفہ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو لوگوں کے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف بھیڑ کرنے سے قبل اپنے اہل کا ایک گروہ اپنے آگے بھیجا۔ امام بخاری باب من قدم ضعفة اهله بالليل فيقفون بالمزدلفه و يدعون و يقدم اذا غاب القمر میں بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہم سے یونس سے بحوالہ ابن شہاب بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اہل کے کمزور لوگوں کو آگے بھیجا کرتے تھے اور وہ رات کو مشعر الحرام کے پاس ٹھہرتے تھے اور حسبِ خواہش اللہ کو یاد کرتے تھے۔ امام کے وقوف اور کوچ سے قبل کوچ کر جاتے تھے۔ پس ان میں سے کچھ لوگ نماز فجر کے لیے منیٰ آجاتے تھے اور کچھ اس کے بعد آتے تھے اور جب وہ آجاتے تو جمرہ کو سنگریزے مارتے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں انہیں رخصت دی ہے' سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے عن ایوب عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان لوگوں کے پاس بھیجا جو رات کو اکٹھے ہوئے تھے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی یزید نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی شب اپنے کمزور اہل میں آگے بھیجا تھا۔ اور مسلم نے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ عطاء نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ثقل کے ساتھ سحر کو جمع ہونے والوں کے ساتھ بھیجا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان ثوری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سلمہ بن کہیل نے حسن عرنی سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کے اغیلمہ کو ہماری دیکھ بھال کے لیے ہم سے آگے بھیجا اور وہ ہماری رانوں پر تھپڑ مارنے لگا اور کہنے لگا جب تک سورج طلوع نہ ہو میرے بیٹو جمرہ کو سنگریزے نہ مارنا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں خیال نہیں کرتا کہ کوئی آدمی جب تک سورج نہ چڑھے' جمرہ کو سنگریزے مارتا ہو۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عبدالرحمٰن مہدی سے بحوالہ سفیان ثوری روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے محمد بن کثیر سے بحوالہ ثوری اور نسائی نے محمد بن عبداللہ بن یزید سے عن سفیان بن عیینہ عن سفیان ثوری روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے محمد بن کثیر سے بحوالہ ثوری اور نسائی نے محمد بن عبداللہ بن یزید سے عن سفیان بن عیینہ عن سفیان ثوری روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی بن محمد سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے وکیع سے بحوالہ مسعر اور سفیان ثوری روایت کی ہے اور ان دونوں نے اسے سلمہ بن کہیل سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابوالاحوص نے عن اعمش عن الحکم عن ابن عیینہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ قربانی کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے اور ہم پر شب کی تاریکی چھائی ہوئی تھی' پس آپ ہماری رانوں پر مارنے لگے

اور فرمانے لگے اے میرے بیٹو واپس لوٹو اور جب تک سورج نہ چڑھے جمرہ کو سنگریزے نہ مارنا' پھر امام احمد نے اسے مسعودی کی حدیث سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے کمزور لوگوں کو مزدلفہ سے رات کو آگے بھیج دیا اور انہیں وصیت کی کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو وہ جمرہ عقبہ کو سنگریزے نہ ماریں۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمزۃ الزیات بن حبیب نے عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کے کمزور لوگوں کو جھٹپٹے میں آگے بھیج دیا کرتے تھے اور انہیں حکم دیتے تھے کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو وہ جمرہ کو سنگریزے نہ ماریں۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے محمود بن غیلان سے عن بشر بن السری عن سفیان عن حبیب روایت کیا ہے۔ اور طبرانی کہتے ہیں کہ وہ ابن ابی ثابت ہے جس نے عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے پس حمزۃ الزیات اپنی کفالت سے خارج ہو گئے اور حدیث کا اسناد عمدہ ہے۔ واللہ اعلم

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے عن یحییٰ عن ابن جریج بیان کیا کہ مجھ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ نے بحوالہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ وہ جمعہ کی شب کو مزدلفہ کے قریب اتریں اور نماز پڑھنے لگیں۔ آپ نے کچھ دیر نماز پڑھی پھر فرمانے لگیں۔ اے میرے بیٹو! کیا چاند غروب ہو گیا ہے' میں نے کہا نہیں' پھر آپ نے کچھ دیر نماز پڑھی' پھر فرمایا کیا چاند غروب ہو گیا ہے' میں نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا: کوچ کر جاؤ' پس ہم نے کوچ کیا اور چلتے بنے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ کو سنگریزے مارے اور واپس آ گئیں اور صبح کی نماز اپنی منزل پر پڑھی' میں نے آپ سے کہا' میرے خیال میں ہم نے تو جھٹپٹے میں ہی یہ کام کر لیا ہے' تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے اور مسلم نے اسے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے' بے شک حضرت اسماء دختر صدیق رضی اللہ عنہما نے طلوع آفتاب سے قبل رمی جمار کیا ہے۔ جیسا کہ اس جگہ توفیقی طور پر بیان کیا گیا ہے' پس حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے مقدم ہے کیونکہ آپ کی حدیث کا اسناد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے اسناد سے اصح ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ بات کہی جائے کہ بچوں کا حال عورتوں کی نسبت زیادہ خفیف اور چست ہوتا ہے اس لیے آپ نے بچوں کو حکم دیا کہ وہ طلوع آفتاب سے قبل رمی نہ کریں۔ اور عورتوں کو طلوع آفتاب سے قبل رمی کی اجازت دے دی کیونکہ ان کا حال زیادہ ثقیل اور پردے کے لحاظ سے زیادہ جامع ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

اگرچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ کام توفیقی طور پر نہیں کیا مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے فعل سے مقدم ہے۔ لیکن پہلی حدیث کو ابوداؤد کا قول تقویت دیتا ہے کہ محمد بن خلاد باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا کہ عطاء نے مجھے خبر دی کہ مجھے مخبر نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے بتایا کہ انہوں نے رات کو رمی جمار کیا تھا' میں نے کہا ہم نے رات کو رمی جمار کیا تھا' تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم یہ کام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔

اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے افلح بن حمید نے عن قاسم عن محمد عن عائشہ بیان کیا'

آپ فرماتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کی بھیڑ سے قبل جانے کی اجازت طلب کی اور آپ ایک سست رو عورت تھیں تو آپ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ لوگوں کی بھیڑ سے قبل کوچ کر گئیں اور ہم صبح تک ٹھہرے رہے پھر ہم آپ کے کوچ کے ساتھ کوچ کر گئے۔ پس اگر میں بھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتی تو مجھے آپ کی خوشی سے یہ بات زیادہ پسند ہوتی۔ اور مسلم نے اسے القعنبی سے بحوالہ افلح بن حمید روایت کیا ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے صحیحین میں اسے سفیان ثوری کی حدیث عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ روایت کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہارون بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فدیک نے ضحاک یعنی ابن عثمان سے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی شب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا تو انہوں نے فجر سے قبل رمی جمار کیا پھر چلی گئیں اور واپس آ گئیں اور یہ وہ دن تھا جب بقول ابوداؤد آپ ان کے پاس تھے' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور یہ اسناد جید اور قوی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

مزدلفہ میں آپ کے تلبیہ کا بیان:

مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے ہم سے عن حصین عن کثیر بن مدرک عن عبدالرحمٰن بن یزید بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم جمع ہونے کی جگہ پر تھے کہ میں نے سورۂ بقرہ کے اس حصہ کو سنا جو آپ پر نازل ہوا' آپ اس مقام پر کہہ رہے تھے:

لبیک اللّٰھم لبیک.



باب ۳۳

آپ کے مشعر الحرام میں وقوف کرنے اور طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے کوچ کرنے اور وادی محسر میں تیز چلنے کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی کرو''۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ جب صبح روشن ہوگئی تو آپ نے اذان واقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی' پھر قصواء پر سوار ہوکر مشعر الحرام کے پاس آئے اور روبقبلہ ہوکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی تکبیر وتہلیل اور توحید بیان کی اور آپ مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح بہت روشن ہوگئی اور طلوع آفتاب سے قبل آپ نے کوچ کیا اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بحوالہ ابن اسحاق بیان کیا کہ میں نے عمرو بن میمون کو کہتے سنا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' آپ نے جمع ہونے کی جگہ پر صبح کی نماز پڑھی' پھر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ مشرکین سورج طلوع ہونے پر لوٹا کرتے تھے اور کہتے تھے اے شبیر روشن ہوجا' اور رسول اللہ ﷺ طلوع آفتاب سے قبل لوٹے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہم سے ابواسحاق سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کیا کہ میں عبداللہ کے ساتھ مکہ گیا' پھر ہم جمع ہونے کے مقام پر آئے تو آپ نے دو نمازیں پڑھیں' ہر نماز کو اذان واقامت کے ساتھ پڑھا اور ان دونوں کے درمیان شام کا کھانا کھایا پھر فجر طلوع ہونے پر فجر کی نماز پڑھی' کوئی کہتا فجر طلوع ہوچکی ہے اور کوئی کہتا ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی' پھر راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں اس دور کے مقام میں اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں' پس لوگ جب تک قیام نہ کریں' جمع ہونے کے مقام پر نہ آئیں اور فجر کی نماز اس وقت پڑھا کریں' پھر آپ کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ صبح روشن ہوگئی۔ پھر راوی بیان کرتا ہے کہ اگر امیر المومنین اب لوٹ آتے تو سنت کو پالیتے' مجھے معلوم نہیں کہ اس کا قول یہ تھا کہ آپ جلدی کرتے تھے یا اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا ہے۔ پس آپ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے یوم النحر کو جمرہ عقبہ پر رمی کی۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث بن سعید نے ہم سے عن ابن جریج عن محمد بن قیس بن مخرمہ عن المسور بن مخرمہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ میں ہم سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا' مشرکین اور بت پرست اس جگہ سے غروب آفتاب کے نزدیک کوچ کیا کرتے تھے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر سورج اس طرح ہوتا تھا جیسے مردوں کے سروں پر ان کے عمامے ہوتے ہیں' ہماری ہدایت ان کی ہدایت کے مخالف ہے اور وہ مشعر الحرام سے

طلوع آفتاب کے نزدیک کوچ کیا کرتے تھے اور سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر یوں ہوتا تھا جیسے مردوں کے عمامے ان کے سروں پر ہوتے ہیں' ہماری ہدایت ان کی ہدایت کے مخالف ہے' حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن اویس نے اسے عن ابن جریج عن محمد بن قیس بن مخرمہ مرسل روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو خالد سلیمان بن حیان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اعمش سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے واپس لوٹے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا کہ ہم سے میرے باپ نے یونس ایلی سے عن زہری عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عباس بیان کیا کہ عرفہ سے مزدلفہ تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار ہوئے' پھر مزدلفہ سے منیٰ تک فضل آپ کے پیچھے سوار ہوئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ دونوں کا قول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ پر رمی کی۔ اور ابن جریج نے اسے عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور مسلم نے لیث بن سعد کی حدیث سے عن ابی زبیر عن ابی معبد عن ابن عباس عن الفضل بن عباس روایت کی ہے' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے کہ آپ نے عرفہ کی شام کو اور جمع ہونے کی صبح کو' لوگوں کو کوچ کے وقت فرمایا کہ سکون و وقار اختیار کرو اور آپ اپنی اونٹنی کی مہار کھینچے ہوئے تھے یہاں تک کہ آپ محسر میں داخل ہو گئے' جو منیٰ میں ہے' آپ نے فرمایا تم وہ سنگریزے لے لو جن سے جمرہ پر رمی کی جاتی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے رمی جمار کیا۔

اور امام بیہقی باب الایضاح فی وادی محسر میں بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابو عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ مجھے ابو عمرو المقری اور ابوبکر وراق نے بتایا کہ حسن بن سفیان نے ہمیں خبر دی کہ ہشام بن عمار اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے ہم سے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے متعلق بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ محسر میں آئے تو آپ نے سواری کو تھوڑا سا تیز کیا۔ مسلم نے اسے صحیح میں ابوبکر بن شیبہ سے روایت کیا ہے۔ پھر بیہقی نے سفیان ثوری کی حدیث سے ابوالزبیر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے اور آپ پر سکون تھے اور آپ نے انہیں پر سکون رہنے کا حکم دیا اور وادی محسر میں تیز چلے اور انہیں سنگریزوں کے ساتھ رمی جمار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا مجھ سے اپنے مناسک سیکھ لو' شاید میں اس سال کے بعد آپ کو نہ دیکھ سکوں' پھر بیہقی نے ثوری کی حدیث سے' عن عبدالرحمٰن بن الحارث عن زید بن علی عن ابیہ عن عبیداللہ بن ابی رافع عن علی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہونے کی جگہ سے واپس لوٹے یہاں تک کہ محسر میں آ گئے پس آپ نے اپنی ناقہ کو ڈانٹا' یہاں تک کہ وادی سے گزر کر کھڑے ہو گئے پھر فضل کو پیچھے بٹھایا اور جمرہ کے پاس آ کر اسے سنگریزے مارے' اس طرح انہوں نے اسے مختصر روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو احمد محمد بن عبداللہ زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن الحارث بن عیاش بن ابی ربیعہ نے ہم سے عن زید بن علی عن ابیہ عن عبیداللہ بن ابی رافع عن علی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ

یہ موقف' اور سارے کا سارا عرفہ موقف ہے اور جب سورج غروب ہو گیا تو آپ لوٹ آئے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اپنے اونٹ کو تیز چلانے لگے اور لوگ دائیں بائیں چلنے لگے اور آپ ان کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے اے لوگو! پر سکون اور پر وقار رہو' پھر آپ نے جمع ہونے کے مقام پر آ کر انہیں مغرب اور عشاء کی دو نمازیں پڑھائیں پھر رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی' پھر آپ قزح آئے اور قزح پر کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ موقف اور جمع ہونے کی جگہ ساری کی ساری موقف ہے' پھر چل کر محسر آئے اور وہاں کھڑے ہو گئے اور اپنے سواری کے جانور کو ڈانٹا تو وہ تیزی سے چلنے لگا' یہاں تک کہ وادی سے گزر گیا' پھر آپ نے اسے روکا' پھر فضل کو اپنے پیچھے بٹھایا اور چل پڑے یہاں تک کہ جمرہ کے پاس آئے اور اسے رمی کیا' پھر قربان گاہ میں آئے اور فرمایا یہ قربان گاہ اور سارے کا سارا منیٰ قربان گاہ ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ خثعم کی ایک نوجوان لڑکی نے آپ سے دریافت کیا میرا باپ پیر فرتوت ہے اور اس پر حج فرض ہو چکا ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں' اپنے باپ کی طرف سے حج کر' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے فضل کی گردن موڑی تو عباس نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے عمزاد کی گردن کیوں موڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب میں ایک نوجوان مرد اور نوجوان عورت کو دیکھتا ہوں تو میں ان دونوں کے متعلق شیطان کے بارے میں مطمئن نہیں ہوتا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ کے پاس ایک آدمی نے آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قربانی کرنے سے قبل سر منڈا دیا ہے' فرمایا قربانی کرو کوئی حرج کی بات نہیں۔ پھر ایک اور آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سر منڈانے سے قبل' واپس لوٹ آیا ہوں' آپ نے فرمایا سر منڈا دیا بال کٹاؤ کوئی حرج نہیں' پھر آپ نے آ کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر زمزم کے پاس آئے اور فرمایا اے بنی عبدالمطلب پانی پلاؤ اور اگر لوگوں نے تم پر پانی پلانے کی وجہ سے بھیڑ نہ کی ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول نکالتا اور ابوداؤد نے اسے عن احمد بن حنبل عن یحییٰ بن آدم روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ نیز یہ کہ ہم اسے علی کی حدیث سے صرف اس طریق سے ہی جانتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اس کے صحیح طرق سے بھی شواہد موجود ہیں جو صحاح وغیرہ میں مروی ہیں۔ اور ان میں خثعمی عورت کا واقعہ بھی ہے جو صحیحین میں فضل کے طریق سے مروی ہے اور قبل ازیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔ اور عنقریب اس سے ہمیں جو میسر ہوگا اسے بیان کریں گے اور بیہقی نے اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وادی محسر میں تیز چلنے سے انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ کام تو بدوؤں نے کیا تھا۔ بیہقی بیان کرتے ہیں' کہ مثبت نافی سے مقدم ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ سے اس بات کو ثابت کرنا محل نظر ہے۔ واللہ اعلم

اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح بیان کیا ہے۔ اور شیخین نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسے صحیح بیان کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات بھی ایسا کیا کرتے تھے پس بیہقی نے حاکم سے عن النجاد وغیرہ عن ابی علی محمد بن معاذ بن المستہل المعروف بدران عن القعنبی عن ابیہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن المسور ابن مخرمہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیز چلاتے اور فرمایا کرتے تھے۔

''ہم آپ کی طرف مضطرب تنگ کے ساتھ دوڑتے ہیں جن کا دین نصاریٰ کے دین کے مخالف ہے''۔

یوم النحر کو آپ کے صرف جمرہ عقبیٰ پر رمی کرنے کا بیان' آپ نے کیسے رمی کی؟ کب کی؟ کس جگہ سے کی اور کتنی کی؟ اور رمی کے وقت آپ کے تلبیہ چھوڑنے کا بیان

قبل ازیں حضرت اسامہ' فضل' اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ پر رمی کی۔ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں' کہ امام ابوعثمان نے ہمیں خبر دی کہ ابوطاہر بن خزیمہ نے ہمیں بتایا کہ میرے دادا یعنی امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ہمیں بتایا کہ علی بن حجر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شریک نے عن عامر بن شقیق عن ابی وائل عن عبداللہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو پہلا سنگریزہ مارا اور وہی ابن خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن حفص شیبانی نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے ہم سے اپنے باپ سے عن علی بن الحسین عن ابن عباس عن الفضل بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوٹا اور آپ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کو رمی کیا اور آپ ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے تھے' پھر آپ نے آخری سنگریزے کے ساتھ تلبیہ کہنا چھوڑ دیا۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک دوراز فہم اضافہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور فضل کی مشہور روایات میں نہیں ہے اگرچہ ابن خزیمہ نے اسے اختیار کیا ہے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابان بن صالح نے بحوالہ عکرمہ بیان کیا کہ میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ واپس لوٹا اور میں مسلسل انہیں تلبیہ کہتے سنتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے جمرہ عقبہ کو رمی کیا' پس جب آپ نے اسے سنگریزہ مارا تو تلبیہ کہنے سے رُک گئے' میں نے کہا یہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا میں نے اپنے باپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تلبیہ کہتے دیکھا ہے حتیٰ کہ آپ نے جمرۂ عقبیٰ کو رمی کیا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔ اور قبل ازیں لیث کی حدیث عن ابی الزبیر عن ابی معبد عن ابن عباس عن اخیہ الفضل بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محسر میں ان سنگریزوں کے اٹھانے کا حکم دیا جن سے رمی جمار کیا جاتا ہے' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور ابوالعالیہ' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے فضل نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کی صبح کو مجھے فرمایا آؤ اور میرے لیے سنگریزے چنو' تو میں نے آپ کے لیے ٹھیکری کی طرح کے سنگریزے چنے پس آپ نے انہیں اپنے ہاتھ میں رکھ کر فرمایا کہ اس طرح کے سنگریزے چنو' اس طرح کے سنگریزے چنو اور غلو سے اجتناب کرو' کیونکہ تم سے پہلے لوگ صرف غلو فی الدین کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ حتیٰ

کہ آپ وادی محسر میں آ گئے اور آپ نے سواری کو کچھ تیز کیا' پھر اس درمیانی راستے پر چلے جو جمرہ کبریٰ کو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ جمرہ تک پہنچ گئے اور اسے سات سنگریزے مارے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے رہے۔ آپ نے وادی کے نشیب سے رمی کی اور اتنی ہی تعداد میں زوال کے بعد رمی کی اور یہ حدیث جسے بخاری نے معلق قرار دیا ہے' مسلم نے اسے ابن جریج کی حدیث سے سہارا دیا ہے۔ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو چاشت کے وقت جمرہ کو رمی کیا اور اس کے بعد جب سورج ڈھل گیا تو رمی کی۔

اور صحیحین میں اعمش کی حدیث سے ابراہیم سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یزید روایت کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وادی کے نشیب سے رمی کی' تو میں نے عرض کیا اے ابوعبدالرحمٰن لوگ تو وادی کے بالائی حصے میں رمی کرتے ہیں' تو انہوں نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' یہ وہ مقام ہے جہاں سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں' اور شعبہ کی حدیث سے عن الحکم عن ابراہیم عن عبدالرحمٰن عن عبداللہ بن مسعود اس کے یہ الفاظ ہیں کہ آپ جمرہ کبریٰ کے پاس آئے اور بیت اللہ کو اپنے بائیں اور منیٰ کو اپنے دائیں پہلو میں رکھا اور سات سنگریزے مارے اور فرمایا کہ اسی طرح وہ ذات بھی رمی کرتی تھی جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی۔

پھر امام بخاری باب من رمی الجمار بسبع یکبر مع کل حصاۃ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے اور یہ بات صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے جو جعفر بن محمد کے طریق سے ان کے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے جمرہ کے پاس آ کر اسے سات سنگریزے مارے' ان میں سے ہر سنگریزہ' ٹھیکرے کے سنگریزے کی طرح تھا' اور بخاری نے اس وضاحت میں اعمش کی حدیث سے عن ابراہیم عن عبدالرحمٰن بن یزید عن عبداللہ بن مسعود روایت کی ہے کہ آپ نے وادی کے نشیب سے جمرہ کو رمی کیا اور آپ ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ پھر آپ نے اس جگہ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' کہ جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی' وہ بھی اسی جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ اور مسلم نے ابن جریج کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھیکری کی مانند جمرہ کو سات سنگریزے مارتے دیکھا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حجاج نے عن الحکم عن ابی القاسم یعنی مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو سوار ہونے کی حالت میں جمرہ کو رمی کیا۔ اور ترمذی نے اسے احمد بن منیع سے بحوالہ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے عن ابی خالد الاحمر عن الحجاج بن الارطاۃ روایت کیا ہے۔ اور احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور بیہقی نے اسے یزید بن زیاد کی حدیث سے عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص اور اس کی والدہ ام جندب ازدیہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وادی کے نشیب سے سوار ہو کر اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے رمی جمار کرتے دیکھا' اور ایک آدمی آپ کو پیچھے سے چھپائے ہوئے تھا' میں نے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا یہ فضل بن عباس ہے' پس لوگوں نے اژدحام کیا تو رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو اور جب تم جمرہ کو رمی کرو تو اسے ٹھیکری کی مانند کنکریاں مارو' یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ ام جندب کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو جمرہ عقبیٰ کے پاس سوار ہونے کی حالت میں دیکھا' نیز میں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان ایک پتھر دیکھا پس آپ نے رمی کی اور لوگوں نے بھی رمی کی۔ اور آپ جمرہ کے پاس کھڑے نہ ہوئے اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ ام جندب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم النحر کو جمرہ عقبہ کے پاس خچر پر سوار دیکھا اور پھر انہوں نے پوری حدیث کو بیان کیا ہے اور اس جگہ خچر کا ذکر بہت ہی دور از فہم بات ہے۔ اور مسلم نے اپنی صحیح میں ابن جریج کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم النحر کو اپنی اونٹنی پر جمرہ کو رمی کرتے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے اپنے مناسک سیکھ لو' مجھے معلوم نہیں کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد' حج کر سکوں' اور اسی طرح مسلم نے زید بن ابی انیسہ کی حدیث سے عن یحییٰ بن الحصین عن جدتہ ام الحصین روایت کی ہے کہ میں نے انہیں کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا اور میں نے آپ کو جمرہ عقبیٰ کو رمی کرتے وقت دیکھا اور یوم النحر کو آپ اپنی اونٹنی پر واپس لوٹ گئے اور آپ فرما رہے تھے اپنے مناسک سیکھ لو' مجھے معلوم نہیں کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد حج کر سکوں۔ اور ایک روایت میں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا اور میں نے حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو دیکھا ان میں سے ایک اپنی ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے اپنا کپڑا تانے ہوئے تھا' یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبیٰ کو رمی کیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد محمد بن عبداللہ زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ایمن بن نابل نے بیان کیا کہ ہم سے قدامہ بن عبداللہ کلابی نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو' یوم النحر کو' اپنی ناقہ صہباء پر وادی کے نشیب سے جمرہ کو رمی کرتے دیکھا۔ آپ نہ اونٹنی کو مارتے تھے نہ ہانکتے تھے اور نہ اِدھر اُدھر لے جاتے تھے اور اسی طرح احمد نے اسے وکیع' معتمر بن سلیمان اور ابی قرۃ موسیٰ بن طارق زبیدی سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے ایمن بن نابل سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے احمد بن منیع سے عن مروان بن معاویہ عن ایمن بن نابل روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ نوح بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ' یعنی العمری' نے نافع سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر یوم النحر کو اپنی سواری پر سوار ہو کر جمرہ عقبہ کو رمی کرتے تھے اور بقیہ جمروں پر بھی آپ پیدل چل کر جایا کرتے تھے اور ان کا خیال ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ان کے پاس پیدل آیا جایا کرتے تھے اور ابوداؤد نے اسے القعنبی سے بحوالہ عبداللہ العمری روایت کیا ہے۔



باب ۳۷

آپؐ کے قربانی کرنے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ قربان گاہ کی طرف واپس آ گئے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ قربانی کے جانور ذبح کیے اور بقیہ جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا۔ پھر آپ نے ہر اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لانے کا حکم دیا اور انہیں ہنڈیا میں ڈال کر پکایا اور پھر دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا اور عنقریب ہم اس حدیث پر گفتگو کریں گے۔

اور امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں حمید اعرج سے عن محمد بن ابراہیم تیمی عن عبدالرحمٰن بن معاذ عن رجل من اصحاب النبی خبر دی' وہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیا اور انہیں ان کی منازل پر اتارا اور فرمایا کہ مہاجرین اس جگہ پر اتریں آپ نے قبلہ کی دائیں جانب اشارہ کیا اور انصار اس جگہ اتریں اور آپ نے قبلہ کی بائیں جانب اشارہ کیا۔ پھر لوگ ان کے اردگرد اتریں اور راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ان کو ان کے مناسک سکھائے۔ اور اہل منیٰ کے کان کھل گئے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو اپنی فرودگاہوں پر سنا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ جمرہ کو ٹھیکری کی طرح کے سنگریزے مارو' اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل سے اس قول تک روایت کیا ہے کہ لوگ ان کے اردگرد اتر پڑیں' اور امام احمد نے اسے عبدالصمد بن عبدالوارث سے اور اس کے باپ سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے مسدد سے بحوالہ عبدالوارث روایت کیا ہے' اور ابن ماجہ نے اسے ابن المبارک کی حدیث سے عن عبدالوارث عن حمید بن قیس الاعرج عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عبدالرحمٰن بن معاذ التیمی روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم منیٰ میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کیا پس ہمارے کان کھل گئے' حتیٰ کہ جو بات آپ فرماتے تھے ہم اسے سنتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو جانور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے' وہ ایک سو اونٹ تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے تریسٹھ اونٹوں کو ذبح کیا۔ اور ابن حبان نے بیان کیا ہے کہ یہ قربانی آپ کی عمر کے مطابق تھی' کیونکہ آپ تریسٹھ سال کے تھے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں سو اونٹوں کی قربانی دی جن میں سے تریسٹھ آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور بقیہ کے ذبح کرنے کا آپ نے حکم دیا پس وہ ذبح کیے گئے اور آپ نے ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا لیا جنہیں ایک ہنڈیا میں اکٹھا کر دیا گیا' پس آپ نے ان سے کھایا اور ان کا شوربہ پیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حدیبیہ کے روز ستر اونٹ ذبح کیے جن میں ابوجہل کا اونٹ بھی شامل تھا' پس

جب اونٹوں کو بیت اللہ سے روک دیا گیا تو اس نے ایسا اشتیاق ظاہر کیا جیسے اونٹ اپنی اولاد کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اس کا کچھ حصہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی بن محمد سے عن وکیع عن سفیان ثوری عن ابن ابی لیلیٰ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بحوالہ محمد بن اسحاق بیان کیا کہ مجھ سے ایک آدمی نے عن عبداللہ بن نجیح عن مجاہد بن جبر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایک سو اونٹ کی قربانی دی جن میں سے تیس[1] آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور بقیہ کو آپ کے حکم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔ نیز فرمایا ان کے گوشت‘ چمڑے اور بڑے حصے کو لوگوں میں تقسیم کر دو اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دو اور ہمارے لیے ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ٹکڑا لاؤ اور انہیں ایک ہی ہنڈیا میں ڈال دو تاکہ ہم ان کا گوشت کھائیں اور شوربہ پئیں تو آپ نے ایسے ہی کیا اور صحیحین میں مجاہد کی حدیث سے ابن ابی لیلیٰ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے اونٹوں پر کھڑا ہو جاؤں اور ان کے گوشت چمڑے اور بڑے حصے کو صدقہ کر دوں اور ان میں سے قصاب کو کچھ نہ دوں۔ اور فرمایا ہم اس کو اپنے پاس سے دیں گے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حاتم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن المبارک نے حرملہ بن عمران سے بحوالہ عبداللہ بن الحارث ازدی بیان کیا کہ میں نے عرفہ بن الحارث کندی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اونٹوں کے پاس آئے اور فرمایا ابوحسن کو میرے پاس بلاؤ‘ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ برچھے کے نچلے حصے کو پکڑ و اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے اوپر کے حصے کو پکڑا‘ پھر دونوں نے اونٹوں کو برچھا مارا‘ پس جب آپ فارغ ہوئے تو اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھا لیا۔ ابوداؤد اس کی روایت میں منفرد ہیں اور اس کے اسناد اور متن میں غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن الحجاج نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ حجاج بن ارطاۃ نے ہمیں عن الحکم‘ یعنی مقسم‘ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کو رمی کیا‘ پھر قربانی کی پھر سر منڈایا اور ابن حزم نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی دی اور منیٰ میں گائے کی قربانی دی‘ اور خود آپ نے دو چتکبرے دنبے ذبح کیے۔

آپ کے سر منڈانے کا بیان:

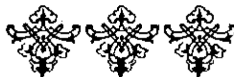
امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں زہری سے‘ سالم سے‘ بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج میں سر منڈایا۔ اور نسائی نے اسے اسحاق بن ابراہیم‘ ابن راہویہ‘ سے بحوالہ عبدالرزاق روایت کیا

---

[1] بے شمار روایات میں ذکر ہے کہ حجۃ الوداع میں تریسٹھ اونٹ آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور بقیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا‘ لیکن اس روایت میں ہے کہ آپ نے تیس جانوروں کو ذبح کیا۔ یا تو راوی سے بیان میں غلطی ہوگئی ہے یا کتابت کی غلطی سے تیس چھپ گیا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تو دیگر روایات کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔ مترجم

ہے۔اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہم سے بیان کیا کہ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں سر منڈایا۔اور مسلم نے اسے موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے بحوالہ نافع روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے جویریہ بن اسماء نے بحوالہ نافع بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت نے سر منڈایا اور بعض نے بال کٹائے۔اور مسلم نے اسے لیث کی حدیث سے نافع سے روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور بال کٹانے والوں پر بھی رحم فرمائے تو آپ نے فرمایا بال کٹانے والوں پر بھی رحم فرمائے اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے وکیع اور ابوداؤد طیالسی نے یحییٰ بن الحصین سے بحوالہ اس کی دادی کے بیان کیا کہ اس نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر منڈانے والوں کے لیے تین بار اور بال کٹانے والوں کے لیے ایک بار دعا کرتے سنا' اور وکیع نے ''حجۃ الوداع میں'' کے الفاظ نہیں کہے اور اسی طرح اس حدیث کو مسلم نے مالک اور عبداللہ کی حدیث سے عن نافع عن ابن عمر و عمارہ عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ والعلا بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے ہم سے عن ہشام عن ابن سیرین عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ آئے اور جمرہ کے پاس آ کر اسے رمی کیا۔پھر منیٰ میں اپنی فرودگاہ پر آئے اور قربانی کی' پھر نائی سے اپنی دائیں جانب اور پھر بائیں جانب کے بالوں کو مونڈنے کے لیے کہا' پھر آپ انہیں' لوگوں کو دینے لگے' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی دائیں جانب کے بال منڈوا کر انہیں لوگوں میں ایک ایک دو دو بال کر کے تقسیم کر دیا اور اپنی بائیں جانب کے بال ابوطلحہ کو دے دیئے۔اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دائیں جانب کے بال ابوطلحہ کو دیئے اور بائیں جانب کے بال انہیں دیئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں میں تقسیم کر دیں۔اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ نائی آپ کا سر مونڈ رہا تھا اور آپ کو آپ کے اصحاب نے گھیرا ہوا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ آپ کا ایک ایک بال ان کے ہاتھ میں گرے۔احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔



باب ۳۵

پھر آپ نے جمرۂ عقبیٰ کو رمی کرنے اور اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے بعد‘ کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی اور بیت اللہ کے طواف سے قبل آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو لگائی۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ بن المدینی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا‘ کہ عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد نے ہم سے بیان کیا‘ جو اپنے زمانے کے بہترین آدمی تھے‘ فرماتے سنا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تو میں نے اپنے ان دو ہاتھوں سے آپ کو خوشبو لگائی‘ اور جب طواف سے قبل آپ حلال ہوئے تو حلال ہونے پر بھی میں نے آپ کو خوشبو لگائی۔ اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلایا‘ اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ یعقوب الدورقی اور احمد بن منیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ منصور نے ہمیں عبدالرحمٰن بن القاسم سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دی آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے قبل اور یوم النحر کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل ایسی خوشبو لگاتی تھی جس میں کستوری شامل ہوتی تھی۔ اور نسائی نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل‘ جمرہ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد خوشبو لگائی۔ اور امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہمیں عمرو بن دینار سے بحوالہ سالم خبر دی وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال و محرم ہوتے وقت خوشبو لگائی‘ اور عبدالرزاق نے اسے عن معمر عن زہری عن سالم عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں ابن جریج کی حدیث سے بیان ہوا ہے کہ مجھے عمرو بن عبداللہ بن عروہ نے بتایا کہ اس نے عروہ اور قاسم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے سنا‘ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں حل و احرام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے خوشبو لگائی۔ اور مسلم نے اسے ضحاک بن عثمان کی حدیث سے عن ابی الرحال عن امہ عمرۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور سفیان ثوری سلمہ بن کہیل سے عن حسن عوفی بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب تم جمرہ کو رمی کر چکو تو تم پر عورتوں کے سوا ہر حرام چیز حلال ہے یہاں تک کہ تم بیت اللہ کا طواف کر لو‘ ایک شخص نے کہا اے ابوالعباس خوشبو کے متعلق کیا خیال ہے؟ تو آپ نے اسے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ اپنے سر کو کستوری سے لتھیڑتے تھے کیا وہ خوشبو ہے یا نہیں‘ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے عن عبداللہ بن زمعہ عن امہ وابیہ زینب بنت ام سلمہ عن ام سلمہ مجھ سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ جس شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چکر لگاتے تھے وہ قربانی کی رات تھی اور آپ میرے ہاں تھے کہ وہب بن زمعہ اور آل ابی امیہ کا ایک آدمی قمیصیں پہنے ہوئے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا‘ تم دونوں واپس لوٹ آئے

ہو؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' آپ نے فرمایا جب تم جمرہ کو رمی کر چکو اور اگر تمہارے پاس قربانی کا جانور ہے تو اسے ذبح کر چکو تو تمہیں اللہ نے اس دن میں رخصت عطا کی ہے اور عورتوں کے سوا تم پر ہر چیز حلال ہے یہاں تک کہ تم بیت اللہ کا طواف کر لو۔ اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے ابن عدی سے بحوالہ ابن اسحاق روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی بکر بن ابی اسحاق عن ابی المثنی العنبری عن یحییٰ بن معین روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں' کہ ام قیس بنت محصن نے مجھ سے بیان کیا کہ عکاشہ بن محصن' بنی اسد کی ایک جماعت کے ساتھ میرے ہاں سے یوم النحر کی شام کو قمیصیں پہن کر نکلے پھر عشاء کو ہمارے پاس لوٹ آئے اور وہ اپنی قمیصوں کو اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے تھے' ام قیس نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے اسے وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے وہب بن زمعہ اور اس کے ساتھی کو فرمائی تھی' اور یہ حدیث بہت غریب ہے' میں کسی عالم کو نہیں جانتا جس نے یہ بات کہی ہو۔

بیت العتیق کی طرف آپ کے لوٹنے کا بیان:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف آئے اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی اور بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم پر ساقی گری کر رہے تھے آپ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب ڈول نکالو' اگر لوگوں نے تمہارے پانی پلانے کی جگہ پر تم پر بھیڑ نہ کی ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول نکالتا' پس انہوں نے آپ کو ڈول پکڑایا تو آپ نے اس سے پانی پیا' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور اس عبارت میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ حضور ﷺ زوال سے قبل سوار ہو کر مکہ کی طرف آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا' پھر فراغت کے بعد وہاں پر ظہر کی نماز پڑھی۔ اور امام مسلم اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ محمد بن رافع نے ہمیں بتایا کہ عبدالرزاق نے ہمیں خبر دی کہ عبیداللہ بن عمر نے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ یوم النحر کو واپس آئے پھر منیٰ واپس جا کر ظہر کی نماز پڑھی اور یہ بات حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے خلاف ہے اور یہ دونوں مسلم کی روایات ہیں' پس اگر ہم ان دونوں کی تعلیل کریں تو یہ کہنا ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی' پھر منیٰ کی طرف واپس گئے تو لوگوں کو اپنا منتظر پایا' تو آپ نے انہیں نماز پڑھا دی۔ واللہ اعلم

اور ظہر کے وقت' منیٰ کی طرف آپ کا واپس جانا ممکن ہے کیونکہ اس وقت گرمی کا موسم تھا' اگرچہ اس دن کے شروع میں آپ سے بہت سے افعال صادر ہو چکے تھے اور اس میں آپ نے فجر کے بہت روشن ہو جانے پر مزدلفہ سے کوچ کیا تھا لیکن وہ طلوع آفتاب سے پہلے ہوا تھا' پھر آپ منیٰ آئے اور جمرہ عقبہ کو سات سنگریزے مارنے سے آغاز کیا' پھر آ کر اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ ذبح کیے اور سو میں سے بقیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا' پھر ہر اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لے کر ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا یہاں تک کہ وہ بھن گیا تو آپ نے اس گوشت سے کھایا اور اس کا شوربہ پیا اور اس دوران میں آپ نے اپنا سر منڈایا اور خوشبو لگائی اور جب آپؐ ان تمام امور سے فارغ ہو گئے تو سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف گئے۔ اور آپ نے اس دن ایک عظیم خطبہ دیا مجھے معلوم نہیں کہ یہ خطبہ آپ کے بیت اللہ کی طرف جانے سے قبل یا آپ کے وہاں سے منیٰ کی طرف واپس آنے کے بعد ہوا تھا۔ واللہ اعلم

مقصد یہ ہے کہ آپ سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف گئے اور سوار ہونے کی حالت میں اس کے سات چکر لگائے اور آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہیں لگائے' جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے۔ پھر آپ نے آب زمزم اور کھجور کا نبیذ جو آب زمزم سے تیار کیا گیا تھا پیا' اور یہ سب باتیں اس شخص کے قول کو تقویت دیتی ہیں جس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی تھی' جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسے روایت کیا ہے اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ظہر کے آخری وقت میں منیٰ کی طرف لوٹ آئے ہوں اور اپنے اصحاب کو منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھائی ہو اور اس بات نے ابن حزم کو اشتباہ میں ڈال دیا ہے اور وہ سمجھ نہیں سکے کہ اس بارے میں کیا کہیں' اور وہ اس بارے میں صحیح روایات کے تعارض کی وجہ سے معذور ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ علی بن بحر اور عبداللہ بن سعید المعنی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوخالد الاحمر نے ہم سے عن محمد بن اسحاق عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخر میں جب آپ نے ظہر پڑھی' لوٹے پھر منیٰ کی طرف واپس چلے گئے' اور وہاں ایام تشریق کی راتیں ٹھہرے رہے اور جب سورج ڈھل جاتا تو رمی جمار کرتے اور ہر جمرہ کو سات سنگریزے مارتے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے' ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما اس امر پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی اور یہ دونوں اس بات کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہیں اور اسی طرح ابن حزم نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ کچھ چیز نہیں۔ بلاشبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ناصہ نہیں کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی' بلکہ محتملہ ہے۔ اگر چہ محفوظ فی الروایۃ ''یہاں تک کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی'' کے الفاظ ہیں' مگر روایت یہ ہے کہ جس وقت آپ نے ظہر کی نماز پڑھی' اور یہ مشابہ روایت ہے اور بلاشبہ اس امر کی یہ دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف روانہ ہونے سے قبل منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی' اور محتمل ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ اس صورت میں یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مخالف ہے کیونکہ اس کا مقتضا یہ ہے کہ آپ نے سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف آنے سے قبل منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مقتضا یہ ہے کہ آپ ظہر کی نماز پڑھنے سے قبل بیت اللہ کی طرف آئے اور ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالزبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو رات تک مؤخر کر دیا۔ اور اسے بخاری نے معلق قرار دیا ہے۔ اور لوگوں نے اسے یحییٰ بن سعید' عبدالرحمٰن بن مہدی اور خرج بن میمون کی حدیث سے عن سفیان ثوری عن ابی الزبیر عن عائشہ وابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو رات تک طواف مؤخر کر دیا۔ اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے اسے سفیان کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ کہ سفیان نے ہم سے عن ابی الزبیر عن عائشہ وابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو طواف زیارت کیا۔ پس اگر اسے اس بات پر محمول کیا جائے کہ آپ نے اسے زوال کے بعد تک مؤخر کر دیا' گویا وہ کہتا ہے کہ عشا تک مؤخر کر دیا تو یہ درست ہے اور اگر اسے غروب آفتاب

کے بعد کے وقت پر محمول کیا جائے تو یہ بہت بعید ہے اور صحیح مشہور احادیث میں جو بیان ہوا ہے اس کے مخالف ہے کیونکہ وہ بیان یہ ہے کہ حضور ﷺ نے یوم النحر کو دن کے وقت طواف کیا اور زمزم کے حوض سے پانی پیا' اور وہ طواف جس میں آپؐ رات کو بیت اللہ کی طرف گئے وہ طواف وداع تھا اور بعض راوی اسے طواف زیارت بیان کرتے ہیں' جیسا کہ ہم بیان کریں گے' ان شاء اللہ' یا وہ محض طواف زیارت ہے جو طواف وداع سے قبل اور فرض طواف صدر کے بعد ہوا۔ اور ایک حدیث آئی ہے جسے ہم اس کے مقام پر عنقریب ذکر کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ کی راتوں میں سے ہر رات کو بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے اور یہ بھی اسی طرح بعید ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے عمرو بن قیس کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن عن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اجازت دی تو انہوں نے یوم النحر کو دوپہر کے وقت بیت اللہ کی زیارت کی' اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ رات کو زیارت کی' اور یہ حدیث بھی اسی طرح غریب ہے اور طاؤس اور عروہ کا یہ قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو رات تک طواف مؤخر کر دیا۔ اور روایات سے جو بات صحیح طور پر ثابت ہے اور جمہور جس کے قائل ہیں' وہ یہ کہ حضور علیہ السلام نے یوم النحر کو دن کے وقت طواف کیا اور زیادہ امکان یہ ہے کہ وہ زوال سے قبل تھا اور ہو سکتا ہے کہ وہ زوال کے بعد ہوا ہو۔ واللہ اعلم

حاصل الکلام یہ ہے کہ آپ جب مکہ آئے تو آپ نے سوار ہونے کی حالت میں بیت اللہ کے سات چکر لگائے' پھر زمزم کے پاس آئے تو بنو عبدالمطلب وہاں سے پانی لے کر لوگوں کو پلا رہے تھے آپ نے اس سے ایک ڈول لیا اور اس پانی پیا اور اپنے اوپر ڈالا' جیسا کہ مسلم نے بیان کیا ہے کہ محمد بن منہال الضریر نے ہمیں خبر دی کہ یزید بن زریع نے ہم سے بیان کیا کہ حمید الطویل نے بحوالہ بکر بن عبیداللہ مزنی ہم سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جبکہ وہ کعبہ کے پاس اُن کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر تشریف لائے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے پس ہم آپ کے پاس ایک برتن لائے جس میں نبیذ تھا تو آپ نے اسے پیا۔ اور آپ نے اپنا بقیہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو پلا دیا اور فرمایا تم نے بہت اچھا کیا ہے اسی طرح کیا کرو' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ جس کام کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اسے بدل دیں۔

اور بکیر کی ایک روایت میں ہے کہ ایک بدو نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا' کیا وجہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے عم زاد دودھ اور شہد پلاتے ہیں اور آپ لوگ نبیذ پلاتے ہیں' کیا آپ کسی ضرورت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں یا بخل کی وجہ سے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے یہ حدیث بتائی۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے عن حمید عن بکر عن عبداللہ بیان کیا کہ ایک بدو نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا آل معاویہ کی کیا بات ہے وہ پانی اور دودھ پلاتے ہیں اور فلاں کی آل دودھ پلاتی ہے اور آپ لوگ نبیذ پلاتے ہیں۔ کیا آپ بخل کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں؟ یا کسی ضرورت کی وجہ سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نہ ہمیں

کوئی بخل ہے نہ ضرورت' بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ کے ردیف تھے تو آپ نے ہم سے پانی طلب کیا تو ہم نے آپ کو حوض کا نبیذ پلایا تو آپ نے اسے پی کر فرمایا تم نے بہت اچھا کیا ہے اسی طرح کیا کرو' اور احمد نے اسے روح اور محمد بن بکر سے عن ابن جریج عن حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ اور بخاری نے اسحاق بن سلیمان سے عن خالد عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حوض کے پاس آ کر پانی طلب کیا تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے فضل اپنی والدہ کے پاس جا کر ان سے رسول اللہ ﷺ کے لیے مشروب لاؤ۔ آپ نے فرمایا مجھے پلاؤ' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے پلاؤ' پس آپ نے اس سے پیا' پھر آپ زمزم کے پاس آئے اور وہ پلا رہے تھے اور زمزم پر کام کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کام کرو تم اچھا کام کر رہے ہو' پھر فرمایا اگر تم بھیڑ نہ کرو تو میں ڈول نکالوں حتیٰ کہ اپنے کندھے پر رسی ڈال دوں۔ اور بخاری کے ہاں عاصم کی حدیث سے بحوالہ شعبی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو آب زمزم پلایا اور آپ نے کھڑے ہو کر پیا' عاصم کہتے ہیں کہ عکرمہ نے قسم کھا کر کہا کہ آپ اس وقت اونٹ پر تھے' اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی ناقہ پر تھے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا اور اپنی کھونٹی کے ساتھ حجر اسود کو بوسہ دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ حوض کے پاس آئے اور فرمایا مجھے پلاؤ' تو لوگوں نے کہا اس میں لوگ ہاتھ ڈالتے ہیں' ہم گھر سے آپ کے لیے پانی لاتے ہیں' آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں' جس سے لوگ پیتے ہیں مجھے بھی اسی سے پلاؤ۔ اور ابوداؤد نے مسدد سے عن خالد الطحان عن یزید بن ابی زیاد عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے اور ہم پانی طلب کر رہے تھے' پس آپ نے اپنی اونٹنی پر طواف کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے قیس سے ہمارے پاس بیان کیا۔ اور عفان اپنی حدیث میں بیان کرتا ہے کہ قیس نے مجاہد سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ زمزم کی طرف آئے تو ہم نے آپ کے لیے ڈول نکالا' تو آپ نے پانی پیا' پھر اس میں کلی کی۔ پھر ہم نے اسے زمزم میں ڈال دیا۔ پھر آپ نے فرمایا اگر تم زمزم پر بھیڑ نہ کرتے تو میں اپنے ہاتھوں سے ڈول نکالتا۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور اس کا اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔



باب ۳۶

صفااور مروہ کے درمیان قارن کا طواف

پھر آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان دوبارہ طواف نہیں کیا بلکہ اپنے پہلے طواف پر ہی اکتفا کیا جیسا کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ابن جریج کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا' میں کہتا ہوں اس جگہ پر آپ کے اصحاب سے وہ لوگ مراد ہیں جو قربانی کے جانور لائے تھے اور قارن تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا' اور آپ حج کو عمرہ کے ساتھ شامل کر کے قارنہ ہوگئی تھیں' کہ تیرے حج وعمرہ کے لیے تیرا بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کر لینا کافی ہے۔ اور امام احمد کے اصحاب کے نزدیک حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کا قول عام قارئین اور متمتعین کے لیے ہے اس لیے امام احمد نے بیان کیا ہے کہ متمتع کے لیے اس کے حج وعمرہ کے لیے ایک طواف کافی ہے خواہ ان دونوں کے درمیان تحلل ہو جائے اور بظاہر عموم حدیث کے مطابق اس قول کا ماخذ غریب ہے۔ واللہ اعلم

اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب کا متمتع کے بارے میں وہی قول ہے جو مالکیہ اور شافعیہ کا ہے اس پر دو طواف اور دو دفعہ سعی کرنا واجب ہے' حتیٰ کہ قارن کے بارے میں حنفیہ نے اس کا پیچھا کیا ہے اور وہ ان کے مذہب کے افراد میں سے ہے کہ وہ دو طواف کرے اور دو دفعہ سعی کرے اور انہوں نے اسے موقوف بیان کیا ہے اور ان سے اسے حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع بھی روایت کیا ہے۔ اور ہم قبل ازیں طواف کے موقع پر اسے مکمل بیان کر چکے ہیں اور واضح کر چکے ہیں کہ اس کی اسانید ضعیف ہیں اور صحیح احادیث کے مخالف ہیں۔ واللہ اعلم



باب ۳۷

منیٰ میں ظہر کی نماز

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ظہر پڑھنے کے بعد منیٰ کی طرف واپس آ گئے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ نے واپس آ کر منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ ان دونوں کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ مکہ اور منیٰ دونوں میں اس کا وقوع ہوا۔ واللہ اعلم

اور ابن حزم نے اس مقام پر توقف کیا ہے اور قطعیت کے ساتھ اس بارے میں کچھ بیان نہیں کیا۔ اور آپ اس بارے میں صحیح احادیث کے تعارض کی وجہ سے معذور ہیں۔ واللہ اعلم

اور محمد بن اسحاق' عبدالرحمٰن بن القاسم سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتا ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخر میں جس وقت آپ نے ظہر کی نماز پڑھی واپس آ گئے پھر منیٰ کی طرف لوٹ گئے اور وہاں پر ایام تشریق کی راتوں کو ٹھہرے رہے اور جب سورج ڈھل جاتا تو جمرات پر رمی کرتے اور ہر جمرہ کو سات سنگریزے مارتے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے۔ اور ابوداؤد نے اسے منفرد روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو زوال کے بعد مکہ گئے۔ اور یہ امر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے قطعاً منافی ہے اور اس کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی ہونے میں اعتراض ہے۔ واللہ اعلم



باب ۳۸

یوم النحر کا خطبہ

اور اس روز رسول اللہ ﷺ نے ایک عظیم خطبہ دیا جسے احادیث نے متواتر بیان کیا ہے اور ہم اس میں سے اللہ جو میسر کرے گا بیان کریں گے۔ امام بخاری باب الخطبۃ ایام منیٰ میں بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن غزوان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ نے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

اے لوگو! یہ کون سا دن ہے انہوں نے جواب دیا حرمت والا دن ہے' آپ نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے جواب دیا حرمت والا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ حرمت والا مہینہ ہے' آپ نے فرمایا تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح اس ماہ میں اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے اس بات کو کئی بار دہرایا' پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے اللہ! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے' اے اللہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' بلاشبہ یہ آپ کی امت کو وصیت ہے پس جو آدمی موجود ہے وہ غیر موجود کو یہ وصیت پہنچا دے' میرے بعد پلٹ کر کفار نہ بن جانا' تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔ اور ترمذی نے اسے الفلاس سے بحوالہ یحییٰ القطان روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور اسی طرح امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے قرہ نے بحوالہ محمد بن سیرین بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے باپ سے اور ایک ایسے آدمی نے جو میرے نزدیک عبدالرحمٰن' حمید بن عبدالرحمٰن سے بہتر ہے' اس نے ابوبکرہ سے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو ہم سے خطاب کیا اور فرمایا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے' آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں؟ ہم نے کہا بے شک یہ یوم النحر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم خیال کرنے لگے کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں کہا بے شک یہ ذوالحجہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے' حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے' آپ نے فرمایا کیا یہ شہر حرام نہیں' ہم نے کہا بے شک یہ شہر حرام ہی ہے' آپ نے فرمایا: تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ میں اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے اور یہ حرمت تمہارے رب سے ملنے کے دن تک قائم رہے گی' آگاہ رہو' کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے انہوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اے اللہ تو بھی گواہ رہ' اور حاضر آدمی'

غائب تک پہنچا دے بہت سے آدمی جن تک بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ پس میرے بعد پلٹ کر کفار نہ بن جانا جو ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے کئی طرق سے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے عبداللہ بن عون کی حدیث سے عن ابن سیرین عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ عن ابیہ روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ پھر آپ دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف پلٹے اور انہیں ذبح کیا اور بکریوں کے ایک ریوڑ کو ہمارے درمیان تقسیم کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ہمیں محمد بن سیرین سے بحوالہ ابوبکرہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس دن سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں زمانہ اپنی ہیئت پر گھوم رہا ہے سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں' تین پے در پے آتے ہیں' ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم اور رجب مضر وہ ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے' پھر فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے' آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں؟ ہم نے کہا بے شک' پھر آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟ ہم نے کہا بے شک' پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے' ہم نے خیال کیا کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے' آپ نے فرمایا کیا یہ شہر حرام نہیں؟ ہم نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے اموال اور میرا خیال ہے آپ نے فرمایا اور تمہاری عزتیں' تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ میں اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔ اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا آگاہ رہو میرے بعد گمراہ نہ ہونا' تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔ آگاہ رہو' کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے' آگاہ رہو' حاضر آدمی' غائب تک یہ پیغام پہنچا دے اور شاید جسے پیغام پہنچایا جائے وہ بعض سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو' اسی طرح مسند امام احمد میں محمد بن سیرین سے بحوالہ ابوبکرہ بیان ہوا ہے۔ اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے مسدد سے اور نسائی نے عمرو بن زرارہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے اسماعیل' یعنی ابن علیہ' عن ایوب عن ابن سیرین عن بکرہ سے روایت کیا ہے اور یہ منقطع روایت ہے۔ کیونکہ صحیح کے دونوں مؤلفین نے اسے کئی اور طریق سے عن ایوب وغیرہ عن محمد بن سیرین عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ عن ابیہ روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن محمد بن زید نے ہمیں اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہے' انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا یہ حرمت والا دن ہے' کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا حرمت والا شہر ہے' آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا حرمت والا مہینہ ہے' آپ نے فرمایا بے شک

اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں اس طرح حرام کی ہیں جس طرح اس شہر میں اس ماہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔

اور بخاری نے اپنی صحیح میں اسے متفرق مقامات پر روایت کیا ہے۔ اور ترمذی کے سوا بقیہ جماعت نے کئی طرق سے محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ ان کے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن الغاز کہتے ہیں کہ نافع نے مجھے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حج میں یوم النحر کو جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ حج اکبر کا دن ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے اے اللہ! گواہ رہ' اور لوگوں کو الوداع کیا تو وہ کہنے لگے یہ حجۃ الوداع ہے۔ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو مؤمل بن فضل سے بحوالہ ولید بن مسلم اسناد کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے ہشام بن عمار سے بحوالہ صدقہ بن خالد روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے ہشام بن الغاز بن ربیعہ الجرشی ابی العباس دمشقی سے روایت کیا ہے اور جمرات کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ آپ یوم النحر کو طواف سے پہلے جمرہ کو رمی کرنے کے بعد کھڑے ہوئے ہوں' اور یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ آپ طواف کرنے اور منیٰ کی طرف واپس جانے اور رمی جمار کرنے کے بعد کھڑے ہوئے ہوں' لیکن پہلے احتمال کو وہ روایت قوت دیتی ہے جسے نسائی نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن ہشام حرانی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن سلمہ نے ہم سے عن ابی عبدالرحیم عن زید بن ابی انیسہ عن یحییٰ بن حصین الاحمسی عن جدتہ ام حصین بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے سال حج کیا اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے آپ پر کپڑا تانے ہوئے دیکھا اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کیا پھر لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور بہت سی باتوں کا ذکر کیا۔ اور مسلم نے اسے زید بن انیسہ کی حدیث سے عن یحییٰ بن حصین عن جدتہ ام الحصین روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کیا اور میں نے حضرت بلال اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا' ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھا' اور دوسرا آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے کپڑا تانے ہوئے تھا' یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی باتیں بیان فرمائیں' پھر میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم پر نکٹا غلام امیر بنا دیا جائے۔ میرا خیال ہے۔ کہ اس نے سیاہ فام کہا ہے جو تمہیں کتاب اللہ کی طرف لے جائے تو اس کی سمع واطاعت کرو' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبید اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ابوصالح یعنی ذکوان السمان سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو ہم سے خطاب کیا اور فرمایا کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا یہ دن' آپ نے فرمایا کون سا مہینہ سب سے زیادہ حرمت والا ہے انہوں نے کہا ہمارا یہ مہینہ آپ نے فرمایا کون سا شہر سب سے زیادہ حرمت والا ہے' انہوں نے کہا ہمارا یہ شہر' آپ نے فرمایا' بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس شہر اور اس ماہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' آپ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہ' احمد اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں اور یہ صحیحین کی شرط

کے مطابق ہے' اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اسے ابی معاویہ سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے اور یوم عرفہ کے خطبہ کے بارے میں قبل ازیں جعفر بن محمد کی حدیث ان کے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن بحر نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم سے عن اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا اور پھر اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے بھی اسے ہشام بن عمار سے بحوالہ عیسیٰ بن یونس روایت کیا ہے۔ اور اس کا اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ابو ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ حفص نے ہم سے اعمش سے عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ وابی سعید بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا حرمت والا دن ہے آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس شہر اور اس ماہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے' پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے اسے اعمش سے عن ابی صالح عن ابی ہریرہ وابی سعید جمع کر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ احمد نے اس کی جو روایت عن محمد بن عبید لنافسی عن اعمش عن ابی صالح عن جابر بن عبداللہ بیان کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے اور شاید ابو صالح کے نزدیک وہ تینوں سے مروی ہو۔ واللہ اعلم

اور ہلال بن یساف' سلمہ بن قیس اشجعی سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں صرف چار باتیں بیان فرمائیں:

''کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ اور جس نفس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور زنا اور چوری نہ کرو''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب میں نے ان باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو مجھ سے زیادہ کوئی ان کا حریص نہ تھا۔ اور احمد اور نسائی نے اسے منصور کی حدیث سے بحوالہ ہلال بن یساف روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے سفیان بن عیینہ اور ثوری نے بحوالہ منصور روایت کیا ہے' اور ابن حزم حجۃ الوداع کے بارے میں کہتے ہیں کہ احمد بن عمر بن انس نے ہم سے بیان کیا کہ ابوذر عبداللہ بن احمد ہروی انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبدان الحافظ نے ہم سے اہواز میں بیان کیا کہ سہل بن موسیٰ بن شیرناد نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعوام نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعادہ نے زیاد بن علاقہ سے بحوالہ اسامہ بن شریک ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ فرماتے دیکھا کہ اپنی ماں' اپنے باپ' اپنی ہمشیرہ اور اپنے بھائی کی خدمت کر' پھر اپنے اقرباء کا خیال رکھ' راوی بیان کرتا ہے کچھ لوگوں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بنو یربوع نے ہم کو ضامن بنایا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کوئی آدمی دوسرے پر ظلم نہ کرے پھر ایک آدمی نے آپ سے پوچھا وہ رمی جمار کرنا بھول گیا ہے۔ فرمایا رمی کرو کوئی حرج نہیں' پھر ایک اور آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طواف کرنا بھول گیا ہوں' فرمایا طواف کرو کوئی حرج نہیں' پھر ایک اور آدمی آپ کے پاس آیا جس نے قربانی کرنے سے قبل سر منڈا دیا تھا آپ نے فرمایا قربانی کر دو کوئی حرج نہیں۔ اس روز آپؐ سے کسی نے جو سوال بھی پوچھا آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں' کوئی حرج نہیں' پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے گناہ کو ختم کر دیا ہے سوائے اس شخص کے جس نے مسلمان آدمی سے قرض لیا اور وہ مر گیا' پس یہ گناہ ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی دوا نازل فرمائی ہے۔ اور امام احمد اور اہل

سنن نے اس طریق سے اس عبارت کا بعض حصہ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ علی بن مدرک مجھ سے بیان کیا کہ میں نے زرعہ کو اپنے دادا جریر کو حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے سنا کہ آپ نے حجۃ الوداع میں فرمایا اے جریر! لوگوں کو خاموش ہونے کے متعلق کہو پھر اپنے خطبہ میں فرمایا۔ میرے بعد پلٹ کر کفار نہ بن جانا، تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔

پھر امام احمد نے غندر اور ابن مہدی سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے شعبہ سے روایت کیا ہے اور صحیحین کے مؤلفین نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے ہم سے بحوالہ قیس بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جریر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش ہونے کے متعلق کہو، پھر اس موقع پر فرمایا مجھے معلوم نہیں، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم پلٹ کر کفار بن جاؤ گے اور تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔

اور نسائی نے اسے عبداللہ بن نمیر کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام نسائی بیان کرتے ہیں کہ ہناد بن السری نے ہم سے عن ابی الاحوص عن ابی غرقدۃ عن سلیمان بن عمرو عن ابیہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں تین بار بیان کرتے دیکھا۔ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے انہوں نے کہا حج اکبر کا دن ہے آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں آپس میں اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس شہر میں تمہارا یہ دن حرمت والا ہے، اور کوئی ظالم اپنے والد پر ظلم نہیں کرے گا۔ آگاہ رہو! شیطان تمہارے اس شہر میں اپنی پرستش سے مایوس ہو چکا ہے، لیکن تم اپنے کچھ اعمال کو حقیر سمجھ کر عنقریب اس کی اطاعت کرو گے اور وہ خوش ہو جائے گا۔ آگاہ رہو کہ جاہلیت کے تمام سود تمہارے راس المال کے سوا ساقط کیے جاتے ہیں، نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا اور اس نے پوری حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور ابوداؤد باب من قال یخطب یوم النحر میں بیان کرتے ہیں کہ ہارون بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عبدالملک نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ ابن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ الہرماس بن زیاد باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں یوم الاضحیٰ کو اپنی ناقہ عضباء پر خطبہ دیتے دیکھا۔ اور احمد اور نسائی نے اسے ایک دوسرے طریق سے عکرمہ بن عمار سے بحوالہ الہرماس روایت کیا ہے۔ ابومروتی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں یوم النحر کو اپنی ناقہ عضباء پر خطبہ دیتے دیکھا۔ احمد کے الفاظ المسند کی ثلاثیات میں سے ہیں۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مؤمل بن فضل الحرانی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جابر نے ہم سے بیان کیا کہ سلیم بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے یوم النحر کو منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے معاویہ بن صالح سے بحوالہ سلیم بن عامر کلاعی ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ کو بیان کرتے سنا، اور آپ اس روز الجدعاء پر سوار تھے اور اپنے دونوں پاؤں رکاب میں رکھے ہوئے گردن بلند کیے ہوئے تھے، تا کہ لوگ بات سن لیں۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا کیا تم سنتے ہو؟ تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں کیا وصیت کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنی پانچوں نمازیں پڑھو اور اپنے مہینے کے روزے رکھو اور جب تمہیں حکم دیا جائے تو اطاعت

کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ میں نے پوچھا اے ابوامامہ آپ ان دنوں کیسے تھے' انہوں نے جواب دیا میں اس وقت تیس سال کا تھا' میں اونٹ کو رسول اللہ ﷺ کے آگے کرنے کے لیے دھکیل کر ہٹا دیتا تھا۔

اور اسی طرح احمد نے اسے زید بن الحباب سے بحوالہ معاویہ بن صالح روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے موسیٰ بن عبدالرحمٰن کوفی سے بحوالہ زید بن الحباب روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ شرحبیل بن مسلم خولانی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ باہلی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کو اپنے خطبے میں بیان کرتے سنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے' پس وارث کے لیے وصیت نہیں' اور بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ اور جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف یا اپنے موالی کے علاوہ دوسروں کی طرف منسوب ہو اس پر قیامت کے روز تک اللہ کی مسلسل لعنت ہو' عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے خرچ نہ کرے۔ آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کھانا بھی خرچ نہ کرے۔ آپ نے فرمایا یہ ہمارا بہترین مال ہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاریۃً لی ہوئی چیز ادا کی جائے گی اور تحفہ واپس نہ کیا جائے گا اور قرض چکایا جائے گا اور ذمہ دار قرض ادا کرے گا۔

اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے اسے اسماعیل بن عیاش کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ پھر ابوداؤد رحمہ اللہ باب متی یخطب یوم النحر میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالوہاب بن عبدالرحیم دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ مروان نے ہم سے بحوالہ ہلال بن عامر مزنی بیان کیا کہ رافع بن عمرو مزنی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کے بلند ہو جانے کے وقت منیٰ میں شہباء خچر پر لوگوں سے خطاب کرتے دیکھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ سے بیان کر رہے تھے اور لوگ کھڑے اور بیٹھے تھے۔ اور نسائی نے اسے رحیم سے بحوالہ مروان الفزاری روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن عامر مزنی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں خچر پر سرخ چادر اوڑھے خطبہ دیتے دیکھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اہل بدر میں سے ایک آدمی آپ سے بیان کر رہا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں آیا اور میں نے اپنے ہاتھ کو آپ کے پاؤں اور تسمے کے درمیان داخل کیا اور میں اس کی ٹھنڈک سے تعجب کرنے لگا' عبید بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ بنی فزارہ کے ایک شیخ نے ہلال بن عامر مزنی سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شہباء خچر پر دیکھا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے بات بیان کر رہے تھے۔

اور ابوداؤد نے اسے ابومعاویہ کی حدیث سے بحوالہ ہلال بن عامر روایت کیا ہے۔ پھر ابوداؤد ما یذکر الامام فی خطبتہ بمنیٰ بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہم سے عن حمید الاعرج عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عبدالرحمٰن بن معاذ التیمی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں ہم سے خطاب کیا اور ہمارے کان کھل گئے حتیٰ کہ ہم اپنی فرودگاہوں میں آپ کی بات کو سنتے تھے' پس آپ انہیں ان کے مناسک سکھانے لگے یہاں تک کہ آپ جمار تک پہنچ گئے اور دو انگلیاں رکھیں' پھر فرمایا کہ ٹھیکری کے سنگریزے' پھر آپ نے مہاجرین کو حکم دیا تو وہ مسجد کے اگلے حصے میں اتر گئے اور انصار کو حکم دیا تو وہ مسجد کے پیچھے اتر

گئے' پھر اس کے بعد دوسرے لوگ اترے۔ اور احمد نے اسے عبدالصمد بن عبدالوارث سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے اسے ابن المبارک کی حدیث سے بحوالہ عبدالوارث روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے اس کی روایت کو عن عبدالرزاق عن معمر عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عبدالرحمٰن بن معاذ عن رجل من الصحابۃ پہلے بیان کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

اور صحیحین میں ابن جریج کی حدیث سے عن زہری عن عیسیٰ بن طلحہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یوم النحر کو خطبہ دے رہے تھے تو ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں خیال کرتا تھا کہ اس فعل سے پہلے اس اس طرح ہوگا' پھر دوسرے آدمی نے کہا' میں خیال کرتا تھا کہ اس فعل سے پہلے اس اس طرح ہوگا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کرو کوئی حرج نہیں۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مسلم اور یونس نے زہری سے اضافہ کیا ہے اور اس کے بہت سے الفاظ ہیں جن کے استقصاء کا یہ موقع نہیں' ان کا مقام کتاب الاحکام ہے۔ اور صحیحین کے الفاظ میں ہے کہ اس روز رسول اللہ ﷺ سے جس مقدم یا مؤخر چیز کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا' کرلو کوئی حرج نہیں۔

باب ۳۹

ایام منیٰ میں رمی جمار

پھر رسول کریم ﷺ منیٰ میں اس جگہ اترے جہاں آج کل مسجد ہے' کہتے ہیں کہ آپ نے مہاجرین کو اس کی دائیں جانب اور انصار کو اس کی بائیں جانب اتارا اور ان کے بعد لوگ ان کے ارد گرد اترے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ علی بن محمد بن عقبہ شیبانی نے کوفہ میں ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن اسحاق الزہری نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں عن ابراہیم بن مہاجر عن یوسف بن ماہک عن ام مسیکہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی گئی کہ کیا ہم منیٰ میں آپ کے لیے خیمہ نہ لگا دیں جو آپ کو سایہ دے۔ آپ نے فرمایا پہلے لوگوں کے لیے بھی منیٰ بیٹھنے کی جگہ نہیں' اور اس اسناد میں کوئی اعتراض نہیں۔ اور اس طریق سے یہ نہ مسند میں اور نہ ہی چھ کتب میں بیان ہوئی ہے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن خلاد باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بحوالہ ابن جریج یا ابوحریز بیان کیا۔ یحییٰ کو شک ہوا ہے۔ کہ اس نے عبدالرحمٰن بن فروخ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے سنا کہ ہم لوگوں کے اموال سے باہم لین دین کرتے ہیں اور ہم میں سے ایک آدمی مکہ آتا ہے اور مال کے پاس رات گزارتا ہے' تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں رات گزاری اور سایہ کیا۔ ابوداؤد اس کی روایت میں منفرد ہیں' پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن نمیر اور ابوسلمہ ہم سے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پانی پلانے کے لیے منیٰ کی راتیں مکہ گزارنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اور اسی طرح بخاری اور مسلم نے اسے عبداللہ بن نمیر کی حدیث سے روایت

کیا ہے اور بخاری اور ابوضمرہ نے انس بن عیاض کا اضافہ کیا ہے۔ اور مسلم اور ابو اسامہ نے حماد بن اسامہ کا اضافہ کیا ہے اور بخاری نے اسے ابو اسامہ اور عتبہ بن خالد سے معلق قرار دیا ہے اور ان سب نے اسے عبید اللہ بن عمر سے بیان کیا ہے۔

اور آپ منیٰ میں اپنے اصحاب کو دو رکعت نماز پڑھایا کرتے تھے جیسا کہ آپ سے صحیحین میں ابن مسعود اور حارثہ بن وہب کی حدیث سے ثابت ہے۔ اس لیے علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس قصر کا سبب قربانی ہے' جیسا کہ مالکیوں کے ایک گروہ وغیرہ کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں اہل مکہ سے فرمایا کہ تم اپنی نماز پوری کرو' ہم تو مسافر لوگ ہیں' اس نے غلط کہا ہے' یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف فتح کے سال فرمائی تھی' جبکہ آپ کشادہ نالے میں فروکش تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور آپ منیٰ کے ایام میں ہر روز' زوال کے بعد تینوں جمرات پر رمی کرتے تھے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ پیدل جا کر رمی کرتے تھے' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ ہر جمرہ کو سات سنگریزے مارتے تھے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اور پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور تیسرے جمرے کے پاس کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ علی بن بحر اور عبداللہ بن سعید نے ہم سے اس کا مفہوم بیان کیا' وہ دونوں کہتے ہیں کہ ابو خالد احمر نے ہم سے عن محمد بن اسحاق عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخر میں' جب آپ نے ظہر کی پڑھی لوٹے' پھر منیٰ کو واپس چلے گئے اور ایام تشریق کو وہیں ٹھہرے رہے۔ جب آفتاب ڈھل جاتا تو آپ رمی جمار کرتے اور ہر جمرہ کو سات سنگریزے مارتے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے اور پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس کھڑے ہو کر طویل قیام کرتے اور عاجزی سے دعا کرتے اور تیسرے جمرے کو رمی کرتے تو اس کے پاس کھڑے نہ ہوتے' ابوداؤد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور بخاری نے ایک اور طریق سے عن یونس بن یزید عن زہری عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ آپ قریبی جمرہ کو سات سنگریزے مارتے تھے اور ہر سنگریزے کے بعد تکبیر کہتے تھے' پھر آگے بڑھتے اور نرم زمین پر پاؤں رکھتے اور روبقبلہ ہو کر طویل قیام کرتے اور دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے' پھر درمیانی جمرے کو رمی کرتے پھر بائیں جانب ہو کر نرم زمین میں روبقبلہ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے اور طویل قیام کرتے' پھر جمرہ عقبہ کو وادی کے نشیب سے رمی کرتے اور اس کے پاس کھڑے نہ ہوتے' پھر واپس آ جاتے اور فرماتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ اور وبرہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' عقبہ کے پاس سورہ بقرہ کے پڑھنے کے برابر کھڑے ہوئے۔ اور ابو مجاز بیان کرتا ہے کہ میں نے سورہ یوسف کے پڑھنے کے بعد آپ کے قیام کو کنکھیوں سے دیکھا' ان دونوں کو بیہقی نے بیان کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے عن عبداللہ بن ابی بکر عن ابیہ عن ابی القداح عن ابیہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو رخصت دی کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن دعا کریں۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمر نے عن ابیہ عن

ابی القداح بن عاصم بن عدی عن ابیہ مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی کہ وہ باری باری آ کر یوم النحر کو رمی کریں' پھر رات اور دن دعا کریں' پھر دوسرے دن رمی کریں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مالک نے عن عبداللہ بن ابی بکر عن ابیہ عن ابی القداح بن عاصم بن عدی عن ابیہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ میں رات گزارنے کی رخصت دی حتیٰ کہ وہ یوم النحر کو رمی کرتے' پھر یوم النحر کو رمی کرتے' پھر دوسرے دن یا دوسرے دن کے بعد دو دن کے لیے رمی کرتے پھر بارہ ذوالحجہ کے دن رمی کرتے اور اسی طرح انہوں نے اسے عبدالرزاق سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے۔ اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے اسے مالک کی حدیث سے اور سفیان بن مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ مالک کی روایت اصح ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب ۴۰

ان احادیث کے بیان میں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایام تشریق کے دوسرے دن منیٰ میں خطبہ دیا

ابوداؤد باب ای یوم یخطب میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابن المبارک نے عن ابراہیم بن نافع عن ابن ابی نجیح عن ابیہ عن رجلین من بنی بکر ہمیں بتایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایام التشریق کے درمیانے دن خطبہ دیتے دیکھا اور ہم آپ کی اونٹنی کے پاس تھے' یہ خطبہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دیا۔ ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں' پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ربیعہ بن عبدالرحمٰن بن حصین نے ہم سے بیان کیا کہ میری دادی سراء بنت نبہان نے۔ جو جاہلیت میں بت خانہ کی مالکہ تھی۔ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الرؤس کو ہم سے خطاب کیا اور فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا کیا ایام التشریق کا درمیانی دن نہیں' ابوداؤد اس کی روایت میں منفرد ہیں' ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح ابی حرہ[1] رقاشی کے چچا نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایام التشریق کے درمیانے دن خطبہ دیا۔ اور اس حدیث کو امام احمد نے متصل مطول بیان کیا ہے' عثان بیان کرتے ہیں کہ عثان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے ہمیں ابی حرہ رقاشی سے اس کے چچا کے حوالہ سے خبر دی کہ میں ایام تشریق کے درمیانے روز میں رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور لوگوں کو آپ سے ہٹا رہا تھا' آپ نے فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم کس ماہ اور کس دن اور کس شہر میں ہو؟ انہوں نے کہا حرمت والے دن اور ماہ اور شہر میں' آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس ماہ اور شہر میں اس دن کی حرمت ہے یہاں تک کہ تم اللہ سے جاملو گے' پھر فرمایا: میری بات سنو تم زندہ رہو گے' آگاہ رہو ظلم نہ

[1] ابوداؤد کی تصحیح کے مطابق ابوحمزہ ہے۔

کرنا‘ ظلم نہ کرنا‘ ظلم نہ کرنا‘ کسی مسلمان کا مال اس کی رضا مندی کے بغیر حلال نہیں‘ آگاہ رہو‘ جاہلیت کا ہر خون‘ مال اور بڑائی‘ قیامت تک میرے ان دونوں پاؤں کے نیچے ہے اور سب سے پہلے ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب کا خون ساقط کیا جاتا ہے جو بنی سعد میں دایہ تلاش کر رہے تھے کہ ہذیل نے انہیں قتل کر دیا‘ آگاہ رہو جاہلیت کا ہر سود ساقط کر دیا گیا ہے اور اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت بن المطلب کا سود ساقط کیا جاتا ہے تمہارے لیے تمہارے راس المال ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد کتاب الٰہی میں جس وقت سے اس نے زمین و آسمان کو خلق کیا ہے بارہ مہینے ہے جن میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں‘ یہ قائم رہنے والا دین ہے پس تم ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ آگاہ رہو میرے بعد پلٹ کر کفار نہ بن جانا‘ تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔ آگاہ رہو بے شک شیطان اس بات سے کہ نمازی اس کی پرستش کریں مایوس ہو چکا ہے لیکن وہ تمہیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف اکسائے گا‘ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو وہ تمہارے پاس قیدی ہیں وہ اپنے لیے کچھ اختیار نہیں رکھتیں اور بے شک ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا بھی ان پر حق ہے کہ تمہارے سوا کوئی تمہارا بستر پامال نہ کرے اور جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ انہیں تمہارے گھر آنے کی اجازت نہ دیں‘ پس اگر تم کو ان کی نافرمانی کا خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں ایسی ضرب لگاؤ جو سخت دکھ نہ ہو اور معروف طریق کے مطابق ان کی خوراک اور لباس تمہارے ذمے ہے‘ اور تم نے انہیں اللہ کی ودیعت سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کی فروج کو حلال کیا ہے‘ آگاہ رہو کہ جس کے پاس کوئی امانت ہو تو وہ اسے اس کو ادا کر دے جس نے اسے اس پر امین بنایا ہے اور اپنے ہاتھ پھیلا کر فرمایا کیا میں نے پیغام پہنچا دیا‘ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ پھر فرمایا حاضر آدمی غائب تک پیغام پہنچا دے بے شک بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں حمید بیان کرتے ہیں جب حسن کو یہ کلام پہنچا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم انہوں نے ان لوگوں تک پیغام پہنچایا ہے جو اس سے نیک بخت ہو گئے۔

اور ابوداؤد نے اپنے سنن کے کتاب النکاح میں موسیٰ بن اسماعیل سے عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید بن جدعان عن ابی حرہ رقاشی۔ اس کا نام حنیفہ ہے۔ کے چچا سے نافرمانی کے بارے میں کچھ باتیں روایت کی ہیں۔ ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یوم الرؤوس کو خطبہ دیا۔ اہل مکہ بلا اختلاف یوم الرؤوس سے یوم النحر کا دوسرا دن مراد لیتے ہیں‘ اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایام التشریق کا درمیانہ دن ہے‘ پس یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ اوسط سے مراد اشرف ہو‘ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ﴾ ابن حزم کا یہ اختیار کردہ مسلک بعید ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عمرو بن مسکین نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سورۃ منیٰ میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اور وہ حجۃ الوداع کے ایام التشریق کا درمیانہ دن تھا ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴾ پس آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ حجۃ الوداع ہے اور آپ نے اپنی ناقہ قصواء کے لانے کا حکم دیا اور آپ کے لیے اس پر کجاوہ ڈال دیا گیا‘ پھر آپ سوار ہوئے اور لوگوں کے لیے عقبہ میں کھڑے ہوئے اور جس قدر اللہ نے چاہا اتنے مسلمان آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے‘ پس آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی‘ پھر فرمایا اے لوگو! جاہلیت کا ہر خون ساقط ہے اور میں سب سے پہلے ربیعہ بن حارث کے خون کو ساقط کرتا ہوں جو بنولیث

میں دایہ تلاش کر رہا تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ اور جاہلیت کا ہر سود ساقط ہو چکا ہے اور سب سے پہلے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کے سود کو ساقط کرتا ہوں' اے لوگو! جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو خلق کیا ہے زمانہ اپنی ہیئت پر گھوم رہا ہے اور خدا کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں' رجب' مضر' جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے اور ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم (یہ قائم رہنے والا دین ہے پس ان میں تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو' اور مہینوں کو آگے پیچھے کرنا' کفر میں اضافہ ہے ان سے کفار کو گمراہ کیا جاتا ہے جو اسے ایک سال حلال اور ایک سال حرام کر لیتے ہیں تاکہ اللہ کی حرام کردہ گنتی سے موافقت کر لیں۔

وہ ایک سال صفر کر لیتے اور ایک سال محرم کو حرام کر لیتے اور ایک سال صفر کو حرام کر لیتے اور ایک سال محرم کو حلال کر لیتے۔ اسے نسئی کہتے ہیں' اے لوگو! جس کے پاس امانت ہو وہ اسے اس کو ادا کر دے جس نے اسے اس پر امین بنایا ہے۔ اے لوگو! شیطان آخری زمانے تک تمہارے ملک میں اپنی پرستش سے مایوس ہو گیا ہے اور وہ تمہارے چھوٹے چھوٹے کاموں سے خوش ہو جائے گا پس تم اپنے دین کے بارے میں اس سے اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں کے بارے میں محتاط رہو۔ اے لوگو! بے شک عورتیں تمہارے پاس قیدی ہیں جنہیں تم نے اللہ کی ودیعت سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کے فروج کو حلال کیا ہے' تمہارا ان پر حق ہے اور ان کا بھی تم پر حق ہے' تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے غیر کو تمہارا بستر پامال نہ کرنے دیں اور معروف امور میں تمہاری نافرمانی نہ کریں' پس اگر وہ ایسا کریں تو تمہیں ان کے خلاف کوئی حجت حاصل نہیں اور معروف طریق کے مطابق ان کی خوراک اور لباس تمہارے ذمے ہے۔ اور اگر تم ان کو مارو تو ایسی ضرب لگاؤ جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو' اور کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں' اے لوگو! میں تم میں ایک چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو تم گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب ہے اس پر عمل کرو۔ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے' انہوں نے کہا حرمت والا دن ہے۔ فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے کہا حرمت والا شہر ہے' فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے انہوں نے کہا حرمت والا مہینہ ہے' فرمایا بے شک اللہ نے تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں اس ماہ اور اس شہر میں اس دن کی حرمت کی طرح حرام قرار دی ہیں۔ آگاہ رہو تمہارا حاضر' غائب تک پیغام پہنچا دے۔ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہے۔ ثم آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ گواہ رہ۔

شبہائے منیٰ میں سے ہر شب آپ کے بیت اللہ کے زیارت کرنے کی حدیث:

امام بخاری ابوحسان سے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایام منیٰ میں بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے۔ آپ نے اسی طرح اسے تمریض کے صیغے کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن بن عبدان نے ہمیں اس کے متعلق بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ العمری نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عرعرہ نے ہمیں بتایا کہ معاذ بن ہشام نے ہماری طرف خط بھیجا' وہ بیان کرتے ہیں میں نے اسے اپنے باپ سے سنا ہے اور انہوں نے اسے پڑھا نہیں' وہ بیان کرتے ہیں اس میں عن قتادہ عن ابی حسان عن ابن عباسؓ روایت تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب تک منیٰ میں رہے ہر شب بیت اللہ کی زیارت کیا کرتے تھے' وہ بیان کرتے ہیں میں نے کسی کو اس پر موافقت کرتے نہیں دیکھا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ثوری نے الجامع میں طاؤس سے بحوالہ ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ کی ہر شب کو بیت اللہ کی زیارت کو لوٹا کرتے تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

باب ۴۱

وادیٔ محصب میں آپ کا نزول

ذوالحجہ کے چھٹے دن کے متعلق بعض کا قول ہے کہ اسے یوم زینت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں بدن جلال وغیرہ سے زینت پاتا ہے اور ساتویں دن کو سیرابی کا دن کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں وہ پانی سے سیرابی حاصل کرتے ہیں اور وقوف کی حالت میں اور اس کے بعد اس سے ضرورت کا پانی لے جاتے ہیں اور آٹھویں دن کو یوم منیٰ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں وہ کشادہ نالے سے منیٰ کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اور نویں دن کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں وہ وہاں وقوف کرتے ہیں۔ اور دسویں دن کو یوم النحر' یوم الاضحیٰ اور یوم حج اکبر کہتے ہیں اور اس کے ساتھ کے دن کو ٹھہرنے کا دن کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں وہ ٹھہرتے ہیں اور اسے یوم الرؤس بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں وہ قربانیوں کے سر کھاتے ہیں اور وہ ایام تشریق کا پہلا دن ہوتا ہے اور ایام تشریق کے دوسرے دن کو چلنے کا پہلا دن کہتے ہیں کیونکہ اس میں چلنا جائز ہوتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اسی کو یوم الرؤس کہا جاتا ہے اور ایام تشریق کے تیسرے دن کو چلنے کا آخری دن کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''پس جو دو دن میں جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں''۔

اور جب چلنے کا آخری دن ہوا جو ایام تشریق کا تیسرا دن ہے اور وہ منگوار کا دن تھا' تو رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے' پس آپ ان کو لے کر منیٰ سے چلے اور محصب میں اترے یہ مکہ اور منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے اور وہاں آپ نے نماز پڑھی' جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے بحوالہ عبدالعزیز بن رفیع ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے ایسی چیز کے متعلق بتائیں جسے آپ رسول اللہ ﷺ سے بھول گئے تھے' آپ نے یوم الترویہ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی' آپ نے فرمایا منیٰ میں' میں نے پوچھا آپ نے یوم النفر کو عصر کی نماز کہاں پڑھی آپ نے فرمایا کشادہ نالے میں جس طرح تمہارے امراء کرتے ہیں اسی طرح کرو۔ اور یہ روایت بھی کی گئی ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز کشادہ نالے میں پڑھی اور وہ محصب ہے۔ واللہ اعلم

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبدالمتعال بن طالب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن الحارث نے بتایا کہ قتادہ نے اس سے بیان کیا کہ انس بن مالک نے اس کو نبی کریم ﷺ کی جانب سے بتایا کہ آپ نے ظہر عصر اور عشا کی نماز پڑھی اور محصب میں کچھ نیند کی' پھر سوار ہو کر بیت اللہ آئے اور اس کا طواف کیا میں کہتا ہوں' یعنی طواف وداع کیا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن الحارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ سے محصب کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو عبیداللہ نے بحوالہ نافع ہم سے بیان کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں اترے تھے۔ اور نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما محصب میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

میرے خیال میں ظہر اور عصر کی نماز۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مغرب کی' خالد بیان کرتے ہیں کہ میں عشاء کے بارے میں شک نہیں کرتا' پھر آپ کچھ دیر سو جاتے اور وہ اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ نوح بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان نے محصب میں نزول فرمایا۔ میں نے اسے اسی طرح امام احمد کی مسند میں عبداللہ العمری کی حدیث سے بحوالہ نافع دیکھا ہے۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو اسحاق بن منصور سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے محمد بن یحییٰ سے روایت کیا ہے اور دونوں نے عبدالرزاق سے عن عبداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کشادہ نالے میں اترا کرتے تھے۔ اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ باب میں حضرت عائشہ' ابورافع اور ابن عباس کی احادیث بھی ہیں اور حضرت ابن عمر کی حدیث غریب ہے ہم اسے صرف عبدالرزاق کی حدیث سے جانتے ہیں جو عبیداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ اور مسلم نے اسے عن محمد بن مہران الرازی عن عبدالرزاق عن معمر عن ایوب عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کشادہ نالے میں اترا کرتے تھے۔ اسی طرح مسلم نے اسے صخر بن جویریہ کی حدیث سے' نافع سے بحوالہ ابن عمر روایت کیا ہے کہ آپ محصب میں اترا کرتے تھے اور یوم النفر کو ظہر کی نماز سنگریزوں میں پڑھا کرتے تھے' نافع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء نے بھی سنگریزے بچھائے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس نے ہم سے بیان کیا کہ حماد ابن سلمہ نے ہم سے عن ایوب وحمید عن بکر بن عبداللہ عن ابن عمر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز بطحاء میں پڑھی' پھر کچھ نیند کی' پھر مکہ میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور اسی طرح احمد نے اسے عن عفان عن حماد عن حمید عن بکر عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ حضرت ابن عمر بھی یہی کرتے تھے۔ اور ابوداؤد نے بھی اسے اسی طرح احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ الولید نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے ابوسلمہ سے بحوالہ ابوہریرہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں یوم النحر کی صبح کو فرمایا کہ کل ہم بنی کنانہ کی بلند جگہ پر اترنے والے ہیں جہاں انہوں نے کفر پر قائم رہنے کی قسمیں کھائی تھیں۔ اس سے مراد محصب ہے۔

اور مسلم نے اسے زہیر بن حرب سے عن الولید بن مسلم عن الاوزاعی روایت کیا ہے اور اس نے بھی اس کی مانند برابر ذکر کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں زہری سے عن علی بن الحسین عن عمرو بن عثمان عن اسامہ بن زید خبر دی کہ وہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنے حج میں کل کہاں اتریں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے۔ پھر فرمایا کل ہم انشاء اللہ بنی کنانہ کی بلند جگہ یعنی محصب میں اتریں گے' جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کی قسمیں کھائی تھیں۔ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ بنی کنانہ نے قریش کو بنی ہاشم کے بارے میں قسم دی کہ وہ نہ ان سے نکاح کریں' نہ خرید و فروخت کریں اور نہ انہیں پناہ دیں تا آنکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سپرد کریں' پھر آپ نے اس موقع پر فرمایا: ''نہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا نہ کافر مسلم کا وارث ہوگا''۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ خیف وادی کو کہتے ہیں۔ بخاری اور مسلم نے اسے عبدالرزاق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔
ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قبیلے کو ذلیل کرنے کے لیے محصب میں اترنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ کفار قریش نے جب بنی ہاشم اور بنی المطلب کے بائیکاٹ کرنے کی دستاویز لکھی تو اس نے ان کی مدد کی تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد کر دیں۔ جیسا کہ ہم پہلے اس کے مقام پر اس کا ذکر کر چکے ہیں' اور اسی طرح آپ فتح مکہ کے سال بھی وہاں اترے۔ اس لحاظ سے آپ کا یہ نزول' مرغوب سنت بن جاتا ہے اور یہ ایک عالم کا قول ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ خبر دی۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس مقام پر رسول اللہ ﷺ اس لیے اترے تھے کہ آپ کے خروج کے لیے کشادہ نالہ وسیع ہو جائے۔ اور مسلم نے اسے ہشام کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل سے عن یحییٰ بن سعید عن ہشام عن ابیہ عن عائشہؓ روایت کیا ہے' رسول اللہ ﷺ محصب صرف اس لیے اترے کہ وہ آپ کے خروج کے لیے وسیع ہو جائے اور یہ سنت نہیں' جو چاہے وہاں اترے اور جو چاہے نہ اترے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عطاء نے بحوالہ ابن عباس بیان کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ محصب میں اترنا کوئی چیز نہیں' یہ صرف ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ ﷺ اترے تھے۔ اور مسلم نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ وغیرہ عن سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حنبل اور عثمان بن ابی شیبہ اور مسدد المعنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن کیسان بحوالہ سلیمان بن یسار نے ہم سے بیان کیا کہ ابورافع نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وہاں اترنے کا حکم نہیں دیا' لیکن اس میں آپ کے لیے خیمہ لگایا گیا اور آپ وہاں اترے' مسدد بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی' حضرت نبی کریم ﷺ کے ثقل تھے۔ اور عثمان کہتے ہیں کہ کشادہ نالہ مراد ہے۔ اور مسلم نے اسے قتیبہ ابوبکر زہیر بن حرب سے بحوالہ سفیان بن عیینہ روایت کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ تمام لوگ اس امر پر متفق ہیں کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ منیٰ سے چلے تو محصب میں اترے۔ لیکن ان میں اختلاف یہ ہے کہ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے وہاں اترنے کا ارادہ نہیں کیا تھا' بلکہ اتفاقاً وہاں اتر گئے تھے تاکہ آپ کے خروج کے لیے وسعت ہو جائے۔ اور ان میں سے بعض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وہاں اترنے کا ارادہ کیا تھا' اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آخر میں بیت اللہ کی زیارت کریں اور وہ اس سے قبل ہر جانب سے پلٹ جاتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ آخر میں بیت اللہ کی زیارت کریں۔ یعنی طواف وداع کریں۔ آپ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بیت اللہ کا طواف وداع کریں' پس آپ زوال کے بعد قریب منیٰ سے چلے' پس یہ آپ کے لیے ممکن ہی نہ تھا کہ آپ اس دن کے بقیہ حصے میں بیت اللہ میں آئیں اور اس کا طواف کریں اور مدینہ کی جانب سے مکہ کے باہر کی طرف کوچ کر جائیں' کیونکہ اس جم غفیر کے لیے یہ بات مشکل تھی' پس آپ کو مکہ سے قبل شب باش ہونے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور آپ کی شب باشی کے لیے محصب سے زیادہ مناسب جگہ کوئی نہ تھی' جہاں قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف بنی کنانہ سے معاہدہ کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قریش کی بات کو پورا نہ ہونے دیا بلکہ انہیں ذلیل کیا اور انہیں

ناکام و نامراد واپس کر دیا اور اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اپنے نبی کی مدد کی اور اپنے بول کو بالا کیا۔ اور دین قویم کو آپ کے لیے مکمل کیا اور صراط مستقیم کو آپ کے ذریعے واضح کیا۔ پس آپ نے لوگوں کو کوچ کروایا اور ان کے لیے شرائع و شعائر کو واضح کیا اور مناسک کی تکمیل کے بعد چل پڑے اور اس جگہ پر اترے جہاں قریش نے ظلم و زیادتی اور بائیکاٹ کی قسمیں کھائی تھیں' پس آپ نے وہاں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھیں اور تھوڑی سی نیند کی۔ اور آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی عبدالرحمان کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ انہیں تنعیم سے عمرہ کرائیں اور وہ عمرہ سے فارغ ہو کر آپ کے پاس آ جائیں' پس جب آپ نے اپنا عمرہ ادا کر لیا اور واپس آ گئیں تو آپ نے مسلمانوں میں بیت العتیق کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ جیسا کہ ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ وہب بن بقیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے خالد نے عن افلح عن القاسم عن عائشہؓ بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ میں نے تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا اور میں نے آ کر اپنا عمرہ ادا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشادہ نالے میں میرا انتظار کیا یہاں تک کہ میں فارغ ہو گئی اور آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ آئے اور اس کا طواف کیا پھر باہر نکل گئے اور صحیحین میں اسے افلح بن حمید کی حدیث سے روایت کیا گیا ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر حنفی نے ہم سے بیان کیا کہ افلح نے قاسم سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانگی کے آخری روز روانہ ہوئی اور آپ محصب میں اترے۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابن بشار نے ذکر کیا کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم کی طرف بھیجا' آپ فرماتی ہیں پھر میں سحر کے وقت آئی تو آپ نے صحابہ میں کوچ کا اعلان کر دیا' پس آپ نے کوچ کیا اور صبح کی نماز سے قبل بیت اللہ کے پاس سے گزرے اور جب آپ نکلے تو آپ نے اس کا طواف کیا' پھر مدینہ کی طرف لوٹ گئے اور بخاری نے اسے محمد بن بشار سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ بات ظاہر ہے کہ آپ نے اس روز صبح کی نماز اپنے اصحاب کو کعبہ کے پاس پڑھائی اور اپنی نماز میں یہ پوری سورت پڑھی: ﴿وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ﴾ اس لیے کہ بخاری نے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے عن محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل عن عروہ بن الزبیر عن زینب بنت ابی سلمہ عن ام سلمہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں کے پیچھے طواف کر لے' تو سوار ہے' پس میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ والطور و کتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔ اور ترمذی کے سوا بقیہ جماعت نے اسے مالک کی حدیث سے اسی قسم کے اسناد سے بحوالہ ام سلمہ روایت کیا ہے اور بخاری نے اسے ہشام بن عروہ کی حدیث سے اسی قسم کے اسناد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آپ اس وقت مکہ میں تھے اور آپ نے خروج کا ارادہ کیا اور حضرت ام سلمہ نے ابھی طواف نہیں کیا تھا اور خروج کا ارادہ کر رہی تھیں' آپؐ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا: جب صبح کی نماز کھڑی ہو جائے تو تم اپنے اونٹ پر طواف کر لینا اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں گے۔ اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے ہم سے اپنے باپ سے عن زینب بنت ابی سلمہ عن ام سلمہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ مکہ میں یوم

آخر نوح کی نماز میں آپ کے ساتھ جائیں اور یہ اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے لیکن اس طریق سے اسے کسی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت نہیں کیا اور شاید یوم آخر کا قول راوی کی غلطی ہے یا لکھنے والے کی وہ یوم النحر تھا اور اس کی تائید بخاری کی روایت سے ہوتی ہے۔ جسے ہم نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور ملتزم میں اس رکن کے درمیان جس میں حجر اسود ہے اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور اپنے جسم کو کعبہ کے ساتھ لگایا۔ اور ثوری نے المثنیٰ بن الصباح سے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا چہرہ اور سینہ ملتزم سے لگائے دیکھا۔ المثنیٰ ضعیف ہے۔

باب ۴۲

پھر آپ مکہ کے نچلے حصے سے باہر نکل گئے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے بالائی حصے سے داخل ہوئے اور نچلے حصے سے باہر نکل گئے۔ اسے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے اور حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بطحاء کی بالائی گھاٹی سے داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی سے باہر نکل گئے۔ اور ان الفاظ میں بھی یہ روایت آئی ہے کہ آپ کداء سے داخل ہوئے اور کدی سے باہر چلے گئے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ اجلح بن عبداللہ نے ابوزبیر سے بحوالہ حضرت جابر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب کے وقت مکہ سے نکلے اور نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ آپ سرف پہنچ گئے جو مکہ سے نو میل کے فاصلے پر ہے۔ اور یہ حدیث بہت غریب ہے۔ اور اجلح کے بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے اور شاید یہ حجۃ الوداع کے علاوہ کسی اور موقع کی بات ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے نماز صبح کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ نے غروب آفتاب تک اسے کیوں مؤخر کیا' یہ حدیث بہت غریب ہے' سوائے اس کے کہ ابن حزم نے جو ادعا کیا ہے وہ صحیح ہو کہ حضور ﷺ بیت اللہ کا طواف وداع کرنے کے بعد مکہ سے محصب کی طرف لوٹ آئے مگر انہوں نے اس پر کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بیان کیا ہے۔ جب وہ تنعیم سے اپنے عمرہ سے واپس آئیں تو آپ کو صعدۃ میں ملیں اور وہ اہل مکہ کے پاس آنے کے لیے اترنے کی جگہ ہے اور آپ چڑھائی چڑھ رہے تھے' ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ سے آ رہی تھیں اور آپ نیچے جا رہے تھے۔ کیونکہ آپ عمرہ کے لیے آئی تھیں اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ آ گئیں۔ پھر آپ طواف وداع کے لیے چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ سے واپسی پر محصب کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ اور امام بخاری باب من نزل بذی طوی اذا رَجَعَ مِن مکۃ میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حماد بن زید نے ہم سے عن ایوب عن نافع عن ابن عمر بیان کیا کہ آپ جب آتے تو ذی طویٰ میں رات گزارتے اور صبح کو داخل ہوتے اور جب واپس لوٹتے تو ذی طویٰ سے گزرتے اور وہاں رات گزارتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے اسے جزم کے صیغہ کے ساتھ معلق بیان کیا ہے اور انہوں نے اور مسلم نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے قوت دی ہے

لیکن اس میں واپسی پر ذی طویٰ پر رات گزارنے کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اس میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ پچھ آب زمزم لے گئے حافظ ابوعیسیٰ ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ خلاد بن یزید الجعفی نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ہم سے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کیا کہ آب زمزم لاتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسے لایا کرتے تھے' یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے اسی طریق سے جانتے ہیں اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے ہمیں بتایا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے عن سالم عن نافع عن عبداللہ بن عمر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ یا حج یا عمرہ سے واپس آتے تو تین بار تکبیر کہنے سے آغاز کرتے پھر کہتے:

لا الـه الا الـلـه وحدهٗ لاشريک له له الملک وله الحمد وهو علي کل شيء قدير ، آئبون تائبون عابدون ، ساجدون لربنا حامدون ، صدق الله وعدهٗ و نصر عبده ، و هزم الاحزاب وحدهٗ. اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں۔ ولله الحمد والمنه.

باب ۴۳

اس حدیث کے بیان میں جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر جحفہ کے قریب مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ پر خطبہ دیا جسے غدیر خم کہتے ہیں اور آپ نے اس خطبہ میں حضرت علی بن ابی طالب کی فضیلت بیان کی اور ارض یمن میں آپ کے بعض ساتھیوں نے اس عادلانہ بات کے باعث جو آپ سے صادر ہوئی اور جسے بعض نے ظلم، تنگی اور بخل خیال کیا' اس سے آپ کا دامن پاک کیا۔

اس لیے جب آپ مناسک کے بیان سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو آپ نے راستے میں اس بات کو واضح کیا اور اس سال ۱۸ ذوالحجہ کو اتوار کے روز غدیر خم میں درخت کے نیچے ایک عظیم الشان خطبہ دیا اور اس میں کچھ باتوں کو واضح کیا اور حضرت علی کی فضیلت و امانت اور عدالت و قرابت کو بیان کیا جس سے آپ نے اس رنجش کو دور کر دیا جو بہت سے لوگوں کے دلوں میں پائی جاتی تھی' اور ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت سے اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث کو بیان کریں گے اور ان میں سے صحیح و ضعیف کو واضح کریں گے۔ اور اس حدیث کے واقعہ پر ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے جو مفسر اور مؤرخ ہیں بڑی توجہ دی ہے اور اس کے متعلق دو جلدیں لکھی ہیں جن میں اس حدیث کے طرق و الفاظ بیان کئے ہیں اور فاسد و پاکیزہ اور صحیح و سقیم کو بیان کیا ہے۔ اکثر محدثین کی عادت ہے کہ وہ صحیح و ضعیف کی تمیز کیے بغیر جو کچھ بھی انہیں اس باب میں ملتا ہے بیان کر دیتے ہیں۔ اسی طرح حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے اس خطبہ میں بہت سی احادیث بیان کی ہیں اور اس بارے میں ہمارے عظیم علماء سے جو خاص روایات بیان کی گئی ہیں ہم ان کا ذکر کریں گے جو شیعہ حضرات کے لیے دیکھنے کی چیز ہے اور ان کا کوئی متمسک اور دلیل نہیں ہے' جسے ہم عنقریب واضح کریں گے اور اس کے متعلق آگاہ کریں گے پس ہم اللہ کی مدد سے بیان کرتے ہیں۔

محمد بن اسحاق حجۃ الوداع کے سلسلہ میں بیان کرتا ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی کردہ نے مجھ سے بحوالہ یزید بن طلحہ بن رکانہ بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی یمن سے رسول اللہ ﷺ سے ملنے آئے تو آپ جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو اپنی فوج پر اپنا نائب مقرر کیا پس اس آدمی نے فوج کے ہر آدمی کو کتان کے اس کپڑے کا حلہ پہنا دیا جو حضرت علی کے پاس تھا' پس جب آپ کی فوج قریب آئی تو حضرت علی ان سے ملاقات کرنے باہر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حلے زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا برا ہو یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے فوج کو حلے پہنا دیئے ہیں تا کہ جب وہ لوگوں میں آئیں تو خوبصورت معلوم ہوں۔ آپ نے فرمایا: تیرا برا ہو' رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے سے پہلے انہیں اتار دو راوی بیان کرتا ہے کہ فوج کے ساتھ جو سلوک ہوا اس نے اس کی شکایت کی' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عبیداللہ بن عبدالرحمان بن معمر بن خرم نے سلیمان بن محمد بن کعب بن عجرہ سے اس کی پھوپھی زینب بنت کعب سے جو ابوسعید خدری کے ہاں تھی۔ بحوالہ ابوسعید مجھ سے بیان کیا کہ لوگوں نے حضرت علی کی شکایت کی' تو رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو' حضرت علی کی شکایت نہ کرو' قسم بخدا وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یا راہ خدا میں بہت سخت ہیں' کجا یہ کہ ان کی شکایت کی جائے اور امام احمد نے اسے محمد بن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یا راہِ خدا میں بہت سخت ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعیینہ نے ہم سے عن الحکم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن بریدہ بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کے ساتھ یمن پر حملہ کیا۔ اور میں نے ان سے بدسلوکی محسوس کی اور جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے حضرت علی کی عیب گوئی کی' اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جسے میں محبوب ہوں' علی بھی اسے محبوب ہے''۔ اسی طرح نسائی نے اسے عن ابی داؤد الحرانی عن ابی نعیم الفضل بن دکین عن عبدالملک بن ابی عیینہ' اس قسم کی اسناد سے روایت کیا ہے اور یہ اسناد جید اور قوی ہے اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

اور نسائی نے اپنے سنن میں عن محمد بن المثنیٰ عن یحییٰ بن حماد عن ابی معاویہ عن اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس لوٹے اور غدیر خم پر اترے تو آپ نے سائبان لگانے کا حکم دیا جو کھڑے کر دیئے گئے۔ پھر فرمایا: یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے بتلایا گیا ہے اور میں نے جواب دیا ہے۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں کتاب اللہ اور اپنی اولاد اہل بیت کو چھوڑے جا رہا ہوں پس دیکھو تم ان دونوں کے بارے میں میری کیسے نیابت کرتے ہو۔ اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض پر آ جائیں گی' پھر فرمایا: اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسے میں محبوب ہوں یہ اس کا ولی ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ میں نے زید سے کہا میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس نے کہا سائبانوں تلے جو آدمی تھے ان میں سے ہر ایک نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے

سنا ہے۔ نسائی اس طریق سے اسے روایت کرنے میں منفرد ہیں ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالحسین نے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید بن جدعان عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے حج میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تو آپ راستے میں اتر پڑے اور حکم دیا کہ لوگوں کو جمع ہونے کا اعلان کر دیا جائے' پس آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں ہوں' انہوں نے جواب دیا بیشک' فرمایا کیا میں ہر مومن کو اس کی جان سے زیادہ عزیز نہیں' انہوں نے جواب دیا بے شک' تو فرمایا جسے میں محبوب ہوں یہ اس کا ولی ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور اسی طرح اسے عبدالرزاق نے عن معمر عن علی بن زید بن جدعان عن عدی عن البراء روایت کیا ہے۔ اور ابویعلیٰ موصلی اور حسن بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ہدبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید وابی ہارون عن عدی بن ثابت عن البراء ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور جب ہم غدیر خم پر آئے تو دو درختوں کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے لیے جھاڑو دیا گیا اور لوگوں میں جمع ہونے کے لیے اعلان کر دیا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا اور فرمایا: کیا میں ہر آدمی کو اس کی جان سے زیادہ عزیز نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا بیشک آپ نے فرمایا: جسے میں محبوب ہوں یقیناً یہ اسے محبوب ہے' اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا: آپ کو مبارک ہو آپ صبح و مسا ہر مومن کے محبوب ہو گئے ہیں اور ابن جریر نے اسے عن ابی زرعہ عن موسیٰ بن اسماعیل عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید وابی ہارون العبدری اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔ عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب روایت کیا ہے۔ اور ابن جریر نے اس حدیث کو موسیٰ بن عثمان حضرمی سے جو بہت ضعیف ہے عن ابی اسحاق سبیعی عن البراء و زید بن ارقم روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک نے ہم سے ابی عبدالرحیم کندی سے بحوالہ زاذان ابی عمرو بیان کیا کہ میں نے رحبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں سے جنہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' اپیل کرتے سنا اور وہ وہی بات کہہ رہے تھے جو آپ نے کہی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بارہ آدمیوں نے اُٹھ کر گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہے۔ اور یہ ابوعبدالرحیم معروف نہیں ہے۔ اور امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ اپنے باپ کے مسند میں علی بن حکیم الاودی کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ شریک نے ہمیں عن ابی اسحاق عن سعید بن وہب عن زید بن یثیع خبر دی کہ حضرت علی نے رحبہ میں ان لوگوں سے اپیل کی جنہوں نے غدیر خم میں رسول اللہ ﷺ کو وہ بات فرماتے سنا جو آپ نے فرمائی' وہ کھڑا ہو جائے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سعید کی طرف سے چھ اور زید کی طرف سے چھ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی سے کہتے سنا' کیا اللہ مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں' انہوں نے جواب دیا بیشک' آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے

عداوت رکھ' عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن حکیم نے مجھ سے بیان کیا کہ شریک نے ابو اسحاق سے بحوالہ عمر وہمیں ابو اسحاق کی حدیث جیسے معاملے کی خبر دی یعنی سعید اور زید سے' اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ ''جو اس کی مدد کرے اس کی مدد کر اور جو اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے' اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے''۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ علی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے ہم سے عن اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل' عن زید بن ارقم' عن النبی ﷺ اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور نسائی' کتاب خصائص علی میں بیان کرتے ہیں کہ حسین بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فضل بن موسیٰ عن اعمش عن ابی اسحاق عن سعید بن وہب نے بیان کیا کہ حضرت علی نے رحبہ میں کہا کہ میں اس آدمی سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں' جس نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ مومنین کا ولی ہے اور جس کا میں ولی ہوں یہ اس کا ولی ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ اور جو اس کی مدد کرے اس کی مدد کر''۔ اسی طرح شعبہ نے اسے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے اور یہ اسناد جید ہے اور اسی طرح نسائی نے اسے اسرائیل کی حدیث سے عن ابی اسحاق عن عمرو ذی امر روایت کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی نے رحبہ میں لوگوں سے اپیل کی تو کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں بیشک علی بھی اسے محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ اور جو اس سے پیار کرے اس سے پیار کر اور جو اس سے بغض رکھے اس سے بغض رکھ اور جو اس کی مدد کرے اس کی مدد کر۔ اور ابن جریر نے اسے عن احمد بن منصور عن عبدالرزاق عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن زید بن وہب وعبد خیر عن علی روایت کیا ہے اور ابن جریر نے اسے عن احمد بن منصور عن عبیداللہ بن موسیٰ' جو ثقہ شیعہ ہے' عن خطر بن خلیفہ عن ابی اسحاق عن زید بن وہب وزید بن یثیغ وعمرو ذی امر بھی روایت کیا ہے کہ حضرت علی نے کوفہ میں لوگوں سے اپیل کی اور پھر اس نے پوری حدیث کو بیان کیا۔

اور عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن عمر قواریری نے مجھ سے بیان کیا کہ یونس بن ارقم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے ہم سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کیا کہ میں نے رحبہ میں حضرت علی کو لوگوں سے اپیل کرتے دیکھا' آپ نے فرمایا میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں' علی بھی اسے محبوب ہے۔ آپ نے کھڑے ہو کر گواہی دی' عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ بارہ بدری کھڑے ہوئے گویا میں ان میں سے ہر ایک کو دیکھ رہا ہوں' انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ کیا میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں اور کیا میری بیویاں ان کی مائیں نہیں' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ یہ اسناد ضعیف غریب ہے۔ اور عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن عمیر وکیعی نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن عقبہ بن ضرار القیسی نے ہم سے بیان کیا کہ سماک نے ہمیں عبید بن الولید سے خبر دی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے پاس گیا آپ نے مجھ کو بتایا کہ انہوں نے حضرت علی کو رحبہ میں دیکھا آپ نے کہا

میں اس آدمی سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے اور غدیر خم کے روز دیکھا ہے وہ کھڑا ہو جائے' اور وہی آدمی کھڑا ہو جس نے آپ کو دیکھا ہے تو بارہ آدمی کھڑے ہوئے جنہوں نے کہا ہم نے آپ کو دیکھا اور سنا ہے۔ آپ حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑے فرما رہے تھے اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت کرے اس سے عداوت کر۔ اور جو اس کی مدد کرے اس کی مدد کر اور جو اسے بے یار و مددگار چھوڑے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے۔ تو تین آدمی کھڑے نہ ہوئے آپ نے ان پر بددعا کی تو انہیں آپ کی بددعا لگ گئی۔

اور اسی طرح انہوں نے عبدالاعلیٰ بن عامر تغلبی سے بحوالہ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ بھی روایت کی ہے۔ اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ احمد بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عامر العقدی نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر بن علی نے مجھ سے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت علی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ' خم میں درخت کے پاس آئے اور اس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ ''جسے میں محبوب ہوں بیشک علی بھی اسے محبوب ہے''۔ اور بعض نے اسے عن ابی عامر عن کثیر عن محمد بن عمر بن علی عن علی منقطع روایت کیا ہے اور اسماعیل عن عمرو البجلی جو ضعیف ہے عن مسعر عن طلحہ بن مصرف عن عمیرہ بن سعد بیان کرتا ہے کہ اس نے حضرت علی کو منبر پر رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب سے اپیل کرتے دیکھا جنہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو سنا تھا' پس بارہ آدمی کھڑے ہو گئے' جن میں حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابو سعید اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور عبیداللہ بن موسیٰ نے اسے ہانی بن یعقوب سے روایت کیا ہے جو طلحہ بن مصرف میں اسے روایت کرنے میں ثقہ ہے اور عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن الشاعر نے مجھ سے بیان کیا کہ شبابہ نے ہم سے بیان کیا کہ نعیم بن حکیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو مریم اور علی کے ہم نشینوں میں سے ایک آدمی نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے روز فرمایا' جسے میں محبوب ہوں علیؓ بھی اسے محبوب ہے' وہ بیان کرتے ہیں بعد میں لوگوں نے یہ اضافہ کر لیا کہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور ابو داؤد نے اس سند سے حدیث المخرج کو روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین بن محمد اور ابو نعیم المعنی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے قطن نے بحوالہ ابو الطفیل بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو رحبہ میں جمع کیا۔ یعنی مسجد کوفہ کے صحن میں۔ اور فرمایا میں ہر اس آدمی سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' جو سنا' جب آپ کھڑے ہوئے تو بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی' آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر لوگوں سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں باہر نکل گیا گویا میرے دل میں کوئی خلجان ہے' پس میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے انہیں کہا' میں نے حضرت علی کو اس اس طرح بیان کرتے سنا ہے' آپ نے فرمایا اس کا انکار نہ کرنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو انہیں یہ کہتے سنا ہے۔ اسی طرح امام احمد نے اسے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے مسند

میں بیان کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور ترمذی نے اسے عن بندار عن غندر عن شعبہ عن سلمہ بن کہیل روایت کیا ہے میں نے ابو الطفیل کو ابی سریحہ یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے شعبہ کو شک ہوا ہے۔ بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے' اور ابن جریر نے اسے عن احمد بن حازم عن ابی نعیم عن کامل ابی العلا عن حبیب بن ابی ثابت عن یحییٰ بن جعدہ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہم سے عن مغیرہ عن ابی عبید عن میمون ابی عبداللہ بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں سن رہا تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے جسے خم کہا جاتا تھا پس آپ نے نماز کا حکم دیا اور اسے سخت گرمی میں پڑھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ہم سے خطاب کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت تلے ایک کپڑے کے سائے میں بیٹھ گئے' جو آپ کو گرمی سے بچاتا تھا' آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے۔ یا کیا تم گواہی نہیں دیتے۔ کہ میں ہر مومن کو اس کی جان سے زیادہ عزیز ہوں' انہوں نے جواب دیا بے شک۔ آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں یقیناً علی اسے محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ پھر امام احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن میمون بن عبداللہ عن زید بن ارقم الی قولہ' جسے میں محبوب ہوں علی اسے محبوب ہے' روایت کیا ہے۔ میمون بیان کرتے ہیں کہ مجھے کچھ لوگوں نے بحوالہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ یہ اسناد جید ہے اور اس کے رجال سنن کی شرط کے مطابق ثقہ ہیں۔ اور ترمذی نے اس سند کے ساتھ ریث کے بارے میں حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ حنش بن حارث بن لقیط اشجعی نے ہم سے بحوالہ رباح بن حارث بیان کیا کہ ایک رحبہ میں ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور انہوں نے کہا اے ہمارے محبوب آپ پر سلام' آپ نے فرمایا میں آپ کا محبوب کیسے ہوں جبکہ تم عرب قوم ہو' انہوں نے جواب دیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے سنا' جسے میں محبوب ہوں اسے یہ محبوب ہے رباح کا بیان ہے کہ جب وہ چلے گئے تو میں ان کے پیچھے گیا اور میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا ہم انصار کا ایک گروہ ہیں' ان میں حضرت ابوایوب انصاری بھی تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حنش نے بحوالہ رباح بن حارث ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کچھ انصاری لوگوں کو دیکھا کہ وہ رحبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں' تو انہوں نے کہا یا امیر المومنین ہم آپ کے محبّ ہیں اور آپ نے اس لفظ کا مفہوم بیان کیا۔ اور یہ حدیث آپ کے افراد میں سے ہے۔ اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ احمد بن عثمان ابو الجوزاء نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن خالد بن عثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن یعقوب زمعی نے جو صادق ہے ہم سے بیان کیا کہ مہاجر بن مسمار نے بحوالہ عائشہ بنت سعد مجھ سے بیان کیا کہ اس نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جحفہ کے روز فرماتے سنا۔ اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا ولی ہوں' لوگوں نے کہا آپ نے درست فرمایا' پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بلند کیا اور فرمایا یہ میرا ولی اور میری طرف سے ادائیگی کرنے والا ہے اور بے شک اللہ اس سے محبت کرنے والا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے' اور اس سے عداوت کرنے والا ہے جو اس سے عداوت کرتا ہے۔

ہمارے شیخ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے' پھر ابن جریر نے اسے یعقوب بن جعفر بن ابی کبیر کی حدیث سے

بحوالہ مہاجر بن مسمار روایت کیا ہے اور پوری حدیث بیان کی ہے اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے یہاں تک کہ بعد کے لوگ بھی آپ سے مل گئے اور جو پہلے آ چکے تھے آپ نے ان کو واپس جانے کا حکم دیا اور ان کو اس حدیث پر پیچھے دیا۔

اور ابوجعفر بن جریر طبری کی کتاب غدیر خم کی جلد اول میں بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے بیان کیا کہ میں نے اسے ابن جریر کے ایک مکتوبہ نسخہ میں دیکھا ہے۔ محمود بن عوف طائی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن کشیط نے' جمیل بن عمارہ سے بحوالہ سالم بن عبداللہ بن عمر ہم سے بیان' ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی' لیکن میری کتاب میں یہ موجود نہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبکہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں اسے یہ محبوب ہے' اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور حدیث غریب ہے بلکہ منکر ہے اور اس کا اسناد ضعیف ہے۔ اور اس جمیل بن عمارہ کے بارے میں حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق اعتراض پایا جاتا ہے۔

اور مطلب بن زیاد' عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہم غدیر خم میں جحفہ مقام پر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمے سے نکل کر ہمارے پاس آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسے میں محبوب ہوں' اسے علیؓ محبوب ہے۔ ہمارے شیخ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور ابن لہیعہ نے اسے عن بکرہ بن سوارہ وغیرہ عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن جابر اسی طرح روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم اور ابن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابواسحاق سے بحوالہ حبشی بن جنادہ ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے جو حجۃ الوداع میں شامل تھے' ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ اور میری طرف سے صرف میں یا علیؓ ادائیگی کر سکتے ہیں' اور ابن بکیر بیان کرتے ہیں۔ کہ میرا قرض صرف میں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ادا کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح احمد نے اسے ابواحمد زبیری سے بحوالہ اسرائیل بیان کیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں اور زبیری نے اسے ہم سے بیان کیا ہے کہ شریک نے ہم سے ابواسحاق سے بحوالہ حبشی بن جنادہ ایسے ہی بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے ابواسحاق سے پوچھا کہ آپ نے اس سے کس جگہ سنا ہے تو اس نے کہا' اس نے ہمیں ایک مجلس میں جبانۃ السبیع میں ہمیں آگاہ کیا۔ اور اسی طرح احمد نے اسے اسود بن احمر اور یحییٰ بن آدم سے بحوالہ شریک روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے اسماعیل بن موسیٰ سے بحوالہ شریک روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ' سوید بن سعید اور اسماعیل بن موسیٰ سے روایت کی ہے۔ اور تینوں نے اسے شریک سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے احمد بن سلیمان سے عن یحییٰ بن آدم عن اسرائیل روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح اور غریب کہا ہے۔ اور سلیمان بن خرم' جو ضعیف ہے۔ نے اسے ابواسحاق سے بحوالہ حبش بن جنادہ روایت کیا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے سنا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ۔ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور حافظ ابویعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے ہمیں ابویزید الاودی سے بحوالہ اس کے باپ کے خبر دی وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے' تو

ایک نوجوان نے آپ کے پاس آ کر کہا میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں! اور ابن جریر نے اسے عن ابی کریب عن شاذان عن شریک روایت کیا ہے۔ اور ادریس الاودی نے اپنے بھائی ابو یزید سے جس کا نام داؤد بن یزید ہے اس کی متابعت کی ہے اور اسی طرح ابن جریر نے اسے ادریس اور داؤد کی حدیث سے جسے ان دونوں نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے' روایت کیا ہے۔

اور جو حدیث حمزہ نے عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غدیر خم کا روز تھا' جو شخص ۱۸/ ذوالحجہ کو روزہ رکھے اس کے ساٹھ ماہ کے روزے لکھے جاتے ہیں' یہ حدیث بہت منکر ہے' بلکہ صحیحین میں امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جو حدیث ثابت ہے اس کی مخالفت کی وجہ سے جھوٹی ہے۔ کیونکہ اس میں بیان ہوا ہے کہ یہ آیت یوم عرفہ کو جمعہ کے روز نازل ہوئی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وقت عرفہ میں کھڑے تھے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح اس کا یہ قول کہ ۱۸/ ذوالحجہ کا دن' غدیر خم کا دن تھا اور اس کا روزہ ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ہے' درست نہیں' کیونکہ صحیح میں اس کا یہ مفہوم ثابت ہو چکا ہے کہ ماہ رمضان کے روزے دس ماہ کے روزوں کے برابر ہیں' پس ایک دن کا روزہ ساٹھ ماہ کے برابر کیسے ہو سکتا ہے یہ باطل ہے اور ہمارے شیخ ابو عبداللہ ذہبی اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت منکر ہے۔ اور حشون الخلال اور احمد بن عبداللہ بن احمد النیری نے اسے علی بن سعید الرملی سے بحوالہ ضمرہ روایت کیا ہے اور حشون اور احمد دونوں صادق ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو حضرت عمر بن الخطاب' مالک بن حویرث' انس بن مالک اور ابو سعید رضی اللہ عنہم وغیرہ کی حدیث سے کمزور اسانید کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کا پہلا حصہ متواتر ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا ہوگا' اور اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ' یہ ایک قوی الاسناد اضافہ ہے اور روزے والی بات درست نہیں اور قسم بخدا یہ آیت بھی غدیر خم سے قبل عرفہ کے روز جو ایام اللہ میں سے ہے' نازل ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور طبرانی بیان کرتے ہیں کہ اصبہانی کے وزیر علی بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن محمد المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن محمد بن یوسف بن شبان بن مالک بن مسمع نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن حنیف بن سہل بن مالک برادر کعب بن مالک نے اپنے باپ سے بحوالہ اپنے دادا کے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ آئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خدا کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا۔ اے لوگو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا پس تم ان کی اس بات سے مطلع ہو جاؤ' اے لوگو! میں حضرت ابوبکر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور اوّلین مہاجرین سے راضی ہوں۔ پس تم ان کی اس بات سے مطلع ہو جاؤ' اے لوگو! میرے اصحاب' میرے احباب اور رشتہ داروں کے بارے میں مجھ سے یہ بات یاد کر لو کہ اللہ تعالیٰ ان کی کسی بے انصافی کے متعلق تم سے مطالبہ نہیں کرے گا' اے لوگو! اپنی زبانوں کو مسلمانوں کے بارے میں بند کر لو۔ اور جب ان میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے متعلق اچھی باتیں کرو۔

باب ٤٤

ہجرت کا گیارھواں سال

یہ سال شروع ہوا تو حجۃ الوداع سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ کی سواری مدینہ مطہرہ میں ٹھہر گئی' اور اس سال بڑے بڑے عظیم واقعات ہوئے جن میں سب سے عظیم واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو دار فانی سے اٹھا کر نعیم ابدی کی طرف جنت کے بلند و بالا مقام میں لے گیا جس سے بلند تر مقام کوئی نہیں' جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾ اور یہ واقعہ' مکمل طور پر اس پیغام کی ادائیگی کے بعد ہوا جس کے ابلاغ کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ اور آپ نے اپنی امت کو نصیحت کی اور ان کی اس بھلائی کی طرف راہ نمائی کی جو آپ انہیں سکھانا چاہتے تھے' اور جو بات دنیا و آخرت میں ضرر رساں تھی انہیں انتباہ و انذار کیا۔ اور قبل ازیں ہم وہ بات بیان کر چکے ہیں جسے بخاری اور مسلم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ جمعہ کے روز نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ عرفہ میں کھڑے تھے۔ اور ہم نے جید طریق سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رو پڑے' آپ سے پوچھا گیا آپ کس وجہ سے گریہ کناں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کمال کے بعد کمی ہی ہوتی ہے۔ گویا آپ کو حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کا احساس ہو گیا تھا اور حضور ﷺ نے اس کی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا' جسے مسلم نے ابن جریج کی حدیث سے عن ابی الزبیر عن جابر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر ہمیں فرمایا مجھ سے اپنے مناسک سیکھ لو' شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں۔ اور قبل ازیں ہم وہ روایت بھی بیان کر چکے ہیں جسے حافظ ابوبکر البزار اور حافظ بیہقی نے موسیٰ بن عبیدہ ربذی کی حدیث سے عن صدقہ بن یسار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سورۃ ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴾ ایام التشریق کے درمیانے روز نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سمجھ لیا کہ یہ حجۃ الوداع ہے پس آپ نے اپنی ناقہ قصواء کے لانے کا حکم دیا جسے کجاوہ ڈال کر لایا گیا' پھر آپ نے حضور ﷺ کے اس دن کے خطبے کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور یہی جواب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیا جب آپ نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت' تقدم اور علم دکھانے کے لیے ان سے اس سورت کی تفسیر پوچھی تھی' کیونکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کو' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مشائخ بدر کے ساتھ بٹھانے اور مقدم کرنے پر ملامت کی تھی' آپ نے فرمایا جس وجہ سے میں ایسا کرتا ہوں تمہیں معلوم ہی ہے' پھر آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں ان سے اس سورت ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴾ کی تفسیر کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں فتح دے تو ہم اللہ تعالیٰ کو یاد

کریں' اور اس کی حمد کریں اور اس سے بخشش طلب کریں۔ آپ نے فرمایا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کیا کہتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی طرف اشارہ ہے اور اس میں آپ کو موت کی اطلاع دی گئی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اس کے متعلق وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں' اور ہم نے اس سورت کی تفسیر میں' وہ باتیں بیان کی ہیں جو کئی وجوہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر دلالت کرتی ہیں اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر کے منافی نہیں۔

اسی طرح امام احمد نے وکیع سے عن ابن ابی ذئب عن صالح مولی التوامہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ساتھ حج کیا تو فرمایا: صرف یہی حج ہے پھر وہ تنگی کے غلبے کے ساتھ وابستہ ہو جائیں گی۔ احمد اس طریق سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

اور ابوداؤد نے اسے ایک اور جید طریق سے روایت کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ لوگوں کو اس سال آپ کی وفات کا احساس ہو گیا تھا اور اس واقعہ کے متعلق جو احادیث و آثار مروی ہیں ہم انہیں بیان کریں گے۔ اور اس سے پہلے ہم اس جگہ وفات سے قبل' ان باتوں کو بیان کریں گے جنہیں ائمہ محمد بن اسحاق بن یسار' ابوجعفر بن جریر اور ابوبکر بیہقی نے بیان کیا ہے یعنی آپ کے حجوں اور غزوات و سرایا اور بادشاہوں کی طرف آپ نے جو مکاتیب اور ایلچی بھیجے ان کی تعداد کیا تھی؟ اب ہم مختصر طور پر اسے بیان کریں گے' پھر اس کے بعد وفات کا ذکر کریں گے۔

غزوات و سرایا کی تعداد:

صحیحین میں ابواسحاق السبیعی کی حدیث میں حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس جنگیں لڑیں اور ہجرت کے بعد حجۃ الوداع کیا اور اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا' ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایک حج آپ نے مکہ میں کیا تھا۔ اور ابو اسحاق السبیعی بھی یہی کہتا ہے۔ اور زید بن الحباب عن سفیان ثوری عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حج کیے' دو حج ہجرت سے پہلے' اور ہجرت کے بعد ایک حج جس کے ساتھ عمرہ بھی تھا اور آپ قربانی کے تریسٹھ جانور لائے تھے اور ایک سو کی تعداد پوری کرنے کے لیے باقی جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن[1] سے لائے تھے۔ اور قبل ازیں صحیحین میں ہم کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے جن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' بیان کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے' عمرۃ الحدیبیہ' عمرۃ القضاء' عمرۃ الجعرانہ' اور وہ عمرہ جو حجۃ الوداع کے ساتھ ہوا۔

اور غزوات کے متعلق امام بخاری نے ابوعاصم نبیل عن یزید بن ابی عبید عن سلمہ بن اکوع روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر سات جنگیں کیں' اور آپ جو دستے بھیجتے تھے ان کے ساتھ نو جنگیں کیں' کبھی آپ ہم پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور کبھی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کرتے۔ اور صحیح بخاری میں اسرائیل کی حدیث سے ابواسحاق سے بحوالہ البراء بیان ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ جنگیں لڑیں۔ اور صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے

---

[1] پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ چھیاسٹھ جانور تھے اور سو کی تعداد پوری کرنے کے لیے باقی جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے تھے۔

ابواسحاق سے بحوالہ البراء بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جنگیں لڑیں اور وہ آپ کے ساتھ سترہ جنگوں میں شریک ہوئے جن میں سے پہلی جنگ العشیر یا العسیر تھی۔

اور مسلم نے احمد بن حنبل سے عن معتمر عن کہمس بن الحسن عن ابی بریدہ عن ابیہ روایت کی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر سولہ جنگیں کیں اور مسلم کی ایک روایت میں جو حسین بن واقد کے طریق سے عن عبداللہ بن بریدہ عن ابیہ بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر انیس جنگیں کیں جن میں سے آٹھ میں آپ نے قتال کیا۔ اور اسی اسناد کے ساتھ ان کی روایت میں ہے کہ آپ نے چوبیس سریے بھیجے' اور آپ نے بدر' احد' احزاب' المریسیع' خیبر' مکہ اور حنین کے روز قتال کیا۔ اور صحیح مسلم میں ابوالزبیر کی حدیث سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس جنگیں لڑیں' جن میں سے انیس' میں نے آپ کے ساتھ مل کر جنگ کی' اور میں بدر و احد میں شامل نہ ہوا' مجھے میرے باپ نے منع کر دیا تھا' اور جب احد کے روز میرے والد شہید ہو گئے' تو جو بھی آپ نے جنگ لڑی میں اس سے پیچھے نہیں رہا۔

اور عبدالرزاق بیان کرتے ہے کہ معمر نے ہمیں زہری سے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ جنگیں لڑیں۔ وہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے آپ کو چودہ جنگیں فرماتے سنا' مجھے معلوم نہیں کہ کیا یہ وہم تھا یا اس کے بعد میں نے آپ سے سنا تھا' اور قتادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جنگیں کیں جن میں آپ نے آٹھ میں قتال کیا' اور چوبیس دستے بھیجے' پس آپ کے تمام غزوات و سرایا کی تعداد تنتالیس ہے۔

اور عروہ بن زبیر' زہری' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحاق بن یسار اور اس شان کے کئی ائمہ نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ۲ھ میں رمضان شریف میں بدر کے روز جنگ کی' پھر شوال ۳ھ میں احد میں جنگ کی پھر ۴ھ میں خندق اور بنی قریظہ کے روز جنگ کی' اور بعض کہتے ہیں کہ ۵ھ میں جنگ کی اور شعبان ۵ھ میں بنی مصطلق کے روز مریسیع میں جنگ کی' پھر صفر ۷ھ میں خیبر کے روز جنگ کی اور بعض کا قول ہے کہ ۶ھ میں کی' تحقیق بات یہ ہے کہ جنگ خیبر ۷ھ کے آغاز اور ۶ھ کے آخر میں ہوئی' پھر آپ نے رمضان ۸ھ میں اہل مکہ کے ساتھ جنگ کی۔ اور ہوازن سے جنگ کی اور شوال میں اہل طائف کا محاصرہ کیا اور ذوالحجہ کے کچھ دن بھی محاصرہ جاری رہا' جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے' اور آپ نے ۸ھ میں لوگوں کو حج کرایا اور حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ مکہ میں آپ کے نائب تھے۔ پھر ۹ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کرایا پھر دس ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حج کرایا۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس ستائیس غزوات کیے غزوۂ ودان' جسے غزوۂ ابواء کہتے ہیں' پھر رضویٰ کی ایک جانب غزوۂ بواط' پھر وادی ینبع میں غزوۃ العشیرہ' پھر کرز بن جابر کی طلب پر غزوہ بدر اولیٰ' پھر غزوۂ بدر عظمیٰ' جس میں اللہ تعالیٰ نے صنادید عرب کو مار دیا' پھر غزوہ بنی سلیم' یہاں تک کہ آپ الکدر تک پہنچ گئے۔ پھر ابوسفیان بن حرب کی طلب پر غزوہ سویق' پھر غزوہ غطفان جسے غزوہ ذی امر کہتے ہیں' پھر غزوہ نجران جو حجاز کی ایک معدن ہے' پھر غزوۂ احد' پھر غزوہ حمراء الاسد' پھر غزوۂ بنی نضیر' پھر غزوہ ذات الرقاع' پھر غزوہ بدر الآخرہ' پھر غزوہ دومۃ الجندل' پھر غزوہ بنو المصطلق' جو خزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں' پھر غزوۃ الحدیبیہ آپ جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے پس مشرکوں نے آپ کو روک دیا' پھر غزوۂ خیبر' پھر عمرۃ القضاء' پھر غزوۂ فتح' پھر

غزوہ حنین' پھر غزوہ طائف' پھر غزوہ تبوک۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ آپ نے ان میں سے نو غزوات میں قتال کیا' یعنی غزوہ بدر' اُحد' خندق' قریظہ' مصطلق' خیبر' فتح مکہ' حنین اور طائف ہیں' میں کہتا ہوں کہ یہ تمام امور اپنی اپنی جگہوں پر دلائل وشواہد کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ آپ نے جو دستے اور سرایا بھیجے ان کی تعداد اڑتیس ہے' پھر انہوں نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ اور ہم ان سب کو یا ان کی اکثریت کو اپنی اپنی جگہ پر مفصل بیان کر چکے ہیں' اب ہم ابن اسحاق کے بیان کا ملخص بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا دستہ: عیص کی جانب ساحل پر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا دستہ' بعض لوگ اس دستے کو حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کے دستے سے مقدم بیان کرتے ہیں' واللہ اعلم۔ الخرار کی جانب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا دستہ' بجیلہ کی جانب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا دستہ' القردہ کی جانب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا دستہ' کعب بن اشرف کی جانب حضرت محمد بن مسلمہ کا دستہ' الرجیع کی جانب حضرت مرثد بن ابی مرثد کا دستہ' بیئر معونہ کی جانب المنذر بن عمر رضی اللہ عنہ کا دستہ' ذوالقصہ کی جانب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا دستہ' بنی عامر کے جنگل کی طرف حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا دستہ' یمن کی جانب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دستہ' الکدید کی جانب حضرت غالب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہ کا دستہ' آپ نے بنی الملوح کو نقصان پہنچایا اور رات کو ان پر غارت گری کی اور ان کی ایک جماعت قتل ہوگئی اور آپ ان کے اونٹ ہانک کر لے آئے اور ان کی ایک جماعت اونٹوں کی تلاش میں آئی' پس جب وہ نزدیک آئے تو ان کے درمیان ایک سیلابی وادی حائل ہوگئی اور انہوں نے اپنے اس مارچ میں حارث بن مالک بن البرصاء کو قید کر لیا' بنی سلیم کی جانب ابوالعوجا سلمی کا دستہ' آپ کو اور آپ کے اصحاب کو گزند پہنچا' الغمرہ کی جانب حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کا دستہ' قطن کی جانب حضرت ابوسلمہ بن اسد کا دستہ' قطن' نجد میں بنی اسد کا ایک پانی ہے' ہوازن کے القرطاء کی جانب محمد بن مسلمہ کا دستہ' فدک میں بنی مرہ کی جانب حضرت بشیر بن سعد کا دستہ' حنین کی جانب حضرت بشیر بن سعد کا دستہ' ارض بنی سلیم میں الجموم کی طرف حضرت زید بن حارثہ کا دستہ' ارض بنی خشین میں جذام کی طرف حضرت زید بن حارثہ کا دستہ ابن ہشام بیان کرتے ہیں یہ ارض حسمی کے علاقے میں ہے۔ اور اس کا سبب ابن اسحاق وغیرہ نے یہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ قیصر کے ہاں سے واپس آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا خط اسے پہنچایا' جس میں آپ نے اللہ کی طرف دعوت دی تھی تو اس نے اپنی جانب سے آپ کو تحائف وہدایا دیئے اور جب آپ ارض بنی جذام کی وادی شنار میں پہنچے تو الہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن الہنید صلیع نے آپ پر حملہ کر دیا' صلیع' جذام کا ایک بطن ہے اور جو کچھ آپ کے پاس تھا' ان دونوں نے آپ سے چھین لیا' پس ان کا ایک مسلمان قبیلہ نکلا اور انہوں نے جو کچھ دحیہ سے چھینا گیا تھا' لے کر دحیہ کو واپس کر دیا' پس جب حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے حضور ﷺ کو سارا واقعہ سنایا اور آپ سے الہنید اور اس کے بیٹے عوص کا خون طلب کیا' تو آپ نے اسی وقت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک فوج کے ساتھ ان کی طرف بھیجا' پس وہ اولاج کی جانب ان کی طرف ہو گئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے الحرہ کی جانب ماقض پر حملہ کیا اور جو مال اور آدمی انہیں ملے ان کو اکٹھا کر لیا۔ اور انہوں نے الہنید اور اس کے بیٹے اور بنی احنف کے دو آدمیوں اور بنی خصیب کے ایک آدمی کو قتل کر دیا' پس جب حضرت

زید رضی اللہ عنہ نے ان کے اموال واولاد کو اکٹھا کر لیا تو ان کی ایک پارٹی رفاعہ بن زید کے پاس جمع ہوئی۔ اور اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا ہوا تھا جس میں آپ نے انہیں اللہ کی طرف دعوت دی تھی' رفاعہ نے انہیں یہ خط سنایا تو ان کی ایک پارٹی نے اس کی بات قبول کر لی' لیکن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا' پس وہ سوار ہو کر تین دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔ اور آپ کو خط دیا پس آپ نے اسے لوگوں کے سامنے پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں تین بار کے مقتولین سے کیا کر سکتا ہوں' تو ان میں سے ایک آدمی نے جسے ابوزید بن عمر کہا جاتا تھا' عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جو زندہ ہیں' انہیں آزاد کر دیجیے اور جو قتل ہو گیا ہے وہ میرے ان قدموں کے نیچے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' حضرت زید رضی اللہ عنہ میری بات نہیں مانیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار انہیں نشانی کے طور پر عطا کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے اونٹ پر ان کے ساتھ چل دیئے اور وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج سے ملے اور فیفاء الفحلتین میں ان کے ساتھ اولاد واموال بھی تھے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان سے چھینا گیا تھا سب کا سب ان کے سپرد کر دیا اور انہوں نے اس سے کچھ بھی گم نہ کیا۔

اسی طرح حضرت زید بن حارثہ کو وادی القریٰ میں بنی فزارہ کی طرف بھیجا گیا تو آپ کے اصحاب کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور آپ مقتولین کے درمیان زخموں سے چور ہو گئے' پس جب آپ واپس آئے تو آپ نے قسم کھائی کہ جب تک ان کے ساتھ اسی طرح جنگ نہ کر لوں' غسل جنابت نہیں کروں گا۔ اور جب آپ زخموں سے صحت یاب ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دوبارہ فوج دے کر بھیجا تو آپ نے وادی القریٰ میں انہیں قتل کیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر کو قید کر لیا۔ اور وہ مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی تھی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی' پس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے قیس بن المسعر کو حکم دیا تو اس نے ام قرفہ کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی کو باقی رکھا۔ اور ام قرفہ عزت دار گھرانے کی عورت تھی' اور عزت میں ام قرفہ کی مثال بیان کی جاتی تھی اور اس کی بیٹی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے پاس تھی' پس آپ نے اسے اس سے مانگ لیا تو اس نے اسے آپ کو دے دیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کے ماموں حزن بن ابی وہب کو دے دیا تو اس سے اس کے ہاں اس کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ خیبر بھیجا گیا' ایک بار تو اس دفعہ جب آپ نے الیسیر بن رزام کو زخمی کیا' وہ عطفان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکٹھا کرتا تھا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک دستے کے ساتھ بھیجا' جس میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے' پس وہ اس کے پاس آئے اور مسلسل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جانے کی رغبت دلاتے رہے' پس وہ ان کے ساتھ چل پڑا' اور جب وہ خیبر سے چھ میل کے فاصلے پر القرقرہ مقام پر تھے تو الیسیر اپنی روانگی پر پشیمان ہوا اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ وہ تلوار مارنا چاہتا ہے' پس آپ نے اس کا پاؤں کاٹ دیا اور الیسیر نے آپ کے سر پر دور سے مڑے ہوئے سرے والا عصا مارا اور آپ کے دماغ کو صدمہ پہنچایا' اور مسلمانوں کے تمام آدمی اپنے اپنے یہودی ساتھی پر پل پڑے اور انہیں قتل کر دیا' صرف ایک آدمی بھاگ کر بچا' پس جب حضرت ابن انیس رضی اللہ عنہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سر پر تھوکا' تو نہ آپ کے زخم میں پیپ پڑی اور نہ اس نے آپ کو تکلیف دی۔

میں کہتا ہوں میرے خیال میں یہ خیبر کی طرف آخری دستہ تھا جسے حضور ﷺ نے خیبر کی کھجوروں کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا تھا' حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کو خیبر کی طرف بھیجا گیا تو انہوں نے ابو رافع یہودی کو قتل کر دیا' اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو خالد بن سفیان بن نبیح کی طرف بھیجا گیا تو آپ نے اسے عرفہ میں قتل کر دیا۔ اور ابن اسحاق نے اس جگہ اس کے طویل واقعہ کو بیان کیا ہے اور قبل ازیں ۵ھ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو شام کے علاقے میں مؤتہ کی طرف بھیجا گیا اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ سب کے سب شہید ہو گئے اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو تمیم کے بنی العنبر کی طرف بھیجا گیا' تو آپ نے ان پر حملہ کیا اور کئی لوگوں کو قتل کر دیا' پھر ان کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے قیدیوں کے بارے میں آیا تو آپ نے بعض کو آزاد کر دیا اور بعض کا فدیہ دے دیا۔ اسی طرح حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بنی مرہ کے علاقے میں بھیجا گیا تو وہاں مرداس بن نہیک جو جہینہ کے الحرقہ میں سے ان کا حلیف تھا قتل ہو گیا' اسے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور ایک انصاری نے قتل کر دیا' پس جب ان دونوں نے اسے آلیا اور ہتھیار سونت لیے تو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھ دیا' پس جب یہ دونوں واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو سخت ملامت کی' تو ان دونوں نے یہ عذر پیش کیا کہ اس نے قتل سے بچنے کے لیے کلمہ پڑھا تھا' آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو نے ان کا دل کیوں نہیں پھاڑا۔ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کہ قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں تیرا کون مددگار ہو گا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ مسلسل اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے چاہا کہ میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ اور اس کے متعلق پہلے گفتگو ہو چکی ہے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بنی عذرہ کے علاقے میں ذات السلاسل کی طرف بھیجا کہ وہ عربوں سے شام کی طرف جانے کے لیے مدد مانگے اور یہ اس لیے کہ العاص بن وائل کی ماں بلی قبیلے سے تھی اس لیے آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ان سے مدد مانگنے کے لیے بھیجا تھا تاکہ آپ ان پر اثر انداز ہوں' پس جب آپ ان کے پانی پر پہنچے جسے سلسل کہا جاتا تھا' تو آپ ان سے خوفزدہ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ سے کمک طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجا' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ بھیجا جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور اس کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے' پس جب آپ ان کے پاس پہنچے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ زبردستی ان سب پر امیر بن گئے اور کہا' تم لوگوں کو میری مدد کے لیے بھیجا گیا ہے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ممانعت نہ کی کیونکہ آپ دنیا کے معاملات میں نرم طبیعت آدمی تھے۔ آپ نے ان کی فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کر لی اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ان سب کو نماز پڑھاتے تھے اس لیے جب واپس آئے تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سا آدمی آپ کو زیادہ محبوب ہے' فرمایا عائشہ انہوں نے عرض کیا مردوں میں سے' اس کا باپ' اور حضرت ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو وادی اخم کی طرف بھیجا گیا اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جس میں محلم بن جثامہ کا واقعہ ہوا تھا' جسے ۷ھ میں طوالت کے ساتھ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' اسی طرح ابن ابی حدرد کو الغابہ کی طرف بھیجا گیا' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا' محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے عطاء بن رباح سے اس آدمی نے بتایا جس پر میں کوئی تہمت نہیں لگاتا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں

نے اہل بصرہ میں سے ایک آدمی کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عمامہ باندھتے وقت عمامہ پیچھے چھوڑنے کے متعلق پوچھتے سنا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں ان شاء اللہ اس بارے میں تمہیں بتاؤں گا' آپ جان لیں کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دسواں آدمی تھا' آپ کی مسجد میں حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت ابن مسعودؓ' حضرت معاذ بن جبل' حضرت حذیفہ بن الیمان' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک انصاری نوجوان نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور بیٹھ گیا۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا' جوان میں سے اچھے اخلاق والا ہے' اس نے کہا مومنین میں سے زیادہ عقل مند کون ہے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے آنے سے پہلے اس کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے' ایسے لوگ عقلمند ہیں' پھر وہ نوجوان خاموش ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آ گئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین جب تم میں پانچ خصلتیں آ جائیں۔ اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔ اور وہ یہ کہ کسی قوم میں برائی اس وقت ظاہر ہوتی ہے' جب وہ لوگ اس کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان میں طاعون اور وہ دردیں ظاہر ہو جاتی ہیں جو ان کے گزشتہ اسلاف میں موجود نہ تھیں۔ اور جب وہ وزن' اور ماپ کو کم کرتے ہیں تو انہیں قحط' خرچ کی تنگی اور بادشاہ کا ظلم آ پکڑتا ہے' اور جب وہ زکوٰۃ نہیں دیتے تو ان پر آسمان سے بارش نہیں ہوتی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتے ہیں تو ان پر اغیار دشمن مسلط ہو جاتا ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اسے چھین لیتا ہے' اور جب ان کے ائمہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہ کریں اور جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی اصلاح کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان جھنگ چھیڑ دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو سریہ تیار کرنے کا حکم دیا جس پر آپ نے انہیں امیر بنایا اور صبح کو انہوں نے سیاہ کھردرے کپڑے کا عمامہ باندھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے قریب کیا' پھر عمامہ کو کھولا پھر اسے باندھا۔ اور چار انگشت تک اسے ان کے پیچھے چھوڑا' پھر فرمایا اے ابن عوف اس طرح عمامہ باندھو۔ یہ زیادہ اچھا اور کلغی والا ہے' پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ کو جھنڈا دیں تو انہوں نے آپ کو جھنڈا دیا۔ پس آپ نے اللہ کی حمد کی اور اپنے سر پر درود پڑھا' پھر فرمایا اے ابن عوف اس جھنڈے کو پکڑ لو اور سب اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور اللہ کا انکار کرنے والوں سے جنگ کرو زیادتی نہ کرو' عہد شکنی نہ کرو' مثلہ نہ کرو' اور بچے کو قتل نہ کرو۔ یہ اللہ کا عہد اور تم میں اس کے نبی کی سیرت ہے' پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ لیا' ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ وہ دومۃ الجندل کی طرف چلے گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح قریباً تین سو سواروں کے ساتھ سمندر کے کنارے کی طرف بھیجے گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھجوروں کا ایک تھیلا دیا' جس میں عنبر مچھلی کا واقعہ آتا ہے جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا اور یہ سب لوگ اسے ایک ماہ تک کھاتے رہے یہاں تک کہ فربہ ہو گئے اور وہ اس کے کچھ ٹکڑے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس لے کر آئے اور اس سے آپ کو بھی کھلایا اور آپ نے اس سے کھایا' جیسا کہ پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے' ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ ابن اسحاق نے اس جگہ ان دستوں کا ذکر نہیں کیا۔ یعنی آپ نے عمرو بن امیہ ضمری کو' حبیب بن عدی اور اس کے اصحاب کے قتل کے بعد ابی سفیان صخر بن حرب کے قتل کے لیے بھیجا تھا' اور ان کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے

ہیں۔ اور عمرو بن امیہ کے ساتھ جبار بن صخر بھی تھا اور وہ دونوں ابی سفیان کے قتل پر متفق نہ ہوئے بلکہ ایک اور آدمی نے اسے قتل کیا اور نیب وہاں کے تھے اسے مارا اور سالم بن عمیر جو ایک گریہ کناں آدمی تھا کو ابی عفک کی طرف بھیجا گیا جو بنی عمرو بن عوف کا ایک آدمی تھا اور اس میں اس وقت نفاق پیدا ہوا' جب رسول اللہ ﷺ نے حارث بن سوید بن الصامت کو قتل کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس وہ اس کا مرثیہ کہتے ہوئے اور دین میں داخل ہونے کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے۔

''میں نے ایک مدت زندگی گزاری ہے اور میں نے لوگوں کا کوئی گھر اور جمع ہونے کی جگہ نہیں دیکھی اور جب ان کا آدمی آواز دیتا ہے تو اس سے بڑھ کر پاس عہد کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اور اولا دقیلہ میں وہ آدمی بھی ہے جو پہاڑوں کو گرا دیتا ہے اور جھکتا نہیں' پس ان کو ایک سوار نے منتشر کر دیا جو ان کے پاس حلال و حرام کو اکٹھے لے کر آیا' پس اگر تم عزت اور حکومت کے بارے میں تصدیق کرتے تو تم تابعداروں کے تابعدار ہوتے''۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری طرف سے کون اس خبیث سے نپٹے گا تو آپ نے اس کے لیے سالم بن عمیر کو مقرر کیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور امامہ مریدیہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

''تو اللہ تعالیٰ کے دین اور حضرت احمد ﷺ کی تکذیب کرتا ہے اس کی زندگی کی قسم جس نے تجھے امید دلائی' وہ امید دلانے والا بہت بڑا ہے۔ رات کے آخری حصے میں حفیف نے تجھے نیزہ مارا۔ اے عفک تو اسے کبرسنی کے باوجود وصول کر لے''۔

اور عمیر بن عدی حطمی کو' بنی امیہ بن زید کی العصماء بنت مروان کے قتل کے لیے بھیجا گیا' وہ اسلام اور اہل اسلام کی ہجو کیا کرتی تھی۔ اور جب ابوعفک مذکور قتل ہو گیا تو اس نے منافقانہ طور پر اس بارے میں کہا۔

''بنی مالک' النبیت' عوف اور بنی خزرج کی مذمت کر' تم نے غیروں کو رشوت دے کر اطاعت کی جو نہ مراد قبیلے سے تھے اور نہ مذحج سے' اور تم سرداروں کے قتل کے بعد' اس سے امید رکھتے ہو۔ آگاہ رہو وہ نخوت والا ہے جو دھوکہ دینا چاہتا ہے تاکہ امید کرنے والے کی امید کو قطع کر دے''۔

اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا:

''بنو وائل اور بنو واقف اور بنی خزرج کے ورے خطم' جب بے وقوفی سے اپنی ہلاکت کو آواز دیتے ہیں تو ان کے سردار اور موتیں آ جاتی ہیں اور وہ ایک بزرگی والے نوجوان کو ہلاک کر کے رکھ دیتی ہیں' جو شریف الاصل ہے' پس اس نے اسے سیاہی مائل خون سے لت پت کر دیا اور وہ سکون سے دور ہے' اور اس نے خراج نہیں دیا''۔

رسول اللہ ﷺ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا' کوئی میری خاطر بنت مروان کو پکڑنے والا ہے۔ یہ بات عمیر بن عدی نے سن لی اور جب اس رات کی شام ہوئی تو اس نے رات کو جا کر اسے قتل کر دیا' پھر صبح کو اس نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے' آپ نے فرمایا اے عمیر تو نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کے قتل کے بارے میں مجھ پر کچھ ذمہ داری ہوگی' فرمایا اس کے بارے میں دو بکریاں بھی سینگ نہیں ماریں گی' پس حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے اور وہ اس کے قتل کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے' اور اس کے پانچ بیٹے

تھے' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اسے قتل کیا ہے' پس تم سب میرے متعلق تدبیر کرلو اور مجھے مہلت نہ دو' اور یہ پہلا دن تھا جس میں بنی خطمہ میں اسلام سربلند ہوا۔ اور اسلام کی سربلندی کو دیکھ کر ان میں سے بہت سے لوگ اسلام لے آئے' پھر اس نے اس دستے کا ذکر کیا ہے جس نے ثمامہ بن آثال حنفی کو قید کیا تھا' اور اس کے اسلام لانے کے واقعہ کو بیان کیا ہے اور قبل ازیں یہ بات صحیح احادیث میں بیان ہو چکی ہے۔ اور ابن ہشام نے بیان کیا ہے کہ یہ وہی شخص تھا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے کھانا کم کر دیا تھا۔ اور جب مدینہ سے چل کر مکہ میں عمرہ کرنے آیا اور وہ تلبیہ کہہ رہا تھا تو اہل مکہ نے اسے اس سے منع کیا تو اس نے ان کی بات نہ مانی اور انہیں دھمکی دی کہ وہ یمامہ سے ان کا غلہ بند کر دے گا' پس جب وہ یمامہ واپس گیا تو اس نے ان کا غلہ روک دیا' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خط لکھا' تو اس نے دوبارہ انہیں غلہ بھجوایا اور بنی حنیفہ کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ۔

''اور ہم میں وہ شخص بھی ہے جس نے احرام باندھ کر مکہ میں ابوسفیان کو ذلیل کرنے کے لیے حرمت والے مہینوں میں تلبیہ کہا''۔

اور علقمہ بن مجزز مدلجی' کو اپنے بھائی وقاص بن مجزز کا بدلہ لینے کے لیے اس روز بھیجا گیا جس روز اس کا بھائی ذوقرد مقام پر قتل ہوا تھا' پس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تاکہ وہ لوگوں کے نشانات سے فائدہ اٹھائے' پس آپ نے اسے اجازت دے دی اور آپ نے اسے لوگوں کی ایک پارٹی کا امیر بنایا' پس جب وہ واپس لوٹے تو اس نے ان میں سے ایک پارٹی کو پیش روی کی اجازت دے دی اور عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا اور وہ بڑے خوش طبع آدمی تھے' انہوں نے آگ جلا دی اور انہیں اس میں داخل ہونے کا حکم دے دیا' پس جب ان میں سے بعض نے دخول کا ارادہ کر لیا تو انہوں نے کہا میں تو مذاق کر رہا تھا' اور جب اس بات کی اطلاع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: جو تمہیں معصیت الٰہی کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔ اور اس بارے میں حدیث کا ذکر ابن ہشام نے عن الدراوردی عن محمد بن عمرو بن علقمہ عن عمرو بن الحکم بن ثوبان عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کیا ہے۔ اور کرز بن جابر کو ان لوگوں کے قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا جو مدینہ آئے تھے اور وہ بجیلہ کے قیس قبیلے سے تھے' انہوں نے مدینہ کو مضر صحت اور وبازدہ پایا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے بول اور دودھ پئیں' پس جب وہ صحت مند ہو گئے تو اونٹوں کے چرواہا یسار کو قتل کیا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا' انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دونوں آنکھوں میں سلائی پھیر دی' اور دودھیل اونٹنیاں ہانک کر لے گئے' پس آپ نے حضرت کرز بن جابر کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ان کے تعاقب میں بھیجا تو وہ بجیلہ کے ان لوگوں کو' غزوہ ذی قرد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر لائے' پس آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی۔ اگرچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے' یہ عکل یا عرینہ قبیلے کے آٹھ آدمی تھے جو مدینہ آئے تھے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ وہی تھے' اور ان کے واقعہ کو قبل ازیں تفصیلاً بیان کیا جا چکا ہے' اور اگر وہ ان کے علاوہ کوئی اور تھے تو ہم نے ان سرچشموں کو بیان کیا ہے جن کا ذکر ابن ہشام نے کیا ہے۔ واللہ اعلم

ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وہ جنگ جو آپ نے دو دفعہ لڑی' ابو عمرو مدنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک دوسری فوج کے ساتھ بھیجا اور فرمایا اگر تم اکٹھے ہو جاؤ تو امیر' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا اور اس نے دستوں اور سرایا کی تعداد میں آپ کا ذکر نہیں کیا اور اس کی تعداد اڑتالیس ہونی چاہیے' ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ وہ فلسطینی علاقے کی سرحدوں بلقاء اور الدارم کو گھوڑوں سے روند دیں' پس لوگوں نے تیاری کی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اوّلین مہاجرین گئے۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ یہ آخری دستہ تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہم سے عبداللہ بن دینار سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ بھیجا' اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ان کا امیر بنایا تو لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو قبل ازیں تم اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کرتے تھے اور قسم بخدا وہ امارت کا اہل ہے اور وہ مجھے سب لوگوں سے محبوب تر ہے اور اس کے بعد بھی وہ مجھے سب لوگوں سے محبوب تر ہوگا' اور ترمذی نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کبار مہاجرین اوّلین اور انصار میں سے بہت سے لوگ ان کی فوج میں شامل تھے' جن میں سب سے بڑے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے اور جو کہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے اس نے غلط کہا ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ سخت بیمار تھے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج جرف میں خیمہ زن تھی اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو' لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا پس وہ فوج میں کیسے شامل ہو سکتے ہیں؟ حالانکہ وہ رب العالمین کے رسول کی اجازت سے مسلمانوں کے امام تھے۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ ان کے ساتھ شامل تھے تو شارع نے ان میں سے انہیں مستثنیٰ کر لیا تھا کیونکہ آپ نے انہیں نماز میں جو ارکانِ اسلام میں سب سے بڑا رکن ہے' امامت کے لیے مقرر کر دیا تھا' پھر جب حضور ﷺ وفات پا گئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لیے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما سے اجازت لی تو آپ نے انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی' اور حضرت صدیق نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کی فوج کو روانہ کر دیا جیسا کہ اپنے موقع پر اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ



باب ۴۵

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے متعلق مندرآیات واحادیث کا بیان‘ نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اس مرض کا آغاز کیسے ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً وَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾ پھر فرماتا ہے ﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ پھر فرماتا ہے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَّ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰکِرِیْنَ﴾

اس آیت کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے روز پڑھا تھا‘ پس جب لوگوں نے اسے سنا تو یوں معلوم ہوتا تھا گویا انہوں نے اسے پہلے نہیں سنا تھا‘ پھر فرماتا ہے:

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا﴾

حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے جس کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع میں ایام التشریق کے درمیانے دن نازل ہوئی تھی پس رسول اللہ ﷺ کو پتہ چل گیا کہ یہ حج وداع ہے‘ پس آپ نے لوگوں کو وہ مشہور خطبہ دیا اور اس میں امرونہی کا ذکر کیا‘ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمی جمار کرتے دیکھا‘ آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا‘ اپنے مناسک مجھ سے سیکھ لو۔ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کرسکوں اور آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال مجھے قرآن کا ایک دور کرایا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھے دو دور کرائے ہیں‘ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آ گئی ہے۔ اور صحیح بخاری میں‘ ابوبکر بن عیاش کی حدیث سے عن ابن حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے مگر جس سال آپ کی وفات ہوئی آپ بیس روز اعتکاف بیٹھے اور ہر رمضان میں آپ کو قرآن کا دور کرایا جاتا تھا اور جس سال آپ کی وفات ہوئی‘

آپ کو قرآن کا دوبار دور کرایا گیا۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ میں حجۃ الوداع سے واپس آئے اور بقیہ مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے اور حضرت اسامہ بن زید کو بھیجا اور ابھی لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی اس بیماری کا آغاز ہو گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم کے ارادے سے صفر کی بقیہ راتوں یا ماہ ربیع الاوّل کے آغاز میں آپ کو وفات دے دی۔

مرض کا آغاز:

مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز اس طرح ہوا کہ نصف شب کو آپ بقیع الغرقد کی طرف چلے گئے اور ان کے لیے بخشش طلب کی' پھر اپنے اہل کے پاس واپس آ گئے' جب صبح ہوئی تو اس روز آپ کو درد کی ابتداء ہوئی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے عن عبید بن جبر مولی الحکم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص عن ابی مویہبۃ مولیٰ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نصف شب کو مجھے اٹھایا اور فرمایا اے ابومویہبۃ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس بقیع کے مدفونین کے لیے بخشش طلب کروں' تم میرے ساتھ چلو' پس میں آپ کے ساتھ چل پڑا' جب آپ ان کے درمیان کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے اہل قبرستان تم پر سلامتی ہو' تم جس حالت میں ہو اور لوگ جس حالت میں ہوں گے۔ وہ اس میں تمہارے لیے آسانی پیدا کرے۔ فتنے شب تاریک کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے آ رہے ہیں اور دوسرا فتنہ پہلے سے بدتر ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے مویہبۃ! مجھے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے اور پھر جنت کی چابیاں دی گئی ہیں' اور مجھے اس کے درمیان اور اپنے رب کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے اور جنت کی چابیوں کو لے لیں۔ آپ نے فرمایا اے ابومویہبہ قسم بخدا میں نہیں لوں گا' میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو پسند کر لیا ہے پھر آپ نے اہل بقیع کے لیے بخشش طلب کی' پھر واپس لوٹ آئے' پھر آپ کو اس درد کا آغاز ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اصحاب کتب میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا' اسے صرف احمد نے عن یعقوب بن ابراہیم عن ابیہ عن محمد بن اسحاق روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ الحکم بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ یعلیٰ بن عطاء نے عبید بن جبر سے بحوالہ ابومویہبۃ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اہل بقیع کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے تین بار ان کے لیے دعا کی' تیسری بار آپ نے فرمایا اے ابومویہبۃ میرے لیے میری سواری پر زین ڈالو' راوی بیان کرتا ہے' آپ سوار ہو گئے' اور میں پیدل چل پڑا' یہاں تک کہ آپ ان کے پاس پہنچ گئے اور اپنی سواری سے اتر پڑے۔ اور سواری کا جانور ٹھہر گیا پس آپ کھڑے ہو گئے۔ یا اس نے کہا کہ آپ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا جس حالت میں تم ہو اور لوگ جس حالت میں ہوں گے وہ اس میں تمہارے لیے آسانی پیدا کرے' فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے آ رہے ہیں اور دوسرا فتنہ پہلے سے بدتر ہے پھر آپ واپس لوٹے اور فرمایا اے ابومویہبۃ! میرے بعد میری امت کے لیے جو کچھ مفتوح ہوگا اس کے درمیان

اور جنت یا میرے رب کی ملاقات کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا ہے' راوی بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' ہمارے لیے پسند کر لیجیے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ مشیت الٰہی سے اپنی ایڑیوں کے بل پھرے تو بھی میں نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کیا ہے' اس کے بعد آپ سات یا آٹھ دن زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے ابن طاؤس سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں اور مجھے خزانے دیئے گئے ہیں اور مجھے اپنی امت کی فتوحات کے دیکھنے کے لیے باقی رہنے اور جلدی کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا ہے' پس میں نے جلدی کرنے کو پسند کیا ہے' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ مرسل ہے۔ اور ابی مویہبۃ کی حدیث کی شاہد ہے۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ یعقوب بن عتبہ نے عن زہری عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ عن ابن مسعود عن عائشہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بقیع سے واپس آئے تو آپ نے مجھے سر درد میں مبتلا پایا اور میں کہہ رہی تھی' ہائے میرا سر' تو آپ نے فرمایا قسم بخدا اے عائشہ! مجھے بھی سر درد کی شکایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں پھر آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو جائے تو تجھے کوئی ضرر نہ ہوگا' میں تیری نگہبانی کروں گا' تجھے کفن دوں گا' اور تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میرا آپ کے متعلق خیال ہے کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو تحقیق آپ میرے گھر واپس آ جائیں گے اور اس میں اپنی بعض بیویوں سے صحبت کریں گے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور آپ کا درد ماند پڑ گیا' حالانکہ آپ اپنی بیویوں کے پاس چکر لگا رہے تھے یہاں تک کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آپ کا درد بڑھ گیا' تو آپ نے اپنی بیویوں کو بلایا اور ان سے اجازت لی کہ میرے گھر ان کا علاج ہو' تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں' جن میں سے ایک فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے اور دوسرا کوئی اور آدمی تھا' کے درمیان اپنے سر پر پٹی باندھے اور اپنے قدموں کو گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور میرے گھر میں داخل ہو گئے' عبیداللہ بیان کرتے ہیں' میں نے یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتائی تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ دوسرا آدمی کون تھا' وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے اس حدیث کے شواہد موجود ہیں جو عنقریب بیان ہوں گے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبدالجبار نے محمد بن اسحاق سے ہمیں بتایا کہ یعقوب بن عتبہ نے عن زہری عن عبیداللہ بن عبداللہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو آپ کا سر درد کر رہا تھا اور مجھے بھی سر درد کی شکایت تھی' میں نے کہا ہائے میرا سر' آپ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ مجھے بھی سر درد کی شکایت ہے۔ پھر فرمایا اگر تو مجھ سے پہلے مر جائے تو تجھے کچھ ضرر نہ ہوگا' میں تیرے معاملے کو سنبھال لوں گا' تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا' میں نے کہا خدا کی قسم میرا خیال ہے اگر ایسا ہو تو آپ میرے گھر میں دن کے پچھلے پہر اپنی بعض عورتوں سے خلوت کریں گے' تو رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے' پھر آپ کا درد بڑھ گیا اور آپ اپنی بیویوں کے ہاں چکر لگا رہے تھے کہ حضرت میمونہ کے گھر درد نے آپ پر غلبہ پا لیا' تو آپ کے گھر والے آپ کے پاس جمع ہو گئے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کو ذات الجنب ہے۔ آؤ ہم آپ کو دوا دیتے ہیں' پس انہوں نے آپ کو دوا دی تو آپ کو افاقہ ہو گیا' آپ

نے فرمایا کس نے دوا دی ہے؟ لوگوں نے کہا آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خدشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب کی تکلیف ہے' آپ نے فرمایا یہ تکلیف شیطان کی طرف سے تھی' اور اللہ تعالیٰ اسے مجھ پر مسلط نہیں کرے گا۔ اور گھر کے تمام آدمیوں کو' میرے چچا کے سوا تم دوائی دے دو' پس گھر کے تمام آدمیوں کو دوائی دی گئی' حتیٰ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو بھی دوائی دی گئی' جو روزے دار تھیں' اور یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوا' پھر آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت طلب کی کہ میرے گھر میں آپ کا علاج ہو تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی' پس آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان جس کا آپ نے نام نہیں لیا اپنے قدموں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے باہر نکل گئے۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ دوسرے آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ عقیل نے ابن شہاب سے میرے پاس بیان کیا کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا درد بڑھ گیا تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت لی کہ میرے گھر میں آپ کا علاج ہو' تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی' تو آپ دو آدمیوں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے باہر نکل گئے' عبیداللہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کی اطلاع دی' تو انہوں نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ دوسرا آدمی کون تھا جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا' میں نے کہا نہیں' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے تو آپ کا درد شدت اختیار کر گیا۔ آپ نے فرمایا مجھ پر ایسے سات مشکیزے ڈالو جن کے ڈاٹ کھلے ہوئے نہ ہوں تا کہ میں لوگوں کو وصیت کروں' پس ہم نے آپ کو آپ کی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لگن میں بٹھا دیا' پھر ہم آپ پر ان مشکیزوں سے پانی ڈالنے لگے' یہاں تک کہ آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرنے لگے کہ تم نے کام کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر آپ لوگوں کے پاس چلے گئے اور انہیں نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔

اور اسی طرح بخاری نے اپنی صحیح کے دوسرے مقامات پر اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مسلم نے زہری کے طرق سے اسے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الموت میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا' میں کل کہاں ہوں گا' آپ کی مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن سے تھی' پس آپ کی ازواج نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں' پس آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ گئے' حتیٰ کہ انہی کے ہاں آپ کی وفات ہوئی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' آپ کی وفات اس روز ہوئی جس روز میرے گھر آپ کی باری ہوتی تھی' اور اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی کہ آپ کا سر میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا اور آپ کا لعاب دہن' میرے لعاب دہن سے مخلوط ہو چکا تھا۔ آپ فرماتی ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما آئے تو ان کے پاس مسواک تھی جس سے وہ دانتوں کو مسواک کر رہے تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا تو میں نے انہیں کہا اے عبدالرحمٰن مجھے یہ مسواک دے دیجیے تو انہوں نے مجھے وہ

مسواک دے دی تو میں نے اسے دانتوں سے کاٹا اور چبایا اور رسول اللہ ﷺ کو دے دی' تو آپ نے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے اس سے مسواک کی' بخاری اس طریق سے اس کے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہمیں بتایا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ ابن الہاد نے عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور میں حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کے لیے موت کی شدت کو ناپسند نہیں کرتی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ یونس نے ہمیں ابن شہاب سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ عروہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے' تو معوذات پڑھ کر اپنے آپ پر پھونک مارتے اور اپنے ہاتھ سے اسے پونچھتے' پس جب آپ اس درد سے بیمار ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں وہ معوذات پڑھ کر آپ پر پھونک مارتی جو آپ پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے اسے پونچھتی۔ اور مسلم نے اسے ابن وہب کی حدیث سے یونس بن یزید ایلی سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے' اور الفلاس اور مسلم نے محمد بن حاتم سے روایت کی ہے۔ اور صحیحین میں ابی عوانہ کی حدیث سے عن فراس عن شعبی عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس اکٹھی ہو گئیں اور ان میں سے کوئی بیوی پیچھے نہ رہی۔ پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں جو اپنے باپ کی چال' چل رہی تھیں' آپ نے فرمایا میری بیٹی خوش آمدید۔ پھر آپ نے انہیں اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھا لیا' پھر آپ نے ان سے کسی بات کی سرگوشی کی تو آپ رو پڑیں' پھر آپ نے ان سے سرگوشی کی تو مسکرا پڑیں' میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو راز کے لیے مخصوص کیا ہے' اور آپ روتی ہیں' پس جب آپ کھڑی ہوئیں تو میں نے کہا مجھے بتائیے رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی کی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش کرنے کی نہیں' پس جب آپ وفات پا گئے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا' میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ مجھے کب بتائیں گی' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اب بتائے دیتی ہوں' آپ نے فرمایا' پہلی بار آپ نے جو مجھ سے سرگوشی کی اس میں بتایا کہ حضرت جبریل ہر سال مجھے قرآن کا ایک دور کرایا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھے دو بار دور کرایا ہے اور میرے خیال میں یہ اس وجہ سے ہے کہ میری موت قریب ہے پس اللہ سے ڈر اور صبر کر' میں تمہارا بہترین سلف ہوں' پس میں رو پڑی۔ پھر آپ نے مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ تو عالمین کی عورتوں یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو' تو میں مسکرا پڑی۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی طرق سے مروی ہے۔

امام بخاری نے عن علی بن عبداللہ عن یحییٰ بن سعید القطان عن سفیان ثوری عن موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہا عن عبیداللہ بن عبداللہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے مرض میں دوا دی تو آپ ہمیں اشارہ کرنے لگے کہ مجھے دوا نہ دو' ہم نے کہا جس طرح مریض دوا کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح آپ یہ بات کر رہے ہیں' پس جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا' کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا' کہ مجھے دوا نہ دو' ہم نے کہا آپ نے یہ بات ایسے ہی کہی تھی جیسے مریض دوا کو ناپسند کرتا

ہے۔ آپ نے فرمایا گھر کے تمام آدمیوں کو سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دوا دی جائے۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی الزناد نے اسے عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ عن النبی ﷺ روایت کیا ہے اور بخاری بیان کرتے ہیں کہ یونس نے زہری سے بیان کیا کہ عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' کہ رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں فرمایا کرتے تھے:

''اے عائشہؓ! میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں' جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا' اور اس وقت مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس زہر سے میرا اندرونہ کٹ گیا ہے''۔

بخاری نے اسے معلق بیان کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی بکر بن محمد بن احمد بن یحییٰ الاشقر عن یوسف بن موسیٰ عن احمد بن صالح عن عنبسہ عن یونس بن یزید ایلی عن زہری مدد دی ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالجبار نے ہمیں عن ابی معاویہ عن اعمش عن عبداللہ بن مرہ عن ابی الاحوص عن عبداللہ بن مسعود خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر میں نو قسمیں کھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے ہیں تو مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں ایک قسم کھاؤں کہ آپ شہید نہیں ہوئے اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا ہے اور شہید بنایا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے بحوالہ ابوحمزہ ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے زہری سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے مجھے بتایا' اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین آدمیوں میں سے ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی تھی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس درد میں جس میں آپ کی وفات ہوئی' رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر نکلے تو لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن رسول اللہ ﷺ نے کیسے صبح کی۔ آپ نے کہا آپ نے اچھی حالت میں صبح کی تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ خدا کی قسم تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا' اور قسم بخدا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں' آپ اس درد سے عنقریب فوت ہو جائیں گے اور میں موت کے وقت بنی عبدالمطلب کے چہروں کو پہچان لیتا ہوں' ہماری طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیے اور آپ سے دریافت کیجیے کہ یہ امر کن لوگوں میں ہوگا؟ اگر وہ ہم میں ہوا تو ہمیں وہ معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر ہمارے غیروں میں ہوا تو وہ بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ پس ہمیں وصیت کیجیے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم اگر ہم نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور آپ نے ہمیں اس سے روک دیا تو لوگ اسے آپ کے بعد ہمیں نہیں دیں گے۔ اور خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت نہیں کروں گا' بخاری اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے سلیمان احول سے بحوالہ سعید بن جبیر بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعرات کو کہا' کہ جمعرات کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تو آپ نے فرمایا' میرے پاس آؤ' میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں' جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ پس انہوں نے باہم کشاکش کی۔ اور نبیؐ کے پاس کشاکش نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے آپ سے بات سمجھنے کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی حالت یوں معلوم ہو رہی ہے

کہ آپ چھوڑے[1] جا رہے ہیں' پس وہ آپ کے پاس سے واپس چلے گئے' تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو' میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو۔ پس آپ نے تین باتوں کی وصیت کی۔ فرمایا مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو' اور جس طرح میں وفد کی دیکھ بھال کرتا ہوں اسی طرح تم بھی وفد کی دیکھ بھال کرو۔ اور تیسری بات کے بارے میں آپ نے سکوت اختیار کر لیا' یا راوی کہتا ہے کہ میں اسے بھول گیا ہوں۔

اور بخاری نے اسے ایک اور مقام پر روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں زہری سے عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا' تو گھر میں کچھ لوگ تھے' آپ نے فرمایا آؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے' ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے' ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے' پس گھر والوں میں اختلاف ہو گیا اور وہ جھگڑ پڑے' پس ان میں سے بعض کہتے کہ قریب کرو' وہ تمہیں تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ اور ان میں بعض کچھ اور بات کہتے' پس جب انہوں نے اختلاف اور بے سوچے سمجھے بولنا زیادہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کھڑے ہو جاؤ۔ عبیداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے درمیان اور ان کے لیے یہ تحریر لکھنے کے درمیان ان کا اختلاف اور شور حائل ہو گیا ہے۔ اور مسلم نے اسے محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عبدالرزاق سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور بخاری نے اسے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر معمر اور یونس کی حدیث سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے۔

اس حدیث سے شیعہ اور دیگر اہل بدعت کے بعض کم فہم لوگوں کو وہم ہو گیا ہے اور وہ سب کے مدعی ہیں کہ آپ اس تحریر میں وہ بات لکھنا چاہتے تھے جسے وہ اپنی گفتگو میں آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں' اور اسی کو محکم کا ترک کرنا اور متشابہ سے تمسک کرنا کہتے ہیں' اور اہل سنت محکم سے تمسک کرتے ہیں اور متشابہ کو رد کرتے ہیں اور یہی راسخین فی العلم کا طریقہ ہے' جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی صفت بیان کی ہے۔ اور اس مقام پر بہت سے گمراہوں کے قدم لغزش کھا گئے ہیں اور اہل سنت کا مذہب صرف حق کی اتباع کرنا ہے اور وہ اسی کے ساتھ گردش کرتے ہیں' اور جس بات کو رسول اللہ ﷺ لکھنا چاہتے تھے اس کی تصریح احادیث صحیحہ میں بیان ہوئی ہے جس سے آپ کی مراد واضح ہو جاتی ہے۔

---

[1] ماشانہ یھجر کے ترجمہ میں اہل تشیع نے جو گل کھلائے ہیں وہ سراسر زیادتی ہے اور ان کا ترجمہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان کو داغدار کرنے والا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا ہے اور جو حضرت نبی کریم ﷺ کے اس قدر جان نثار اور فدائی تھے کہ آپ کے تھوک کو بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے ان کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات میں یہ کہا کہ آپ نعوذ باللہ بکواس کر رہے ہیں کس قدر ظلم کی بات ہے نعوذ بالله منها مائة الف مرة' ہم نے ایسا ترجمہ کیا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان کے لائق ہے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ مؤمل نے ہم سے بیان کیا کہ نافع نے ہم سے بحوالہ ابن عمر جمحی بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی ملیکہ نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو وہ تکلیف ہوئی جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے [illegible] کے بیٹے کو میرے پاس بلاؤ تاکہ حضرت ابوبکر کے معاملے میں کوئی طامع طمع نہ کرے اور نہ کوئی تمنا کرنے والا اس کی تمنا کرے۔ پھر دوبار فرمایا: اللہ تعالیٰ اور مومنین بھی اس سے انکار کریں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پس اللہ تعالیٰ اور مومنین نے اس سے انکار کیا۔ احمد اس طریق سے اس کی روایت میں منفرد ہیں۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر قرشی نے ابن ابی ملیکہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت گراں ہوگئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے فرمایا کہ میرے پاس شانہ یا تختی لاؤ تاکہ میں حضرت ابوبکر کے لیے تحریر لکھ دوں جس پر کوئی شخص اختلاف نہ کرے' پس جب عبدالرحمٰن یہ کام کرنے گئے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ اور مومنین نے تیرے بارے میں اختلاف کرنے سے انکار کیا ہے۔ احمد اسی طرح اس روایت کے بیان میں بھی منفرد ہیں۔ اور بخاری نے یحییٰ بن یحییٰ سے عن سلیمان بن بلال عن یحییٰ بن سعید عن القاسم بن محمد بن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کی طرف پیغام بھیجنے کا ارادہ کیا ہے' پس میں دیکھتا ہوں کہ باتیں کرنے والے باتیں کریں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ انکار کرے گا۔ یا مومنین رد کریں گے یا اللہ تعالیٰ رد کرے گا اور مومنین انکار کریں گے' اور صحیح بخاری اور مسلم میں ابراہیم بن سعد کی حدیث سے جو اس کے باپ سے عن جبیر بن مطعم عن ابیہ مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ آپ کے پاس آئے' اس نے عرض کیا اگر میں آؤں اور آپ موجود نہ ہوں۔ گویا وہ آپ کی موت کی بات کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر تو مجھے موجود نہ پائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ جانا' یہ بات ظاہر ہے۔ واللہ اعلم۔ کہ اس نے حضور ﷺ کو یہ بات اس مرض میں کہی جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

اور حضور ﷺ نے جمعرات کے روز اپنی وفات سے پانچ روز قبل ایک عظیم خطبہ دیا جس میں دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو واضح کیا' حالانکہ آپ ان کے متعلق وضاحت سے فرما چکے تھے کہ وہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی امامت کریں' جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا کہ آپ نے ان سب کی موجودگی میں یہ بات کہی تھی اور شاید آپ کا یہ خطبہ' اس تحریر کے بدلہ میں تھا جو آپ لکھنا چاہتے تھے۔ اور آپ نے اس شاندار خطبہ سے قبل غسل فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ پر ایسے سات مشکیزوں کا پانی ڈالا جن کے ڈاٹ کھولے نہیں گئے تھے۔ اور یہ بات سات سے شفا طلب کرنے کے بارے میں ہے جیسا کہ اس مقام کے علاوہ احادیث میں بیان ہوا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ حضور ﷺ نے غسل فرمایا پھر باہر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر ان سے خطاب کیا جیسا کہ قبل ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

اس بارے میں بیان ہونے والی احادیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں خبر دی کہ اصم نے ہمیں احمد بن عبدالجبار سے عن یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق

عن زہری عن ایوب بن بشیر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا: مجھ پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزوں کا پانی ڈالو' تاکہ میں باہر نکلوں اور لوگوں کو وصیت کروں' تو انہوں نے ایسے ہی کیا' تو آپ باہر نکلے اور منبر پر بیٹھے اور آپ نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد سب سے پہلے اصحاب اُحد کا ذکر کیا اور ان کے لیے بخشش طلب کی اور دعا کی پھر فرمایا اے گروہ مہاجرین' تم میں اضافہ ہو رہا ہے' اور انصار اپنی ہیئت پر ہیں ان میں اضافہ نہیں ہو رہا اور وہ میری راز کی جگہ ہیں' جس کی میں نے پناہ لی ہے' پس ان کے کریم کی تکریم کرو اور ان کے خطا کار سے درگزر کرو' پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! اللہ کے ایک بندے کو اللہ نے دنیا کے درمیان اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے اور اس نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے پسند کر لیا ہے' پس لوگوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو سمجھا اور رو پڑے اور عرض کیا' بلکہ ہم اپنی جانوں اموال' اور اولاد کو آپ پر قربان کر دیں گے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آہستہ اور باوقار رہو مسجد میں ان کھلنے والے دروازوں کی طرف دیکھو' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے آنے والے دروازے کے سوا سب دروازوں کو بند کر دو۔ مجھے کسی آدمی کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ صحبت کے لحاظ سے اس سے بہتر ہو' یہ حدیث مرسل ہے اور اس کے بہت سے شواہد ہیں۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ مجھ سے فروہ بن زید بن طوس نے عن عائشہ بنت سعد عن ام ذرہ عن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر پر کپڑے کی ایک دھجی باندھے باہر آئے اور جب منبر پر ٹک کر بیٹھ گئے تو لوگوں نے منبر کو گھیر لیا تو آپ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت کو' میں حوض پر کھڑا ہوں گا پھر آپ نے تشہد پڑھا اور تشہد کے بعد آپ نے سب سے پہلے جو بات کی وہ یہ تھی کہ آپ نے شہداء احد کے لیے بخشش طلب کی پھر فرمایا اللہ کے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا گیا تو اس بندے نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے پسند کر لیا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور ہم آپ کے رونے سے متعجب ہوئے اور آپ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' ہم اپنے آباء' امہات اور اپنی جانوں اور مالوں کو آپ پر قربان کر دیں گے اور جس بندے کو اختیار دیا گیا وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کو بہتر جانتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ آپ سے کہنے لگے آہستہ اور باوقار رہو۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے عن سالم ابی النضر عن بشر بن سعید عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے' اور اس بندے نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے پسند کر لیا ہے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم آپ کے رونے سے بہت متعجب ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کسی بندے کے متعلق بتا رہے ہیں' اور جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے' اور حضرت ابوبکر آپ کو ہم سے بہتر سمجھتے تھے' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی صحبت اور مال سے' سب لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے بھلائی کی ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو دوست بنانے والا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا لیکن اسلام دوستی اور محبت رہے گی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کے دروازے کے سوا مسجد کے سب دروازوں کو بند کر دیا جائے اور اسی طرح امام بخاری نے اس حدیث کو ابی عامر العقدی کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پھر امام احمد نے اسے عن یونس عن فلیح عن سالم ابن النضر عن عبید بن حنین و بشر بن سعید عن ابی سعید روایت کیا ہے' اور اسی طرح بخاری اور مسلم نے اسے فلیح اور مالک بن انس کی حدیث سے عن سالم عن بشر بن سعید و عبید بن حنین روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسی طرح ابی سعید سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہم سے عن عبدالملک عن ابن ابی المعلی عن ابیہ بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ ایک بندے کو اس کے رب نے اس بات کے درمیان کے وہ جب تک چاہے دنیا میں زندہ رہے اور جو وہ دنیا سے کھانا چاہتا ہے کھائے اور اپنے رب کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا' تو اس بندے نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کہنے لگے کیا تم اس بوڑھے سے تعجب نہیں کرتے' رسول اللہ ﷺ نے ایک نیک بندے کا ذکر کیا ہے جسے اس کے رب نے دنیا میں باقی رہنے کے درمیان اور اپنے رب کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا تھا تو اس نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کر لیا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کے قول کو ان سے بہتر جانتے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ ہم اپنے اموال اور بیٹوں کو آپ پر قربان کر دیں گے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں جس نے ابن ابی قحافہ سے بڑھ کر اپنی صحبت اور مال سے' مجھ سے بھلائی کی ہو اور اگر میں کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کو دوست بناتا' لیکن محبت اخوت اور ایمان کی دوستی رہے گی۔ یہ بات آپ نے دو بار فرمائی اور تمہارا صاحب' اللہ عزوجل کا دوست ہے' احمد اس روایت کے بیان میں متفرد ہیں اور محدثین بیان کرتے ہیں کہ صحیح نام ابوسعید بن المعلی ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ زکریا بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن عمرو الرقی نے ہم سے عن زید بن ابی انیسہ عن عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن حارث بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو وفات پانے سے پانچ روز قبل فرماتے سنا کہ۔ تم میں سے میرے بھائی اور دوست بھی ہیں اور میں ہر دوست کی دوستی سے برأت کا اظہار کرتا ہوں' اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا اور بلاشبہ میرے رب نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح دوست بنایا ہے اور تم سے پہلے کچھ لوگ تھے جو اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے' پس تم قبور کو سجدہ گاہ نہ بناؤ اور میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں اسی طرح اسحاق بن راہویہ سے روایت کیا ہے اور یہ دن آپ کی وفات سے پانچ روز قبل جمعرات کا دن تھا' جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قبل ازیں اس کا ذکر کیا ہے اور ہم نے اس خطبہ کو' ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن محمد المقری نے ہمیں بتایا کہ حسن بن محمد بن اسحاق نے ہمیں خبر دی کہ یوسف بن یعقوب ابن عوانہ السفرائینی نے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ میں نے یعلیٰ بن حکیم کو عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے سنا کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس

میں آپ سر پر کپڑے کی دھجی باندھے نکلے اور منبر پر چڑھ کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ لوگوں میں سے کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجھ سے اپنی جان اور مال سے بھلائی نہیں کی اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا' لیکن اسلام دوستی سب سے بہتر ہے مسجد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں' بخاری نے اسے عن عبید اللہ بن محمد الجعفی عن وہب بن جریر بن حازم عن ابیہ روایت کیا' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ مسجد کی طرف کھلنے والی کھڑکیوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں' اس میں آپ کی خلافت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے' تاکہ آپ وہاں سے مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لیے جایا کریں' اور اسی طرح بخاری نے اسے عن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حنظلہ بن الغسیل عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ جس مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ اس میں اپنے سر پر ایک میلی پٹی باندھے ہوئے اور اپنے کندھوں پر ایک چادر لپیٹے ہوئے نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے اور پھر اس خطبہ کا ذکر کیا ہے اور اس میں ان وصایا کو بیان کیا ہے جو آپؐ نے انصار کو کیں یہاں تک کہ آپ نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نشست تھی' حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ تھا جو آپ نے دیا۔ اور بخاری نے ایک اور طریق سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غریب اسناد اور غریب الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے' حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ ابن ابی قماش' محمد بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن اسماعیل ابو عمران الجبلی نے ہم سے بیان کیا کہ معن بن عیسیٰ القزاز نے عن الحارث بن عبدالملک بن عبداللہ بن اناس اللیثی عن القاسم بن یزید بن عبداللہ بن قسیط عن ابیہ عن عطاء عن ابن عباس عن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو آپ کو شدید بخار تھا اور آپ نے اپنے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی' آپؐ نے فرمایا فضل میرا ہاتھ پکڑ یئے میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا یہاں تک کہ آپ منبر پر بیٹھ گئے' پھر فرمایا فضل! لوگوں میں منادی کر دو' تو میں نے اکٹھے ہونے کا اعلان کر دیا اور لوگ اکٹھے ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا اما بعد اے لوگو! میرے تم سے پیچھے رہنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور تم مجھے اس جگہ پر ہرگز نہیں دیکھو گے اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے سوا مجھے کوئی کفایت کرنے والا نہیں یہاں تک کہ تم میں اس کی تعیین و تعدیل کر دوں' آگاہ رہو' میں نے جس شخص کی پشت پر کوڑا مارا ہے وہ میری اس پشت سے قصاص لے لے' اور میں نے جس کا مال لیا ہے وہ اس مال سے اسے لے سکتا ہے اور میں نے جس کی بے عزتی کی ہے وہ مجھ سے اس کا قصاص لے لے' اور کوئی یہ نہ کہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی سے ڈرتا ہوں' آگاہ رہو' دشمنی کرنا میری عادت نہیں' اور تم میں سے وہ شخص مجھے زیادہ محبوب ہے کہ اگر اس کا میرے ذمے کوئی حق ہے تو وہ مجھ سے لے لیتا ہے یا میرے لیے جائز قرار دے دیتا ہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ میرے ذمے کسی کی کوئی بے انصافی نہ ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے ایک آدمی نے اٹھ کر کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے تین دراہم آپ کے ذمہ ہیں' آپ نے فرمایا' میں نہ قائل کی تکذیب کرتا ہوں اور نہ جو میرے ذمے تیرے دراہم ہیں اس پر قسم کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اس نے کہا کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ کے پاس سے ایک سائل گزرا تو آپ نے مجھے حکم دیا اور میں نے اسے تین دراہم دیئے' آپ نے

فرمایا اے فضل اسے تین دراہم دے دو' راوی بیان کرتا ہے پھر وہ آپ کے حکم سے بیٹھ گیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی پہلی بات کو دہرایا اور فرمایا اے لوگو! جس کے پاس کوئی خیانت کی چیز ہو وہ اسے واپس کر دے' تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تین دراہم ہیں جنہیں میں نے فی سبیل اللہ خیانت سے حاصل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے انہیں خیانت سے کیوں حاصل کیا' اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت تھی آپ نے فرمایا فضل اس سے تین دراہم لے لو' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی پہلی بات دہرائی اور فرمایا جو شخص اپنے دل میں کوئی خلجان محسوس کرتا ہے وہ کھڑا ہو جائے میں اس کے لیے اللہ سے دعا کروں گا تو ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میں منافق جھوٹا اور منحوس ہوں' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شخص تیرا برا ہو اللہ نے تیری پردہ پوشی کی ہے' کاش تو اپنی پردہ پوشی کرتا' رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے ابن الخطاب ٹھہریئے' دنیا کی رسوائی آخرت کے مقابلہ میں بہت ہیچ ہے' اے اللہ! اسے صدق و ایمان عطا فرما اور جب وہ چاہے اس سے نحوست کو دور فرما دے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں عمرؓ کے ساتھ ہوں اور عمرؓ میرے ساتھ ہے اور میرے بعد حق عمرؓ کے ساتھ ہے اور اس حدیث کے متن اور اسناد میں شدید غرابت پائی جاتی ہے۔

آپ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دینا کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائیں:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ابن اسحاق سے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام نے اپنے باپ سے عن عبداللہ بن ہشام عن ابیہ عن عبداللہ بن زمعۃ بن الاسود بن المطلب بن اسد مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہو گیا تو میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کے پاس موجود تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان دی اور فرمایا مشورہ دیجیے لوگوں کو کون نماز پڑھائے' راوی بیان کرتا ہے' میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں موجود ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہیں' میں نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ راوی بیان کرتا ہے آپ کھڑے ہو گئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آواز سن لی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز آدمی تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان اس بات سے انکار کریں گے' اللہ اور مسلمان اس بات سے انکار کریں گے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس نماز کے پڑھ لینے کے بعد آئے پس انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی' اور عبداللہ بن زمعہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا اے ابن زمعہ' تیرا برا ہو تو نے یہ کیا کیا' خدا کی قسم جب تو نے مجھے حکم دیا تو میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں نماز نہ پڑھاتا' راوی کہتا ہے میں نے کہا' خدا کی قسم مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم نہیں دیا' لیکن جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا تو میں نے حاضرین میں سے آپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا ... اسی طرح ابوداؤد نے اسے ابن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ زہری نے مجھ سے بیان کیا' اور مجھ سے اس حدیث کو بیان کیا ... اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی فدیک نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن یعقوب ... بن عبدالرحمن بن اسحاق عن ابن شہاب

عن عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن زمعہ نے اسے یہ حدیث بتائی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کی آواز سنی تو ابن زمعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے یہاں تک کہ آپ نے اپنے حجرے سے اپنا سر نکالا اور پھر فرمایا نہیں' نہیں' ابن ابی قحافہ کے سوا کوئی شخص لوگوں کو نماز نہ پڑھائے' آپ نے یہ بات ناراضگی کی حالت میں فرمائی۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے میرے باپ نے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ ابراہیم ہم سے بیان کیا' اسود بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہ ہم نے مواظبت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی تو نماز کا وقت آ گیا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو آپ نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے' آپ سے گزارش کی گئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین آدمی ہیں' جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز پڑھانے کی سکت نہیں پائیں گے' تو آپ نے دوبارہ وہی بات کی تو انہوں نے بھی آپ کو دوبارہ وہی بات کہی تو آپ نے سہ بارہ وہی بات کہی اور فرمایا بلاشبہ تم یوسف کی ساتھی عورتیں ہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دل میں کچھ سکون پایا اور آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر نکلے' گویا میں آپ کے پاؤں کو دیکھ رہی ہوں' جو تکلیف سے گھسٹتے جا رہے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہونا چاہا تو حضور ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں۔ پھر آپ آ کر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے' اعمش سے پوچھا گیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے اپنے سر کے اشارے سے کہا' ہاں! پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوداؤد نے شعبہ سے اس کا ایک حصہ روایت کیا ہے اور ابومعاویہ نے بحوالہ اعمش اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اور امام بخاری نے اپنی کتاب کے کئی مقامات پر اسے روایت کیا ہے۔ اور مسلم' نسائی اور ابن ماجہ نے متعدد طرق سے اعمش سے اس کی روایت کی ہے' ان میں سے وہ طریق بھی ہے جسے بخاری نے عن قتیبہ و مسلم عن ابی بکر بن ابی شیبہ و یحییٰ بن یحییٰ عن ابی معاویہ روایت کیا ہے' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عبداللہ نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے بتایا آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بار بار بات کی اور میں بار بار یہ بات اس لیے دہراتی تھی کہ مجھے خدشہ تھا کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بدشگونی لیں گے اور مجھے یہ بھی علم تھا کہ جو شخص بھی آپ کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اس سے بدشگونی لیں گے۔ پس میں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر کسی اور آدمی کی طرف رجوع کر لیں۔

اور صحیح مسلم میں عبدالرزاق کی حدیث سے معمر سے بحوالہ زہری مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حمزہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے بتایا آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے تو فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی ہیں' جب وہ قرآن پڑھیں گے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکیں گے۔ کاش آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا' کسی اور آدمی کو حکم دیں' آپ فرماتی ہیں' خدا کی قسم میری یہ ناپسندیدگی اس لیے تھی کہ جو شخص سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اس سے بدشگونی لیں گے' آپ فرماتی ہیں میں نے دو یا تین بار آپؐ سے یہ بات دہرائی تو آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائے' بلاشبہ تم تو یوسف کی ساتھی عورتیں ہو۔ اور صحیحین میں عبدالملک بن عمیر کی حدیث سے عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ عن ابیہ مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوگئے تو آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز پڑھانے کی سکت نہیں پائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دو' بلاشبہ تم تو یوسف کی ساتھی عورتیں ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نماز پڑھائی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے ہمیں موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بحوالہ عبیداللہ بن عبداللہ خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق نہیں بتائیں گی؟ آپ نے جواب دیا بے شک' رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی' تو آپ نے فرمایا' کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں' یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا لگن میں پانی ڈال کر میرے پاس لاؤ' ہم نے ایسے کیا تو آپ نے غسل فرمایا' پھر اٹھنے لگے تو آپ بے ہوش ہو گئے' جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں' یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں' آپؐ نے فرمایا لگن میں میرے لیے پانی رکھو' ہم نے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا پھر آپ اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے' پھر ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں' یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں' آپ فرماتی ہیں لوگ مسجد میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کا نماز عشاء کے لیے انتظار کر رہے تھے' پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی تھے' انہوں نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایئے۔ انہوں نے جواب دیا آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں' تو ان ایام میں آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ سکون محسوس کیا تو دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر ظہر کی نماز کے لیے نکلے' پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہونا چاہا' تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہوں اور ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیں' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے' عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور کہا کیا میں آپ کے سامنے وہ بات پیش نہ کروں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق بتائی ہے۔ انہوں نے فرمایا بیان کرو تو میں نے ان کو بات بتائی تو انہوں نے اس سے کسی چیز کا انکار نہ کیا' ہاں یہ کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے اس آدمی کا نام بتایا تھا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ

تھا' میں نے کہا نہیں' تو انہوں نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور بخاری اور مسلم دونوں نے اسے احمد بن یونس سے بحوالہ زائدہ روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھنے لگے اور وہ کھڑے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر کی نماز پڑھنے لگے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس نماز میں متقدم تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کو آپ کی نماز کے ساتھ وابستہ کر لیا تھا' نیز بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح اسے اسود اور عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے ارقم بن شرحبیل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور اس سے مراد وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ابواسحاق سے عن ارقم بن شرحبیل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو' لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا پھر آپ نے کچھ سکون محسوس کیا تو آپ باہر نکلے اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد کو محسوس کیا تو آپ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ کو اشارہ کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور وہاں سے آیت کو پڑھنا شروع کیا جہاں تک حضرت ابوبکرؓ پہنچے تھے۔ پھر اسی طرح امام احمد نے اسے وکیع سے عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ارقم عن ابن عباس اس سے بھی طویل تر روایت کیا ہے۔ اور ایک دفعہ وکیع نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ کی اقتداء کرتے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کرتے تھے۔

اور ابن ماجہ نے اسے عن علی بن محمد عن وکیع عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ارقم بن شرحبیل' عن ابن عباس اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ شبابہ بن سوار نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن نعیم بن ابی ہند عن ابی وائل عن مسروق عن عائشہؓ ہم سے بیان کیا' کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس میں آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی' اور ترمذی اور نسائی نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ بکر بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے شعبہ بن حجاج کو عن نعیم بن ابی ہند عن ابی وائل عن مسروق عن عائشہ روایت کرتے سنا کہ حضرت ابوبکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ صف میں تھے۔

اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن الفضل القطان نے ہمیں خبر دی کہ عبداللہ بن جعفر نے ہمیں بتایا کہ یعقوب بن سفیان نے ہمیں خبر دی کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے عن سلیمان الاعمش عن ابراہیم عن الاسود عن عائشہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح اسے حمید نے انس بن مالک اور یونس سے بحوالہ حسن مرسل روایت کیا ہے' پھر انہوں نے اسے ہشیم کے طریق سے مدد دی ہے کہ یونس نے ہمیں بحوالہ حسن خبر دی' ہشیم بیان کرتے ہیں کہ حمید نے ہمیں بحوالہ انس بن مالک خبر دی کہ حضرت نبی کریم ﷺ باہر نکلے تو حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے' پس آپ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے دونوں پلوؤں کو مخالف سمتوں میں ڈالا ہوا تھا' پس آپ نے ان کی نماز کی اقتداء کی۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں بتایا کہ عبید بن شریک نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی مریم نے ہمیں خبر دی کہ جعفر بن محمد نے ہمیں بتایا کہ مجھے حمید نے بتایا کہ اس نے حضرت انس کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے کو لپیٹ کر جو آخری نماز لوگوں کے ساتھ پڑھی وہ حضرت ابوبکر کے پیچھے پڑھی' میں کہتا ہوں یہ اسناد جید ہے جو صحیح کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اسے بیان نہیں کیا اور یہ تقیید اچھی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز تھی جو آپ نے لوگوں کے ساتھ پڑھی۔

اور امام بیہقی نے سلیمان بن بلال اور یحییٰ بن ایوب کے طریق سے حمید سے بحوالہ انس بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں اس کے دونوں پلوؤں کو مخالف سمتوں میں ڈال کر حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی' اور جب آپ نے اٹھنا چاہا تو فرمایا کہ اسامہ بن زید کو میرے پاس بلاؤ' پس وہ آئے تو انہوں نے آپ کی پشت کو اپنے سینے کا سہارا دیا اور یہ آخری نماز تھی جو آپ نے پڑھی' اس لیے کہ سوموار کے روز چاشت کے وقت آپ کا وفات پانا ثابت ہے۔ اور یہی بات بیہقی نے بیان کی ہے جسے مسلم نے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی سے اخذ کیا ہے اس نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح ابوالاسود نے بحوالہ عروہ روایت کی ہے اور یہ ضعیف ہے' بلکہ یہ آپ کی آخری نماز ہے جسے آپ نے لوگوں کے ساتھ پڑھا' جیسا کہ دوسری روایت میں پہلے اس کی تقیید بیان ہو چکی ہے' اور حدیث ایک ہی ہے۔ پس مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا' پھر یہ جائز نہ ہوگا کہ یہ آپ کے یوم وفات سوموار کی صبح کی نماز ہو' کیونکہ آپ نے اس نماز کو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھا بلکہ اپنے گھر میں پڑھا ہے۔ کیونکہ آپ کو ضعف ہو گیا تھا۔ اور اس کی دلیل امام بخاری کا وہ قول ہے جسے انہوں نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں زہری سے خبر دی کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے بتایا' اور آپ حضرت نبی کریم کے تابعدار' خادم اور مصاحب تھے' کہ جس تکلیف میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس میں حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور جب سوموار کا دن آیا اور وہ لوگ نماز میں صف بستہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور آپ کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھ رہے تھے گویا آپ کا چہرہ مصحف کا ورق ہے' آپ مسکرا رہے تھے' پس ہم نے حضرت نبی کریم ﷺ کی دید کی خوشی سے فتنہ میں پڑنے کا ارادہ کر لیا۔ اور حضرت ابوبکر اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ گئے تاکہ صف کو نماز پڑھائیں اور خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے آنے والے ہیں' پس آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ اپنی نماز کو پورا کرو اور پردہ ڈال دیا اور اسی روز وفات پا گئے۔

اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ' صبیح بن کیسان اور معمر کی حدیث سے زہری سے بحوالہ انس روایت کیا ہے' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز نے بحوالہ انس بن مالک ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دن باہر نہیں نکلے' پس نماز کھڑی ہوگئی اور حضرت ابوبکر آگے ہو گئے اور کہا اے اللہ کے نبی آپ پر پردہ لازم ہے تو آپ نے پردہ کو اٹھا دیا اور جب حضرت نبی کریم ﷺ کا چہرہ نمایاں ہوا تو ہم نے حضرت نبی کریم ﷺ کے چہرے کے منظر سے بہتر منظر نہیں دیکھا' اور حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے حضرت ابوبکر کو آگے ہونے کا اشارہ کیا اور پردہ ڈال دیا' پھر آپ نے پردہ اٹھانے کی ہمت نہیں پائی' حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور مسلم نے اسے عبدالصمد بن

عبدالوارث کی حدیث ہے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح تر دلیل ہے کہ آپ نے سوموار کی صبح کی نماز لوگوں کے ساتھ نہیں پڑھی اور آپ لوگوں سے منقطع ہو چکے تھے اور تین روز ان کے پاس نہیں گئے اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ آپ نے جو آخری نماز لوگوں کے ساتھ پڑھی وہ ظہر کی نماز تھی جیسا کہ حضرت عائشہ کی متقدم الذکر حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے اور یہ جمعرات کا دن ہوگا نہ کہ ہفتہ یا اتوار کا' جیسا کہ بیہقی نے اسے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی سے بیان کیا۔ جو ضعیف ہے۔ نیز ہم اس کے بعد آپ کے خطبہ کو پہلے بیان کر چکے ہیں اس لیے کہ آپ لوگوں سے جمعہ' ہفتہ اور اتوار کا دن منقطع رہے اور یہ پورے تین دن ہیں اور زہری نے ابوبکر بن ابی سبرہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے انہیں سترہ نمازیں پڑھائیں' اور دوسروں نے بیس نمازیں بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم۔ پھر سوموار کی صبح کو آپ کا چہرہ ان کے لیے نمایاں ہوا اور آپ نے انہیں نگاہ سے الوداع کہا' قریب تھا کہ وہ اس سے فتنہ میں پڑ جاتے۔ پھر یہ ان کے عوام کی آپ سے آخری ملاقات تھی جو بزبان حال کہہ رہے تھے' جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

میں تو ایک پل کی جدائی کو بھی موت کی طرح دیکھتا تھا' پس اس جدائی کی کیا کیفیت ہوگی جس کی وعدہ گاہ حشر ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ حافظ بیہقی نے اس حدیث کو ان دو طریقوں سے بیان کیا ہے پھر کہا ہے کہ اس کا ماحصل یہ ہے کہ شاید حضور علیہ السلام پہلی رکعت میں ان سے حجاب میں ہو گئے ہوں' پھر دوسری رکعت میں باہر نکل کر حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی ہو' جیسا کہ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے اور حضرت انس بن مالک پر یہ بات مخفی رہی ہو یا انہوں نے کچھ حدیث بیان کر دی ہو اور کچھ سے خاموشی اختیار کر لی ہو۔ اور اسے انہوں نے بہت بعید بیان کیا ہے۔ کیونکہ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ آپ نے موت تک پردہ اٹھانے کی سکت نہیں پائی اور ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آپ کی آخری ملاقات تھی' اور صحابی کا قول تابعی کے قول سے مقدم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو نماز میں صحابہ کی امامت کے لیے مقدم کیا جو اسلام کے عملی ارکان میں سے سب سے بڑا رکن ہے' اور شیخ ابوالحسن اشعری بیان کرتے ہیں کہ آپ کا حضرت ابوبکر کو مقدم کرنا دین اسلام کا ایک معلوم بالضرورۃ امر ہے' نیز بیان کرتے ہیں کہ آپ کا حضرت ابوبکر کو مقدم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے' کیونکہ صحیح حدیث سے جس کی صحت پر علماء کا اتفاق ہے' ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والا لوگوں کی امامت کرائے' پس اگر وہ علم قرآن میں برابر ہوں تو سنت کو زیادہ جاننے والا امامت کرائے اور اگر وہ سنت کے علم میں برابر ہوں تو عمر کے لحاظ سے جو سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے اور اگر وہ عمر میں برابر ہوں تو ان میں جو اسلام میں مقدم ہو' وہ امامت کرائے۔

میں کہتا ہوں یہ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جسے سونے کے پانی سے لکھنا چاہیے' پھر یہ تمام صفات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ میں جمع تھیں۔ اور حضور ﷺ کا آپ کے پیچھے ایک نماز پڑھنا' جیسا کہ قبل ازیں ہم صحیح روایات سے بیان کر چکے ہیں' اس کے منافی نہیں جو صحیح میں بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی اقتداء کی' کیونکہ یہ کام ایک دوسری نماز میں ہوا ہے

جیسا کہ امام شافعی وغیرہ ائمہ رحمہم اللہ عز وجل نے بیان کیا ہے۔

فائدہ:

امام مالک' امام شافعی اور علماء کی ایک جماعت نے' جن میں امام بخاری بھی شامل ہیں حضور ﷺ کے بیٹھ کر نماز پڑھنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کھڑے ہو کر آپ کی اقتداء کرنے سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نے جب اپنے بعض اصحاب کو بیٹھ کر نماز پڑھائی تو آپ کا وہ قول منسوخ ہو گیا جو متفق علیہ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کے پہلو پر چوٹ لگی تو لوگوں نے کھڑے ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور جب واپس لوٹے تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم رومیوں اور ایرانیوں کے سے کام کرو گے وہ اپنے بڑے آدمیوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں جبکہ وہ خود بیٹھے ہوتے ہیں۔ نیز فرمایا امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب کھڑا ہو تو کھڑے ہو اور جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھو' وہ بیان کرتے ہیں پھر حضور ﷺ نے مرض الموت میں بیٹھ کر انہیں امامت کرائی اور وہ کھڑے تھے' پس جو کچھ پہلے بیان ہوا ہے' یہ اس کے نسخ پر دال ہے۔ واللہ اعلم

اس استدلال کے جواب میں بہت سی وجوہ کی بناء پر لوگوں نے مختلف قسم کے راستے اختیار کیے ہیں جن کے ذکر کا مقام کتاب الاحکام الکبیر ہوگا۔ ان شاء اللہ

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ لوگ حضور ﷺ کے پہلے حکم کی وجہ سے بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صرف آپ کی جانب سے تبلیغ کے لیے مسلسل کھڑے رہے' اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقیقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی امام تھے' جیسا کہ قبل ازیں بعض رواۃ نے تصریح کی ہے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم ﷺ کے شدید ادب کی وجہ سے آپ سے سبقت نہیں کرتے تھے' بلکہ آپ کی اقتداء کرتے تھے' گویا حضور ﷺ امام الامام تھے' پس اس لیے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی وجہ سے نہیں بیٹھے' کیونکہ وہ کھڑے تھے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس وجہ سے نہیں بیٹھے کہ وہ امام تھے اور وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی حرکات و سکنات اور انتقالات انہیں پہنچا رہے تھے۔ واللہ اعلم

اور بعض لوگوں نے امام کے پیچھے قیام کی حالت میں نماز شروع کرنے کے درمیان اور بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے نماز شروع کرنے کے درمیان فرق کیا ہے پہلی صورت میں مقتدی کھڑا رہے گا' خواہ نماز کے دوران امام بیٹھ جائے جیسا کہ اس حال میں ہوا ہے' اور دوسری صورت میں متقدم حدیث کے مطابق بیٹھنا واجب ہوگا۔ واللہ اعلم

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فعل اور متقدم حدیث قیام کرنے اور بیٹھنے کے جواز پر دلیل ہے۔ اگرچہ پہلی حدیث کے مطابق بیٹھنا اور متاخر فعل کے مطابق کھڑا ہونا جائز ہے۔

آپ کا احتضار اور وفات:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ہم سے عن ابراہیم التیمی عن الحارث بن سوید عن

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں گیا تو آپ کو بخار تھا' پس میں نے آپ کو چھوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو شدید بخار ہے آپ نے فرمایا بے شک مجھے اس طرح بخار ہو جاتا ہے جیسا کہ تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہے' میں نے عرض کیا آپ کو دو اجر ملیں گے فرمایا ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ روئے زمین کے جس مسلمان کو بھی مرض وغیرہ کی تکلیف ہو اللہ اس کی خطاؤں کو اسی طرح ساقط کر دے گا' جس طرح درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے متعدد طرق سے سلیمان بن مہران' اور اعمش سے روایت کیا ہے۔

اور حافظ ابویعلیٰ موصلی اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابی اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن زید بن اسلم عن رجل عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے جسم پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا خدا کی قسم میں آپ کی شدت بخاری کی وجہ سے آپؐ پر ہاتھ رکھنے کی سکت نہیں رکھتا' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم انبیاء کی جماعت کو جس طرح دوگنا اجر ملتا ہے اسی طرح ہماری آزمائش بھی دوگنی ہوتی ہے' ایک نبی کی جوؤں سے آزمائش کی گئی' یہاں تک کہ انہوں نے اسے مار دیا۔ اور اگر ایک آدمی سردی سے آزمایا جائے تو وہ چوغہ لے کر اس میں داخل ہو جاتا ہے اور انبیاء جس طرح آسائش سے خوش ہوتے ہیں اسی طرح آزمائش سے بھی خوش ہوتے ہیں' اس میں ایک مبہم آدمی ہے جسے کلیتاً پہچانا نہیں گیا۔ واللہ اعلم

اور بخاری اور مسلم نے سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج کی حدیث سے روایت کی ہے' اور مسلم اور جریر نے اضافہ کیا ہے اور تینوں نے عن اعمش عن ابی وائل شقیق بن سلمہ عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھا۔ اور صحیح بخاری میں یزید بن الہاد کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہؓ مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان وفات پائی' اور میں حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد شدت موت کو کسی کے لیے ناپسند نہیں کرتی۔ اور ایک دوسری حدیث میں جسے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش والے انبیاء ہوتے ہیں' پھر صالحین' پھر ان سے ملتے جلتے لوگ اور انسان کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اگر اسے اپنے دین میں صلابت ہو تو آزمائش میں اس پر سختی کی جاتی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے سعید بن عبید بن السباق نے محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے اس کے باپ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری سخت ہوگئی تو میں مدینے آیا اور کچھ لوگ بھی میرے ساتھ مدینے آئے اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں گیا اور آپ خاموش ہو چکے تھے اور گفتگو نہیں کرتے تھے' آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے پھر اپنے چہرے پر مارتے' مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ میرے لیے دعا کر رہے ہیں۔ اور ترمذی نے اسے ابی کریب سے عن یونس بن بکیر عن ابن اسحاق بیان کیا ہے اور اسے حسن غریب کہا ہے۔

اور امام مالک اپنے مؤطا میں اسماعیل بن حکیم سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری بات کی وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کا ستیاناس کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ سرزمین عرب میں دو دین باقی نہیں رہیں گے' انہوں نے اسے اسی طرح امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ سے مرسل روایت کیا ہے اور مسلم اور بخاری نے زہری کی حدیث سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی آپ اپنے سیاہ کنارے والا جبہ اپنے چہرے پر ڈال لیتے اور جب بے چین ہوتے تو اسے اپنے چہرے سے ہٹا دیتے۔ راوی بیان کرتا ہے آپ نے اسی حالت میں فرمایا' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کیا آپ اس سے خوفزدہ تھے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی رجا الادیب نے ہمیں خبر دی کہ ابوالعباس اصم نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے اعمش سے بحوالہ جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی وفات سے تین روز قبل فرماتے سنا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھو۔ اور ایک حدیث میں' جیسا کہ مسلم نے اسے اعمش کی حدیث سے ابوسفیان بن طلحہ بن نافع سے بحوالہ جابر بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو آدمی مرے[1] اسے اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن کرنا چاہیے۔ اور ایک دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن کے مطابق ہوتا ہوں' پس اسے میرے بارے میں اچھا ظن رکھنا چاہیے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابوخیثمہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہم سے عن سلیمان التیمی عن قتادہ عن انس بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا' تو آپ کی عام وصیت یہ تھی کہ نماز اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا' یہاں تک کہ آپ کو غرغرہ آگیا اور آپ کی زبان سے واضح الفاظ نہ نکلتے تھے' اور نسائی نے اسے اسحاق بن راہویہ سے بحوالہ جریر بن عبداللہ' اور ابن ماجہ نے ابی الاشعث سے عن معتمر بن سلیمان عن ابیہ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسباط بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ التیمی نے قتادہ سے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا' تو آپ کی عام وصیت نماز اور غلاموں کے بارے میں تھی' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ وصیت کرتے کرتے غرغرہ آگیا اور آپ کی زبان اسے ادا نہیں کر سکتی تھی۔ اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسے سلیمان بن طرخان التیمی کی حدیث سے قتادہ سے بحوالہ انس روایت کیا ہے۔ اور نسائی کی ایک روایت میں اسے قتادہ سے اس کے ساتھی سے بحوالہ انسؓ روایت کیا گیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بکر بن عیسیٰ الراسبی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن الفضل نے ہم سے نعیم بن یزید سے بحوالہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پاس ایک طشتری لانے کا حکم دیا تاکہ آپ اس میں وہ تحریر لکھ دیں جس سے آپؐ کے بعد آپ کی امت گمراہ نہ ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے خدشہ ہوا کہ آپ کی

---

[1] الازہریہ میں ہے: ''تم میں سے مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو''۔

جان مجھ سے چلی جائے گی۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا میں اپنے سرپرست کی بات یاد رکھوں گا راوی کہتا ہے آپ نے نماز' زکوٰۃ اور غلاموں کے بارے میں وصیت فرمائی' اس طریق سے احمد اس حدیث کی روایت میں منفرد ہیں اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابو النعمان محمد بن الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے عن قتادہ عن سفینہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی موت کے وقت عام وصیت نماز اور غلاموں کے بارے میں تھی' یہاں تک کہ آپ اسے اپنے سینے میں کھٹکانے لگے اور آپ کی زبان اسے ادا نہیں کر سکتی تھی۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے حمید بن مسعدۃ سے عن یزید بن زریع عن سعد بن ابی عروبہ عن قتادہ عن سفینہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ صحیح وہ ہے جسے عفان نے عن ہمام عن قتادہ عن ابی الخلیل عن سفینہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح نسائی نے اور ابن ماجہ نے اسے یزید بن ہارون کی حدیث سے عن ہمام عن قتادہ عن صالح ابی الخلیل عن سفینہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے عن قتیبہ عن ابی عوانہ عن قتادہ عن سفینہ عن النبی ﷺ روایت کیا ہے' پھر اسے محمد بن عبد اللہ بن المبارک سے بحوالہ یونس بن محمد روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سفینہ سے روایت بیان کی گئی ہے اور پھر اس نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن یزید بن الہاد عن موسیٰ بن سرجس عن القاسم عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جانکنی کی حالت میں دیکھا اور آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ پڑا تھا' آپ پیالے میں اپنا ہاتھ ڈالتے پھر اپنے چہرے پر پانی لگاتے' پھر فرماتے اے اللہ! موت کی سختیوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔ اور ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے لیث کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے غریب کہا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے عن اسماعیل عن مصعب بن اسحاق بن طلحہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ میرے لیے سکون کا باعث ہے کہ میں نے جنت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی سفیدی دیکھی ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کے اسناد میں اعتراض کی کوئی بات نہیں' اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شدید محبت تھی۔ اور لوگوں نے کثرتِ محبت کے بارے میں بہت سے معانی کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے کوئی بھی اس مقام تک نہیں پہنچا' اس لیے کہ وہ بات میں مبالغہ کرتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی' اور لامحالہ یہ کلام حق ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا اور حماد بن زید ایوب سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں وفات پائی اور آپ نے میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان وفات پائی اور جب آپ بیمار ہوتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے لیے ایک دعا کیا کرتے تھے۔ پس میں بھی آپ کے لیے دعا کرنے لگی' تو آپ نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اُٹھائی اور فرمایا فی الرفیق الاعلیٰ' فی الرفیق الاعلیٰ۔ اور حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک تر شاخ تھی' آپ نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں' پس میں نے اسے چبا کر آپ کو دے دیا تو آپ نے اس سے بہت اچھی طرح مسواک کی' پھر آپ اس کو مجھے دینے لگے تو وہ آپ کے ہاتھ سے گر پڑی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں میرا اور آپ کا لعاب دہن اکٹھا کر دیا' اور بخاری نے اسے سلیمان بن حرب سے بحوالہ حماد

بن زید روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابو عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ ابو نصر احمد بن سہل فقیہ بخارا نے مجھے بتایا کہ صالح بن محمد حافظ بغدادی نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد نے بحوالہ عمرو بن زہیر الضبی ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے بحوالہ عمر بن سعید بن ابی حسین ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ملیکہ نے ہمیں خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو عمرو ذکوان نے اسے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری باری کے دن میرے گھر میں میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان وفات پائی' اور موت کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ کے لعاب دہن کو اکٹھا کر دیا۔ آپ فرماتی ہیں میرا بھائی ایک مسواک لے کر میرے پاس آیا اور میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے سہارا دیئے ہوئے تھی' اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں اور مجھے معلوم تھا کہ آپ مسواک کو پسند کرتے ہیں' میں نے عرض کیا' میں آپ کے لیے اسے لے لوں' تو آپ نے اپنے سر سے اشارہ فرمایا' ہاں! پس میں نے اسے آپ کے لیے نرم کیا اور آپ نے اسے اپنے منہ پر ملا' آپ فرماتی ہیں کہ آپ کے سامنے ایک برتن پڑا تھا جس میں پانی تھا' آپ اپنے ہاتھ کو پانی میں ڈال کر اسے اپنے منہ پر ملنے لگے' پھر فرمانے لگے لا الہ الا اللہ بے شک موت کی کچھ سختیاں ہیں' پھر آپ نے اپنی بائیں انگلی کھڑی کی' اور فرمانے لگے فی الرفیق الاعلیٰ' فی الرفیق الاعلیٰ یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہوگئی اور آپ کا ہاتھ پانی میں پڑ گیا۔ اور بخاری نے اسے محمد سے بحوالہ عیسیٰ بن یونس روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے ہم سے بحوالہ سعد بن ابراہیم بیان کیا کہ میں نے عروہ کو بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے سنا کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے' آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کی آواز بیٹھ گئی اور میں نے آپ کو مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. پڑھتے سنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' پس ہم نے خیال کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔ اور دونوں نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب ؒ اور عروہ بن زبیر ؒ نے مجھے اہل علم لوگوں میں بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اور یہ صحیح ہے کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے۔ پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں پس جب رسول اللہ ﷺ پر تکلیف وارد ہوئی اور آپ کا سر میری ران پر تھا' تو آپ کو کچھ وقت کے لیے غشی ہوگئی پھر آپ کو ہوش آیا تو آپ گھر کی چھت کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگے اور فرمایا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ. تو مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو آپ نے ہم سے بیان کی تھی اور وہ صحیح ہے کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے' پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا' پھر آپ ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔ نیز فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری کلمہ کہا وہ الرفیق الاعلیٰ تھا۔ بخاری اور مسلم نے اسے کئی طریق سے زہری سے روایت کیا ہے۔

اور سفیان ثوری عن اسماعیل بن ابی خالد عن ابی بردہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بے ہوش ہو گئے اور آپ میری گود میں تھے' پس میں آپ کے چہرے کو پونچھنے لگی اور آپ کی شفایابی کی دعا کرنے لگی۔ آپ نے

فرمایا شفایابی کی دعا نہ کر و بلکہ اللہ سے الرفیق الاعلیٰ الاسعد مع جبرائیل و میکائل و اسرافیل کی دعا کر و نسائی نے اسے سفیان ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ وغیرہ نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ابوالعباس اصم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہشام بن عروہ سے بحوالہ عبداللہ بن زبیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل جبکہ آپ ان کے سینے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے' کان لگا کر سنا آپ فرما رہے تھے' اللّٰھم اغفرلی و ارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ۔ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے' دونوں نے اسے ہشام بن عروہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان ہوئی اور میری باری میں ہوئی اور میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور جو کچھ کمی ہوئی ہے وہ میری سادگی اور نوعمری سے ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گود میں وفات پائی' پھر میں نے آپؐ کے سر کو تکیہ پر رکھ دیا اور میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو کر منہ پر طمانچے مارنے لگی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید نے بحوالہ المطلب بن زید ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کی بھی روح قبض ہوتی ہے' پھر وہ ثواب کو دیکھتا ہے' پھر وہ روح اس کی طرف واپس آتی ہے اور اسے اس کی طرف واپس جانے اور خدا تعالیٰ کے پاس جانے کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے' اور میں نے آپ سے یہ بات یاد کر لی' کیونکہ میں آپ کو اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیئے ہوئے تھی' جب آپ کی گردن لٹک گئی تو میں نے آپ کی طرف دیکھا' آپ فرماتی ہیں میں نے کہا خدا کی قسم ہرگز آپ ہمیں اختیار نہیں کریں گے آپ نے فرمایا جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ' ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے' یعنی نبیوں' صدیقوں' شہداء اور صالحین کے ساتھ اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔ احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں اور انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں خبر دی کہ ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور آپ کا سر میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ آپ فرماتی ہیں جب آپ کی روح نکلی تو میں نے کبھی اس سے بہتر خوشبو نہیں پائی' اور یہ اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور بیہقی نے اسے حنبل بن اسحاق کی حدیث سے بحوالہ عفان روایت کیا ہے اور بیہقی بیان کرتے ہیں حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس اصم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے عن ابی معشر عن محمد بن قیس عن ابی عروہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی میں نے آپ کے سینے پر ہاتھ رکھا تو تمام کھانے میرے لیے تلخ ہو گئے اور میں نے وضو کیا' اور کستوری کی خوشبو میرے ہاتھ سے نہیں جاتی تھی۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان اور بہز نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمید بن ہلال نے بحوالہ ابی بردہ ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

گیا تو آپ ہمارے پاس یمن کی بنی ہوئی ایک موٹی چادر اور نمدہ کی طرح کی ایک چادر لائیں اور فرمایا کہ ان دو کپڑوں میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ اور نسائی کے سوا ایک جماعت نے اسے کئی طرق سے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عمران الجونی نے بحوالہ یزید بن بابنوس ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک دوست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ہم نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے ہماری طرف ایک تکیہ پھینکا اور پردہ کھینچ لیا' میرے دوست نے کہا اے ام المومنین رضی اللہ عنہا آپ عراک کے بارے میں کیا کہتی ہیں' آپ نے فرمایا عراک کیا ہے پس میں نے اپنے دوست کے کندھے پر ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا ٹھہر جا' تو نے اپنے دوست کو اذیت دی ہے' پھر فرمانے لگیں' عراک' حیض ہے' تم وہ کہو جو اللہ تعالیٰ نے حیض کے بارے میں فرمایا ہے' پھر فرمانے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کپڑا پہناتے تھے' پھر میرے سر کو پکڑ لیتے اور میرے اور آپ کے درمیان ایک کپڑا ہوتا تھا اور میں حائضہ ہوتی تھی' پھر فرمانے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے دروازے سے گزرتے تو مجھے وہ بات کہتے جس سے مجھے اللہ تعالیٰ فائدہ دیتا۔ ایک روز آپ گزرے تو آپ نے کوئی بات نہ کی' یہ بات آپ نے دو بار یا تین بار دہرائی' میں نے کہا اے لڑکی دروازے پر میرے لیے تکیہ رکھ دو اور میں نے اپنے سر پر پٹی باندھ لی' تو آپ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا تیرا کیا حال ہے میں نے کہا مجھے دردسر کی شکایت ہے آپ نے فرمایا میرا بھی سر درد کرتا ہے' پس آپ تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ آپ کو ایک چادر میں اٹھا کر لایا گیا' پس آپ میرے پاس آئے اور عورتوں کی طرف پیغام بھیجے' تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں اور میں ان کے درمیان چکر لگانے کی سکت نہیں رکھتا پس وہ مجھے اجازت دے دیں اور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر جاؤں اور میں آپ کی تیمارداری کرتی تھی اور آپ سے پہلے میں نے کسی کی تیمارداری نہیں کی تھی۔ اسی اثناء میں ایک روز آپ کا سر میرے کندھے پر تھا کہ آپ کا سر میرے سر کی طرف جھک گیا تو میں نے خیال کیا کہ آپ میرے سر سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں' پس آپ کے منہ سے ایک ٹھنڈا نقطہ نکلا جو میرے سینے کے گڑھے پر پڑا' جس سے میری کھال لرز گئی' تو مجھے خیال آیا کہ آپ بے ہوش ہو گئے ہیں' پس میں نے آپ کو کپڑے سے ڈھانک دیا' پس حضرت عمر اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے آکر اجازت طلب کی تو میں نے انہیں اجازت دے کر پردہ کھینچ لیا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا ہائے غشی رسول اللہ ﷺ کو کس قدر شدید غشی ہوئی ہے۔ پھر دونوں کھڑے ہو گئے اور جب وہ دروازے کے قریب پہنچے تو مغیرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں' میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو وہ آدمی ہے جسے فتنہ روند دے گا' رسول اللہ ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کر دے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے پردہ اٹھا دیا' آپ نے حضور ﷺ کی طرف دیکھ کر کہا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں' پھر آپ حضور ﷺ کے سر کی جانب سے آپ کے پاس آئے اور اپنے منہ کو نیچے کر کے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا' پھر کہا ہائے نبی' پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنے منہ کو نیچے کر کے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا' پھر کہا ہائے صفی' پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنا منہ نیچے کر کے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا ہائے خلیل' رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور مسجد کی طرف چلے گئے' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کہہ

رہے تھے جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کر دے رسول اللہ ﷺ فوت نہ ہوں گے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴾ بلاشبہ تو بھی مردہ ہے اور وہ بھی مردہ ہیں اس آیت سے فارغ ہو کر فرمایا

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ ﴾

''محمد (ﷺ) صرف اللہ کے رسول ہیں اور آپ سے قبل رسول گزر چکے ہیں پس کیا اگر آپ فوت یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے''۔ الخ

پھر اس آیت سے فارغ ہو کر فرمایا: ''جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آئے گی اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے لوگو! یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جو مسلمانوں کو دام محبت میں پھانسنے والے ہیں' پس ان کی بیعت کرو' ان کی بیعت کرو''۔

اور ابوداؤد اور ترمذی نے الشمائل میں عبدالعزیز عطار مرحوم کی حدیث سے بحوالہ ابوعمران الجونی اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ابوبکر بن اسحاق نے ہمیں بتایا کہ احمد بن ابراہیم بن ملحان نے ہمیں بتایا کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عقیل سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا کہ ابوسلمہ نے بحوالہ عبدالرحمٰن مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی رہائش گاہ سنح سے گھوڑے پر آئے اور اتر کر مسجد میں چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے تک لوگوں سے بات نہ کی' پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کا قصد کیا اور آپ اپنی یمنی چادر میں لپٹے پڑے تھے آپ نے چادر کو آپ کے منہ سے ہٹایا' پھر جھک کر آپ کو بوسہ دیا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا' جو موت آپ پر فرض کی گئی تھی' وہ آ چکی ہے' زہری بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مجھے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے' آپ نے فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جایئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جایئے' حضرت عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کیا' تو آپ نے تشہد پڑھا اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو گئے' آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا' وہ جان لے کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں' اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آئے گی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں' اور آپ سے قبل رسول گزر چکے ہیں' پس کیا اگر آپ فوت یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے) راوی بیان کرتا ہے' خدا کی قسم! یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ نے اس آیت کو نازل کیا ہے' یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھا اور سب لوگوں نے اسے آپ سے سنا' پس سب لوگ اس کو پڑھتے سنے گئے۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید بن المسیبؒ نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم جب میں نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پڑھتے سنا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں' اور میں کانپنے لگا یہاں تک کہ میری ٹانگیں مجھے اٹھا نہیں رہی تھیں اور میں زمین پر گر پڑا۔

اور جب میں نے آپ کو تلاوت کرتے سنا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ اور بخاری نے اسے یحییٰ بن بلیر سے روایت کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی نے ابن لہیعہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوالاسود نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ذکر میں بحوالہ عروہ بن زبیر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کرنے لگے اور جو شخص قتل وقطع سے آپ کے کرنے کا نام لیتا اسے دھمکانے لگے اور کہنے لگے' رسول اللہ ﷺ غشی کی حالت میں ہیں کاش آپ اٹھ کر قتل وقطع کریں اور عمرو بن قیس بن زائدہ بن الاصم بن ام مکتوم مسجد کے پچھواڑے میں **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الآيه** کی آیت پڑھ رہے تھے اور لوگ مسجد میں رو رہے تھے اور دھکم پیل کر رہے تھے اور کچھ نہیں سنتے تھے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے پاس آ کر کہا اے لوگو! کیا تم میں سے کسی کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں کوئی عہد ہے' لوگوں نے جواب دیا نہیں' آپ نے فرمایا' اے عمرؓ! کیا آپ کے پاس کوئی علم ہے؟ آپ نے جواب دیا نہیں' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! گواہ رہو کہ کوئی شخص گواہی نہیں دیتا کہ آپ نے اسے اپنی وفات کے بارے میں کوئی وصیت کی ہو' اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' رسول اللہ ﷺ نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سنح سے آئے اور مسجد کے دروازے پر اترے اور حزین و غمگین آئے اور اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اجازت لی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت دی تو آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو آپؐ بستر پر وفات پا چکے تھے اور عورتیں آپؐ کے اردگرد اپنے چہرے ڈھانکے ہوئے تھیں' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا انہوں نے پردہ کر لیا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے کپڑا اٹھایا اور جھک کر اسے بوسہ دیا اور رو پڑے اور فرمانے لگے ابن الخطاب رضی اللہ عنہ جو بات کہتے ہیں وہ کوئی بات نہیں' رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو' آپ زندہ اور مردہ حالت میں کس قدر اچھے ہیں پھر آپ نے حضور ﷺ کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور جلدی سے لوگوں کی گردنوں کو پھاندتے ہوئے مسجد کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ منبر تک پہنچ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر کی ایک جانب کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو آواز دی تو وہ بیٹھ گئے اور خاموش ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جبکہ وہ تمہارے درمیان زندہ تھے' خود انہیں ان کی موت کی خبر دی تھی اور تم کو بھی اس سے موت کی خبر دی ہے تم میں سے کوئی شخص اللہ کے سوا باقی نہیں رہے گا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت قرآن میں ہے؟ خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ یہ آیت آج کے دن سے پہلے نازل ہوئی ہے' اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے فرمایا ہے کہ (اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ) اور فرمایا ہے (کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ) اور فرمایا ہے (کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ) اور فرماتا ہے (کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ) اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عمر دی اور باقی رکھا یہاں تک کہ آپ نے دین الٰہی کو قائم کیا اور امر الٰہی کو غالب کیا اور پیغام الٰہی کو پہنچایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور انہوں نے آپ لوگوں

کو ایک طریقہ پر چھوڑا ہے' پس کوئی ہلاک ہونے والا' دلیل اور شفا کے بعد ہی ہلاک ہوگا' پس جس کا اللہ رب ہے تو اللہ حی لا یموت ہے' اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اور آپ کو الٰہ کا مقام دیتا تھا تو اس کا الٰہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اے لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے دین سے اعتصام کرو اور اپنے رب پر توکل کرو' یقیناً اللہ کا دین قائم ہے اور خدا کا کلام مکمل ہے اور جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا' وہ اس کی مدد کرے گا اور وہ اپنے دین کو عزت دینے والا ہے اور اس کی کتاب ہمارے درمیان ہے جو نور اور شفا ہے اور اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی ہے اور اس میں اللہ کے حلال و حرام کا بیان ہے اور خدا کی قسم مخلوق الٰہی میں سے ہم پر جو چڑھائی کرے گا ہم اس کی پرواہ نہیں کریں گے اور خدا تعالیٰ کی شمشیریں سونتی ہوئی ہیں اور ہم نے ابھی انہیں میانوں میں نہیں کیا اور ہم اپنے مخالفین کے ساتھ اسی طرح جہاد کریں گے جیسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا' پس جو شخص بغاوت کرے گا اپنے خلاف ہی کرے گا' پھر مہاجرین آپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس چلے گئے' پھر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل و تکفین اور آپ کی نماز جنازہ اور تدفین کی حدیث کو بیان کیا' میں کہتا ہوں ہم اسے دلائل و شواہد کے ساتھ مفصل بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور واقدی نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بارے میں شک ہوا تو بعض نے کہا آپ فوت ہو گئے ہیں اور بعض نے کہا آپ فوت نہیں ہوئے۔ اور حضرت اسماء بنتِ عمیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر ابھری ہوئی تھی جس سے آپ کی موت کو پہچانا گیا۔ حافظ بیہقی نے اسے اسی طرح اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں واقدی کے طریق سے بیان کیا ہے جو ضعیف ہے اور اس کے بے نام شیوخ بھی ضعیف ہیں' پھر یہ ہر حال میں منقطع اور صحیح حدیث کے مخالف ہے اور اس میں شدید غرابت پائی جاتی ہے اور وہ مہر کا ابھرنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور واقدی وغیرہ نے وفات کے بارے میں بہت سی احادیث بیان کی ہیں جن میں شدید غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے' ہم نے ان کی اکثریت سے ان کے اسانید کے ضعف اور ان کے متون کی نکارت کی وجہ سے اعراض کیا ہے' خصوصاً ان واقعات سے جو بہت سے متاخرین داستان گوؤں وغیرہ نے بیان کیے ہیں جن میں سے لامحالہ بہت سے من گھڑت ہیں' اور کتب مشہورہ میں جو کچھ صحیح اور حسن احادیث میں بیان ہو چکا ہے' وہ ان بے سند باتوں اور اکاذیب سے بے نیاز ہے۔ واللہ اعلم



باب ٤٦:

آپ کی وفات کے بعد اور دفن سے قبل ہونے والے اُمور مہمہ کا بیان

اسلام اور اہل اسلام پر جو سب سے عظیم و جلیل برکت نازل ہوئی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے' اس لیے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو صبح کی نماز پڑھائی' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف کی سختی سے افاقہ ہو چکا تھا' اور آپ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز میں صفیں باندھے دیکھا تو اس بات نے آپ کو خوش کیا اور آپ مسکرائے یہاں تک کہ مسلمانوں نے اپنی خوشی کے باعث نماز چھوڑ دینے کا ارادہ کیا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہو کر صف میں شامل ہونے کا قصد کیا تو آپؐ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ جس حالت میں ہیں اسی طرح ٹھہرے رہیں اور پردہ ڈال دیا' اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری ملاقات تھی۔

پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز سے واپس آئے تو آپ کے ہاں گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد چھوڑ گیا ہے' اور یہ دن دختر خارجہ کا تھا جو آپ کی ایک بیوی تھی اور مدینہ کے مشرق میں سخ مقام پر رہائش پذیر تھی' پس آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے گھر کی طرف چلے گئے۔ اور جب اس دن کی دھوپ تیز ہوگئی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات سورج ڈھلے ہوئی۔ واللہ اعلم

پس جب آپ فوت ہو گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں اختلاف کیا' بعض کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور بعض کہتے کہ آپ فوت نہیں ہوئے' پس حضرت سالم بن عبید' حضرت صدیق کے پیچھے سخ کی طرف گئے اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع دی' اور جس وقت آپ کو اطلاع ملی اسی وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چلے گئے اور آپ کے چہرے سے پردہ اٹھایا اور اسے بوسہ دیا اور آپ کو یقین ہو گیا کہ آپ وفات پا چکے ہیں' آپ لوگوں کے پاس گئے اور منبر کی ایک جانب کھڑے ہو کر ان کو خطاب کیا اور ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو واضح کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور جدل و اشکال کا ازالہ کیا اور تمام لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور صحابہ کی ایک جماعت نے مسجد میں آپ کی بیعت کی اور بعض انصار کو شبہ ہو گیا' اور ان میں سے بعض کے اذہان میں انصار میں سے خلیفہ بنانے کا جواز قائم ہو گیا اور بعض نے ان کے درمیان یہ ثالثی کی کہ ایک امیر مہاجرین میں سے اور ایک امیر انصار میں سے ہو' یہاں تک کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر واضح کیا کہ خلافت صرف قریش میں ہوگی' تو انہوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ پر متفق ہو گئے جیسا کہ ہم عنقریب اسے واضح کریں گے۔ ان شاء اللہ

سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسٰی الطباع نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن

شہاب نے بحوالہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر واپس آ گئے‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں‘ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی جستجو میں تھے‘ پس انہوں نے مجھے اپنا منتظر پایا‘ اور یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آخری حج میں منیٰ کا واقعہ ہے‘ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ فلاں آدمی کہتا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں آدمی کی بیعت کروں گا‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان شاء اللہ شام کو لوگوں میں کھڑے ہو کر انہیں ان لوگوں سے متنبہ کروں گا جو ان سے ان کی چیز غصب کرنا چاہتے ہیں‘ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں‘ میں نے کہا یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ ایسا نہ کیجیے کیونکہ حج میں بے عقل اور کمینے لوگ جمع ہوتے ہیں اور جب آپ لوگوں میں کھڑے ہوں گے تو وہی لوگ آپ کی مجلس میں بکثرت ہوں گے‘ مجھے خدشہ ہے کہ آپ ایک بات کہیں گے اور وہ لوگ اسے لے اُڑیں گے‘ پس نہ وہ اسے یاد رکھیں گے اور نہ اسے اپنی جگہ پر رکھیں گے‘ بلکہ آپ مدینہ چلیں وہ ہجرت اور سنت کا گھر ہے اور لوگوں کے علماء اور اشراف سے ملیے اور جو کچھ کہنا ہے اسے ڈٹ کر کہیے وہ آپ کی بات کی مدد کریں گے اور اسے اپنی جگہ پر رکھیں گے‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گیا تو میں اپنے پہلے مقام میں ہی اس کے بارے میں لوگوں سے بات کروں گا‘ پس جب ذوالحجہ کے بعد ہم مدینہ آئے تو وہ جمعہ کا دن تھا میں نے ہر چہ بادا باد جانے میں جلدی کی اور میں نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو منبر کے دائیں رکن کے پاس دیکھا‘ آپ مجھ سے سبقت کر گئے تھے‘ پس میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکرانے لگا جونہی میں کھڑا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے کہا آج شب آپ اس منبر پر ایسی تقریر کریں گے جو آپ سے پہلے اس پر کسی نے نہ کی ہوگی‘ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار کیا اور کہا میں نہیں خیال کرتا کہ آپ ایسی بات کریں جو کسی نے نہ کہی ہو؟ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے اور جب مؤذن خاموش ہو گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثناء الٰہی کے بعد فرمایا‘ اے لوگو! میں ایک بات کرنے والا ہوں جو میرے لیے ہی مقدر کی گئی ہے کہ میں اسے کہوں‘ مجھے معلوم نہیں شاید وہ میری موت سے پہلے کی بات ہو‘ پس جو اسے یاد رکھے اور سمجھ لے وہ اسے وہاں تک بیان کرے جہاں تک اس کی اونٹنی پہنچتی ہے اور جو اسے یاد نہ رکھے میں اس کے لیے جائز قرار نہیں دیتا کہ وہ مجھ پر جھوٹ باندھے‘ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور آپ پر کتاب نازل کی ہے اور جو کلام آپ پر نازل ہوا اس میں رجم کی آیت بھی تھی‘ ہم نے اسے پڑھا‘ یاد رکھا اور سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا‘ مجھے خدشہ ہے کہ اگر لوگوں پر زیادہ زمانہ گذر گیا تو ایک آدمی کہہ دے گا کہ ہم آیت رجم کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور وہ اس فریضہ کے ترک کرنے سے گمراہ ہو جائیں گے‘ جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے‘ پس شادی شدہ مردوں اور عورتوں میں سے جو کوئی زنا کرے اور دلیل قائم ہو جائے یا حمل ہو جائے یا اعتراف ہو جائے تو کتاب اللہ کے مطابق رجم کرنا حق ہے‘ آگاہ رہو‘ ہم پڑھا کرتے تھے کہ اپنے آباء سے بے رغبتی نہ کرو‘ تمہارا آباء سے بے رغبتی کرنا‘ کفر ہے۔ آگاہ رہو‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بارے میں اس طرح غلو نہ کرو جیسے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا گیا ہے‘ میں صرف ایک بندہ ہوں پس تم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو‘

اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر دوں گا' پس کوئی شخص دھوکہ کھا کر یہ نہ کہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہو کر مکمل ہو گئی تھی' آگاہ رہو وہ بیعت ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے بچا لیا اور تم میں آج ایسا کوئی شخص موجود نہیں جس کی طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح گردنیں اٹھتی ہوں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی' آپ ہمارے بہترین آدمیوں میں سے تھے' حضرت علی' حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان دونوں کے ساتھی حضرت فاطمہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پیچھے بیٹھ رہے' اور سب انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں پیچھے رہ گئے' اور مہاجرین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے' میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ہمارے ساتھ ہمارے انصار بھائیوں کے پاس چلیے' پس ہم ان کی راہنمائی کو چل پڑے یہاں تک کہ ہم دو صالح آدمیوں سے ملے تو انہوں نے ہمیں قوم کی کارگزاری سے مطلع کیا اور کہا اے گروہ مہاجرین آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہتے ہیں' انہوں نے کہا ان کے قریب نہ جانا' اور اے گروہ مہاجرین اپنا معاملہ خود طے کرو' میں نے کہا خدا کی قسم' ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے' پس ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اکٹھ کیے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان ایک آدمی چادر اوڑھے پڑا ہے میں نے کہا یہ کون ہے' انہوں نے کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ' میں نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا درد ہے' پس جب ہم بیٹھ گئے تو ان کے خطیب نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا اما بعد! ہم اللہ کے انصار اور اسلام کی فوج ہیں اور اے گروہ مہاجرین! تم ہمارے نبی کا قبیلہ ہو' تم میں سے ایک جلد باز نے کہا ہے کہ تم ہمیں اپنی جڑ سے الگ کرنا چاہتے ہو اور ہمیں حکومت سے بچانا چاہتے ہو' پس جب وہ آدمی خاموش ہو گیا تو میں نے بات کرنا چاہی اور میں نے ایک اچھی تقریر تیار کی ہوئی تھی' میں نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرنا چاہا اور میں کسی حد تک آپ کا لحاظ کرتا تھا اور آپ مجھ سے زیادہ دانا اور باوقار تھے' اور خدا کی قسم اپنی تقریر کی جو مخصوص باتیں مجھے اچھی لگتی تھیں وہ آپ نے سب بیان کر دیں۔ آپ نے فرمایا اما بعد! آپ لوگوں نے جو اچھی باتیں کی ہیں آپ ان کے اہل ہیں اور عرب' اس امر کے لیے اس قریش قبیلے کے سوا' اور کسی کو نہیں جانتے' آپ نسب اور گھرانے کے لحاظ سے سب عربوں سے برتر ہیں' اور میں نے ان دو آدمیوں میں سے ایک کو تمہارے لیے پسند کیا ہے' تم ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لو' ایک ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں' اور جو باتیں اس کے سوا ہوئی ہیں میں انہیں ناپسند نہیں کرتا' خدا کی قسم اگر میں آگے بڑھوں تو مجھے قتل کر دیا جائے' اس بارے میں گناہ میرے قریب بھی نہ پھٹکے گا' مجھے جواب دو' میں اس قوم پر امیر بنوں جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ ایسی صورت میں میرا دل موت کے وقت مجھے عار دلائے گا' انصار میں سے ایک آدمی نے کہا' میں ان کا ایک ہشیار آدمی ہوں' اے قریش! ایک امیر ہم سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا' راوی بیان کرتا ہے پس شور بڑھ گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں' حتیٰ کہ ہمیں اختلاف کا خوف ہو گیا' میں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ بڑھائیے' آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے آپ کی بیعت کر لی' اور مہاجرین نے بھی آپ کی بیعت کر لی' پھر انصار نے بھی آپ کی بیعت کر لی' اور ہم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو روند دیا۔ اور ان میں سے ایک آدمی نے کہا' تم نے سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے میں نے کہا اللہ نے اسے قتل کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم' ہم حاضرین نے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کسی امر کو نفع مند نہیں پایا' ہمیں خدشہ ہو گیا کہ اگر ہم لوگوں سے الگ ہو گئے اور بیعت نہ ہوئی تو وہ ہمارے بعد بیعت کر لیں گے پس یا تو ہم بادل نخواستہ بیعت کریں گے اور یا ہم ان کی مخالفت کریں گے اور فساد ہو گا اور جو شخص مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی امیر کی بیعت کرے اس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس کی کوئی بیعت ہے جس کی اس نے بیعت کی ہے' ہو سکتا ہے کہ دونوں قتل ہو جائیں۔

مالک بیان کرتے ہیں کہ ابن شہاب نے بحوالہ عروہ مجھے بتایا کہ وہ دو آدمی جو انہیں ملے تھے وہ عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے۔ اور ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید بن المسیبؒ نے بتایا کہ جس نے یہ کہا تھا کہ میں ان کا ایک ہشیار آدمی ہوں' وہ حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ تھے۔

اور اس حدیث کو ایک جماعت نے اپنی کتب میں متعدد طرق سے مالک وغیرہ سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ معاویہ نے ہم سے بحوالہ عمرو بیان کیا کہ زائدہ نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے مجھ سے عن زائدہ عن عاصم عن زر عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو انصار نے کہا ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس آ کر کہا' اے گروہ انصار کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کرنے کا حکم دیا ہے پس تم میں سے کس کا دل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متقدم ہونا گوارا کرتا ہے؟ انصار نے جواب دیا ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متقدم ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور نسائی نے اسے اسحاق بن راہویہ اور ہناد بن السری سے عن حسین بن علی الجعفی عن زائدہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور میں اسے زائدہ کی حدیث سے بحوالہ عاصم حفظ رکھتا ہوں۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے سلمہ بن نبیط کی حدیث سے عن نعیم بن ابی ہند عن نبیط بن شریط عن سالم بن عبید عن عمر روایت کیا ہے اور ایک اور طریق سے اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے اور محمد بن اسحاق کے طریق سے عن عبداللہ بن ابی بکر عن زہری عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس عن عمر رضی اللہ عنہم بیان ہوا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا اے گروہ مسلمین اللہ کے نبی کے امر کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جو غار میں آپ کے ساتھ دوسرا تھا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سابق اور عمر رسیدہ ہیں پھر میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور انصار کے ایک آدمی نے مجھ سے سبقت کی اور آپ کے ہاتھ پر میرے ہاتھ رکھنے سے پہلے اپنا ہاتھ رکھ دیا' پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور لوگوں نے بیعت کر لی۔ اور محمد بن سعد نے عن عارم بن الفضل عن حماد بن زید عن یحییٰ بن سعید عن القاسم بن محمد روایت کی ہے اور اس قسم کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اور جس شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کا نام بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے' جو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔

سقیفہ کے روز حضرت صدیقؓ نے جو کچھ بیان کیا حضرت سعد بن عبادہؓ کا اس کی صحت کا اعتراف کرنا:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے داؤد بن عبداللہ الاودی سے بحوالہ حمید بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مدینہ کے گرمائی مقام میں تھے' راوی بیان کرتا ہے

آپ آئے تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور اسے بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندہ اور مردہ حالت میں کس قدر اچھے ہیں' رب کعبہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے چلے یہاں تک کہ مجھے وہم ہو گیا' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی' اور جو کچھ انصار کے بارے میں نازل ہوا تھا' اس میں سے کوئی بات نہ چھوڑی اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق بیان کیا تھا اسے بھی بیان کیا۔ اور فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا' اور اے سعد رضی اللہ عنہ! آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور آپ بیٹھے ہوئے تھے' کہ قریش اس امر کے والی ہیں' پس نیک آدمی اپنے نیک آدمی کا اور فاجر آدمی اپنے فاجر آدمی کا پیروکار ہے' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے' ہم وزراء ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن سعید بن ذی عفوان' العبسی نے عبدالملک بن عمیر لخمی سے بحوالہ رافع الطائی جو غزوہ ذات السلاسل میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے ان باتوں کے متعلق دریافت کیا جو ان کی بیعت کے بارے میں کہی گئی تھیں' آپ نے اسے وہ باتیں بتائیں جو انصار نے آپ سے کیں اور آپ نے ان سے کیں اور جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انصار سے کیں' اور جو کچھ انہوں نے میری امامت کے متعلق انہیں بتایا کہ اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں دیا تھا' پس اس وجہ سے انہوں نے میری بیعت کر لی اور میں نے ان کی بیعت کو قبول کر لیا اور مجھے خوف ہوا کہ فتنہ ہوگا اور اس کے بعد ارتداد ہوگا' اور یہ اسناد جید اور قوی ہے' اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے امامت کو اس خوف کی وجہ سے قبول کیا کہ فتنہ ہوگا اور اس کے ترک سے اس کا قبول کر لینا زیادہ فائدہ مند ہے۔

میں کہتا ہوں یہ سوموار کے بقیہ دن میں ہوا' اور جب دوسرے دن منگل کی صبح ہوئی تو لوگ مسجد میں جمع ہو گئے اور تمام انصار ومہاجرین کی مکمل بیعت ہوگئی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز سے پہلے کا واقعہ ہے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن موسیٰ نے ہمیں بتایا کہ ہشام نے معمر سے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو انہوں نے آپ کا آخری خطبہ سنا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن کا واقعہ ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے اور بات نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آخری آدمی تک زندہ رہتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں' اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان انہیں نور بنایا تھا جس سے تم ہدایت پاتے تھے' اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور دو میں سے دوسرے ہیں' اور آپ تمہارے امور کے بارے میں سب مسلمانوں سے زیادہ حقدار ہیں' اور انہوں نے آ کر آپ کی بیعت کی۔ اور ایک گروہ نے اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کی بیعت کر لی تھی اور عوام کی بیعت منبر پر ہوئی۔

زہری بحوالہ انس بن مالک بیان کرتے ہیں' میں نے اس روز حضرت عمر کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے کہتے سنا' منبر پر چڑھیے

اور آپ مسلسل انہیں یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ آپ منبر پر چڑھ گئے اور عوام الناس نے آپ کی بیعت کی۔ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ زہری نے مجھ سے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی' تو دوسرے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے تقریر کی اور حمد و ثناء الٰہی کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! گذشتہ کل میں نے آپ سے جو بات کہی تھی' اسے میں نے کتاب اللہ میں نہیں پایا اور نہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت تھی' بلکہ میرا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آخری آدمی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم میں اپنی وہ کتاب باقی رکھی ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی ہے' پس اگر تم اس سے تمسک کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے بہترین آدمی پر متفق کر دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور غار میں دو کا دوسرا ہے' پس کھڑے ہو جاؤ اور اس کی بیعت کرو' تو لوگوں نے بیعت سقیفہ کے بعد' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعتِ عامہ کی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور حمد و ثناء الٰہی کے بعد فرمایا: اے لوگو! مجھے تمہارا والی بنایا گیا ہے' حالانکہ میں تمہارا بہترین آدمی نہیں ہوں' پس اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں غلطی کروں تو مجھے سیدھا کر دینا' صدق' امانت اور جھوٹ' خیانت ہے' اور تمہارا کمزور آدمی میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اس کی علت کو دور کر دوں گا۔ ان شاء اللہ

اور تمہارا طاقتور کمزور ہو گا یہاں تک کہ میں اس سے حق کو وصول کر لوں گا۔ ان شاء اللہ' جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ذلت کی مار دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر مصیبت کو عام کر دیتا ہے' جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں' میری اطاعت کرو' اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت کرنا لازم نہیں' اپنی نمازوں کے لیے تیار رہو' اللہ تم پر رحم کرے گا۔ یہ اسناد صحیح ہے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ مجھے تمہارا والی بنایا گیا ہے حالانکہ میں تمہارا بہترین آدمی نہیں۔ یہ عجز و انکسار کے باب سے ہے۔ بلاشبہ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ان کے افضل اور بہترین آدمی ہیں۔ رضی اللہ عنہم

اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن محمد حافظ اسفرائینی نے ہمیں بتایا کہ ابوعلی الحسین بن علی حافظ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور ابراہیم بن ابی طالب نے ہم سے بیان کیا کہ بندار بن بشار نے ہم سے بیان کیا اور ابوہشام مخزومی نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن ابی ہند نے ہم سے بیان کیا کہ ابونضرہ نے بحوالہ ابوسعید ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور لوگ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے اور ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ انصار کے ایک خطیب نے کھڑے ہو کر کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اور آپ کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہو گا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے' اور جیسے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے اسی طرح ہم ان کے خلیفہ کے انصار ہوں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا' تمہارے Spoks Man نے درست کہا ہے اور اگر تم اس کے سوا کوئی اور بات کرو تو ہم تمہاری بیعت نہیں کریں گے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر قوم کے سرداروں کو دیکھا' تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو

نہ پایا۔ راوی بیان کرتا ہے آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ آئے تو آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور آپ کے حواری' کیا آپ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کوئی خرابی نہیں ہوگی اور کھڑے ہو کر آپ کی بیعت کرلی' یہ بات کہی یا اس کا مفہوم بیان کیا۔

ابوعلی حافظ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ کو بیان کرتے سنا کہ مسلم بن حجاج نے میرے پاس آ کر مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا' تو میں نے اسے یہ حدیث ایک کاغذ کے پرزے پر لکھ دی اور سنائی' اور یہ حدیث ایک اونٹ بلکہ دس ہزار درہم کی ایک تھیلی کے برابر ہے۔ اور بیہقی نے اسے حاکم اور محمد بن حامد المقری سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن ابوالعباس بن محمد بن یعقوب عن الاصم عن جعفر بن محمد بن شاکر عن عفان بن سلم عن وہیب روایت کی ہے' لیکن اس نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کے خطیب سے بات کی' اور اس میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا یہ تمہارا صاحب ہے' تو انہوں نے آپ کی بیعت کی پھر چلے گئے۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو آپ نے قوموں کے سرداروں کو تلاش کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا' آپ نے ان کے متعلق لوگوں سے پوچھا' تو انصار کے کچھ آدمی اٹھ کر انہیں لے آئے' پھر اس نے وہ تمام واقعہ بیان کیا جو پہلے گزر چکا ہے' پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور علی بن عاصم نے اسے الجریری سے عن ابی نضرۃ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور پہلے والا واقعہ بیان کیا ہے اور یہ اسناد' ابی نضرۃ عن منذر بن مالک بن قطعہ کی حدیث کی نسبت جو بحوالہ ابوسعید' سعد بن مالک بن سنان خدری مروی ہے' صحیح اور محفوظ ہے اور اس میں ایک بڑے فائدے کی بات ہے' اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کی بات ہے' خواہ وہ بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پہلے دن ہوئی ہو یا دوسرے دن ہوئی ہو اور یہی بات درست ہے' کیونکہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی وقت بھی علیحدگی اختیار نہیں کی اور نہ آپ کے پیچھے نماز سے رُکے ہیں' جیسا کہ ہم بیان کریں گے' اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سونتے ہوئے مرتدین سے لڑنے کے لیے نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ذوالقصہ کی طرف گئے جیسا کہ ہم عنقریب اسے بیان کریں گے۔

لیکن جب حضرت فاطمہ' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اس سبب سے خفا ہو گئیں کہ آپ کو خیال تھا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کی حق دار ہیں اور آپ کو اس حدیث کا پتہ نہ تھا جو حضرت صدیق نے آپ کو بتائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''ہم جو ترکہ چھوڑیں اس کا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے''۔

پس آپ نے اس نص صریح کے باعث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی دیگر ازواج اور چچا کو آپ کی میراث سے روک دیا' جیسا کہ ہم عنقریب اسے اپنے موقع پر بیان کریں گے' پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر اور فدک کی زمینوں کے صدقہ کی دیکھ بھال کریں تو آپ نے انہیں اس کا جواب نہ دیا کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن باتوں کے متولی تھے ان سب کی ذمہ داری آپ پر فرض ہے اور آپ نیک' راہ راست پر چلنے والے اور حق کے تابع تھے۔

پس آپ نے حضرت فاطمہ کی ناراضگی مول لی۔ اور وہ انسانوں میں سے ایک عورت ہی تھیں' جو معصوم نہ تھیں۔ اور وہ آپ سے غصے ہوگئیں اور انہوں نے اپنی وفات تک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو نہیں کی' اور آپ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ آپ ان کی کچھ دلداری کریں' اور جب آپ نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پائی' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجدید بیعت کرنی چاہی جیسا کہ ہم اس بات کو ابھی صحیحین وغیرہ سے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ' اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے قبل آپ کی بیعت کی۔

اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں سعد بن ابراہیم سے جو بات بیان کی ہے اس سے اس کی صحت میں اضافہ ہو جاتا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور لوگوں کے پاس معذرت کی اور فرمایا میں شب و روز میں سے کسی وقت امارت کا حریص نہیں ہوا اور نہ میں نے خفیہ اور اعلانیہ اس کے متعلق کبھی درخواست کی ہے' پس مہاجرین نے آپ کی بات کو قبول کر لیا اور حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا' ہم اس لیے ناراض ہوئے ہیں' کہ ہمیں مشورہ میں پیچھے رکھا گیا ہے اور ہم' لوگوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں اور آپ غار کے ساتھی ہیں اور ہم آپ کے حالات اور شرف سے آگاہ ہیں' نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا' یہ اسناد جید ہے۔ وللّٰہ الحمد و المنہ



باب ۴۷

کسی شخص کی خلافت کے متعلق کوئی نص[1] موجود نہیں

اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انصار و مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضرت ابوبکر کی تقدیم پر اجماع تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی دلیل واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین' ابوبکر ہی کو قبول کریں گے۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معین شخص کے لیے خلافت کی نص بیان نہیں فرمائی' نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے' جیسا کہ اہل سنت کے ایک گروہ کا خیال ہے اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے جیسا کہ روافض کا ایک گروہ کہتا ہے' لیکن آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف ایک قوی اشارہ کر دیا ہے جسے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے جیسے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور آئندہ بھی بیان کریں گے' صحیحین میں ہشام بن عروہ کی حدیث سے جو ان کے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے' لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو آپ سے دریافت کیا گیا' یا امیر المومنین کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو اس نے بھی خلیفہ مقرر کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو اس نے بھی خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔

اور سفیان ثوری' عمرو بن قیس سے بحوالہ عمرو بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر غلبہ پایا تو فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امارت کے متعلق ہمیں کوئی وصیت نہیں کی یہاں تک کہ ہم نے مشورے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا پس آپ نے سیدھا کیا اور سیدھے رہے یہاں تک کہ اپنی راہ پر چل دیئے۔ یا یہ کہا کہ دین خوب مضبوط ہو گیا۔ الخ

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے ہم سے اسود بن قیس سے بحوالہ عمرو بن سفیان بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ غالب آ گئے تو ایک آدمی نے یوم البصرہ کو خطبہ دیا' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس معتدل خطیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سابق قرار دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوسرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تیسرے نمبر پر بیان کیا' پھر ان کے بعد فتنہ نے ہمیں روند دیا اور اللہ اس میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر محمد بن احمد الزکی نے مرو میں ہمیں خبر دی کہ عبداللہ بن روح المدائنی نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ بن سوار نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن میمون نے عن حصین بن عبدالرحمٰن عن شعبی عن ابی وائل ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ ہم پر خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ مقرر نہیں کیا کہ میں کروں' لیکن اگر ارادہ الٰہی لوگوں سے بھلائی کا ہوا تو وہ عنقریب میرے بعد انہیں اپنے بہترین آدمی پر متفق کر دے گا جیسا کہ اس نے اپنے نبی کے بعد انہیں اپنے بہترین آدمی پر متفق کر دیا تھا۔ یہ اسناد جید ہے

[1] تیموریہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص بیان فرمائی ہے مگر مصنف کی عبارت اسے برداشت نہیں کرتی۔

لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور قبل ازیں ہم وہ بات بیان کر چکے ہیں جسے بخاری نے زہری کی حدیث سے عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ۔ جب حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے نکلے تو ایک آدمی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس حال میں صبح کی ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' خدا کے فضل سے آپ نے اچھی حالت میں صبح کی ہے' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم تو تین بعد لاٹھی کا غلام ہوگا' اور میں بنی ہاشم کے چہروں سے موت کو پہچان لیتا ہوں' اور میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر موت کے آثار دیکھ رہا ہوں' پس ہمیں آپ کے پاس لے جاؤ اور ہم آپ سے اس امر کے بارے میں پوچھیں کہ وہ کن لوگوں میں ہوگا؟ پس اگر وہ ہم میں ہوا تو ہم اسے جان لیں گے اور اگر ہمارے غیروں میں ہوا تو آپ ہمیں اس کے بارے میں حکم دیں گے' اور اس کے بارے میں ہمیں وصیت کر دیں گے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم! اگر آپ نے ہمیں اس سے روک دیا تو لوگ آپ کے بعد ہمیں اسے کبھی نہیں دیں گے' اور محمد بن اسحاق نے اسے زہری سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں آپ کی وفات کے روز آپ کے پاس آئے۔ اور آخر میں بیان کیا ہے کہ جب اس دن کی دھوپ تیز ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ میں کہتا ہوں یہ سوموار کو آپ کی وفات کے روز ہوا ہوگا' پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے امارت[1] کے بارے میں وصیت کیے بغیر وفات پائی۔

اور صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے درمیان اور آپ کے وہ تحریر لکھنے کے درمیان جو شور حائل ہوا' اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں ایک تحریر لکھ دیتے ہیں جس کے بعد وہ ہرگز گمراہ نہ ہوں گے' پس جب انہوں نے آپ کے پاس بکثرت شور و اختلاف کیا' تو آپ نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ' میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے' جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو۔ اور قبل ازیں ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو قبول کریں گے۔ اور صحیحین میں عبداللہ بن عون کی حدیث سے ابراہیم التیمی سے بحوالہ اسود مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا' لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی مقرر کیا ہے' آپ نے فرمایا کس چیز کا علی کو وصی مقرر کیا ہے؟ آپ نے پیشاب کرنے کے لیے ایک طشت منگوایا اور میں آپ کو اپنے سینے سے سہارا دیئے ہوئے تھی' پس آپ جھکے اور فوت ہوگئے' اور مجھے پتہ ہی نہ چلا' یہ لوگ کس چیز کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی مقرر کیا ہے۔

اور صحیحین میں مالک بن مغول کی حدیث سے بحوالہ طلحہ بن مصرف روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن اوفی سے پوچھا' کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی ہے انہوں نے جواب دیا نہیں' میں نے کہا آپ نے ہمیں وصیت کے متعلق کیا حکم دیا ہے' انہوں نے کہا آپ نے کتاب اللہ کے متعلق وصیت کی ہے' طلحہ بن مصرف اور ہذیل بن شرحبیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی پر مسلط ہو گئے ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی وصیت مل جائے' پس ان کی ناک چھد گئی۔ اور اسی طرح صحیحین میں اعمش کی حدیث سے ابراہیم التیمی عن ابیہ مروی ہے' وہ بیان

---

[1] المشہور یہ ہے کہ امامت کے بارے میں وصیت کیے بغیر وفات پائی۔

کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: جو شخص خیال کرتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی تحریر ہے جو کتاب اللہ میں موجود نہیں اور ہم اسے پڑھتے ہیں' وہ جھوٹا ہے' اور اس صحیفہ میں جو آپ کی تلوار کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ اونٹوں کے دانتوں اور کچھ زخموں کے بارے میں لکھا ہے۔ اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔ مدینہ عیر سے ثور تک حرم ہے' جو شخص اس ایریا میں بدعت ایجاد کرے یا بدعتی کو پناہ دے' اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے کوئی معاوضہ اور قیمت قبول نہیں کرے گا اور مسلمانوں کی امان ایک ہے جس سے ان کے ادنیٰ آدمی کی شکایت کی جاتی ہے' اور جو مسلمان سے عہد شکنی کرے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں' اور سب لوگوں کی لعنت ہو' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے کوئی معاوضہ اور قیمت قبول نہیں کرے گا۔ اور یہ حدیث صحیحین وغیرھما میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے جو ان کے زعم میں روافض کے فرقہ کا رد کرتی ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں خلافت کی وصیت کی تھی' اگر معاملہ ان کے خیال کے مطابق ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص بھی اسے رد نہ کرتا' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت فرمانبردار تھے' اور اس کے رسول کی زندگی میں اور اس کی وفات کے بعد بھی اس کے خلاف فتویٰ دینے کی نسبت' بہت فرمانبردار تھے کہ وہ اس کی نص کے خلاف قدم کو آگے پیچھے کریں' حاشا وکلا ولما۔ اور جو شخص صحابہ کے متعلق ایسا خیال رکھتا ہے وہ ان سب کی طرف فجور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاندت پر اتفاق اور آپ کے حکم و نص کی مخالفت کو منسوب کرتا ہے اور جو شخص اس مقام تک پہنچ جائے وہ اسلام کے جوئے کو اتار پھینکتا ہے' اور بڑے بڑے ائمہ کے اجماع سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس کے خون کو بہانا' شراب کے بہانے کی نسبت زیادہ جائز ہوتا ہے' پھر اگر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی نص ہوتی تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف اپنی امارت و امامت کے لیے حجت کیوں نہ پکڑتے اور اگر انہوں نے اپنے پاس موجود نص کو نافذ کرنے کی طاقت نہیں پائی تو وہ عاجز تھے اور عاجز امارت کا اہل نہیں ہوتا' اور اگر وہ طاقت رکھتے تھے اور اس پر عمل نہیں کیا' تو وہ خائن تھے اور خائن' فاسق' امارت سے معزول ہوتا ہے۔ اور اگر انہیں نص کی موجودگی کا علم نہ تھا' تو وہ جاہل تھے' اور اگر انہیں اس کے بعد اس کا علم ہوا ہے تو یہ محال اور افتراء اور جہل وضلال ہے اور یہ بات جاہل کمینوں اور فریب خوردہ لوگوں کے اذہان کو اچھی معلوم ہوتی ہے' جسے شیطان نے بلا دلیل و برہان ان کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے' بلکہ محض تحکم و ہذیان اور جھوٹ و بہتان سے مزین کر دکھایا ہے' ہم ان کی بکواس و پسپائی اور دیوانگی و کفران سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں' اور ہم قرآن و سنت سے تمسخر کرنے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں' اور اسلام و ایمان پر موت کے خواہاں ہیں۔ اور ثبات وایقان اور میزان کے بھاری کرنے کا پورا حق دینا چاہتے ہیں اور آگ سے نجات اور جنت کو حاصل کرنے میں کامیابی چاہتے ہیں۔ بلاشبہ وہ کریم' منان اور رحیم و رحمان ہے۔

اور قبل ازیں ہم نے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی صحیحین کی جو حدیث پیش کی ہے اس میں بہت سے جھوٹے اور جاہل داستان سراؤں کے اس دعوے کی تردید پائی جاتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت سی چیزوں کا وصی مقرر کیا تھا' جنہیں وہ بہت طول دیتے ہیں کہ اے علیؓ ایسا کرنا' اے علیؓ ایسا نہ کرنا' اے علیؓ جس نے ایسا کیا وہ اس اس طرح ہوگا' یہ باتیں وہ رکیک الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں جن کے اکثر معانی کمزور ہیں اور ان میں سے بہت سے الفاظ میں تصحیف پائی جاتی

ہے جو کاغذ کے سیاہ کرنے کے ہم پایہ بھی نہیں۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے حماد بن عمرو النصیبی جو ایک کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا ہے۔ کے طریق سے السری بن الخلاد سے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ابی طالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اے علیؓ! میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا' اور جب تک تو اسے یاد رکھے گا ہمیشہ بھلائی میں رہے گا' اے علیؓ! مومن کی تین علامات ہیں' نماز' زکوۃ اور روزے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس نے رغائب و آداب کے متعلق طویل حدیث بیان کی ہے اور وہ موضوع حدیث ہے۔ اور میں نے کتاب کے پہلے حصے میں شرط عائد کی ہے کہ میں اس میں اس حدیث کو بیان نہیں کروں گا' جس کے متعلق مجھے علم ہے کہ یہ موضوع ہے۔ پھر اس نے حماد بن عمرو کے طریق سے روایت کی ہے' اور یہ حدیث زید بن رفیع سے بحوالہ مکحول شامی مروی ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے واپس آئے تو آپ نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمائی اور آپ پر سورۂ نصر نازل ہوئی' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے سامنے فتنہ کے بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی' وہ بھی اسی طرح منکر حدیث ہے جس کی کوئی اصل نہیں اور صحیح احادیث میں ہی کفایت پائی جاتی ہے۔

اس جگہ پر ہم حماد بن عمرو ابی اسماعیل النصیبی کے حالات بیان کرتے ہیں' اعمش وغیرہ سے مروی ہے اور اس سے ابراہیم بن موسیٰ' محمد بن مہران اور موسیٰ بن ایوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ وہ جھوٹا اور حدیثیں وضع کرتا ہے۔ اور عمرو بن علی الفلاس اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث اور بہت ضعیف ہے' اور ابو زرعہ کہتے ہیں کہ کمزور حدیث ہے اور نسائی اسے متروک کہتے ہیں' اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ حدیثیں وضع کرتا ہے اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام حدیثوں میں کوئی ثقہ آدمی اس کی متابعت نہیں کرتا' دارقطنی کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے' اور حاکم ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ ثقات سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے اور ایک دفعہ لغزش کھانے والا ہے۔ اور وہ حدیث جس کے متعلق حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ حمزہ بن عباس عقبی نے ہمیں بغداد میں بتایا کہ عبداللہ بن روح المدائنی نے ہم سے بیان کیا کہ سلام بن سلیمان المدائنی نے ہم سے بیان کیا کہ سلام بن سلیم الطویل نے عن عبدالملک بن عبدالرحمٰن عن الحسن المقبری عن الاشعث بن طلیق عن مرہ بن سراحیل عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں' پھر آپ نے ہمیں فرمایا' جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے اور آپ نے خود ہمیں اپنی موت کی اطلاع دی' پھر فرمایا تمہیں کشادگی حاصل ہو' اللہ تعالیٰ تم کو باقی رکھے' اللہ تمہیں ہدایت دے' اللہ تمہاری مدد کرے' اللہ تمہیں فائدہ دے' اللہ تمہیں توفیق دے' اللہ تم کو راہ راست دکھائے' اللہ تمہیں بچائے اللہ تمہاری مدد کرے' اللہ تم کو قبول کرے' میں تمہیں تقویٰ اللہ کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ کو تمہاری وصی بناتا ہوں اور اسے تم پر قائم مقام بناتا ہوں' میں اس کی طرف سے تمہارے لیے واضح انتباہ کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عباد و بلاد کے بارے میں سرکشی نہ کرو' بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اور تمہارے لیے بیان کیا ہے:

﴿ تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا والعاقبۃ للمتقین ﴾

اور فرمایا ہے: ﴿ الیس فی جهنم مثوی للمتکبرین ﴾ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی وفات کب ہوگی؟ فرمایا موت قریب آ گئی ہے اور اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ اور بھرپور جام اور شاندار بستر کی طرف ٹھکانہ ہوگا' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کون غسل دے گا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت کے قریبی آدمی' اور قریبی بہت سے ملائکہ کے ساتھ غسل دیں گے' وہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں' جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کس میں آپ کو کفن دیں؟ فرمایا اگر تم چاہو تو میرے ان کپڑوں میں کفن دو یا یمنی چادروں میں' یا مصر کے سفید کپڑوں میں' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا' تو آپ رو پڑے اور ہم بھی روئے۔ اور فرمایا ٹھہرو' اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے جزا دے' جب تم مجھے غسل دے چکو اور خوشبو لگا چکو اور کفن دے چکو تو مجھے میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا' پھر کچھ وقت کے لیے میرے پاس سے چلے جانا' بلاشبہ سب سے پہلے میرے دو دوست اور ہم نشین جبریل اور میکائیل میرا جنازہ پڑھیں گے' پھر اسرافیل پڑھے گا' پھر ملک الموت ملائکہ کی فوجوں کے ساتھ میرا جنازہ پڑھے گا۔ چاہیے کہ میرے اہل بیت کے مرد مجھ پر جنازہ پڑھنے کا آغاز کریں' پھر ان کی عورتیں پڑھیں' پھر فرداً فرداً اور جماعت در جماعت میرے پاس آئیں اور کسی رونے والی' بلند آواز اور شور سے مجھے اذیت نہ دیں' اور میرے اصحاب میں سے جو شخص غائب ہے اسے میرا سلام پہنچا دینا' اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس شخص کو جو اسلام میں داخل ہو چکا ہے اور جس نے آج سے لے کر قیامت کے روز تک میرے دین میں میری متابعت کی ہے سلام کہہ دیا ہے' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی قبر میں آپ کو کون داخل کرے گا؟ فرمایا میرے قریبی اہل بیت کے آدمی' اور وہ قریبی بہت سے ملائکہ کے ساتھ ہوں گے' وہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن یونس نے سلام الطّویل سے اس کی متابعت کی ہے اور سلام الطّویل اس کی روایت میں متفرد ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سلام بن مسلم ہے' اور کہتے ہیں کہ ابن سلیم ہے اور اسے ابن سلیمان بھی کہا جاتا ہے' مگر پہلا نام زیادہ صحیح ہے یعنی سلام بن مسلم التمیمی السعدی الطّویل' اور وہ حضرت جعفر صادق' حمید الطّویل' زید العمی اور ایک جماعت سے روایت کرتا ہے اور اسی طرح ایک جماعت اس سے روایت کرتی ہے جن میں احمد بن عبداللہ بن یونس' اسد بن موسیٰ' خلف بن ہشام البزار' علی بن الجعد قبیصہ بن عقبہ شامل ہیں' اور علی بن المدائنی' احمد بن حنبل' یحییٰ بن معین بخاری' ابوحاتم' ابوزرعہ جوزجانی نسائی اور کئی آدمیوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور بعض ائمہ نے اسے کاذب قرار دیا ہے' اور دوسروں نے اسے ترک کر دیا ہے' لیکن اس حدیث کو ایک طویل عبارت کے ساتھ ابوبکر البزار نے اس سلام کے طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ محمد بن اسماعیل الحمسی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن محمد محاربی بحوالہ ابن اصبہانی ہم سے بیان کیا کہ اسے مرہ سے بحوالہ عبداللہ بتایا گیا' پھر اس نے پوری طوالت کے ساتھ حدیث کو بیان کیا ہے' پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مرہ سے کئی طریق سے متقارب اسانید کے ساتھ روایت کی گئی ہے' اور عبدالرحمٰن ابن اصبہانی نے اس حدیث کو مرہ سے نہیں سنا بلکہ اس سے سنا ہے جس نے اسے بحوالہ مرہ خبر دی تھی اور میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے اسے عبداللہ سے بحوالہ مرہ روایت کیا ہو۔

باب ۴۸

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر اور آپ کے غسل کی کیفیت' اور جنازہ اور قبر کی جگہ کے بیان میں

بلا اختلاف آپ کی وفات سوموار کو ہوئی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ تمہارے نبی سوموار کو پیدا ہوئے' سوموار کو نبی بنے' سوموار کو مکہ سے مہاجر بن کر نکلے' سوموار کو مدینہ میں داخل ہوئے اور سوموار کو فوت ہوئے' اسے امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے' اور سفیان ثوری عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کس روز فوت ہوئے تھے؟ میں نے کہا سوموار کو' آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں بھی سوموار کو فوت ہوں گا' پس آپ نے بھی سوموار کو وفات پائی۔ بیہقی نے اسے ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ حریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن اسحاق نے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو فوت ہوئے اور بدھ کی رات کو دفن ہوئے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور عروہ بن زبیر اپنے مغازی میں بیان کرتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر کی طرف' اور حضرت حفصہ نے حضرت عمر کی طرف اور حضرت فاطمہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور وہ اکٹھے نہ ہو سکے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے کا سہارا لیے ہوئے تھے' اور وہ آپ کی باری کا دن سوموار تھا' اور یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب ربیع الاوّل کے چاند کے لیے سورج ڈھل جاتا ہے۔ اور ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے زہری سے بحوالہ انسؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوموار کے روز' رسول اللہ ﷺ پر آخری نگاہ ڈالی' آپ نے پردہ اٹھایا اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے تھے' پس میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا گویا وہ مصحف کا ورق ہے' پس لوگوں نے ایک طرف ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے انہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور پردہ گرا دیا اور اسی دن کے آخر میں فوت ہو گئے۔ یہ حدیث صحیح میں ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وفات زوال کے بعد ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور یعقوب بن سفیان نے عبدالحمید بن بکار سے عن محمد بن شعیب عن صفوان عن عمر بن عبدالواحد سے روایت کی ہے' اور ان سب نے اوزاعی سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز نصف دن گزرنے سے قبل ہی فوت ہو گئے' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ احمد بن حنبل نے ہمیں خبر دی کہ حسن بن علی البزار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سلیمان بن ترخان التیمی سے کتاب المغازی میں ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۲۲/صفر کی رات کو بیمار ہوئے' اور آپ کو تکلیف کا آغاز اپنی ایک لونڈی کے پاس ہوا

نے ریحانہ کہا جاتا تھا' جو یہودی قیدیوں میں سے تھی اور سب سے پہلے آپ ہفتہ کے روز بیمار ہوئے اور آپ کی وفات سوموار کے روز ہوئی' جبکہ ماہ ربیع الاوّل کی دوراتیں گزر چکی تھیں اور آپ کو مدینہ آئے پورے دس سال ہو چکے تھے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ ابومعشر نے بحوالہ محمد قیس ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدھ کے روز جبکہ ۱۱ھ کے صفر کی گیارہ راتیں باقی تھیں' حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شدید بیمار ہو گئے اور آپ کے پاس آپ کی سب بیبیاں جمع ہو گئیں' اور آپ تیرہ دن بیمار رہے اور سوموار کے روز جبکہ ۲ھ کے ربیع الاوّل کی دوراتیں گزر چکی تھیں' فوت ہو گئے۔ نیز واقدی بیان کرتا ہے کہ مؤرخین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز بدھ کے روز ہوا جبکہ صفر کی دوراتیں باقی تھیں' اور ۱۲ ربیع الاوّل کو سوموار کے روز آپؐ نے وفات پائی' اور اسی پر محمد بن سعد نے جو اس کے کاتب ہیں' جزم کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے اور آپ منگل کے روز دفن ہوئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض نے بحوالہ المقبری مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن رافع نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ کی بیماری کا آغاز ہوا' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتا ہے کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعشر نے بحوالہ محمد بن قیس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ دن بیمار رہے اور جب آپ تکلیف میں کمی پاتے تو نماز پڑھاتے اور جب تکلیف بڑھ جاتی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل کو اس روز فوت ہوئے جس روز آپ مہاجر بن کر مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہجرت کے دس سال مکمل کیے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے اور اس کے کاتب محمد بن سعد نے اس پر جزم کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان یحییٰ بن بکیر سے بحوالہ لیث بیان کرتا ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی جبکہ ربیع الاوّل کی دوراتیں گذر چکی تھیں اور آپ کے مدینہ آنے پر دس سال پورے ہو چکے تھے' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ اور واقدی نے اسے ابومعشر سے بحوالہ محمد بن قیس ایسے ہی بیان کیا ہے' اور خلیفہ بن خیاط نے بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور ابونعیم الفضل بن دکین بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آمد مدینہ کے گیارھویں سال ربیع الاوّل کے شروع میں وفات پائی' اور ابن عساکر نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ہم نے ابھی عروہ اور موسیٰ بن عقبہ اور زہری کے مغازی سے جو کچھ بیان کیا ہے وہ بھی اس کی مانند ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن اسحاق اور واقدی کا قول مشہور ہے اور واقدی نے اسے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ ابراہیم بن یزید نے عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا اور محمد بن عبداللہ نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا یہ دونوں حضرات بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۲/ ربیع الاوّل کو وفات پائی۔ اور ابن اسحاق نے اسے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے اس کے باپ کے حوالے سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ کو بدھ کی شب کو دفن کیا گیا' اور سیف بن عمر نے عن محمد بن عبیداللہ العزرمی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کو ادا کر لیا تو آپ کوچ کر کے مدینہ آ گئے اور وہاں ذوالحجہ کا بقیہ مہینہ اور محرم

اور صفر قیام کیا اور ۱۰ ربیع الاول کو سوموار کے روز وفات پائی اور اسی طرح محمد بن اسحاق سے عن زہری عن عروہ روایت کی گئی ہے' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بھی جو عن عمرہ عن عائشہ مروی ہے اسی طرح بیان ہوا ہے' ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے شروع میں کہا ہے کہ ربیع الاول کے کچھ دن گزر چکے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ ربیع الاول کے کچھ دن گزرنے کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

فائدہ:

ابوالقاسم السہیلی' الروض میں بیان کرتے ہیں' جس کا مضمون یہ ہے کہ ۱۲/ ربیع الاول ۱۱ھ کو سوموار کے روز رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقوع متصور ہی نہیں ہو سکتا' کیونکہ آپ نے ۱۱ھ کے حجۃ الوداع میں جمعہ کے روز وقوف کیا' اور یکم ذوالحجہ جمعرات کو تھی' پس اس لحاظ سے کہ مہینوں کو مکمل یا ناقص' یا بعض کو مکمل اور بعض کو ناقص شمار کیا جائے' یہ متصور ہی نہیں ہو سکتا کہ سوموار کا دن ۱۲/ ربیع الاول کو ہو' اور اس قول پر یہ اعتراض مشہور ہو چکا ہے' اور ایک جماعت نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس کا جواب صرف ایک ہی طریق سے دینا ممکن ہے۔ اور وہ یہ کہ مطالع میں اختلاف پایا جاتا ہے' اس طرح ممکن ہے کہ اہل مکہ نے ذوالحجہ کا چاند' جمعرات کی شب کو دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے اسے جمعہ کی شب کو دیکھا ہو' اور اس کی تائید حضرت عائشہ وغیرہا کے قول سے ہوتی ہے' کہ ذوالحجہ کی پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے حجۃ الوداع کے لیے نکلے۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے متعین ہو جاتا ہے کہ آپ ہفتہ کے روز نکلے اور ابن حزم کا خیال درست نہیں کہ آپ جمعرات کے روز نکلے' کیونکہ اس طرح بلا شک و شبہ پانچ سے زیادہ راتیں باقی رہتی ہیں اور جمعہ کے روز آپ کا نکلنا جائز نہیں ہوگا' کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی' پس متعین ہو گیا کہ آپ ہفتہ کے روز نکلے جبکہ ذوالقعدہ کی پانچ راتیں باقی رہتی تھیں۔ اس لحاظ سے اہل مدینہ نے ذوالحجہ کا چاند' جمعہ کی رات کو دیکھا اور جب اہل مدینہ کے نزدیک یکم ذوالحجہ جمعہ کو ہو اور اس کے بعد مہینوں کو پورا شمار کیا جائے تو یکم ربیع الاول جمعرات کو ہوگی اور ۱۲/ ربیع الاول کو سوموار ہوگا۔

اور صحیحین میں مالک کی حدیث سے عن ربیعہ عن ابی عبدالرحمٰن عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ' نہ دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد تھے' نہ بہت سفید تھے نہ گندم گوں' نہ چھوٹے گھونگریالے بالوں والے تھے اور نہ سیدھے بالوں والے تھے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا آپؐ نے مکہ میں دس سال اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی' اور آپ کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے' اور اسی طرح اسے ابن وہب نے عن عروہ عن زہری عن انس وعن قرہ بن ربیعہ عن انس روایت کیا ہے اور حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ قرہ نے جو حدیث زہری سے روایت کی ہے وہ غریب ہے اور ربیعہ نے انس سے جو روایت کی ہے اسے اس سے ایک جماعت نے اسی طرح روایت کیا ہے' پھر اس نے سلیمان بن بلال کے طریق سے عن یحییٰ بن سعید و ربیعہ عن انس اسے تقویت دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور اسی طرح ابن البریری اور نافع بن ابی نعیم نے ا... ربیعہ سے بحوالہ انس روایت کیا ہے اور وہ بیان کرتے

ہیں کہ ربیعہ سے بحوالہ انس ساٹھ سال ہی محفوظ ہیں۔ پھر ابن عساکر نے اسے مالک اوزاعی، مسعر، ابراہیم بن طہمان، عبداللہ بن عمر سلیمان بن بلال انس بن بلال انس بن عیاض الدراوردی اور محمد بن قیس نے طریق سے بیان کیا ہے اور ان سب نے ربیعہ سے بحوالہ انس روایت کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ ابوعمرو بن سماک نے ہم سے بیان کیا کہ حنبل بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعمر عبداللہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہم سے بیان کیا کہ ابوغالب باہلی نے ہم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آپ کی عمر کیا تھی، انہوں نے جواب دیا چالیس سال، راوی نے پوچھا پھر کیا ہوا انہوں نے جواب دیا کہ آپ دس سال مکہ میں رہے دس سال مدینہ میں رہ پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی آپ کے ساٹھ سال پورے ہو چکے تھے، اور آپ بڑے طاقتور، حسین وجمیل اور مضبوط تھے۔ اور امام احمد نے اسے عبدالصمد بن عبدالوارث سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے، اور مسلم نے عن ابوغسان محمد بن عمرو الرازی ملقب زنیج عن حکام بن مسلم عن عثمان بن زائدہ عن زبیر بن عدی عن انس بن مالک روایت کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی، مسلم اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور قبل ازیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو بیان کیا گیا ہے، یہ اس کے منافی نہیں، کیونکہ عرب اکثر کسور کو حذف کر دیتے ہیں، اور صحیحین میں لیث بن سعد کی حدیث سے عن عقیل عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوا ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی، زہری بیان کرتے ہیں کہ سعید بن المسیب نے مجھے اس کی مانند خبر دی، اور موسیٰ بن عقبہ، عقیل، یونس بن یزید اور ابن جریج نے زہری سے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے ہم سے عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن عائشہ وابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس سال ٹھہرے اور آپ پر قرآن اترتا رہا، اور مدینہ میں بھی دس سال ٹھہرے، اسے مسلم نے روایت نہیں کیا، اور ابوداؤد طیالسی اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے عن ابی اسحاق عن عامر بن سعد عن جریر بن عبداللہ عن معاویہ بن ابی سفیان ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اور اسی طرح مسلم نے اسے غندر کی حدیث سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے۔ اور بخاری کو چھوڑ کر یہ اس کے افراد میں سے ہے اور ان میں کچھ لوگ عامر بن سعد سے بحوالہ معاویہ بھی بیان کرتے ہیں، مگر صحیح وہی ہے جسے ہم نے عامر بن سعد سے عن جریر عن معاویہ بیان کیا ہے۔ اور ہم نے عامر بن شراحیل کے طریق سے، عن شعبی عن جریر بن عبداللہ البجلی عن معاویہ روایت کی ہے، اور حافظ ابن عساکر نے قاضی ابویوسف کے طریق سے یحییٰ بن سعید انصاری سے بحوالہ انس روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور ابن لہیعہ ابوالاسود سے عن عروہ

عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاں ایک دوسرے سے اپنی اپنی پیدائش کا ذکر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور ثوری نے اعمش سے بحوالہ قاسم بن عبدالرحمن بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حنبل بیان کرتے ہیں کہ امام احمد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے بحوالہ سعید بن المسیب ہم سے بیان کیا کہ ۴۳ سال کی عمر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری اور مکہ اور مدینہ میں آپ نے دس دس سال قیام کیا اور یہ آپ سے غریب روایت ہے اور آپ کی طرف صحیح منسوب ہے احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن ابی ہند نے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے اور تین سال ٹھہرے رہے پھر جبریل رسالت کے ساتھ آپ کے پاس بھیجے گئے پھر اس کے بعد آپ دس سال ٹھہرے رہے پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک تریسٹھ سال عمر ثابت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسی طرح مجاہد نے شعبی سے روایت کی ہے اور اسماعیل بن خالد کی حدیث سے بھی اسے روایت کیا ہے اور صحیحین میں روح بن عبادہ کی حدیث سے عن زکریا بن اسحاق عن عمرو بن دینار عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال مکہ میں قیام کیا اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور صحیح بخاری میں اسی طرح روح بن عبادہ کی حدیث سے عن ہشام عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور تیرہ سال مکہ میں قیام کیا پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے دس سال ہجرت کی پھر تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور اسی طرح امام احمد نے اسے روح بن عبادہ یحییٰ بن سعید اور یزید بن ہارون سے روایت کیا ہے اور ان سب نے عن ہشام بن حسان عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰ موصلی نے بھی اسے اسی طرح عن الحسن بن عمر بن شقیق عن جعفر بن سلیمان عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے پھر اس نے اسے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مانند بیان کیا ہے۔

اور مسلم نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے ابو حمزہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تیرہ سال قیام کیا اور آپؐ پر وحی ہوتی تھی اور مدینہ میں دس سال قیام کیا اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حافظ ابن عساکر نے مسلم بن جنادہ کے طریق سے عن عبداللہ بن عمر عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے تقویت دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور ابو نضرہ کی حدیث سے عن سعید بن المسیب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور یہی قول زیادہ مشہور ہے اور اکثریت اسی پر قائم ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بحوالہ خالد الحذاء بیان کیا کہ بنی ہاشم کے غلام عمار نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور مسلم نے اسے خالد

الحذاء سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمار سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سال مکہ میں قیام کیا آٹھ یا سات سال آپ روشنی دیکھتے اور آواز سنتے رہے اور آٹھ یا سات سال آپ پر وحی ہوتی رہی اور مدینہ میں دس سال قیام کیا‘ اور مسلم نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زریع سے نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے بنی ہاشم کے غلام عمار کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ کی عمر کیا تھی؟ آپ نے فرمایا میں نہیں خیال کرتا کہ لوگوں میں تجھ جیسے آدمی سے یہ بات مخفی ہو۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے پوچھا ہے تو مجھ پر بات مشتبہ ہوگئی ہے اور میں اس بارے میں آپ کے قول کو معلوم کرنا پسند کرتا ہوں آپ نے فرمایا تو حساب کرسکتا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ مبعوث ہوئے‘ پندرہ سال خوف و امن کی حالت میں‘ مکہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ میں مہاجر بن کر قیام کیا۔ اور اسی طرح اسے مسلم نے یزید بن زریع اور شعبہ بن الحجاج کی حدیث سے روایت کیا ہے‘ اور ان دونوں نے عن یونس عن عبید عن عمار عن ابن عباس اسی طرح روایت کی ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ العلاء بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ المنہال بن عمرو نے بحوالہ سعید بن جبیر ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں وحی نازل ہوئی آپ نے فرمایا کون ایسا کہتا ہے؟ مکہ میں آپ پر پندرہ سال اور مدینہ میں آپ پر دس سال وحی نازل ہوئی‘ یہ پینسٹھ سال یا زیادہ ہوئے۔ اور یہ روایت اسناد یا متن کے لحاظ سے احمد کے افراد میں سے ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے یوسف بن مہران سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں‘ اور ترمذی نے کتاب الشمائل میں اور ابو یعلیٰ موصلی اور بیہقی نے قتادہ کی حدیث سے حسن بصری سے بحوالہ دغفل بن حنظلہ شیبانی نسابہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ پھر امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ دغفل کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کرنا معروف نہیں‘ یہ آپ کے زمانے میں پیدا ہوا تھا‘ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ عمار اور اس کے تابعین کی روایت کے موافق ہے‘ جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔

اور ایک جماعت کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تریسٹھ سال روایت کرنا اصح ہے اور وہ زیادہ ثقہ اور بکثرت ہیں‘ اور ان کی روایت اس صحیح روایت کے موافق ہے جو عن عروہ عن عائشہ مروی ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اور حضرت معاویہ کی صحیح روایت کے بھی موافق ہے‘ اور وہ روایت حضرت سعید بن المسیبؒ ، عامر شعبی اور ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں، عبداللہ بن عقبہ، قاسم بن عبدالرحمٰن، حسن بصری، علی بن الحسین اور کئی لوگوں کے وہ غریب اقوال جنہیں خلیفہ بن خیاط نے معاذ بن ہشام سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے بحوالہ قتادہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور یعقوب بن سفیان نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن معاذ ابن ہشام عن ابیہ عن قتادہ اسی طرح بیان کیا ہے، اور زید العمی نے اسے یزید سے بحوالہ انس روایت کیا ہے اور اس میں وہ روایت بھی ہے جسے اس نے محمد بن عابد سے عن قاسم بن حمید عن نعمان بن منذر غسانی عن مکحول روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اور ان سب سے ملتی جلتی وہ روایت ہے جسے امام احمد نے روح عن سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن حسن روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم رسول کریم ﷺ پر مکہ میں آٹھ سال تک اور ہجرت کے بعد دس سال تک نازل ہوا، اگرچہ حسن، جمہور کے قول کے قائل ہیں، جو یہ ہے کہ حضور ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں قرآن نازل ہوا، مگر ان کا خیال ہے کہ حضور ﷺ اٹھاون سال زندہ رہے، یہ روایت بہت غریب ہے لیکن ہم نے مسدد کے طریق سے ہشام بن حسان سے بحوالہ حسن روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اور خلیفہ بن خیاط بیان کرتا ہے کہ ابو عاصم نے ہم سے عن اشعث عن حسن بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ۴۵ سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور آپ نے مکہ میں دس سال اور مدینہ میں آٹھ سال قیام کیا اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اور یہ اس بیان کے مطابق بہت ہی غریب ہے۔ واللہ اعلم



آپؐ کے غسل کا بیان

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سوموار کا بقیہ دن اور منگل کے دن کا کچھ حصہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں مصروف رہے' پس جب بیعت کا معاملہ استوار ہو گیا تو ازاں بعد وہ ہر پیش آمدہ مشکل میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز میں لگ گئے' ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی' تو منگل کے روز لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور قبل ازیں ابن اسحاق کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے روز فوت ہوئے اور بدھ کی شب کو دفن ہوئے اور ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبردہ نے ہم سے عن علقمہ بن مرثد عن سلیمان بن بریدہ عن ابیہ بیان کیا کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کی تیاری کی تو اندر سے ایک پکارنے والے نے انہیں آواز دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص نہ اتارنا۔ اور ابن ماجہ نے اسے ابومعاویہ کی حدیث سے بحوالہ ابی بردہ روایت کیا ہے۔ اور ابوبردہ کا نام عمرو بن یزید تمیمی کوفی ہے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اسی طرح اتار دیں جیسے ہم اپنے مردوں کے اتارتے ہیں یا کپڑوں سمیت آپ کو غسل دے دیں؟ جب انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند نازل کر دی یہاں تک کہ ہر ایک کی ٹھوڑی اس کے سینے پر آ گئی' پھر بیت اللہ کی جانب سے ایک بات کرنے والے نے ان سے بات کی' انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے: ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دے دو'' پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو قمیص سمیت غسل دے دیا' وہ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے اور آپ کو ہاتھ لگائے بغیر' قمیص کے ساتھ ملتے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں' اگر مجھے اپنے معاملے کا پہلے علم ہوتا تو میں جستجو نہ کرتی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بیویوں نے غسل دیا ہے۔ اسے ابوداؤد نے ابن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ابن اسحاق سے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے لیے اکٹھے ہوئے' اور آپ کے گھر میں آپ کی بیویوں' آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب اور حضرت علی بن ابی طالب' فضل بن عباس' قثم بن عباس' اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اور آپ کے غلام صالح کے سوا اور کوئی آدمی موجود نہ تھا' پس جب وہ غسل دینے کے لیے اکٹھے ہوئے تو لوگوں کے پیچھے سے بنی عوف بن خزرج کے ایک آدمی' اوس بن خولی انصاری نے جو بدری تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور کہا اے علی رضی اللہ عنہ! ہم آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ ہمارا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ حصہ ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا اندر آ جاؤ وہ اندر آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے موقعہ پر موجود ہوئے لیکن انہوں نے آپ کے غسل میں

کوئی حصہ نہیں لیا' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو قمیص سمیت اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیا اور حضرت عباس' فضل اور قثم' حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ کو الٹنے پلٹنے لگے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور آپ کے غلام صالح پانی ڈالنے لگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو غسل دینے لگے' اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کے جسم میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو مردہ کے جسم میں دیکھی جاتی ہے' اور آپ کہہ رہے تھے' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں کس قدر پاکیزہ ہیں' حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے غسل سے فارغ ہو گئے۔ اور آپ کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا جا رہا تھا۔ تو انہوں نے آپ کے جسم کو خشک کیا' پھر آپ کے ساتھ وہ کیا جو مردہ کے ساتھ کیا جاتا ہے' پھر آپ کو تین کپڑوں میں لپیٹا گیا' جن میں سے دو کپڑے سفید تھے اور ایک یمنی چادر تھی' راوی بیان کرتا ہے' پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلا کر فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس جائے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی قبریں کھودا کرتے تھے اور دوسرا حضرت ابوطلحہ ابن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس جائے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کی لحد کھودا کرتے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے جس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں آدمیوں کو بھیجا' تو فرمایا اے اللہ اپنے رسول کے لیے بہتر بات کو انتخاب کر۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جو شخص حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اسے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نہ ملے اور جو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اسے مل گئے۔ پس ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد بنائی' احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور یونس بن بکیر' منذر بن ثعلبہ سے عن الصلت عن العلباء ابن احمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کو غسل دیتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آواز دی گئی کہ اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھایئے' یہ حدیث منقطع ہے۔

میں کہتا ہوں' بعض اہل سنن نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا' اے علی رضی اللہ عنہ اپنی ران نمایاں نہ کرنا اور نہ کسی زندہ اور مردہ کی ران کو دیکھنا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو حکم دیا ہے اس میں یہ خبر پائی جاتی ہے کہ اس سے آپ کی اپنی ذات مراد ہے۔ واللہ اعلم

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ محمد بن یعقوب نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہم سے زہری سے بحوالہ سعید بن المسیب بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تو میں میت کے ان امور کو دیکھنے لگا جو اس کے لاحق حال ہوتے ہیں تو میں نے کچھ بھی نہ دیکھا' اور آپ زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں پاکیزہ تھے۔

اور ابوداؤد نے اسے المراسیل میں اور ابن ماجہ نے اسے معمر کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور بیہقی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے دفن کا کام چار آدمیوں حضرت علیؓ' حضرت عباسؓ' حضرت فضل رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کے غلام صالح نے سنبھالا' انہوں نے آپ کے لیے لحد بنائی اور اس پر اینٹیں کھڑی کیں' اور اس قسم کی ایک روایت تابعین کی ایک جماعت سے بھی' جن میں عامر الشعبی' محمد بن قیس اور عبداللہ بن الحارث وغیرہ شامل ہیں' مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے' جس کی تفصیل اس جگہ باعثِ طوالت ہو گی' اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعمرو بن کیسان نے یزید بن

بلال سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے کہ میرے سوا انہیں کوئی غسل نہ دے اس لیے کہ جو کوئی میرے ان اعضا کو دیکھے گا جنہیں شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے اس کی آنکھیں جاتی رہیں گی حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما مجھے پردہ کے پیچھے سے پانی پکڑاتے تھے‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ جونہی میں کسی عضو کو پکڑتا ہوں یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ تیس آدمی اسے الٹ پلٹ رہے ہیں‘ یہاں تک کہ میں آپ کے غسل دینے سے فارغ ہو گیا۔ اور حافظ ابوبکر البزار نے اس حدیث کو اپنے مسند میں درج کیا ہے‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبدالرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد بن النعمان نے ہم سے بیان کیا کہ کیسان ابوعمرو نے بحوالہ یزید بن بلال ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ میرے سوا کوئی اور شخص انہیں غسل نہ دے‘ اور جو کوئی میرے ان اعضاء کو دیکھے گا جنہیں شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے‘ اس کی آنکھیں جاتی رہیں گی‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما پردے کے پیچھے سے مجھے پانی پکڑاتے تھے‘ میں کہتا ہوں یہ حدیث بہت ہی غریب ہے‘ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ بن الفضل نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس اصم نے ہم سے بیان کیا کہ اُسید بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن حفص نے‘ سفیان سے بحوالہ عبدالملک بن جریج ہم سے بیان کیا کہ میں نے محمد بن علی ابوجعفر سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار بیری کے پتوں سے غسل دیا گیا‘ اور آپ کو قمیص سمیت غسل دیا گیا اور آپ کو قبا کے ایک کنوئیں سے جس کا نام الغرس تھا‘ اور وہ حضرت ابن خیثمہ کی ملکیت تھا‘ کے پانی سے غسل دیا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پانی پیا کرتے تھے‘ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے غسل کی ذمہ داری لی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ آپ کو گود میں لیے ہوئے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے تھے‘ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے آرام دو‘ میری رگ جان کٹ گئی ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی چیز تیزی سے مجھ پر گر رہی ہے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ عاصم بن عبداللہ الحکمی نے بحوالہ عمر بن عبدالحکم بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غرس کا کنواں کیا ہی اچھا ہے‘ یہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے اور اس کا پانی بہترین پانیوں میں سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پانی منگوایا کرتے تھے اور آپ کو غرس کے کنویں سے غسل دیا گیا۔ اور سیف بن عمر‘ عن محمد بن عون‘ عن عکرمہ عن ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ قبر سے فارغ ہو گئے اور لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی‘ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی تیاری کرنے لگے اور آپ نے گھر کے وسط میں آپ پر باریک یمانی کپڑوں کا پردہ تان دیا اور پردے میں داخل ہو کر حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہما کو بلایا‘ پس جب آپ ان دونوں کو پانی دینے کے لیے پانی کی طرف گئے تو آپ نے ابوسفیان بن الحارث کو آواز دی اور اسے اور بنی ہاشم کے کچھ آدمیوں کو پردہ کے پیچھے داخل کیا اور انصار میں سے جن لوگوں نے میرے باپ سے پردے کے اندر جانے کی اپیل کی ان میں اوس بن خولی بھی تھے‘ پھر سیف‘ ضحاک بن یربوع حنفی سے عن ماہان حنفی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں‘ اور پردہ لگانے کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ حضرت عباسؓ نے اس میں حضرت علی‘ حضرت فضل‘ حضرت ابوسفیان اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم کو داخل کیا اور بنی ہاشم کے آدمی پردے کے پیچھے گھر میں تھے اور بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ان پر اونگھ طاری کر دی اور انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو غسل نہ دو آپؐ طاہر ہیں اور عباس ایلی اور اہل بیت نے کہا اس نے سچ کہا ہے آپ کو غسل نہ دو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک آواز کی خاطر جس کے متعلق ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کیا ہے‘ سنت کو ترک نہیں کریں گے اور ان پر دوبارہ اُونگھ طاری ہو گئی اور ان کو ندا آئی کہ آپ کو کپڑوں سمیت غسل دو‘ اہل بیت نے کہا غسل نہ دو اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا غسل دو‘ پس وہ آپؐ کے غسل کی تیاری میں لگ گئے اور آپؐ کے جسم پر ایک قمیص اور ایک کھلی کرتی تھی پس انہوں نے آپ کو خالص پانی سے غسل دیا اور آپ کے جوڑوں اور سجدوں کے مقامات پر کافور کی خوشبو لگائی اور آپ کی قمیص اور کرتی کو نچوڑا پھر آپ کو اپنے کفن میں لپیٹا گیا اور آپ کو عود اور اگر کی دھونی دی پھر آپ کو اٹھا کر آپ کی چارپائی پر رکھ دیا گیا اور آپ پر کپڑا ڈال دیا پس اس عبارت میں بہت غرابت پائی جاتی ہے۔

آپؐ کے کفن کا بیان:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے قاسم سے بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یمنی کپڑے میں لپیٹا گیا پھر اسے آپ سے ہٹا لیا گیا‘ قاسم بیان کرتے ہیں کہ اس کپڑے کا بقیہ حصہ ابھی تک ہمارے پاس ہے اور یہ اسناد شیخین کی شرط کے مطابق ہے اور ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل سے اور نسائی نے محمد بن المثنیٰ اور مجاہد بن موسیٰ سے روایت کیا ہے اور سب نے اسے ولید بن مسلم سے روایت کیا ہے اور امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی بیان کرتے ہیں کہ مالک نے ہم سے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جس میں قمیص اور عمامہ نہ تھا اور اسی طرح بخاری نے اسے اسماعیل بن ادریس سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور بخاری نے اسے عن ابی نعیم عن سفیان ثوری روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو روئی کے تین سفید یمانی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کے قول دو کپڑوں اور یمنی چادر کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ چادر لائی گئی لیکن انہوں نے اسے واپس کر دیا اور اس میں آپ کو کفن نہیں دیا گیا اور اسی طرح مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ حفص بن غیاث روایت کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ہناد بن السری نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو روئی کے تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا اور حلہ کے بارے میں لوگوں کو اشتباہ ہو گیا‘ میں نے یہ حلہ آپؐ کے کفن کے لیے خریدا تھا اسے چھوڑ دیا گیا اور اسے عبداللہ بن ابی بکر نے لے لیا اور کہا‘ میں نے اسے سنبھال لیا ہے تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جائے پھر کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ اس حلے کو اپنے نبیؐ کے لیے پسند کرتا تو آپ کو

اس میں کفن دیا جاتا پس انہوں نے اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دی مسلم نے اسے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ وغیرہ سے بحوالہ ابو معاویہ روایت کیا ہے‘ پھر بیہقی نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن ابی معاویہ عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو‘ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی یمنی چادر میں کفن دیا گیا اور اس میں آپ کو لپیٹا گیا پھر اسے آپ سے اتار لیا گیا اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اس حلہ کو اپنے لیے سنبھال لیا تا کہ جب وہ فوت ہوں تو اس میں انہیں کفن دیا جائے پھر اسے سنبھالنے کے بعد کہنے لگے میں اس چیز کو سنبھالنے کا نہیں جسے اللہ نے اپنے رسول کو اس میں کفن دینے سے روک دیا ہے پس اس کی قیمت کو حضرت عبداللہ نے صدقہ کر دیا‘ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور نسائی نے اسے اسحاق بن راہویہ سے بحوالہ عبدالرزاق روایت کیا ہے‘ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ مسکین بن بکیر نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز ہم سے بیان کیا کہ مکحول کہتے ہیں کہ عروہ نے بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی چادروں میں کفن دیا گیا‘ احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں اور ابو یعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ سہیل بن حبیب انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ مسجد ایوب کے امام عاصم بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے نافع سے بحوالہ ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور سفیان‘ عاصم بن عبیداللہ سے عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور بعض روایات میں دو سرخی مائل مٹیالے کپڑوں اور ایک یمنی چادر کے الفاظ آئے ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ادریس نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے ہم سے مقسم سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں اور جو قمیص پہنے ہوئے آپ کی وفات ہوئی اور نجرانی حلہ میں کفن دیا گیا۔ حلہ‘ دو کپڑے ہوتے ہیں۔ اور ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل اور عثمان بن ابی شیبہ سے اور ابن ماجہ نے علی بن محمد سے روایت کیا ہے‘ اور ان تینوں نے عبداللہ بن ادریس سے عن یزید بن ابی زیاد عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی طرح روایت کی ہے اور یہ بہت غریب ہے۔ اور اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید کپڑوں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا اس طریق سے احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔ اور ابوبکر شافعی بیان کرتے ہیں کہ علی بن حسن نے ہم سے بیان کیا کہ حمید بن الربیع نے ہم سے بیان کیا کہ بکر بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن المختار نے عن محمد بن عبدالرحمٰن جنہیں ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں عن عطاء عن ابن عباس عن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہم ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید کپڑوں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔ اور ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان الشاذکونی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی الہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عطاء نے اپنے باپ سے عن ابن عباس عن الفضل ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اس میں سرخ چادر کا اضافہ کیا ہے۔ اور کئی لوگوں نے اسے عن اسماعیل المؤدب عن یعقوب بن عطاء عن ابیہ عن ابن عباس عن الفضل روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید کپڑوں میں

کفن دیا گیا' اور ایک روایت میں سحولیہ کے الفاظ آئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابن عساکر نے ابوطاہر المخلص کے طریق سے روایت کی ہے کہ احمد بن اسحاق بہلول نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا کہ میں بنی عبدالمطلب کی ایک مجلس میں گیا اور وہ بہت سے لوگ تھے میں نے ان سے دریافت کیا' رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟ انہوں نے جواب دیا تین کپڑوں میں' جن میں قمیص' قباء اور عمامہ نہ تھا' میں نے پوچھا بدر کے روز تم میں کتنے آدمی اسیر ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا' عباس' نوفل اور عقیل۔

اور بیہقی نے زہری کے طریق سے زین العابدین علی بن حسین سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک سرخ یمنی چادر تھی۔ اور حافظ ابن عساکر نے اسے اس طریق سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے جس میں اعتراض وارد ہوتا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو سحولی کپڑوں اور ایک یمنی چادر میں کفن دیا۔ اور ابوسعید بن الاعرابی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے عن قتادہ عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو دو چادروں اور ایک نجرانی چادر میں کفن دیا گیا' اور اسی طرح ابوداؤد طیالسی نے اسے عن ہشام وعمران القطان عن قتادہ عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور ربیع بن سلیمان نے اسے عن اسد بن موسیٰ روایت کیا ہے' نصر بن طریف نے ہم سے بحوالہ قتادہ بیان کیا کہ ابن المسیب نے ہم سے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک نجرانی چادر تھی' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو بیان روایت کیا ہے وہ لوگوں کے لیے اشتباہ کا باعث ہے کہ یمنی چادر کو آپ سے ہٹا لیا گیا تھا۔ واللہ اعلم' پھر حافظ بیہقی نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ یعقوب بن ابراہیم الدورقی نے عن حمید بن عبدالرحمٰن الرؤاسی عن حسن بن صالح عن ہارون بن سعید ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کستوری تھی' پس آپؐ نے وصیت کی کہ مجھے اس کی خوشبو لگائی جائے' وہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خوشبو لگانے سے بچی ہوئی تھی' اور بیہقی نے اسے ابراہیم بن موسیٰ کے طریق سے عن حمید عن حسن' عن ہارون عن ابی وائل عن علی روایت کیا ہے اور اس بات کا ذکر کیا ہے۔

آپؐ کے جنازہ کی کیفیت:

قبل ازیں وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جسے بیہقی نے اشعث بن طلیق کی حدیث سے' اور البزار نے اصبہانی کی حدیث سے حضرت نبی کریم ﷺ کی وصیت کے بارے میں روایت کیا ہے اور ان دونوں نے مرہ سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' اور وہ وصیت یہ تھی کہ آپؐ کے گھرانے کے مرد آپ کو غسل دیں۔ نیز فرمایا کہ مجھے میرے انہی کپڑوں میں یا یمانی کپڑوں میں یا مصر کے سفید کپڑوں میں کفن دینا اور یہ کہ جب وہ آپ کو کفن دے چکیں تو آپ کو آپ کی قبر کے کنارے پر رکھ دیں پھر وہاں سے نکل آئیں تاکہ آپ پر ملائکہ جنازہ پڑھ لیں' پھر آپ کے گھرانے کے مرد آپ کے پاس جائیں اور آپ کا جنازہ پڑھیں' پھر ان

کے بعد لوگ فرداً فرداً جنازہ پڑھیں' اس طرح پوری حدیث کو بیان کیا ہے' جس کی صحت میں اعتراض ہے' جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے' عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو آدمیوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے امام کے بغیر جماعت کی صورت میں آپ کا جنازہ پڑھا' یہاں تک کہ فارغ ہو گئے' پھر عورتوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر بچوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے آپؐ کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر غلاموں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے جماعت کی صورت میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھتے ہوئے کسی نے ان کی امامت نہیں کی۔

واقدی بیان کرتا ہے ابی بن عیاش بن سہل بن سعد نے اپنے باپ اور دادے سے میرے پاس بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن میں لپیٹا گیا تو آپ کو اپنی چارپائی پر رکھا گیا پھر آپ کی قبر کے کنارے پر رکھا گیا پھر لوگ جماعت در جماعت آپ کے پاس آنے لگے اور آپ کا جنازہ پڑھنے میں ان کا کوئی امام نہ تھا' واقدی بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہ مجھے اپنے باپ کی ایک تحریر ملی جس میں یہ لکھا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا اور آپ اپنی چارپائی پر پڑے تھے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے اور ان کے ساتھ انصار و مہاجرین کے اتنے آدمی تھے جو گھر میں سما سکتے تھے ان دونوں حضرات نے کہا' السلام علیک ایھا النبی و رحمة الله و بركاته اور انصار' مہاجرین نے بھی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرح سلام کہا پھر انہوں نے صفیں باندھ لیں اور ان کا کوئی امام نہ تھا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جو پہلی صف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے کہا اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کلام ان پر نازل ہوا تھا انہوں نے پہنچا دیا ہے اور اپنی امت کی خیر خواہی کی ہے اور راہِ خدا میں جہاد کیا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کیا ہے اور اس کی بات پوری ہوئی ہے اور میں اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایمان لاتا ہوں اے ہمارے معبود! ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو اس قول کی پیروی کرنے والے ہیں جو اس پر اترا ہے اور ہمیں یکجا کر دے تاکہ وہ ہمیں پہچان لیں اور ہم ان کے ذریعے پہچان لیں' بلاشبہ وہ مومنین کے ساتھ رؤف و رحیم ہے ہم آپ پر ایمان لانے کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور نہ اس کے ذریعے ہم کبھی کوئی قیمت وصول کریں گے اور لوگ آمین آمین کہتے جاتے تھے اور باہر نکلتے جاتے تھے اور دوسرے داخل ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ مردوں نے نماز جنازہ پڑھ لی پھر عورتوں اور بچوں نے پڑھی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ انہوں نے سوموار کے دن کے زوال سے لے کر منگل کے دن کے زوال تک آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ تین دن آپ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب بیان ہو گی۔ واللہ اعلم

اور یہ بات کہ انہوں نے فرداً فرداً آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کا کوئی امام نہ تھا ایک متفقہ بات ہے جس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا' لیکن اس کی تعلیل میں اختلاف کیا گیا ہے' پس اگر وہ حدیث' صحیح ہو جسے ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے تو وہ اس بارے میں نص ہو گی اور اس فرمانبرداری کے باب سے ہو گی جس کا مفہوم سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور کسی کو یہ

حق حاصل نہیں کہ وہ کہے کہ ان کا کوئی امام نہ تھا اس لیے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تکمیل کے بعد حضور علیہ السلام کی تجہیز کی تیاری کی اور بعض علماء کا قول ہے کہ کسی آدمی نے ان کی امامت اس لیے نہیں کی تا کہ ہر شخص خود اپنی طرف سے وہ صلوٰۃ پڑھے جو اس کی طرف سے آپ پر پڑھی جاتی ہے اور مسلمانوں کی جانب سے بار بار فرداً فرداً آپ کی نماز جنازہ پڑھی جائے یعنی مردوں، عورتوں، بچوں حتیٰ کہ غلاموں اور لونڈیوں کی طرف سے گویا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک ایک فرد کی طرف سے نماز جنازہ پڑھی جائے۔

اور سہیلی کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ خود اور اس کے فرشتے آپ پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور اس نے ہر مومن کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ پر وہ صلوٰۃ پڑھے جو اس کی طرف سے آپ پر پڑھی جاتی ہے اور موت کے بعد آپ پر صلوٰۃ پڑھنا اسی قبیل سے ہے اسی طرح وہ بیان کرتے ہیں کہ اس بارے میں فرشتے ہمارے امام ہیں۔ واللہ اعلم

اور امام شافعی کے اصحاب میں سے متاخرین نے آپ کی قبر پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوا دوسرے لوگوں کی صلوٰۃ کی مشروعیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اپنی قبر میں تر و تازہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے اس لیے صلوٰۃ پڑھنا درست ہے اور جیسا کہ سنن وغیرہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ کی حالت آج کے مردہ کی طرح ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں کیا جائے گا کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد جو سلف ہیں انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اگر یہ مشروع ہوتا تو وہ اس کی طرف سبقت کرتے اور اس پر مداومت کرتے۔ واللہ اعلم

آپؐ کے دفن کا بیان، اور آپ کہاں دفن ہوئے؟

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ عبدالعزیز بن جریج نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو معلوم نہ تھا کہ وہ آپ کو کہاں دفن کریں یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوجاتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے، پس انہوں نے آپ کے بستر کو ہٹا دیا، اور آپ کے بستر کے نیچے قبر کھودی، اس حدیث میں عبدالعزیز بن جریج اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے کیونکہ عبدالعزیز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں ملا، لیکن حافظ ابو یعلیٰ نے اسے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ الہروی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے، ابن ابی ملیکہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بارے میں اختلاف کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نبی کو اس کی محبوب ترین جگہ میں موت دی جاتی ہے۔ نیز فرمایا آپ کو وہیں دفن کرو جہاں آپ کی وفات ہوئی ہے۔ اور اسی طرح ترمذی نے اسے عن ابی کریب عن ابی معاویہ عن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی عن ابی ملیکہ عن عائشہؓ روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہؓ نے آپ کے دفن کرنے کے بارے میں اختلاف کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی ہے

جسے میں بھول گیا ہوں' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اس جگہ موت دیتا ہے جس جگہ وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے آپ کو آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کر دو' پھر ترمذی نے ملیکی کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

اسے حضرت ابن عباس نے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ روایت کیا ہے' اور اموی نے اپنے باپ سے ابن اسحاق سے' جس کو ایک آدمی نے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ ابوبکر بن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سہیل تمیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام بن عبدالملک طیالسی نے عن حماد بن سلمہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ مدینہ میں دو گورکن تھے' جب حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم آپ کو کہاں دفن کریں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جس جگہ آپ کی وفات ہوئی ہے اس جگہ آپ دفن کیا جائے' اور ان دونوں سے ایک لحد بناتا تھا اور دوسرا شق کرتا تھا' پس لحد بنانے والا آیا اور اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے لحد بنائی' اور مالک بن انس نے اسے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ منقطع روایت کیا ہے۔ اور ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن مہران نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے بحوالہ محمد بن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ جب صحابہؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے قبر کھودنا چاہی' اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی طرز پر قبر کھودتے تھے' اور حضرت ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کی قبریں کھودتے تھے اور لحد بناتے تھے' پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلایا' اور ایک کو کہا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ' اور دوسرے کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کو کہا' اے اللہ! اپنے رسولؐ کے لیے انتخاب فرما' راوی بیان کرتا ہے کہ جو شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور انہیں لے آیا' تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد بنائی' اور جب وہ منگل کے دن رسول اللہ ﷺ کے ضروری سامان سے فارغ ہوئے اور آپ اپنے گھر میں چارپائی پر پڑے تھے اور مسلمانوں نے آپ کے دفن کے بارے میں اختلاف کیا' ایک آدمی نے کہا ہم آپ کو مسجد میں دفن کریں گے' دوسرے نے کہا ہم آپ کو آپ کے اصحاب کے ساتھ دفن کریں گے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر اٹھا دیا گیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی' اور انہوں نے اس کے نیچے آپ کے لیے قبر کھودی' پھر لوگوں نے آ کر گروہ در گروہ آپ پر نماز جنازہ پڑھی اور جب وہ فارغ ہو گئے تو عورتوں نے آ کر پڑھی اور جب عورتیں فارغ ہو گئیں تو بچوں نے آ کر پڑھی' اور رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کے وقت کسی نے لوگوں کی امامت نہ کی' اور رسول اللہ ﷺ کو بدھ کی رات کو نصف شب کے وقت دفن کر دیا گیا۔ اور اسی طرح ابن ماجہ نے اسے عن نصر بن علی الجہضمی عن وہب بن جریر عن ابیہ عن محمد بن اسحاق روایت کیا ہے اور اس کی مانند اس کے اسناد کو بھی بیان کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب' حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ ﷺ کا غلام آپ کی قبر میں اترے اور اوس بن خولی' ابو یعلی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا' میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ ہمارا بھی رسول اللہ ﷺ میں کچھ حصہ ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' اتریئے اور آپ کے غلام شقران

وہ چادر پکڑے ہوئے تھے جسے رسول اللہ ﷺ زیب تن کیا کرتے تھے پس اس نے اس چادر کو قبر میں دفن کر دیا اور کہا خدا کی قسم آپ کے بعد اسے کوئی زیب تن نہیں کرے گا' پس اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ اور احمد نے اسے مختصراً عن حسین بن محمد عن جریر بن حازم عن ابن اسحاق روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے یونس بن بکیر وغیرہ نے بحوالہ اسحاق روایت کیا ہے۔ اور واقدی نے عن ابی حبیبہ عن داؤد بن الحصین عن عکرمہ عن ابن عباس عن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم عن رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو موت دیتا ہے' وہ وہیں پر دفن ہوتا ہے۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق عن محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الحصین اور محمد بن جعفر بن الزبیر روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے دفن کرنے کے بارے میں اختلاف کیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو لوگوں کے ساتھ یا آپ کے گھر میں کیسے دفن کریں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو موت دیتا ہے وہ وہیں پر دفن ہوتا ہے۔ پس آپ کو آپ کے بستر کی جگہ دفن کیا گیا اور آپ کا بستر اٹھا کر اس کے نیچے قبر کھودی گئی۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ عبدالحمید بن جعفر نے عن عثمان بن محمد الاخنسی عن عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کی قبر کی جگہ کے متعلق اختلاف کیا' ایک آدمی نے کہا آپ کو ''البقیع'' میں دفن کیا جائے اور وہ ان کے لیے بکثرت استغفار کرتا تھا' دوسرے آدمی نے کہا آپ کو آپ کے منبر کے پاس دفن کیا جائے' تیسرے نے کہا آپ کو آپ کے مصلٰی کی جگہ دفن کیا جائے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا کہ اس بارے میں میرے پاس علم وخبر ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ بات یحییٰ بن سعید کی حدیث میں ہے جو قاسم بن محمد سے مروی ہے' اور ابن جریج کی حدیث میں بھی ہے جو ان کے باپ سے مروی ہے اور ان دونوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ مرسل روایت کی ہے۔ اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن سلمہ بن نبیط بن شریط عن ابیہ عن سالم بن عبید جو اصحاب صفہ میں سے تھے۔ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے پھر باہر چلے گئے' آپؓ سے پوچھا گیا' رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا' ہاں! تو انہیں معلوم ہو گیا کہ جیسا آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہوا ہے۔ اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم آپ کا جنازہ پڑھیں اور ہم آپ پر کیسے نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا تم گروہ در گروہ آ کر نماز جنازہ پڑھو گے تو انہیں معلوم ہو گیا کہ جیسے آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا' انہوں نے کہا' کیا آپ دفن ہوں گے اور کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا' جہاں اللہ نے آپ کی روح قبض کی ہے۔ بلاشبہ آپ کی روح پاکیزہ مقام پر قبض کی گئی ہے' تو انہیں معلوم ہو گیا کہ جیسے آپ نے کہا ہے ویسے ہو گا۔

اور بیہقی نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے یحییٰ بن سعید انصاری سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ روایت کی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کے سامنے ایک رؤیا پیش کی اور آپ سب لوگوں سے بڑھ کر تعبیر جانتے تھے'

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں‘ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ تین چاند میری گود میں گرے ہیں‘ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اگر تو اپنی رؤیا میں سچی ہے تو تیرے گھر میں روئے زمین کے باشندوں میں سے تین بہترین آدمی دفن ہوں گے‘ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! یہ تیرے چاندوں میں سے بہترین چاند ہے۔ اور مالک نے اسے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منقطع روایت کیا ہے اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گھر میں میری باری کے دن اور میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان وفات پائی اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کی پہلی گھڑی میں میرا اور آپ کا لعاب دہن اکٹھا کر دیا‘ اور صحیح بخاری میں ابوعوانہ کی حدیث سے عن ہلال الوراق عن عروہ عن عائشہؓ روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر کو نمایاں کیا جاتا مگر آپ اس کے سجدہ گاہ بنانے سے ڈر گئے‘ اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ہاشم بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا حمید الطّویل نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو مدینہ کا ایک آدمی لحد بناتا تھا اور دوسرا قبر کھودتا تھا‘ صحابہؓ نے کہا ہم اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کی طرف آدمی بھیجتے ہیں پس جو شخص ان دونوں میں سے پیچھے رہ گیا ہم اسے چھوڑ دیں گے پس انہوں نے ان دونوں کی طرف آدمی بھیجے تو لحد والا پہلے آ گیا‘ تو انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی‘ ابن ماجہ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور امام احمد نے اسے ابوالنضر ہاشم بن القاسم سے بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن شبہ نے عبیدہ بن یزید ہم سے بیان کیا کہ عبید بن طفیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ملیکہ نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ آپ فرماتی ہیں کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو صحابہؓ نے لحد اور شق کے بارے میں اختلاف کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس بارے میں باتیں کی اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں شور و غل نہ کرو۔ یا اس قسم کی کوئی اور بات کی۔ تو انہوں نے شق اور لحد بنانے والے کی طرف آدمی بھیجے تو لحد بنانے والا آ گیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی پھر آپ کو دفن کر دیا گیا‘ ابن ماجہ اس کی روایت میں متفرد ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ العمری نے عن نافع عن ابن عمر اور عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی۔ ان دونوں طریقوں سے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن شعبہ اور ابن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزہ نے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ چادر رکھی گئی۔ اور مسلم‘ ترمذی اور نسائی نے اسے کئی طرق سے شعبہ سے روایت کیا ہے اور وکیع نے بھی اسے شعبہ سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے کئی طرق سے شعبہ سے روایت کیا ہے اور وکیع نے بھی اسے شعبہ سے روایت کیا ہے اور وکیع بیان کرتے ہیں کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اسے

ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ اور ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہمیں خبر دی کہ اشعث بن عبدالملک الحمرانی نے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جو چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے اسے آپ کے نیچے بچھایا گیا۔ راوی بیان کرتا ہے وہ چادر ندیہ کے علاقے کی تھی اور ہشیم بن منصور بحوالہ حسن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں وہ سرخ چادر رکھی گئی جو آپ کو جنگ حنین میں ملی تھی۔ حسن بیان کرتے ہیں اسے اس لیے رکھا گیا کہ مدینہ کی زمین شور ہے۔ اور محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حماد بن خالد خیاط بحوالہ عقبہ بن ابی الصہباء ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میری لحد میں میرے لیے چادر بچھانا بلاشبہ انبیاء کے اجسام پر' زمین غالب نہیں آتی۔ اور بیہقی نے مسدد کی حدیث سے روایت کی ہے کہ عبدالواحد نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے زہری سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور میں مردہ والی آلائش دیکھنے لگا تو میں نے کچھ نہ پایا' اور آپ زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں پاکیزہ تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کو دفن کرنے اور لوگوں سے آپ کو پوشیدہ کرنے کا کام چار آدمیوں' حضرت علی' حضرت عباس' حضرت فضل رضی اللہ عنہم اور حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام صالح رضی اللہ عنہ نے سنبھالا اور آپؐ کے لیے لحد بنائی گئی اور اس پر اینٹیں نصب کی گئیں' اور بیہقی نے ایک آدمی سے بیان کیا ہے کہ اس نے آپ کی لحد پر نو اینٹیں نصب کیں۔ اور واقدی نے ابن ابی سبرہ سے عن عبداللہ بن معبد عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے آفتاب ڈھلنے سے لے کر منگل کے آفتاب ڈھلنے تک چارپائی پر پڑے رہے اور لوگ آپ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے اور آپ کی چارپائی آپ کے قبر کے کنارے پڑی رہی پس جب انہوں نے آپ کو دفن کرنا چاہا تو آپ کے پاؤں کی جانب سے چارپائی کی طرف آئے اور وہاں سے آپ کو قبر میں داخل کیا گیا' اور آپ کی قبر میں حضرت علی' حضرت عباس' حضرت قثم' حضرت فضل اور حضرت شقران رضی اللہ عنہم داخل ہوئے۔ اور بیہقی نے اسماعیل السدی کی حدیث سے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ۔ حضرت عباس' حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی قبر میں داخل ہوئے اور آپ کی لحد کو انصار کے ایک آدمی نے برابر کیا' اور اسی شخص نے بدر کے روز شہداء کی قبور کی لحدوں کو برابر کیا تھا۔ ابن عساکر بیان کرتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ احد کے روز برابر کیا تھا۔ اور ابن اسحاق نے عن حسین بن عبداللہ عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما جو روایت کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں اترنے والے حضرت علی' حضرت فضل' حضرت قثم اور حضرت شقران رضی اللہ عنہم تھے اور پانچویں اوس بن خولی رضی اللہ عنہ تھے' اور انہوں نے اس چادر کا واقعہ بھی بیان کیا ہے جسے شقرانؓ نے قبر میں رکھا تھا۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو طاہر محمد آبادی نے ہمیں بتایا کہ ابو قلابہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ ابو مرحب نے مجھ سے بیان کیا کہ گویا میں ان چاروں کو حضرت نبی کریم ﷺ کی قبر میں دیکھ رہا ہوں' ان میں سے ایک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے عن محمد بن الصباح عن سفیان عن اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا ہے' پھر احمد بن یونس نے اسے عن زہیر عن اسماعیل عن شعبی روایت کیا ہے کہ مرحب یا ابو مرحب نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کر لیا۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ آدمی‘ اپنے اہل کے قریب ہوتا ہے اور یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس کا اسناد جید اور قوی ہے اور ہم اسے صرف اس طریق سے جانتے ہیں‘ اور ابوعمر بن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ ابومرحب کا نام سوید بن قیس ہے۔ اور اس نے ایک دوسرے مرحب کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں ان حالات سے واقف نہیں اور ابن اثیر اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ میں بیان کرتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کا راوی ان دونوں میں سے ایک ہو‘ یا وہ ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا ہو۔

آپؐ سے آخری ملاقات کرنے والا آدمی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق بن یسار نے عبداللہ بن الحارث کے غلام مقسم ابوالقاسم سے بحوالہ اس کے آقا عبداللہ بن الحارث مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ کیا‘ تو آپ اپنی ہمشیرہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے اور جب اپنے عمرہ سے فارغ ہوئے تو واپس آئے اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے غسل کا پانی ڈالا۔ تو آپ نے غسل کیا اور جب غسل سے فارغ ہوئے تو اہل عراق کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا‘ اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک بات پوچھنے آئے ہیں‘ جس کے متعلق ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اس کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا میرا خیال ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تم سے بات کریں گے‘ کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تازہ تازہ ملاقات کی ہے‘ انہوں نے کہا بہت اچھا‘ انہوں نے کہا ہم اس بارے میں ہی آپ سے پوچھنے آئے ہیں‘ آپ نے فرمایا کہ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے تازہ ملاقات کرنے والے ہیں۔ اس طریق سے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور یونس بن بکیر نے اسے ہو بہو محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے مگر اس سے قبل اس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے اپنی انگوٹھی لے کر‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں پھینک دی اور جب لوگ باہر نکل گئے تو میں نے کہا کہ میری انگوٹھی قبر میں گر گئی ہے حالانکہ میں نے اسے جان بوجھ کر پھینکا تھا تاکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مس کروں اور میں آپ سے آخری ملاقات کرنے والا ٹھہروں۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اسحاق بن یسار نے مقسم سے بحوالہ اس کے آقا عبداللہ بن الحارث مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ کیا اور جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کا ذکر کیا اور یہ جو کچھ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے اس کا یہ تقاضا نہیں کہ اس نے جو امید کی تھی وہ پوری ہوگئی‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قبر میں اترنے ہی نہیں دیا‘ بلکہ کسی دوسرے آدمی کو حکم دیا اور اس نے اسے انگوٹھی پکڑا دی۔ اور پہلے بیان کی بنا پر جس شخص کو آپ نے انگوٹھی پکڑانے کا حکم دیا اس نے اسے انگوٹھی پکڑا دی‘ اور پہلے بیان کی بنا پر جس شخص نے آپ کو انگوٹھی پکڑانے کا حکم دیا وہ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما ہو سکتے ہیں۔

اور واقدی بیان کرتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے باپ سے بحوالہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں پھینک دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے اسے اس لیے

چینکا ہے کہ تو کہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر میں اترا تھا‘ پس آپ نے اتر کر اسے انگوٹھی دے دی یا کسی آدمی کو حکم دیا تو اس نے اسے انگوٹھی دے دی۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ بہز اور ابو کامل نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ابو عمران الجونی سے بحوالہ ابو عسیب یا ابی غنم ہم سے بیان کیا کہ بہز نے بیان کیا کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے جنازہ میں شامل ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم کیسے نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا گروہ در گروہ داخل ہو جاؤ اور وہ اس دروازہ سے داخل ہو کر آپ کا جنازہ پڑھتے پھر دوسرے دروازے سے باہر آ جاتے۔ راوی بیان کرتا ہے جب آپ کو لحد میں رکھا گیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپؐ کے پاؤں میں کوئی چیز باقی رہ گئی ہے جسے تم نے درست نہیں کیا‘ انہوں نے کہا تم داخل ہو کر اسے درست کر دو۔ پس وہ داخل ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ کو داخل کر کے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو چھوا اور کہا کہ مجھ پر مٹی ڈالو تو انہوں نے آپ پر مٹی ڈالی یہاں تک کہ وہ آپ کی پنڈلیوں کے نصف تک پہنچ گئی‘ پھر آپ باہر نکل آئے۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے تمہاری نسبت رسول اللہ ﷺ سے تازہ ملاقات کرنے والا ہوں۔

آپ کب دفن ہوئے؟:

یونس ابن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت محمد نے جو عبداللہ بن ابی بکر کی بیوی ہیں‘ مجھ سے بیان کیا‘ اور آپ مجھے اس کے پاس لے گئے یہاں تک کہ میں نے اس سے عمرہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے سنا وہ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے دفن کا علم اس وقت ہوا جب ہم نے بدھ کی نصف شب کو پیمائش کرنے والوں کی آواز سنی۔ واقدی بیان کرتا ہے کہ ابن ابی سبرہ نے عن حلیس بن ہشام عن عبداللہ بن وہب عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا‘ آپ فرماتی ہیں کہ ہم اکٹھے ہو کر رو رہے تھے اور ہم سوئے بھی نہ تھے‘ کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھروں میں پڑے تھے اور ہم آپ کو چارپائی پر دیکھ کر تسلی حاصل کر رہے تھے کہ اچانک ہم نے سحر کے وقت واپس آنے والوں کی آواز سنی‘ پس ہم اور اہل مسجد چلا اٹھے اور مدینہ ایک ہی آواز سے لرز گیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی‘ اور جب آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کا نام لیا تو رو پڑے اور لمبے لمبے سانس لینے لگے‘ اور آپ نے ہمارے غم میں اضافہ کر دیا اور لوگ آپ کی قبر میں داخل ہونے کے لیے الجھنے لگے‘ جسے بند کر دیا گیا‘ ہائے اس مصیبت کے کیا کہنے جس کے بعد جو مصیبت بھی ہمیں پہنچی وہ آپ کی مصیبت کے ذکر کرنے سے ہیچ ہو جاتی تھی۔

اور امام احمد نے محمد بن اسحاق کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے دن وفات پائی اور بدھ کی شب کو دفن ہوئے اور اس سے قبل اس قسم کی کئی احادیث بیان ہو چکی ہیں۔ اور اسی حدیث کو سلف و خلف کے کئی ائمہ نے بیان کیا ہے‘ جن میں سلیمان بن طرخان تیمی‘ جعفر بن محمد الصادق‘ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہم شامل ہیں‘ اور یعقوب بن سفیان نے عن عبدالحمید عن بکار عن محمد بن شعیب عن الاوزاعی روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز نصف النہار سے قبل وفات پائی‘ اور منگل کے دن دفن ہوئے۔ اور اسی طرح امام احمد نے عبدالرزاق سے بحوالہ ابن جریج روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز چاشت کے وقت وفات پائی اور دوسرے دن چاشت کو دفن ہوئے‘ اور یعقوب بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ

سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن جعفر بن محمد عن ابیہ اور عن ابن جریج عن ابی جعفر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور اس روز اور اس رات اور منگل کے روز دن کے آخر تک آپ پڑے رہے اور یہ قول غریب ہے اور جمہور سے وہی بات مشہور ہے جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے سوموار کے روز وفات پائی اور بدھ کی شب کو دفن ہوئے۔

اور اس بارے میں غریب اقوال میں سے یہ قول بھی ہے جسے یعقوب بن سفیان نے عن عبدالحمید بن بکار عن محمد بن شعیب عن ابی النعمان عن مکحول روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز پیدا ہوئے اور سوموار کے روز آپ پر وحی آئی اور سوموار کے روز آپؐ نے ہجرت کی اور سوموار کے روز آپؐ نے ساڑھے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ دفن ہوئے بغیر تین دن پڑے رہے' لوگ گروہ درگروہ آپ کے پاس آ کر نماز پڑھتے اور صف نہ بناتے اور کوئی شخص ان کی امامت نہ کرتا' راوی کا یہ قول کہ ''آپ دفن ہوئے بغیر تین دن پڑے رہے'' غریب قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپؐ سوموار کا بقیہ دن اور منگل کا پورا دن پڑے رہے اور بدھ کی شب کو دفن ہوئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور اس کے خلاف وہ روایت ہے جسے سیف نے ہشام سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے دن وفات پائی اور سوموار کے دن آپ کو غسل دیا گیا اور منگل کی شب کو آپ دفن کیے گئے' سیف بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس قول کو پورا بیان کیا ہے اور یہ بہت غریب ہے اور واقدی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے عن ابن ابی عون عن ابی عتیق عن جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پر پانی چھڑکا گیا جسے حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے ایک مشکیزے سے چھڑکا آپ نے آپؐ کے سر کے دائیں پہلو سے آغاز کیا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں تک پہنچ گئے پھر آپ نے پانی کو دیوار پر سے پھینکا مگر وہ دیوار سے گذر نہ سکا اور سعید بن منصور عن الدراوردی عن یزید[1] بن عبداللہ بن ابی یمن عن ام سلمہ روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن ہوئے۔

اور ابن خزیمہ بیان کرتے ہیں کہ مسلم بن حماد نے اپنے باپ سے عن عبداللہ بن عمر عن ریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن ہوئے' واقدی بیان کرتا ہے کہ ابی ابن عیاش بن سہل بن سعید نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کی شب کو دفن ہوئے اور ابوبکر بن ابی الدنیا بحوالہ محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲' ربیع الاوّل کو سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن ہوئے اور عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ حسن بن اسرائیل ابو محمد النہرتبوی نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے بحوالہ اسمٰعیل بن ابی خالد ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن ہوئے اور یہی بات حضرت سعد بن المسیبؒ' ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوجعفر الباقر بیان کرتے ہیں۔

---

[1] التیموریہ میں یزید بن عبداللہ کی بجائے شریک بن عبداللہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا بیان

تواتر سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا جو آپ کی مسجد کے مشرق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے مخصوص تھا اور جو حجرہ کے سامنے کے مغربی کونے میں ہے پھر بعد ازاں اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی دفن کیا گیا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے بحوالہ سفیان الشمار ہم سے بیان کیا کہ اس نے اسے بتایا کہ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کوہان نما دیکھا ہے' بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی فدیک نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عثمان بن ھانی نے بحوالہ قاسم مجھے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر آپ سے کہا اے میری ماں! میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صاحبین کی قبور کو ظاہر کریں تو آپ نے میرے لیے تین قبور کو ظاہر کیا جو نہ اونچی تھیں اور نہ زمین کے ساتھ لگی ہوئی تھیں' اور سرخ صحن کے نشیب میں بچھی ہوئی تھیں جن کی شکل یہ تھی:

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ابوداؤد اس کی روایت میں میں متفرد ہیں' اور حاکم اور بیہقی نے اسے ابن ابی فدیک کی حدیث سے عمرو بن عثمان سے بحوالہ قاسم روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم دیکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے پاس ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت بتاتی ہے کہ ان کی قبور ہموار ہیں کیونکہ سنگریزے ہموار جگہ پر ہی ٹک سکتے ہیں۔ اور بیہقی کی یہ عجیب بات ہے کیونکہ روایت میں کلیتہً سنگریزوں کا ذکر نہیں پایا جاتا' اس لحاظ سے ممکن ہے کہ آپ کی قبر کوہان نما ہو اور اس میں مٹی سے سنگریزے گڑے ہوئے ہوں۔ اور واقدی نے عن الدراوردی عن جعفر بن محمد عن ابیہ روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہموار بنائی گئی ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ فروہ بن ابی المغراء نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے

عن ہشام عن عروہ عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانے میں ان پر دیوار گر پڑی تو انہوں نے اس کی تعمیر شروع کر دی تو ان کو قدم نظر آئے تو وہ ڈر گئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے قدم ہیں اور انہوں نے کوئی ایسا آدمی نہ پایا جو اس بات کو جانتا ہو' یہاں تک کہ عروہ نے انہیں کہا کہ خدا کی قسم یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے قدم نہیں' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدم ہیں' اور ہشام نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ مجھے ان کے ساتھ دفن نہ کرنا' مجھے البقیع میں میری ساتھی عورتوں کے ساتھ دفن کرنا' میں اس لائق کبھی نہ ہوں گی۔

میں کہتا ہوں ولید بن عبدالملک نے جب ۸۳ھ میں امارت سنبھالی تو اس نے جامع دمشق کی تعمیر شروع کر دی' اور مدینہ میں اپنے عمزاد حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کو جو اس کے نائب تھے لکھا کہ وہ مسجد مدینہ کی توسیع کریں' پس آپ نے اسے مشرق کی جانب تک وسیع کر دیا اور حجرہ نبوی اس میں شامل ہو گیا۔

اور حافظ ابن عساکر نے اپنی سند سے فرافصہ کے غلام زاذان سے روایت کی ہے' اسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں جبکہ آپ مدینہ کے امیر تھے' مسجد نبوی کو تعمیر کیا تھا' اور ابن عساکر نے سالم بن عبداللہ سے وہی بات بیان کی ہے جس کا ذکر بخاری نے کیا ہے اور قبور کی کیفیت ابوداؤد کی طرح بیان کی ہے۔

آپ کی وفات سے مسلمانوں کو جو مصیبت پہنچی:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بن انس نے ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی اور آپ کو تکلیف ہونے لگی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' ہائے میرے باپ کی تکلیف' آپؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ اور جب آپؐ فوت ہو گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' ہائے ابا! جس کی دعا کا رب نے جواب دیا ہے' ہائے ابا جنت الفردوس جس کا ٹھکانا ہے' ہائے ابا جس کی موت کی خبر ہم جبریل کو دیں گے۔ اور جب آپ کو دفن کر دیا گیا' تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے انسؓ! کیا تمہارے دلوں نے اس بات کو گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو؟ امام بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہؓ نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ کیا تمہارے دلوں نے اس بات کو گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو مٹی میں دفن کر دو اور واپس چلے آؤ۔ اسی طرح ابن ماجہ نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے مختصراً روایت کیا ہے اور حماد نے اس موقع پر بیان کیا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو رو پڑتے حتیٰ کہ ان کی پسلیاں ہلنے لگ جاتیں' اور اس بات کو نوحہ شمار نہیں کیا جا سکتا' بلکہ یہ آپ کے حقیقی فضائل کے بیان کے باب میں سے ہے' ہم نے یہ بات صرف اس لیے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور امام احمد اور نسائی نے شعبہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ میں نے قتادہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے مطرف کو حکیم بن قیس بن عاصم کو اپنے باپ کی جانب سے وہ وصیت بیان کرتے سنا جو اس نے اپنے بیٹوں کو کی' اس نے کہا مجھ

پر نوحہ نہ کرنا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نوحہ نہیں کیا گیا' اور اسماعیل بن اسحاق قاضی نے اسے النوادر میں عمرو بن میمون سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے' پھر اس نے اسے عن علی بن المدائنی عن المغیرہ بن سلمہ عن الصعق بن حزن عن القاسم عن بن مطیب عن الحسن البصری عن قیس بن عاصم روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر نوحہ نہ کرنا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا اور میں نے آپ کو نوحہ سے منع کرتے سنا ہے۔ پھر اس نے اسے علی بن محمد بن الفضل عن الصعق عن القاسم عن یونس بن عبید عن الحسن عن عاصم روایت کیا ہے۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ عقبہ بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو نے ابی سلمہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں ہوا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت نے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی' مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ نہیں جھاڑے حتیٰ کہ ہمارے دل ہم سے بیگانے ہوگئے۔ اور اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ نے بشر بن ہلال الصواف سے بحوالہ جعفر بن سلیمان الضبعی روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح غریب [1] کہا ہے۔

میں کہتا ہوں' اس کا اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے اور یہ جعفر بن سلیمان کی حدیث کے مقابلہ میں محفوظ ہے' اور ایک جماعت نے اس کو روایت کیا ہے' اور اسی طرح لوگوں نے اسے اس سے روایت کیا ہے۔ اور الکریمی محمد بن یونس رحمہ اللہ نے اسے اپنی روایت میں غریب قرار دیا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ ابوالولید ہشام بن عبدالملک طیالسی نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان الضبعی نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو مدینہ تاریک ہوگیا' یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے اور ہمارا کوئی آدمی اپنے ہاتھ کو پھیلاتا تو اسے دیکھ نہ سکتا۔ اور جونہی ہم آپ کے دفن سے فارغ ہوئے ہمارے دل ہم سے بیگانہ ہوگئے' بیہقی نے اسے اسی طرح اپنے طریق سے روایت کیا ہے' اور اس نے اسے دیگر حفاظ کے طریق سے بھی ابوالولید طیالسی سے روایت کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں' اور یہ محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے ابوحفص بن شاہین کے طریق سے روایت کی ہے کہ حسین بن احمد بن بسطام نے ابلہ میں ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یزید الرواسی نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن علقمہ نے' عن داؤد بن ابی ہند عن ابی نضرہ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی' اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب بن عطاء العجلی نے عن ابن عون عن الحسن عن ابی بن کعب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ہمارا چہرہ ایک ہی تھا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو ہم نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اور اسی طرح وہ بیان کرتے

[1] التیموریہ میں حسن غریب بیان کیا ہے۔

ہیں کہ ابراہیم بن منذر رحزامی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے ماموں محمد بن ابراہیم بن المطلب بن السائب بن ابی وداعہ سہمی نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عبداللہ ابی امیہ مخزومی نے مجھ سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو نمازی' نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا تو کسی کی نگاہ اس کے قدموں کی جگہ سے تجاوز نہ کرتی رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا تو لوگ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو کسی کی نگاہ اس کی پیشانی کے مقام سے تجاوز نہ کرتی اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا تو لوگ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو کسی کی نگاہ قبلہ کی جگہ سے تجاوز نہ کرتی' اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا اور فتنہ پیدا ہو گیا تو لوگ دائیں بائیں متوجہ ہو گئے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رو پڑیں۔ ان سے دریافت کیا گیا آپ کس وجہ سے حضرت نبی کریم ﷺ پر گریہ کناں ہیں تو انہوں نے جواب دیا' مجھے یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب وفات پا جائیں گے' لیکن میں تو اس وحی پر روتی ہوں جو ہم سے اٹھالی گئی ہے۔ آپ نے اسی طرح مختصر روایت کیا ہے۔

اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن نعیم اور محمد بن النضر جارودی نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن علی خولانی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عاصم کلابی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا' انہوں نے آپ کو ایک مشروب پیش کیا' پس یا تو آپ روزہ دار تھے یا آپ اسے پینا نہیں چاہتے تھے۔ آپ نے اس مشروب کو واپس کر دیا' میں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہنستا ہوا آیا۔ حضرت ابوبکر نے حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' ہمارے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو چلئے' پس جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے آپ سے کہا' آپ کس سبب سے گریہ کناں ہیں' جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول کے لیے بہتر ہے' انہوں نے کہا میں اس وجہ سے نہیں روتی' کہ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول کے لیے بہتر ہے' بلکہ میں اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی ہے' پس انہوں نے ان دونوں حضرات کو بھی رونے پر ابھار دیا۔ اور یہ دونوں بھی رونے لگے' اور مسلم نے اسے زہیر بن حرب سے بحوالہ عمرو بن عاصم منفرد روایت کیا ہے۔

اور موسیٰ بن عقبہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے واقعہ اور اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگ واپس آ گئے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیٹھ کر روتی رہیں' آپ سے رونے کی وجہ دریافت کی گئی جبکہ اللہ نے اپنے نبی کا اکرام کیا ہے اور اپنی جنت میں اسے داخل کیا ہے اور دنیا کی تکلیف سے آپ کو سکھ دیا ہے' تو آپ نے فرمایا: میں تو آسمانی خبروں پر روتی ہوں جو ہر صبح و شام ہمارے پاس تر و تازہ آتی تھیں' وہ منقطع

ہوگئی ہیں اور اٹھالی گئی ہیں' پس میں ان پر روتی ہوں' تو لوگ آپ کی بات سے حیران رہ گئے۔

اور مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں اور ابو اسامہ سے بھی مجھے اطلاع ملی ہے اور جن لوگوں نے اسے ان سے روایت کیا ہے ان میں ابراہیم بن سعید جوہری بھی ہے' ابو اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن عبداللہ نے عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کسی جماعت پر رحمت کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے ان کے نبی کو وفات دے دیتا ہے اور اسے ان کے لیے فرط و سلف❶ بنا دیتا ہے جو ان کے لیے گواہی دیتا ہے۔ اور جب کسی جماعت کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں اس حال میں عذاب دیتا ہے کہ ان کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کے دیکھتے دیکھتے انہیں ہلاک کر دیتا ہے' پس جب وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں تو ان کی ہلاکت سے ان کی آنکھ کو ٹھنڈا کرتا ہے' مسلم اس کی روایت میں اسناداً و متناً منفرد ہیں۔

اور حافظ ابو بکر البزار بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن عبدالعزیز بن ابی داؤد نے' عن سفیان عن عبداللہ بن السائب عن زاذان عن عبداللہ بن مسعود عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چکر لگانے والے ہیں جو میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے رہتے ہیں' نیز وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے' تم بیان کرتے ہو اور وہ تمہارے لیے بیان کرتا ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے' مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں' پس میں جو بھلائی کی بات دیکھتا ہوں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور جو بری بات دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم اس حدیث کے آخری حصے کو صرف اسی طریق سے عبداللہ سے مروی جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا جو پہلا حصہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چکر لگانے والے ہیں' جو مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے رہتے ہیں'' اسے نسائی نے متعدد طرق سے سفیان ثوری اور اعمش سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے اسے عبداللہ بن السائب سے اس کے باپ کے حوالہ سے روایت کیا ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین بن علی الجعفی نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر عن ابی الاسود الصنعانی عن اوس بن اوس ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے ایام میں سے افضل جمعہ کا روز ہے جس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور فوت ہوئے اور اسی دن پھونک ماری جائے گی اور اسی دن بے ہوشی ہوگی' پس اس روز مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو' بلاشبہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے' فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح اسے ابوداؤد نے ہارون بن عبداللہ اور حسن بن علی سے اور نسائی نے اسحاق بن

---

❶ فرط آگے پہنچنے والے اجر کو کہتے ہیں جیسا کہ میت کی دعا میں کہتے ہیں اللھم اجعلہ لنا فرطاء اے اللہ اس کو ہمارے لیے آگے پہنچنے والا اجر بنا دے۔ مترجم

منصور سے روایت کیا ہے' اور ان تینوں نے اسے حسین بن علی سے روایت کیا ہے' اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن حسین بن علی عن جابر عن ابی الاشعث عن شداد بن اوس روایت کیا ہے ہمارے شیخ ابوالحاج المزی بیان کرتے ہیں کہ یہ ابن ماجہ کا وہم ہے اور صحیح' اوس بن اوس ہے جو ثقفی ہے' میں کہتا ہوں کہ وہ ٹھیک طور پر میرے پاس ایک مشہور جید نسخہ میں ہے' جیسا کہ اسے احمد' ابوداؤد اور نسائی نے اوس بن اوس سے روایت کیا ہے پھر ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن السواد مصری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن وہب نے' عن عمرو بن الحارث عن سعید بن ابی ہلال عن زید بن ایمن عن عبادہ بن نسی عن ابی الدرداء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت درود پڑھو' بے شک وہ مشہور ہے کہ اس میں ملائکہ موجود ہوتے ہیں اور اگر مجھ پر کوئی درود پڑھتا ہے تو اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جاتا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا موت کے بعد' فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر' انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔ یہ ابن ماجہ کے افراد میں سے ہے اور اس موقع پر حافظ ابن عساکر آپ کی قبر شریف کی زیارت کے بارے میں مروی حدیث کے بیان کرنے کے لیے ایک باب باندھا ہے اور اس بحث کے استقصاء کا مقام کتاب الاحکام الکبیر میں ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آپ کے تسلی دینے کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث:

ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عمر بن سکین نے ہم سے بیان کیا کہ ابو ہمام محمد بن زبرقان اہوازی نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عبیدہ نے ہم سے بیان کیا کہ مصعب بن محمد نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے بحوالہ حضرت عائشہؓ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ دروازہ کھولا جو آپ کے اور لوگوں کے درمیان تھا۔ یا پردہ اٹھایا کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں' پس آپ نے ان کے حسن حال کو دیکھ کر اسی امید پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ آپ نے انہیں جس حال میں دیکھا ہے اس میں وہ آپ کی نیابت کریں گے آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کسی مومن کو مصیبت پہنچے تو وہ اپنی مصیبت میں' اس مصیبت کے مقابلہ میں جو اسے میرے بغیر پہنچے گی' مجھ سے تسلی پائے' بلاشبہ میری امت کے کسی آدمی کو' میرے بعد' میری مصیبت سے سخت مصیبت نہیں پہنچے گی' ابن ماجہ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابواسحاق ابراہیم بن محمد فقیہ نے ہمیں بتایا کہ شافع بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوجعفر بن سلامہ طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہ المزنی نے ہم سے بیان کیا کہ شافعی نے عن القاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص عن جعفر بن محمد عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ قریش کے کچھ آدمی ان کے باپ علی بن حسین کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی بات نہ بتاؤں؟ انہوں نے کہا بے شک' تو انہوں نے کہا بحوالہ ابوالقاسم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو جبریل نے آپ کے پاس آ کر کہا اے محمد ﷺ' اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اعزاز و اکرام کے لیے خاص طور پر آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں اس ذات کی طرف سے جو آپ سے بہتر جانتی ہے آپ سے دریافت کروں کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں' آپ نے فرمایا اے جبریل میں اپنے آپ کو مغموم پاتا ہوں اے جبریل میں اپنے آپ کو مصیبت زدہ پاتا ہوں پھر دوسرے دن جبریلؑ نے آ کر آپ سے یہی بات کہی

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا پھر تیسرے دن جبریل علیہ السلام نے آ کر آپ سے وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی' اور آپ نے بھی وہی جواب دے دیا اور جبریل علیہ السلام کے ساتھ اسماعیل نامی ایک فرشتہ آیا جو ایک لاکھ فرشتوں پر حکمرانی کرتا تھا اور ان میں سے ہر فرشتہ ایک لاکھ فرشتے پر حکمرانی کرتا تھا' اس نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور آپ کا حال دریافت کیا' پھر جبریل علیہ السلام کہنے لگے' یہ ملک الموت ہے جو آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور آپ سے قبل اس نے کسی آدمی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت طلب کرے گا' حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے اجازت دے دو' تو جبریل علیہ السلام نے اسے اجازت دے دی' تو اس نے اندر آ کر آپ کو سلام کہا' پھر کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کی اجازت دیں تو میں روح قبض کر لوں گا' اور اگر آپ مجھے اسے چھوڑ دینے کا حکم دیں تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ملک الموت کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے کہا ہاں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور مجھے آپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کی طرف دیکھا تو جبریل نے آپ سے کہا' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا' آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کر گزریئے تو اس نے آپ کی روح قبض کر لی' پس جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو تعزیت آ گئی اور انہوں نے بیت اللہ کی طرف سے آواز سنی السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ کی ذات میں ہر مصیبت کا صبر اور ہر مرنے والے کا خلف' اور ہر کھونے والے کا عوض پایا جاتا ہے' پس اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو' پس پاگل وہی ہے جو ثواب سے محروم ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں' یہ حدیث مرسل ہے اور اس کے اسناد میں اس القاسم العمری کی وجہ سے ضعف پایا جاتا ہے' بلاشبہ اسے کئی ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور دوسروں نے اسے کلیتہً ترک کر دیا ہے۔ اور الربیع نے اسے عن الشافعی عن القاسم عن جعفر عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے اور اس سے تعزیت کے واقعہ کو فقط موصول بیان کیا ہے اور العمری مذکور کے اسناد کے متعلق ہم آگاہ ہیں تا کہ اس سے دھوکا نہ کھایا جائے' ہاں' حافظ بیہقی نے اسے حاکم سے بحوالہ ابوجعفر بغدادی روایت کیا ہے' عبداللہ بن الحارث یا عبدالرحمٰن بن المرتعد الصنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالولید مخزومی نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے جعفر بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو انہوں نے آہٹ سنی اور کسی شخص کو نہ دیکھا' اس نے کہا السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اللہ کی ذات میں ہر مصیبت کا صبر اور ہر کھونے والے کا عوض اور ہر مرنے والے کا خلف پایا جاتا ہے' پس اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید رکھو اور محروم وہی ہے جو ثواب سے محروم ہو' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں اسناد اگرچہ ضعیف ہیں مگر ایک دوسرے سے مؤکد ہوتا ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جعفر کی حدیث کا کوئی اصل ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر احمد بن بالویہ نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن بشیر بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن عبدالصمد نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فوت ہو گئے تو آپ کے اصحاب آپ کو گھیر کر آپ کے ارد گرد رونے لگے اور اکٹھے ہو گئے تو ایک سفید ریش' حسین' خوبصورت آدمی آیا اور ان کی گردنوں کو پھاندنے لگا' پھر رونے لگا' پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اللہ کی ذات میں ہر مصیبت کا صبر اور کھونے والے کا عوض اور ہر مرنے والے کا خلف پایا جاتا ہے' پس اللہ کی طرف جھکو اور اسی کی طرف رغبت کرو اور مصیبتوں میں اس کی نظر تمہاری طرف ہے پس تم دیکھو بلاشبہ پاگل وہ ہے جس کی اصلاح نہ ہو' پھر وہ لوٹ گیا تو لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں' یہ رسول اللہ ﷺ کا بھائی خضر ہے۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عباد بن عبدالصمد ضعیف ہے اور یہ ایک بار منکر ہے اور حارث بن ابی اسامہ نے بحوالہ محمد بن سعد روایت کی ہے کہ ہشام بن القاسم نے ہمیں بتایا کہ صالح المری نے بحوالہ ابوحازم المدنی ہم سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وفات دی تو مہاجرین فوج درفوج داخل ہو کر آپ کا جنازہ پڑھتے اور باہر نکل جاتے پھر اسی طرح انصار نے داخل ہو کر آپ کا جنازہ پڑھا پھر اہل مدینہ نے داخل ہو کر آپ کا جنازہ پڑھا' اور جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں تو انہوں نے حسب عادت کچھ جزع فزع کی اور آواز نکالی تو انہوں نے گھر میں ایک حرکت سنی تو خاموش ہو گئیں' اچانک ایک کہنے والا کہنے لگا' اللہ کی ذات میں ہر مرنے والے کا صبر اور ہر مصیبت کا عوض اور ہر کھونے والے کا خلف پایا جاتا ہے اور درست وہ ہے جسے ثواب درست کر دے اور پاگل وہ ہے جسے ثواب درست نہ کر سکے۔

آپ کی وفات کے روز عارفین اہل کتاب کے بیانات:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس نے عن اسمٰعیل بن خالد عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبداللہ البجلی ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں یمن میں تھا کہ ہم یمن کے دو آدمیوں ذوکلاع اور ذوعمر سے ملے اور میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتانے لگا تو ان دونوں نے مجھے کہا' تو جو بات بیان کر رہا ہے اگر وہ سچی ہے تو آپ کا آقا تین دن سے وفات پا چکا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں بھی اور وہ دونوں بھی آئے اور ابھی ہم راستے ہی میں تھے کہ مدینہ کا ایک قافلہ ہمیں نظر آیا ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے ہیں اور لوگ ٹھیک ٹھاک ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے ان دونوں نے مجھے کہا اپنے آقا کو اطلاع کر دینا کہ ہم آئے ہیں اور شاید ہم عنقریب واپس آئیں گے ان شاء اللہ' راوی بیان کرتا ہے وہ دونوں یمن کی طرف واپس چلے گئے اور میں نے آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی باتیں بتائیں آپ نے فرمایا تو انہیں کیوں نہیں لایا پھر بعد میں ذوعمر مجھے کہنے لگا اے جریر' تجھے مجھ پر بزرگی حاصل ہے اور میں تجھے ایک خبر دینے والا ہوں تم عرب لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہو گے اور جب امیر فوت ہو گیا تو آخر میں تم امارت سنبھال لو گے اور جب وہ امارت تلوار سے حاصل ہو تو تم بادشاہ بن جاتے ہو اور بادشاہوں کی طرح ناراض اور راضی ہوتے ہو اور اسی طرح اسے امام احمد اور بخاری نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے اور اسی طرح بیہقی نے اسے حاکم سے عن عبداللہ بن جعفر' عن یعقوب بن سفیان' جریر سے

روایت کیا ہے۔ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ علی بن متوکل نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن اسحاق حضرمی نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے زیاد بن علاقہ سے بحوالہ جریر ہم سے بیان کیا کہ یمن میں ایک عالم مجھے ملا اور اس نے مجھے کہا اگر تمہارا آقا نبی ہے تو وہ سوموار کے دن فوت ہو گیا ہے۔ بیہقی نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن علاقہ نے بحوالہ جریر ہم سے بیان کیا کہ یمن میں مجھے ایک عالم نے کہا کہ اگر تمہارا آقا نبی ہے تو وہ آج فوت ہو گیا ہے' جریر بیان کرتے ہیں آپ نے سوموار کے دن وفات پائی اور بیہقی بیان کرتے ہیں' کہ ابوالحسین بن بشران المعدل نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ ابوجعفر محمد بن عمرو نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن الہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی کبیر بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن کعب بن علقمہ بن کعب بن عدی تنوخی نے عن عمرو بن الحارث عن ناعم بن اجبل عن کعب بن عدی مجھ سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں اہل حیرہ کے ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا تو ہم نے اسلام قبول کر لیا' پھر ہم حیرہ کی طرف واپس چلے گئے' جونہی ہم وہاں پہنچے ہمیں حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو میرے ساتھی شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے اگر آپ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے' میں نے کہا آپ سے پہلے بھی انبیاء فوت ہو چکے ہیں' اور میں اپنے اسلام پر قائم رہا' پھر میں مدینہ آنے کے لیے نکلا تو میں ایک راہب کے پاس سے گزرا' ہم اس کے بغیر کسی امر کا فیصلہ نہ کیا کرتے تھے' میں نے اسے کہا میں نے جس بات کا ارادہ کیا ہے اس کے متعلق مجھے بتاؤ' اس کے متعلق میرے سینے میں ایک خلجان پایا جاتا ہے' اس نے کہا ایک نام لاؤ میں نے اسے کعب کا نام دیا' اس نے کہا اسے اس کتاب میں ڈال دو۔ اس نے ایک کتاب نکالی ہوئی تھی' میں نے کعب کا نام اس میں ڈال دیا تو اس نے اس میں غور کیا' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کا بیان ہے' جیسا کہ میں نے اسے دیکھا' اور آپ اس وقت فوت ہو رہے ہیں' جس وقت آپ نے وفات پائی' راوی بیان کرتا ہے میری ایمانی بصیرت بڑھ گئی اور میں نے آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا اور آپ کے پاس قیام کیا تو آپ نے مجھے مقوقس کے پاس بھیجا پس میں اس کے پاس سے واپس آ گیا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے بھیجا تو میں آپ کا خط لے کر اس کے پاس گیا' جب میں اس کے پاس گیا تو جنگ یرموک ہو رہی تھی اور مجھے اس کا علم نہ تھا اس نے مجھے کہا کیا تجھے علم ہے کہ رومیوں نے عربوں کو قتل کر دیا ہے اور انہیں شکست دی ہے' میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس نے کہا کیوں؟ میں نے کہا' اللہ نے اپنے نبی سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے تمام ادیان پر غلبہ دے گا اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا' اس نے کہا' تمہارے نبی نے تم سے سچ کہا ہے' رومی قتل ہو گئے ہیں اور اللہ نے عاد کو بھی قتل کیا تھا' پھر اس نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے سرکردہ اصحاب کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتایا تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اور ان کی طرف تحائف بھیجے اور اس نے جن لوگوں کی طرف تحائف بھیجے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمن اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ میرا خیال ہے اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جاہلیت میں کپڑے کے کاروبار میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شریک تھا اور جب آپ نے فوجی سپاہیوں کے وظیفہ خواروں کا رجسٹر بنایا تو بنی عدی بن کعب میں میرے لیے وظیفہ مقرر کیا' یہ اثر غریب ہے اور اس میں عجیب خبر ہے جو صحیح ہے۔

باب ۴۹

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا پورا ہونا

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو عرب مرتد ہو گئے اور یہودی اور نصرانی گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے اور نفاق پیدا ہو گیا اور مسلمان اپنے نبی کی وفات کے باعث سرد رات میں پراگندہ بکریوں کی طرح تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر متفق کر دیا' ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ اور دیگر اہل علم نے مجھے بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اکثر اہل مکہ نے اسلام سے پھر جانے کی ٹھان لی' یہاں تک کہ حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ ان سے ڈر کر روپوش ہو گئے اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد وثنائے الٰہی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا بلاشبہ اس بات سے اسلام کی قوت میں اضافہ ہوگا اور جس نے ہمیں شک میں ڈالا' ہمیں اسے قتل کر دیں گے تو لوگ واپس ہو گئے اور جس بات کا انہوں نے ارادہ کیا تھا اس سے رُک گئے' پس حضرت عتاب بن اسید ظاہر ہو گئے اور یہی وہ مقام تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مراد تھا جو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ یعنی جب جنگ بدر میں حضرت سہیل رضی اللہ عنہ قید ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے دانت اکھیڑنے کا اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شاید وہ اس مقام پر کھڑا ہو کہ تو اس کی مذمت نہ کرے''۔

میں کہتا ہوں عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کثیر قبائل کے مرتد ہونے کے واقعات اور یمامہ کے متنبی مسیلمہ بن حبیب اور یمن کے اسود عنسی کے واقعات کے واقعات کا ذکر آئے گا اور لوگوں کے حالات وواقعات بھی بیان ہوں گے' یہاں تک کہ وہ اپنی حالت ارتداد کی حماقتوں اور عظیم جہالتوں سے جن پر شیطان نے انہیں برانگیختہ کیا تھا کشاکش کرتے ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے واپس آ گئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور انہیں ثابت قدم رکھا اور انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر دین حق کی طرف واپس لایا جیسا کہ عنقریب مفصل طور پر بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

باب ۵۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قصیدہ

ابن اسحاق بیان وغیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قصائد کا ذکر کیا ہے ان میں سب سے بڑا فصیح اور عظیم قصیدہ وہ ہے جسے عبدالملک بن ہشام نے ابوزید النصاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روتے ہوئے کہا:

''طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نشان اور روشن گھر ہے اور نشانات مٹ جاتے ہیں اور بوسیدہ بھی ہو جاتے ہیں اور دارالحرم سے نشانات نہیں مٹتے وہاں پر ہادی کا وہ منبر ہے جس پر وہ چڑھا کرتا تھا اور آپ نشانات کو واضح کرنے والے

اور نشانات کو باقی رکھنے والے ہیں اور آپ کی حویلی میں مصلّیٰ اور مسجد ہے اور وہاں حجرے بھی ہیں جن کے وسط میں اللہ کی طرف سے وہ نور اترا تھا جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی زمانہ گذرنے کے باوجود ان نشانات کے محاسن نہیں مٹے اور ان پر کہنگی نے حملہ کیا تو نشانات اس سے تروتازہ ہو گئے' میں وہاں رسول اللہ ﷺ کے نشانات اور عہد کو پہچانتا ہوں نیز وہاں ایک قبر ہے جس میں آپ کو لحد میں ڈالنے والے نے مٹی میں چھپا دیا ہے میں وہاں کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ پر روتا رہا اور آنکھوں نے دردکی اور ان کی طرح جنات کی آنکھیں بھی دردکرتی ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے احسانات یاد دلاتی ہیں اور میں وہاں اپنے آپ کو ان احسانات کا شمار کرنے والا نہیں پاتا تو میرا دل افسوس کرتا ہے' وہ دل دردمند ہیں انہیں احمد کی موت نے کمزور کر دیا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے احسانات کو شمار کرنے لگ جاتے ہیں اور وہ کسی بات کے عشرِ عشیر کو بھی نہیں پہنچے لیکن میرا دل غمگین ہو گیا ہے انہوں نے اپنے قیام کو لمبا کر دیا اور آنکھیں اس قبر کے کھنڈرات پر جس میں احمد دفن ہیں' خوب روئیں اے قبرِ رسول تجھے برکت دی جائے اور اس ملک کو بھی برکت دی جائے جس میں راست رو صاحب رشد نے ٹھکانا بنایا ہے ہاتھ اس پر مٹی ڈالتے ہیں اور آنکھیں اس پر روتے روتے اندر دھنس گئی ہیں اور انہوں نے حلم وعلم اور رحمت کو شام کے وقت چھپا دیا ہے اور اس پر تر مٹی ڈال دی ہے جسے سہارا نہیں دیا جاتا اور وہ غمگین ہو کر چلے گئے' اور ان میں ان کا نبی موجود نہ تھا اور ان کی پشتیں اور بازو کمزور ہو چکے تھے۔ اور وہ اس شخص پر روتے ہیں جس پر زمین وآسمان روتے ہیں اور لوگ بہت غمگین ہیں' اور کیا کسی مرنے والے کی مصیبت نے اس مصیبت کی برابری کی ہے جس روز محمد ﷺ فوت ہوئے تھے۔ اس روز وحی نازل کرنے والا ان سے الگ ہو گیا' اور وہ ایک نور تھا جو اوپر نیچے جاتا تھا اور وہ رحمٰن کی اقتداء کرنے والے کی راہنمائی کرتا تھا اور رسوائیوں کے خوف سے بچاتا تھا اور صحیح راہ کی طرف راہنمائی کرتا تھا' وہ ان کا امام تھا جو کوشش کر کے ان کی حق کی طرف راہنمائی کرتا تھا' اور وہ سچ کا معلم تھا جب وہ اس کی اطاعت کریں گے ان کی مدد کی جائے گی' وہ ان کی لغزشوں کو معاف کرنے والا اور ان کے عذروں کو قبول کرنے والا تھا۔ اور اگر وہ اچھے کام کریں تو اللہ انہیں بہت بھلائی دینے والا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجاتا جس کو وہ اٹھا نہ سکتے تو کون ہے جو اس سخت معاملے میں آسانی پیدا کر سکے' پس ان کا نعمتِ الٰہی میں ہونا مطلوب طریق کے راستے کی دلیل ہے۔ ان کا ہدایت سے انحراف کرنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ ان کی ہدایت واستقامت کا خواہش مند ہے' وہ ان پر مہربان ہے اور وہ اپنے دستِ رحمت کو ان پر دراز رکھتا ہے اسی دوران میں کہ وہ اس نور میں چل پھر رہے تھے کہ اچانک ان کے نور کے پاس موت کا ایک سیدھا تیر آیا اور وہ قابلِ تعریف حالت میں اللہ کی طرف واپس چلا گیا اور ہواؤں کی آنکھیں اس پر رُلاتی اور تعریف کرتی تھیں اور حرم کا علاقہ ان کے غائب ہونے کی وجہ سے جنگل بن گیا ہے' اسے وحی کے زمانے سے ایسا نہیں دیکھا گیا' معمورۂ لحد کے سوا وہ سب جنگل ہے' اس میں ایک گم ہونے والا چلا گیا ہے جسے پتھروں کا فرش اور غرقد رلاتے ہیں' آپ کی مسجد آپؐ کے فوت ہونے سے اداس ہے اور آپؐ کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ خالی ہو گئی ہے اور جمرۂ کبریٰ بھی خالی ہو گیا ہے' پھر گھر' میدان' حویلیاں اور مرز بوم اجڑ گئے ہیں' اے آنکھ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو بہا' اور عمر بھر میں تیرے آنسوؤں کو خشک ہوتے نہ دیکھوں' اور تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو لوگوں پر احسان کرنے والے پر نہیں روتی' جن میں سے کچھ احسانات ایسے ہیں جنہوں نے لوگوں کو ڈھانپ لیا ہے' آپ پر خوب رو' اور اس ہستی کے کھو جانے پر شور کر جس کی مثل زمانے میں نہیں پائی جائے گی' گذشتہ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل آدمی نہیں کھویا اور نہ قیامت تک آپ جیسا آدمی کھویا جائے گا' آپ بہت عفیف اور عہد کو پورا کرنے والے تھے اور کم بخشش کرنے والے نہ تھے اور جب بخشش کرنے والا بخل سے کام لیتا تو آپ نیا اور پرانا مال بہت خرچ کرتے اور جب گھرانوں کا نسب بیان کیا جاتا تو آپ معزز قبیلے والے تھے اور آپ جسمانی لحاظ سے بھی بطحاء کے سردار تھے اور بڑی محفوظ چوٹی والے تھے' اور آپ نے بلندیوں میں عزت کے بلند ستونوں کو مضبوطی سے قائم کیا' اور بزرگی والے رب نے آپ کی اچھے کاموں پر تربیت کی' مسلمانوں کی وصایا اس کی ہتھیلی میں ختم ہو گئیں' پس نہ علم بند ہے اور نہ رائے خراب ہے۔ میرے قول پر کوئی عیب لگانے والا نہیں' مگر وہی جو دور کی بات کہنے والا ہے' اور میرا عشق آپ کی ثناء سے باز آنے والا نہیں' شاید میں اس کے ذریعے جنت الخلد میں ہمیشہ رہوں' میں مصطفیٰ کا قرب چاہتا ہوں اور میں اس دن کے حصول کے لیے کوشاں ہوں''۔

اور ابوالقاسم سہیلی اپنی کتاب الروض کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روتے ہوئے کہا:

''میں بے خواب رہا اور میری رات گزرتی نہ تھی' اور مصیبت والی رات طویل ہوتی ہے' اور رونے نے میری مدد کی' اور مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی ہے اس کے متعلق یہ رونا تھوڑا ہے' اور اس شام کو ہماری مصیبت بڑھ گئی' جب کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں' اور ہمارے علاقے کو جو مصیبت پہنچی' قریب تھا کہ اس کی اطراف ہمارے سمیت جھک جاتیں اور وہ وحی اور تنزیل جسے جبریل صبح و شام ہمارے پاس لاتے تھے' اسے ہم نے کھو دیا ہے' اور یہ امر اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ لوگوں کی جانیں اس پر قربان ہوں یا قریب ہے کہ قربان ہو جائیں' وہ نبی اپنی وحی اور قول سے ہمارے شکوک کو دور کرتا تھا' اور ہمیں ہدایت دیتا تھا اور ہماری ضلالت کا خدشہ نہ تھا جبکہ رسول ہمارا راہنما تھا' اے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا! اگر آپ بے صبری کریں تو آپ معذور ہیں اور اگر بے صبری نہ کریں تو یہی صحیح راستہ ہے' آپ کے باپ کی قبر' تمام قبروں کی سردار ہے اور اس میں لوگوں کا سردار رسولؐ دفن ہے''۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)



باب ۵۱

اس بات کے بیان میں کہ

رسول کریم ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام چھوڑا' نہ کوئی لونڈی' نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ' اور نہ کوئی ایسی چیز چھوڑی جس کا کوئی وارث ہو' بلکہ آپ نے ساری زمین کو اللہ کے لیے صدقہ کر دیا' بلاشبہ تمام دنیا آپ کے نزدیک ایسے ہی حقیر تر تھی جیسے کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے' اور آپ کی شان کے لائق ہی نہیں تھا کہ آپ اس کے لیے کوشش کرتے' یا اسے اپنے بعد میراث چھوڑتے' آپ پر اور آپ کے بھائیوں پر جو نبی اور مرسل ہیں' جزا سزا کے دن تک ہمیشہ صلوٰۃ و سلام ہو۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے ابی اسحاق سے بحوالہ عمرو بن الحارث ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی' ہاں آپ نے اپنا وہ سفید خچر جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے اور اپنے ہتھیار چھوڑے اور زمین چھوڑی جسے آپ نے مسافروں کے لیے صدقہ کر دیا۔ بخاری' مسلم کے بغیر اس کی روایت میں منفرد ہیں۔ پس انہوں نے اپنی صحیح کے کئی مقامات میں اسے متعدد طرق سے ابوالاحوص' سفیان ثوری اور زہیر بن معاویہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے اسرائیل کی حدیث سے اور نسائی نے یونس بن ابی اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان سب نے عن ابی اسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی عن عمرو بن الحارث بن المصطلق بن ابی ضرار روایت کی ہے' جو حضرت جویریہ بنت الحارث ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

اور امام احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے' ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش اور ابن نمیر نے عن اعمش عن شقیق عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ اور نہ آپ نے کسی چیز کی وصیت کی۔ اور مسلم نے اسے اسی طرح بخاری سے منفرد روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے متعدد طرق سے عن سلیمان بن مہران الاعمش عن شقیق بن سلمہ ابی وائل عن مسروق بن الاجدع عن ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن یوسف نے عن سفیان عن عاصم عن ذر بن حبیش عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی' اور نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ' اور عبدالرحمٰن نے عن سفیان عن عاصم عن ذر عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ' سفیان بیان کرتے ہیں کہ مجھے زیادہ علم یہی ہے' اور میں غلام اور لونڈی کے بارے میں شک کرتا ہوں' اور اسی طرح ترمذی نے اسے الشمائل میں بندار سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن مہدی روایت کی ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے عن عاصم بن ابی النجود عن ذر عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ آپ فرماتی ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی' اور نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ' اس طرح

امام احمد نے بغیر کسی شک کے روایت کیا ہے۔

اور بیہقی نے اسے ابوزکریا بن ابی اسحاق المزکی سے بحوالہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب روایت کیا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن عون نے ہمیں بتایا کہ مسعر نے عاصم سے بحوالہ ذر ہمیں خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی میراث کے بارے میں پوچھتے ہو' رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی مسعر کہتے ہیں' میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مسعر نے عدی بن ثابت سے بحوالہ علی بن حسین ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی۔

اور صحیحین میں اعمش کی حدیث سے عن ابراہیم عن الاسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مقررہ مدت تک کھانا خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔ اور بخاری کے الفاظ میں جسے انہوں نے عن قبیصہ عن ثوری عن اعمش عن ابراہیم عن اسود عن عائشہؓ روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس درہم میں رہن تھی۔ اور بیہقی نے اسے یزید بن ہارون کی حدیث سے عن ثوری عن اعمش عن اسود عن عائشہؓ روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ کی زرہ جو کے تیس صاع میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ پھر کہتے ہیں' بخاری نے اسے محمد بن کثیر سے بحوالہ سفیان روایت کیا ہے' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر محمد بن حمویہ العسکری نے ہمیں خبر دی کہ جعفر بن محمد قلانسی نے ہم سے بیان کیا کہ آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے قتادہ سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور چربی کی دعوت دی گئی' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ صبح کو آل محمدؐ کے پاس نہ گندم کا صاع ہوتا تھا نہ کھجور کا' اور ان دنوں آپ کے پاس نو بیویاں تھیں' اور آپ نے مدینہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی اور اس سے طعام لیا اور آپ اسے اپنی موت تک نہ چھڑا سکے۔ اور ابن ماجہ نے اس کا کچھ حصہ شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی کی حدیث سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے احد کی طرف دیکھا اور فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' مجھے خوشی ہوتی کہ احد آل محمدؐ کے لیے سونا ہوتا اور میں اسے راہ خدا میں خرچ کرتا اور جس روز میں فوت ہوتا' تو میرے پاس اس سونے سے صرف دو دینار ہوتے' جنہیں میں قرض کے لیے تیار رکھتا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ فوت ہو گئے اور آپ نے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی' اور آپ نے ایک زرہ چھوڑی جو تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی' اور اس حدیث کے آخری حصہ کو ابن ماجہ نے عن عبداللہ بن معاویہ الجمحی عن ثابت بن یزید عن ہلال بن خباب العبدی الکوفی روایت کیا ہے' اور اس کے پہلے حصہ کا شاہد' صحیح میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موجود ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد ابوسعید اور عفان نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن خباب نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ایک چٹائی پر لیٹے تھے جس کے نشان آپ کے پہلو پر پڑے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے نبی! کاش آپ اس سے اچھا بستر بنا لیتے' آپ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا سروکار' میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو ایک گرم دن میں چلا اور اس نے دن کا کچھ وقت درخت کے نیچے سایہ لیا' پھر چلا گیا اور درخت کو چھوڑ دیا' احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں اور اس کا اسناد جید ہے اور اس کا شاہد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے بارے میں مروی ہے' جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں ایلاء کے واقعہ میں مدد کی' اور عنقریب یہ حدیث اپنی مماثل حدیث کے ساتھ بیان ہوگی' جس میں آپ کے زہد' ترکِ دنیا' اعراض دنیا' اور دنیا کو دھتکارنے کا بیان ہوگا۔ اور یہ بات ہمارے اس قول پر دال ہے' کہ حضور ﷺ کے نزدیک دنیا کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن رفیع نے ہم سے بیان کیا کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہی چھوڑا جو ان دولوحوں کے درمیان ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم علی بن محمد بن علی کے پاس گئے تو انہوں نے بھی اس قسم کی بات کی۔

اور اسی طرح بخاری نے اسے قتیبہ سے بحوالہ سفیان بن عیینہ روایت کیا ہے' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن مقول نے بحوالہ طلحہ ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا کہ کیا حضرت نبی کریم ﷺ نے وصیت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' میں نے کہا آپ نے لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی ہے یا انہیں اس کا حکم دیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا' آپ نے کتاب اللہ کے متعلق وصیت کی ہے اور بخاری اور مسلم اور اہل سنن نے ابوداؤد کے سوا' اسے متعدد طرق سے بحوالہ مالک بن مقول روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حسن صحیح غریب ہے اور ہم اسے مالک بن مقول کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔

تنبیہ:

عنقریب ہم بہت سی احادیث کو اس فصل کے بعد' ان چیزوں کے متعلق بیان کریں گے' جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں مختص کر لیا تھا مثلاً آپ کی بیویوں کے مساکن' لونڈیاں' غلام' گھوڑے' اونٹ' بکریاں' ہتھیار' خچر' گدھا' کپڑے' سامان اور انگوٹھی وغیرہ' ہم عنقریب اس کے طرق و دلائل سے اسے واضح کریں گے اور شاید حضور ﷺ نے ان سے بہت سی اشیاء وعدہ وفائی کرتے ہوئے صدقہ کر دی تھیں اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کر دیا تھا اور اپنے کچھ سامان کو بنونضیر خیبر اور فدک کی زمینوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مخصوص کر دی تھیں' مسلمانوں کے مفاد کے لیے رکھا ہوا تھا جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے ان شاء اللہ مگر آپ نے ان میں سے کسی چیز کو قطعاً اپنے پیچھے وارث کے لیے نہیں چھوڑا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ وباللہ المستعان

باب ۵۲

آپ کے فرمان کا بیان: کہ ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا''

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا اور ایک دفعہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وارث دینار و درہم کو باہم تقسیم نہ کریں گے اور اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کے خرچ کے بعد میں جو کچھ چھوڑوں وہ صدقہ ہوگا۔ اور بخاری ومسلم اور ابوداؤد نے اسے کئی طرق سے عن مالک بن انس عن ابی الازناء عبداللہ بن ذکوان عن عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وارث باہم دینار تقسیم نہ کریں گے اور میں اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کے خرچ کے بعد جو کچھ چھوڑوں وہ صدقہ ہوگا یہ الفاظ بخاری کے ہیں پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ نے عن مالک عن ابن شہاب عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو آپ کی بیویوں نے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ آپ سے ان کی میراث کے متعلق دریافت کریں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے''۔ اسی طرح مسلم نے اسے یحیٰی بن یحیٰی سے اور ابوداؤد نے القعنبی سے اور نسائی نے قتیبہ سے روایت کیا ہے اور ان سب نے اسے مالک سے روایت کیا ہے۔ اگر آپ کے ترکہ پر میراث کا حکم عائد ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وارث عورتوں میں سے ایک تھیں' آپ اعتراف کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ چھوڑا صدقہ بنا دیا تھا' اور ظاہر ہے کہ بقیہ امہات المومنین نے بھی آپ کے بیان سے اتفاق کیا ہے۔ اور وہ اس بات کا تذکرہ کرتی ہوں گی جو آپ نے ان سے اس بارے میں کہی تھی' بلاشبہ آپ کی عبارت بتاتی ہے کہ ان کے نزدیک یہ امر فیصلہ شدہ تھا۔ واللہ اعلم

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے عن یونس عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے''۔ اور امام بخاری باب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ماترکناہ صدقة میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے اپنا اپنا حصہ طلب کرتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' اور اس وقت وہ دونوں آپ کی فدک کی زمین اور آپ کے خیبر کا حصہ طلب کرتے ہوئے آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد صرف اس مال سے کھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' خدا کی قسم میں نے اس کے متعلق جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے میں اسے کروں گا اور

اسے نہیں چھوڑوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے قطع تعلق کر لیا اور وفات تک آپ سے بات نہ کی' اور اسی طرح امام احمد نے اسے عبدالرزاق سے بحوالۂ معمر روایت کیا ہے پھر احمد نے اسے عن یعقوب بن ابراہیم عن ابیہ عن صالح بن کیسان عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس متروکہ مال فیئے سے جو اللہ نے آپ کو دیا تھا' اپنی میراث طلب کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ' صدقہ ہوتا ہے' تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا غضب ناک ہو گئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قطع تعلق کر لیا اور یہ قطع تعلقی آپ کی وفات تک قائم رہی' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں' اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے' امام احمد نے ایسے ہی بیان کیا ہے۔

اور امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی صحیح کی کتاب المغازی میں عن ابی بکیر عن اللیث عن عقیل عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کو دفن کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی' اور خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں میں وجاہت حاصل تھی' اور جب وہ فوت ہو گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے چہروں کو ناآشنا پایا' پس آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت کرنا چاہی اور آپ کی بیعت کے خواہاں ہوئے اور آپ نے ان مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی۔ پس آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آئیں' مگر آپ کے ساتھ کوئی اور آدمی نہ آئے اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آمد کو ناپسند کیا' کیونکہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سختی سے واقف تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم ان کے پاس اکیلے نہ جانا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ کچھ کریں خدا کی قسم ان کے پاس ضرور جاؤں گا' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' ہم آپ کی فضیلت کو اور جو کچھ اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے اسے جانتے ہیں' اور جو بھلائی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے ہم اس کی وجہ سے آپ پر حسد نہیں کرتے' لیکن آپ لوگوں نے حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کی وجہ سے اس حکومت میں اپنا حصہ سمجھتے ہیں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلسل تقریر کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت' مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی کرنے کی نسبت زیادہ محبوب ہے' اور ان اموال کے بارے میں آپ لوگوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے' تو میں نے ان میں بھلائی کرنے سے کوتاہی نہیں کی' اور جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے میں نے بھی وہی کیا ہے۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر چڑھ گئے اور تشہد پڑھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملے میں اور ان کی بیعت سے تخلف کرنے اور عذر کرنے کا حال بیان کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تشہد پڑھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق کی عظمت بیان کی اور آپ کی فضیلت اور سابقیت کا ذکر کیا' اور بیان کیا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے مجھے اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حسد نے آمادہ نہیں کیا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ان کی بیعت کر لی اور لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آ کر کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امر معروف کی

طرف رجوع کیا تو ان کے قریب ہو گئے۔ اور بخاریؒ نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے' اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے متعدد طرق سے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کی یہ بیعت اس صلح کو موکد کرنے والی ہے جو دونوں کے درمیان ہوئی اور جس بیعت کا ہم نے سقیفہ کے روز اولاً ذکر کیا ہے یہ اس کی دوسری بیعت ہے جیسا کہ ابن خزیمہ نے اسے بیان کیا ہے اور مسلم بن حجاج نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان چھ ماہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کنارہ کش نہ تھے بلکہ آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے اور مشورہ کے لیے آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کے ساتھ سوار ہو کر ذوالقصہ کی طرف گئے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا' اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد' عصر کی نماز لیال میں پڑھی پھر مسجد سے باہر نکلے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بچوں کے ساتھ کھیلتے پایا تو انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور کہنے لگے میرا باپ قربان ہو جو حضرت نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے' لیکن جب یہ دوسری بیعت ہوئی تو بعض راویوں نے خیال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے قبل بیعت نہیں کی پس آپ نے اس خیال کا رد کر دیا اور مثبت' نافی سے مقدم ہوتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اب رہی بات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر غضب ناک ہونے کی' تو مجھے اس کی وجہ معلوم نہیں اگر آپ اس وجہ سے ناراض ہوئی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو میراث سے روک دیا تھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس معذرت بھی کی تھی جس کا قبول کرنا واجب تھا۔ کیونکہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ' صدقہ ہوتا ہے۔

اور آپ بھی شارع کی اس نص کے مطیع و منقاد لوگوں میں شامل ہیں جو آپ کے سوال میراث سے قبل آپ پر اسی طرح مخفی تھی جسے وہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج پر مخفی تھی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اس کے بارے میں بتایا تو انہوں نے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موافقت کی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں جو بات بتائی تھی اس کی وجہ سے انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر تہمت لگائی ہو یہ بات ان کی شان سے بہت بعید ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس حدیث کی روایت پر حضرت عمر بن الخطاب' حضرت عثمان بن عفان' حضرت علی بن ابی طالب' حضرت عباس بن عبدالمطلب' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت طلحہ بن عبداللہ' حضرت زبیر بن العوام' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے موافقت کی ہے جیسا کہ ہم اسے عنقریب بیان کریں گے' اور اگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس کی روایت میں متفرد بھی ہوتے تب بھی تمام روئے زمین کے لوگوں پر آپ کی روایت کو قبول کرنا اور اس بارے میں آپ کی فرمانبرداری کرنا واجب تھا۔

اور اگر آپ کی ناراضگی اس چیز کی وجہ سے تھی جو آپ نے صدیق رضی اللہ عنہ سے مانگی تو وہ زمینیں صدقہ تھیں میراث نہ تھیں کہ آپ کا خاوند ان کی دیکھ بھال کرتا' حالانکہ آپ نے ان کے پاس عذر بھی کیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے

خلیفہ ہیں تو وہ اس کام کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے کرنا اپنے پر فرض سمجھتے تھے اور جس کام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت کیا کرتے تھے اس سے محبت کرنا فرض سمجھتے تھے اس لیے آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس کام کو کرنے چھوڑوں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا کرتے تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے قطع تعلق کر لیا اور اپنی وفات تک آپ سے بات نہ کی اس قطع تعلق اور حالت نے روافض کے فرقہ کے لیے ایک بڑے شر اور طویل جہل کا دروازہ کھول دیا ہے اور اس وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو بے مقصد باتوں میں الجھا دیا ہے اور اگر وہ ان باتوں کو حقیقی صورت میں سمجھتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو پہچان لیتے اور آپ کے اس عذر کو قبول کر لیتے جس کا قبول کرنا ہر آدمی پر فرض ہے لیکن وہ ایک مخذول فرقہ میں جو متشابہ سے شک کرتے اور آئمہ اسلام یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم' تابعین اور ان کے بعد آنے والے دیگر اعصار وامصار کے معتبر علماء کے نزدیک فیصلہ شدہ محکم امور کو چھوڑتے ہیں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سے موافقت رکھنے والی جماعت:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عقیل سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن اوس بن الحدثان نے مجھے بتایا کہ محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے اپنی اس حدیث کا مجھ سے ذکر کیا تو میں چل کر ان کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں چلا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو ان کا حاجب یرفا ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ کو حضرت عثمان' حضرت عبدالرحمان بن عوف' حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم سے کوئی کام ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں' تو اس نے انہیں اجازت دے دی' پھر کہنے لگا کیا آپ کو حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کوئی کام ہے' آپ نے فرمایا ہاں! حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیجیے آپ نے فرمایا میں تم سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان کھڑے ہیں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات مراد لیتے ہیں' ان لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی ہے' پھر آپ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا آپ دونوں کو بھی یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی ہے' ان دونوں نے کہا آپ نے یہ بات کہی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم کو اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس فئی میں سے کوئی چیز مخصوص فرمائی ہے جو اس نے آپ کے سوا' کسی کو نہیں دی اس نے فرمایا ہے (ما افاء اللہ علی رسولہ ..... الی قولہ قدیر) پس یہ خالصتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے' خدا کی قسم آپ نے تمہیں چھوڑ کر اسے جمع نہیں کیا اور نہ اسے تم پر ترجیح دی ہے آپ نے اسے نہیں دیا ہے۔ اور تم میں تقسیم کر دیا ہے یہاں تک کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے سال کا خرچ اپنے اہل پر خرچ کرتے تھے' پھر باقی کے مال کو لے کر اللہ کے مال میں شامل کر دیتے تھے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اس پر عمل کیا' میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا تم اس بات کو جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! پھر آپ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے کہا' میں تم دونوں سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا تم دونوں بھی اسے جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' پس

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وفات دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہوں اور آپ نے اسے قبضہ میں کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق اس میں عمل کیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وفات دے دی تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کا دوست ہوں تو میں نے دو سال اس پر قبضہ کیا اور میں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمل کے مطابق عمل کیا' پھر آپ دونوں میرے پاس آئے اور آپ دونوں کی بات ایک ہی ہے اور دونوں کا معاملہ اکٹھا ہے' یہاں تک کہ آپ میرے پاس اپنے بھتیجے سے آپ کو جو حصہ آتا ہے وہ مانگنے آئے اور یہ میرے پاس اپنی بیوی کا وہ حصہ مانگنے آئے جو اسے اپنے باپ سے آتا ہے' میں کہتا ہوں اگر تم دونوں چاہتے ہو تو میں تمہیں وہ دے دیتا ہوں' مگر تم مجھ سے کسی اور فیصلے کے خواہاں ہو' اس ذات کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں میں قیام قیامت تک اس کے بارے میں کوئی اور فیصلہ نہ کروں گا' پس اگر تم دونوں عاجز ہو تو اسے مجھے دے دو' میں تم دونوں کو اس بارے میں کفایت کروں گا۔

بخاری نے اسے اپنی صحیح کے متفرق مقامات میں روایت کیا ہے۔ اور مسلم اور اہل سنن نے کئی طرق سے اسے زہری سے روایت کیا ہے۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان اموال کا انتظام سنبھالا تو ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق عمل کیا' اور اللہ جانتا ہے کہ آپ راستباز' نیک' ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے' پھر میں ان کا منتظم بنا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مطابق عمل کیا اور اللہ جانتا ہے کہ میں راستباز' نیک ہدایت یافتہ اور حق کے تابع ہوں۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے تو میں نے وہ اموال تمہیں دے دیئے تاکہ تم دونوں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور میرے جیسا عمل کرو' میں تم دونوں سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا میں نے ان اموال کو تمہیں دے دیا ہے' انہوں نے جواب دیا ہاں' پھر آپ نے دونوں سے فرمایا' میں تم دونوں سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا میں نے تمہیں وہ مال دے دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' آپ نے فرمایا کیا اب تم دونوں مجھ سے کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو؟ اس خدا کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں' ایسا نہیں ہوگا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن عمرو عن زہری عن مالک بن اوس ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر کو حضرت عبدالرحمٰن' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم سے فرماتے سنا' میں تم سے اس اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں' یہ روایت صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔

میں کہتا ہوں ان دونوں نے نگرانی کی سپردگی کے بعد جو بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھی تھی وہ یہ تھی کہ آپ ان دونوں کے درمیان نگرانی تقسیم کر دیں' اور دونوں میں سے ہر ایک جس قدر زمین کا مستحق ہے اس کی نگرانی کرے گا' کاش فیصلہ ہوتا کہ وہ وارث ہے۔ اور ان دونوں نے اپنے سے پیشتر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھیجی تھی جن میں حضرت عثمان' حضرت ابن عوف' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان مجموعی نگرانی کے باعث جھگڑا ہوا تھا اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم کو انہوں نے اپنے سے پیشتر بھیجا تھا' انہوں نے کہا یا امیر المومنین' ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیجیے یا ایک کو

دوسرے سے راحت پہنچایئے' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے درمیان نگرانی کی تقسیم سے بچتے تھے' کیونکہ یہ بھی تقسیم میراث کے مشابہ تھی' خواہ ظاہری صورت میں ہی تھی تاکہ آپ حضور ﷺ کے قول کہ ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے''۔ کی نگہبانی کریں' پس آپ نے اس کی بات ماننے سے سختی سے انکار کر دیا' پھر حضرت علی اور حضرت عباس' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے تک مسلسل ان اموال کی نگرانی کرتے رہے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ان اموال پر غالب آ گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے مشورے سے ان اموال کو چھوڑ دیا' جیسا کہ احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے۔ پس یہ اموال مسلسل علویوں کے ہاتھوں میں رہے۔ اور میں نے اس حدیث اور اس کے الفاظ کا شیخین' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مسندوں میں استقصاء کیا ہے' اور میں نے خدا کے فضل سے دونوں میں سے ہر ایک کے لیے ایک ضخیم جلد اکٹھی کی ہے جسے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے اور میں نے اسے صحیح نافع فقہ سے خیال کیا ہے۔ نیز میں نے اسے آج کے مصطلح فقہ کے مطابق مرتب کیا ہے۔

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اولاً قیاس اور آیت کریمہ کے عموم سے حجت پکڑی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس نص سے جواب دیا جو حضرت نبی کریم ﷺ کے حق کے بارے میں خاص طور پر روکاٹ ہے۔ نیز آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قول کو تسلیم کیا اور یہی بات آپ کے متعلق خیال کی جا سکتی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے محمد بن عمرو سے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا' جب آپ وفات پائیں گے تو کون آپ کا وارث ہوگا؟ آپ نے جواب دیا میرے بیوی بچے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث کیوں نہیں ہوتے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ لیکن میں ان کی پرورش کروں گا' جن کی رسول اللہ ﷺ پرورش کرتے تھے اور جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے تھے ان پر خرچ کروں گا۔ اور امام ترمذی نے اسے اپنی جامع میں عن محمد بن المثنیٰ عن ابی الولید طیالسی عن محمد بن عمر عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور اسے موصول حدیث بیان کیا ہے' اور ترمذی اسے حسن صحیح غریب کہتے ہیں' اور وہ حدیث جس کے متعلق امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے ولید بن جمیع سے بحوالہ ابوالطفیل ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں یا آپ کے اہل؟ آپ نے جواب دیا نہیں بلکہ آپ کے اہل وارث ہیں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ کا حصہ کہاں ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب نبی کو کوئی کھانا کھلاتا ہے پھر اسے وفات دیتا ہے تو وہ اسے اس آدمی کے سپرد کر دیتا ہے جو اس کے بعد کھڑا ہوتا ہے۔ پس میں نے چاہا کہ میں اسے مسلمانوں کو واپس کر دوں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس کے ذمہ دار آپ ہیں' اسی طرح ابوداؤد نے اسے عثمان بن ابی شیبہ سے بحوالہ محمد بن فضیل روایت کیا ہے اور اس حدیث کے الفاظ میں غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے۔ اور شاید

انہوں نے بعض رواۃ کے مفہوم کا مطلب بیان کر دیا ہے اور ان میں بعض راوی شیعہ بھی ہیں' پس اس بات کو یاد رکھیے اور اس بارے میں سب سے اچھی بات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ۔ آپ اور جو کچھ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس کے ذمہ دار آپ ہیں۔ اور یہی صحیح بات ہے اور یہی آپ کے متعلق گمان کیا جا سکتا ہے اور یہی بات آپ کی سیادت' علم اور دین کے مناسب ہے' گویا اس کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے خاوند کو اس صدقہ پر نگران بنا دیں' تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کا جواب نہ دیا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور آپ اس وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں' اور آپ بھی آدم کی بیٹیوں میں سے ایک عورت ہیں' جو مردوں کی طرح غصے ہو جاتی ہیں' اور آپ رسول اللہ ﷺ کی نص کی موجودگی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے باوجود معصوم نہیں ہیں۔

اور ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے قبل ان کو راضی کیا اور ان سے نرم سلوک کیا تو وہ آپ سے راضی ہو گئیں۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ہمیں بتایا کہ محمد بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدان بن عثمان العتکی نے نیشاپور میں ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزہ نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جو آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں انہیں اجازت دوں انہوں نے جواب دیا ہاں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت دے دی۔ تو آپ اندر جا کر ان کی رضامندی حاصل کرنے لگے اور کہا' خدا کی قسم! میں نے گھر بار' مال' اہل اور خاندان کو صرف اللہ تعالیٰ' اس کے رسول' اور اہل بیت کی رضامندی چاہنے کے لیے چھوڑا ہے۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کیا' تو وہ آپ سے راضی ہو گئیں۔ اور یہ اسناد جید اور قوی ہے' اور ظاہر ہے کہ عامر شعبی نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنی ہو گی' یا کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سننے والے نے سنی ہو گی۔

اور علمائے اہل سنت نے اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوعبداللہ الصفار نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ہم سے بیان کیا کہ نصر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن داؤد نے بحوالہ فضیل بن مرزوق ہم سے بیان کیا کہ زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ اگر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے میں کیا ہے۔



باب ۵۳

روافض کے استدلال کی تردید

اس مقام پر روافض نے جہالت سے کلام کیا ہے اور جس بات کے متعلق انہیں علم نہیں اس کا تکلف کیا ہے اور جس بات کا انہوں نے علم سے احاطہ نہیں کیا اس کی تکذیب کی ہے حالانکہ ابھی اس کی تاویل ان کے پاس نہیں آئی اور انہوں نے اپنے آپ کو فضول باتوں میں الجھالیا ہے اور ان میں سے بعض نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ قرآن کے مخالف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ حضرت سلیمان' حضرت داؤد رضی اللہ عنہما کے وارث ہوئے نیز اللہ تعالیٰ حضرت زکریا رضی اللہ عنہ کے متعلق بتاتا ہے کہ انہوں نے کہا:

﴿فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا﴾

کہ مجھے اپنی جناب سے مددگار عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ بنا۔

اور اس سے ان کا استدلال کرنا کئی وجوہ سے باطل ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ سے مراد حکومت و نبوت کی وارث ہے' یعنی ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان امور میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قائم مقام بنایا جو وہ ملک میں حکومت کرنے' رعایا کی تدبیر کرنے اور بنی اسرائیل کے درمیان فیصلے کرنے کے بارے میں سرانجام دیتے تھے نیز ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے باپ کی طرح نبی بنایا اور جس طرح اللہ نے ان کے باپ کے لیے نبوت اور حکومت اکٹھی کر دی تھی اسی طرح ان کے بعد ان کے بیٹے کے لیے بھی کر دی اور اس سے مال کی وراثت مراد نہیں ہے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے جیسا کہ بہت سے مفسرین نے بیان کیا ہے' بہت سے بیٹے تھے' کہا جاتا ہے کہ ایک سو بیٹے تھے پس اگر مال کی وراثت مراد ہوتی تو ان میں سے صرف سلیمان کے ذکر پر اکتفاء نہ کی جاتی بلکہ اس سے مراد صرف نبوت اور حکومت کی بے وراثت کا قیام ہے اس لیے فرمایا ہے کہ ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ نیز فرمایا:

اس آیت اور اس کے بعد کی آیات پر ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں سیر حاصل بحث کی ہے۔

اب رہا حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ' تو آپ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہیں اور دنیا آپ کے نزدیک نہایت حقیر تھی' کجا یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی دعا کرتے کہ وہ آپ کے مال کا وارث ہو' یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ صرف ایک بڑھئی تھے جو اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے اور آپ اس سے اپنی خوراک سے زیادہ ذخیرہ نہیں کر سکتے تھے کہ آپ اللہ سے بیٹے کی دعا کریں کہ وہ آپ کے مال کا وارث ہو اگر ان کے پاس مال ہو آپ نے صرف صالح بیٹے کی دعا کی ہے جو نبوت اور بنی اسرائیل کے مصالح کے قیام اور ان کو راہِ راست پر آمادہ کرنے میں آپ کا وارث ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا' اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِيًّا' قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ

واشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَ اِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآئِي وَ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴾

آپ نے دعا کی کہ ایسا مددگار جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو یعنی نبوت کا' جیسا کہ ہم نے تفسیر میں بیان کیا ہے' اور قبل ازیں ابوسلمہ کی روایت جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مروی ہے' بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

دوم: انبیاء میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض ایسے احکام سے مخصوص کیا گیا ہے' جن میں وہ آپ سے شراکت نہیں رکھتے' اور ہم اس کے لیے سیرت کے آخر میں ایک الگ باب قائم کریں گے۔ ان شاء اللہ اور اگر یہ فیصلہ ہوتا کہ آپ کے سوا دیگر انبیاء کے وارث ہوتے ہیں' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اسے روایت کرتے جن میں ائمہ اربعہ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' اور حضرت علی رضی اللہ عنہم شامل ہیں' اور وہ دیگر انبیاء کے سوا' آپ کی اس حکم سے تخصیص کو واضح کرتے ہیں۔

سوم: اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اس کے مقتضاء کا فیصلہ وہ ہوگا جو خلفاء نے اس کے متعلق کیا ہے اور علماء نے اس کی صحت کا اعتراف کیا ہے' خواہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہو یا نہ ہو آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ الفاظ کے لحاظ سے یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ آپ کے فیصلے کی خبر ہو یا آپ سے پہلے کے بقیہ انبیاء کے فیصلے کی خبر ہو اور یہ ایک واضح فیصلہ ہے اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کی وصیت کا انشاء ہو' گویا آپ فرما رہے ہیں کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا اس لیے کہ جو کچھ ہم ترکہ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا' اور جواز کے لحاظ سے آپ کی تخصیص نے آپ کے تمام مال کو صدقہ بنا دیا ہے۔ لیکن پہلا احتمال زیادہ واضح ہے اور اسی کو جمہور نے اختیار کیا ہے۔ اور دوسرے احتمال کے مفہوم کو مالک وغیرہ کی وہ حدیث تقویت دیتی ہے جو ابوالزناد سے عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میرے وارث کوئی دینار باہم تقسیم نہ کریں گے۔ اور اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کے خرچ کے بعد' میں جو کچھ چھوڑوں گا وہ صدقہ ہوگا۔ اور یہ لفظ صحیحین میں بیان ہوا ہے' اور شیعہ فرقہ کے جن جہلا نے اس حدیث کی روایت میں تحریف کی ہے یہ لفظ اس کی تردید کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ماترکناہ صدقة میں صدقةً نصب کے ساتھ ہے اور ما نافیہ ہے' پس حدیث کے پہلے حصے کے ساتھ کیا کیا جائے گا جس میں آپ نے لانورث فرمایا ہے؟ اور اس حدیث کے ساتھ کیا کیا جائے گا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ "ما تركت بعد نفقة نسائي و مؤنة اهلي فهو صدقة" اس قول کا وہی حال ہے۔ جیسے ایک معتزلی سے حکایت بیان کی گئی ہے کہ اس نے اہل سنت کے ایک شیخ کو (و كلم الله موسى تكليما) نصب جلالت کے ساتھ سنایا' تو شیخ نے اسے کہا' تیرا برا ہو تو اس قول الٰہی (فَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا فَكَلَّمَهٗ) کے ساتھ کیا کرے گا؟ حاصل کلام یہ کہ آپ کے قول ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ پر ہر اس تقدیر کی بنا پر عمل واجب ہوگا جس کا احتمال لفظ اور معنی میں پایا جائے گا۔ بلاشبہ یہ حدیث آیت میراث کے عموم کو مخصوص کرنے والی ہے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خارج کرنے والی ہے۔ خواہ صرف آپ کو اس سے خارج کرے یا آپ کے دیگر انبیاء بھائیوں کو بھی خارج کرے۔

باب ۵۱۳

آپ کی ازواج واولاد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ يَانِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَ قَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا، وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴾

اس امر میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حضور ﷺ نو بیویاں چھوڑ کر فوت ہوئے۔

حضرت عائشہ بنت حضرت ابوبکر صدیق التیمیہ' حضرت حفصہ بنت حضرت عمر بن الخطاب العدویہ' حضرت ام حبیبہ رملہ بنت حضرت ابوسفیان بن حرب بن امیہ الامویہ' حضرت زینب بنت جحش الاسدیہ' حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ الحز ومیہ' حضرت میمونہ بنت الحارث الہلالیہ' حضرت سودہ بنت زمعۃ العامریہ' حضرت جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار المصطلقیہ' حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب النضر یہ الاسرائیلیہ الہارونیہ رضی اللہ عنہن وارضاہن' اور آپ کی دو لونڈیاں بھی تھیں' حضرت ماریہ بنت شمعون القبطیہ المصریہ جو انصنا کے ضلع سے تھیں جو آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ تھیں' اور حضرت ریحانہ[1] بنت شمعون القرظیہ نے اسلام قبول کر لیا پھر آپ نے اسے آزاد کر دیا اور وہ اپنے اہل کے پاس چلی گئیں' بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ محتجب ہیں۔ واللہ اعلم' اور اس پر مفصل و مرتب گفتگو وہاں ہوگی جہاں پہلے اس کا ذکر آئے گا پس سب سے پہلے ہم آئمہ کے مجموع کلام کو بیان کرتے ہیں۔

حافظ کبیر ابوبکر بیہقی نے سعید بن ابی عروبہ کے طریق سے بحوالہ قتادہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا اور ان میں سے تیرہ کو گھر لائے' اور گیارہ آپ کے پاس اکٹھی رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپ فوت ہوئے پھر انہوں نے ان نو کا ذکر کیا ہے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں' اور سیف بن عمر نے اسے عن سعید عن قتادہ عن انس روایت کیا ہے اور پہلی اصح[2] ہے' اور سیف بن عمرو تمیمی نے اسے عن سعید عن قتادہ عن انس وابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی مانند روایت کیا ہے اور سعید بن عبداللہ سے عن عبداللہ بن ابی ملیکہ عن عائشہؓ اس کی مانند روایت کی گئی ہے آپ فرماتی ہیں کہ جن دو عورتوں کو آپ گھر نہیں لائے وہ یہ ہیں عمرۃ بنت یزید الغفاریہ اور الشنباء[3]' عمرۃ سے آپ نے خلوت کی اور اس کا لباس اتارا تو اس کے جسم میں برص کے

[1] ریحانہ بنت شمعون غلط ہے' عنقریب بیان ہوگا کہ آپ زید کی بیٹی ہیں۔

[2] التیموریہ میں ہے کہ رجیر بن کثیر نے اسے قتادہ سے بحوالہ انس روایت کیا ہے۔

[3] ابن ہشام میں ہے کہ یہ دونوں اسماء بنت النعمان الکندیہ اور عمرۃ بنت یزید الکلابیہ تھیں' پہلی کے ہاں آپ نے سفیدی دیکھی اور اسے مہر دے کر اس کے اہل کی طرف لوٹا دیا اور دوسری نے آپ سے پناہ مانگی۔

داغ دیکھے تو اسے واپس کر دیا اور اسے مہر دیا اور دوسروں پر حرام ہوگئی۔ اور الشنباء جب آپ کے پاس آئی تو وہ تیار نہ تھی آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی تیاری کا انتظار کرنے لگے اور جب آپ کے صاحب زادے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو الشنباء کہنے لگی اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کا صاحبزادہ نہ مرتا' تو آپ نے اسے طلاق دے دی اور اسے مہر دیا اور وہ دوسروں پر حرام ہوگئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو عورتیں آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں وہ یہ ہیں' حضرت عائشہ' حضرت سودہ' حضرت حفصہ' حضرت ام سلمہ' حضرت ام حبیبہ' حضرت زینب بنت جحش' حضرت زینب بنت خزیمہ' حضرت جویریہ' حضرت صفیہ' حضرت میمونہ' حضرت ام شریک رضی اللہ عنہم۔

میں کہتا ہوں' صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گیارہ عورتوں کے پاس چکر لگاتے تھے اور مشہور یہ ہے کہ آپ حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا کو گھر نہیں لائے جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت آئے گی لیکن ان گیارہ سے مراد یہ ہے کہ آپ نو مذکورہ عورتوں اور دو لونڈیوں حضرت ماریہ اور حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہما کے پاس چکر لگایا کرتے تھے اور یعقوب بن سفیان الفسوی نے عن الحجاج بن ابی منیع عن جدہ عبیداللہ بن ابی الزیاء والرصافی عن زہری روایت کی ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں اسے اس حجاج سے معلق قرار دیا ہے اور حافظ ابن عساکر نے اس سے ایک حصہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت سے نکاح کیا وہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں' بعثت سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد نے آپ سے ان کا نکاح کیا اور ایک روایت میں ہے زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ کی عمر ۲۱ سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۵ سال تھی' یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب کعبہ کی تعمیر کی گئی اور واقدی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی اور دیگر اہل علم کا قول ہے کہ حضور علیہ السلام کی عمر اس وقت ۳۰ سال تھی اور حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۲۸ سال تھی' ابن عساکر نے ان دونوں کی روایت کی ہے اور ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۳۷ سال تھی' پس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے' قاسم' جس سے آپ کنیت کرتے تھے' طیب' طاہر' زینب' رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کو جنم دیا۔ میں کہتا ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سوائے ابراہیم کے جو حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے' آپ کی تمام اولاد کی ماں تھیں جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت ہوگی' پھر انہوں نے بناتِ رسول میں سے ہر بیٹی اور جس نے اس سے نکاح کیا' پر گفتگو کی ہے' جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے العاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف نے نکاح کیا۔ اور یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے ان کی ماں ہالہ بنت خویلد تھیں' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے ایک بیٹے کو جنم دیا جس کا نام علی تھا اور ایک بیٹی کو جنم دیا جس کا نام امامہ بنت زینب تھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور ابھی آپ زندہ تھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے پھر ان کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے نکاح کیا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور آپ سے ان کے ہاں ایک بیٹا عبیداللہ پیدا ہوا

جس سے پہلے آپ کنیت کرتے تھے پھر آپ نے اپنے بیٹے عمرو سے کنیت اختیار کر لی' حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اس وقت فوت ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں تھے اور جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح کی بشارت لے کر آئے کہ انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے آپ پر مٹی برابر کر دی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی تیمار داری کے لیے ان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ اور اجر لگایا پھر ان کی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا اس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے' حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وفات پا گئیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کے عمزاد حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور جنگ بدر کے بعد آپ کو گھر لائے اور آپ کے ہاں ان سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ' جن سے آپ کنیت کرتے تھے' اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو سرزمین عراق میں شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں' کہا جاتا ہے کہ محسن بھی آپ کے ہاں پیدا ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ہاں پیدا ہوئیں اور اس زینب سے ان کے عمزاد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا اور ان سے آپ کے ہاں علی اور عون پیدا ہوئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس ہی ان کی وفات ہوئی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا جس سے آپ کے ہاں حضرت زید پیدا ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں چھوڑ کر فوت ہو گئے' تو اس کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا۔ آپ نے عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو وہ بھی آپ کو چھوڑ کر مر گئے اور اس کے بعد ان کے بھائی محمد نے آپ سے نکاح کیا تو وہ بھی آپ کو چھوڑ کر مر گئے۔ اس کے بعد ان دونوں کے بھائی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کیا تو آپ ان کے ہاں فوت ہو گئیں۔ زہری بیان کرتا ہے کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دو مردوں سے نکاح کیا تھا' ان میں سے ایک عتیق بن عابد[1] بن مخزوم تھا' جس سے آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو محمد بن صیفی کی والدہ ہیں' اور دوسرا ابوھالہ تمیمی تھا جس سے آپ کے ہاں ہند بن ہند پیدا ہوا اور ابن اسحاق نے اس کا نام بھی بیان کیا ہے' زہری بیان کرتے ہیں' پھر عابد کے مرنے کے بعد ابو ہالہ النباش بن زرارہ نے آپ سے نکاح کیا' جو بنی عمرو بن تمیم کا ایک آدمی تھا' اور بنی عبدالدار کا حلیف تھا' اس سے آپ کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی' پھر وہ آپ کو چھوڑ کر مر گیا' تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے ہاں چار لڑکیاں پیدا ہوئیں' پھر ان کے بعد قاسم' طیب اور طاہر پیدا ہوئے' پس ابھی وہ دودھ پیتے تھے کہ جوانی کا جوش جاتا رہا۔

میں کہتا ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ اسی طرح عبدالرزاق نے عن معمر عن زہری' عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے' کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے۔ اور قبل ازیں ہم آپ کی تزویج کا اپنے مقام پر ذکر کر آئے ہیں اور آپ کے کچھ فضائل کو بھی دلائل کے ساتھ بیان کر آئے ہیں۔

---

[1] ابن ہشام کی روایت میں عابد ہے اور سہیلی کے روض الانف میں عائذ ہے اور اسے ابو ہالہ کہتے ہیں۔

زہری بیان کرتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ عبداللہ بن ابی قحافہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ سے ساتھ نکاح کیا۔ اور آپؐ نے آپ کے سوا کسی اور باکرہ سے نکاح نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے ایک بچے کا اسقاط ہو گیا تھا' جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھا تھا' اسی وجہ سے آپ ام عبداللہ کنیت کرتی تھی' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما سے کنیت کرتی تھیں جو آپ کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیٹا تھا۔ میں کہتا ہوں بعض کا قول ہے آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قبل' حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' یہ بات ابن اسحاق وغیرہ نے بیان کی ہے اور اس کے متعلق جو اختلاف پایا جاتا ہے اسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور قبل ازیں ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ آپ نے ان دونوں سے ہجرت سے قبل نکاح کیا تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گھر لانا ہجرت کے بعد تک مؤخر ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حضرت حفصہ بنت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا جو آپ سے پہلے خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی کے نکاح میں تھیں۔ وہ مومن ہونے کی حالت میں آپ کو چھوڑ کر مر گیا۔ اور آپ نے ام سلمہ ہند بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے نکاح کیا' اور آپ سے قبل وہ اپنے عمزاد ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیوی تھیں' اور آپ نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حل بن عامر بن لوئی سے نکاح کیا' جو پہلے سہیل بن عمرو کے بھائی اسکران بن عمرو بن عبدشمس کی بیوی تھیں' جو ارض حبشہ سے آپ کے ساتھ واپس مکہ آنے کے بعد مسلمان ہونے کی حالت میں آپ کو چھوڑ کر مر گیا تھا' اور آپ نے ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی سے نکاح کیا جو قبل ازیں عبداللہ بن جحش بن رئاب کے نکاح میں تھیں' جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھا جو سرزمین حبشہ میں نصرانی ہونے کی حالت میں فوت ہو گیا تھا' رسول کریم ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو سرزمین حبشہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تو انہوں نے اسے منگنی کا پیغام دیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس سے آپ کا نکاح کروا دیا' صحیح بات یہ ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے نکاح کروایا اور آپ کی طرف سے نجاشی نے چار سو دینار مہر اسے دیا اور اسے شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ بھیج دیا۔ اس سارے واقعہ کو ہم قبل ازیں مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں۔ اور آپ نے زینب بنت جحش بن رئاب بن اسد بن خزیمہ[1] سے نکاح کیا اور اس کی ماں رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں اور آپ سے پہلے یہ حضور ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور یہ آپ کی بیویوں میں سے سب سے پہلے آپ سے ملنے والی ہیں اور یہ پہلی عورت ہیں جن کے لیے تابوت بنایا گیا' جسے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بنایا جیسے کہ انہوں نے اسے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا اور آپ نے

---

[1] صحیح یہ ہے کہ آپ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔

زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو بنی عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے تھیں' انہیں ام المساکین کہا جاتا تھا اور آپ سے پہلے یہ حضرت عبداللہ بن جحش بن رئاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو احد کے روز قتل ہو گئے تھے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑا عرصہ ہی آپ کے پاس ٹھہرے تھے کہ آپ فوت ہو گئیں' اور یونس بحوالہ ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ حضورؐ سے پہلے آپ الحصین ابن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف یا ان کے بھائی الطفیل بن الحارث[1] کی بیوی تھیں۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رؤیبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ' سے نکاح کیا' راوی بیان کرتا ہے' آپ ہی نے اپنے نفس کو ہبہ کیا تھا۔

میں کہتا ہوں صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیغام نکاح دیا اور دونوں کے درمیان آپ کا غلام ابورافع سفیر تھا' جیسا کہ ہم نے عمرۃ القضا میں اسے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

زہری بیان کرتے ہیں' حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے پہلے دو مردوں سے شادی کی۔ جن میں سے پہلا ابن عبد یالیل تھا' اور سیف بن عمرو نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ آپ عمیر بن عمرو کی بیوی تھیں جو بنی عقدہ بن ثقیف بن عمرو ثقفی کا ایک آدمی تھا' جو آپ کو چھوڑ کر مر گیا۔ پھر ابورھم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی[2] نے آپ سے شادی کی راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن الحارث بن عامر بن مالک بن المصطلق کو المریسیع کی جنگ میں خزاعہ سے قیدی بنایا اور آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اور آپ سے پہلے وہ اپنے عمزاد صفوان بن ابی السغر کی بیوی تھیں' قتادہ سعید المسیب شعبی اور محمد بن اسحاق وغیرہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ خزاعہ کا یہ بطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابوسفیان کا حلیف تھا' اسی لیے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حارث بن ابی ضرار اور قریظہ کا معاہدہ تمہارے بارے میں برابر ہے۔

اور سیف بن عمرو اپنی روایت میں سعید بن عبداللہ سے عن ابن ابی ملیکہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اپنے عمزاد مالک بن صفوان بن تولب ذالشغر بن ابی السرح بن مالک بن المصطلق کی بیوی تھیں۔

راوی بیان کرتا ہے اور آپؐ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کو خیبر کے روز بنی نضیر سے قیدی بنایا جو کنانہ بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں اور سیف بن عمرو نے اپنی روایت میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ کنانہ سے قبل' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سلام بن مشکم کے پاس تھیں۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ تیرہ عورتیں تھیں جنہیں آپ گھر لائے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں

---

[1] ابن ہشام کی روایت ہے کہ آپ قبل ازیں عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کی بیوی تھیں اور عبیدہ سے قبل آپ اپنے عمزاد جہم بن عمرو بن الحارث کی بیوی تھیں۔

[2] ابن اسحاق نے ابورھم کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے ہر بیوی کو بارہ ہزار روپیہ دیا اور حضرت بویریہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو چھ چھ ہزار روپیہ دیا اس لیے کہ انہیں قیدی بنایا گیا تھا زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حجاب میں رکھا اور انہیں حصہ دیا۔

میں کہتا ہوں کہ قبل ازیں ہم نے اپنے مقام پر حضور ﷺ کے ہر ایک بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کے حالات مفصل طور پر لکھ دیئے ہیں۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بنی بکر بن سلمد ب کے ظبیان بن عمرو کی بیٹی عالیہ سے بھی نکاح کیا اور اسے گھر لائے اور اسے طلاق دے دی' بیہقی بیان کرتے ہیں میری کتاب میں اسی طرح لیکن دوسروں کی روایت میں ہے کہ آپ اسے گھر نہیں لائے اور اسے طلاق دے دی اور محمد بن سعد' ہشام بن محمد بن السائب کلبی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بنی ابی بکر بن کلاب کے ایک آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان بن عمرو بن عوف بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب سے نکاح کیا اور وہ ایک مدت تک آپ کے پاس ٹھہری رہی۔ پھر آپ نے اسے طلاق دے دی' اور یعقوب بن سفیان نے عن حجاج بن منبع عن جدہ عن زہری عن عروہ عن عائشہ روایت کی ہے کہ ضحاک بن سفیان کلابی نے عالیہ کے متعلق آپ کو بتایا اور میں پس پردہ سن رہا تھا' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو ام شبیب کی بہن میں کوئی دلچسپی ہے؟ اور ام شبیب ضحاک کی بیوی ہے اور یہی بات زہری نے کہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عمرو بن کلاب کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ آپ کو اطلاع ملی کہ اس کے جسم پر برص کی سفیدی کے داغ ہیں' تو آپ نے اسے طلاق دے دی اور اسے گھر نہیں لائے۔ میں کہتا ہوں ظاہر ہے کہ یہ وہی عورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا تھا۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے بنی الجوان الکندی کی بہن سے نکاح کیا۔ [1] اور وہ بنی فرازہ کے حلیف ہیں پس اس نے آپ سے پناہ مانگی تو آپ نے فرمایا: تو نے ایک عظیم ہستی کی پناہ مانگی ہے' اپنے اہل کے پاس چلی جا اور آپ نے اسے طلاق دے دی اور اسے گھر نہیں لائے۔ راوی بیان کرتا ہے' کہ آپ کی ایک لونڈی بھی تھی' جسے ماریہ کہا جاتا تھا' اس سے آپ کے ہاں ایک لڑکا ابراہیم نام پیدا ہوا اور فوت ہو گیا اور اس نے گہوارے کو بھر دیا۔ اور ریحانہ بنت شمعون نام آپ کی ایک لونڈی تھی' جو اہل کتاب میں سے خنافہ میں سے تھی جو بنی قریظہ کا ایک بطن ہیں' رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا' مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ محتجب ہو گئی تھی۔

اور حافظ ابن عساکر نے اپنی سند سے علی بن مجاہد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خولہ بنت ہذیل بن ہبیرہ تغلبی سے نکاح کیا جس کی ماں خرتن بنت خلیفہ تھی' جو دحیہ بنت خلیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھی' اسے شام سے سوار کرا کر آپ کے پاس لایا گیا تو وہ راستے میں ہی فوت ہو گئی' تو آپ نے اس کی خالہ شراف بنت فضالہ بن خلیفہ سے نکاح کیا' اسے بھی شام سے سوار کرا کے لایا گیا تو وہ بھی راستے ہی میں فوت ہو گئی' اور یونس بن بکیر بحوالہ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسماء بنت کعب

---

[1] الروض الانف میں سہیلی نے اس کا نام اسماء بنت النعمان بن الجون الکندیہ لکھا ہے' اور بیان کیا ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس سے نکاح کیا' لیکن آپ کے اس سے علیحدگی اختیار کر لینے کے بارے میں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

العالیہ سے نکاح کیا' اور وہ آپؐ سے پہلے فضل بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھی' انہوں نے اسے گھر لائے بغیر طلاق دے دی۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ان دو عورتوں کا ذکر زہری نے کیا ہے اور ان کا نام نہیں بتایا' مگر ابن اسحاق نے عالیہ کا ذکر نہیں کیا' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالجبار نے عن یونس بن بکیر عن زکریا بن ابی زائدہ عن شعبی ہمیں بتایا کہ کچھ عورتوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تو ان میں سے بعض عورتوں کو آپ گھر لائے اور بعض کو مؤخر کر دیا اور ان کے قریب نہیں گئے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی' اور انہوں نے بھی آپ کے بعد نکاح نہیں کیا' ان میں سے ام شریک بھی ہیں' یہ قول الٰہی انہی کے متعلق ہے کہ:

﴿ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْوِیْٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ ﴾

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ہشام بن عروہ سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ خولہ بنت حکیم بھی ان عورتوں میں شامل تھیں جنھوں نے اپنا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ نیز بیہقی بیان کرتے ہیں' ابو رشید الساعدی کی حدیث میں اس جونیہ کے واقعہ میں' جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی تھی اور آپ نے اسے اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا تھا' ہم نے روایت کی ہے کہ اس کا نام امیمہ بنت النعمان بن شراحیل تھا' اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ زبیری نے ہم سے بیان کیا عبدالرحمٰن بن الغسیل نے عن حمزہ بن ابی اسید عن ابیہ وعباس بن سہل عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم بھی آپ کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ہم الشوط نامی باغ کی طرف گئے اور دو باغوں کے درمیان پہنچ کر بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' اور اندر داخل ہو کر آپ جونیہ کو لائے اور وہ امیمہ بنت النعمان بن شراحیل کے گھر میں علیحدہ ہوگئی اور اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے تو آپ نے اسے فرمایا مجھے اپنا آپ بخش دو' اس نے کہا کیا ملکہ بھی' رعیت کو اپنا آپ بخشتی ہے۔ نیز کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں' آپ نے فرمایا تو نے پناہ گاہ کی پناہ مانگی ہے' پھر آپ نے ہمارے پاس آ کر فرمایا اے ابو اسید اسے دو قمیصیں پہنا دو اور اس کے اہل کے پاس پہنچا دو۔ اور ابو احمد کے سوا' دوسرے لوگوں نے بنی الجون کی عورت کا نام امینہ بتایا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن الغسیل نے حمزہ بن ابی اسید سے بحوالہ ابی اسید ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے چلتے الشوط نامی باغ میں گئے یہاں تک کہ ہم دو باغوں تک پہنچ گئے اور ان دونوں کے درمیان بیٹھ گئے' آپ نے فرمایا: ''اس جگہ بیٹھ جاؤ'' پس آپ اندر گئے اور جونیہ کو بھی لایا گیا اور اسے امیمہ بنت النعمان بن شراحیل کے گھر میں ایک جگہ اتارا گیا اور اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے تو فرمایا مجھے اپنا آپ بخش دو' اس نے کہا کیا ملکہ' رعیت کو اپنا آپ بخشتی ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اسے سکون دینے کے لیے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھنے کے لیے جھکایا تو اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں' آپ نے فرمایا تو نے پناہ گاہ کی پناہ مانگی ہے' پھر آپ نے ہمارے پاس آ کر فرمایا اے ابو اسید اسے دو قمیصیں پہنا دو اور اس کے اہل کے پاس پہنچا دو۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حسین بن ولید نے عن عبدالرحمٰن بن الغسیل عن عباس بن سہل بن سعد عن ابیہ وابی سعید بیان

گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا اور جب اسے آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس نے اس بات کو ناپسند کیا' تو آپ نے ابواسید کو حکم دیا کہ اسے دو کپڑے اور سامان دے دو پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم الوزیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حمزہ نے اپنے باپ اور حیان بن سہل بن سعد اور اس کے باپ سے اس حدیث کو ہم سے بیان کیا۔

اصحاب کتب میں سے امام بخاری ان روایات کے بیان کرنے میں منفرد ہیں' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی کس بیوی نے آپ سے پناہ مانگی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ عروہ نے مجھے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا کہ جب الجون کی دختر کو حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا' میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں' آپ نے فرمایا تو نے ایک عظیم ہستی کی پناہ مانگی ہے' اپنے اہل کے پاس چلی جا۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن ابی منیع نے اسے اپنے دادا سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے کہ عروہ نے انہیں بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہ حدیث بتائی تھی' بخاری' مسلم کو چھوڑ کر' اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابن مندہ کی کتاب المعرفۃ میں میں نے دیکھا ہے کہ جس عورت نے آپ سے پناہ مانگی' اس کا نام امیمہ بنت النعمان بن شراحیل تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت ضحاک تھا' اور صحیح یہی ہے کہ اس کا نام امیمہ تھا۔ واللہ اعلم

اور ان کا خیال ہے کہ کلابیہ کا نام عمرۃ تھا' اور یہی وہ عورت تھی' جس کے باپ نے اس کی یہ صفت بیان کی تھی کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور محمد ابن سعد نے محمد بن عبداللہ سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان نے آپ سے پناہ مانگی تھی اور آپ نے اسے طلاق دے دی تھی' اور وہ مینگنیاں اُٹھاتی تھی اور کہتی تھی کہ میں بدبخت ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ذوالقعدہ ۸ ھ میں اس سے نکاح کیا اور وہ ۶۰ ھ میں فوت ہوئی' اور یونس نے بحوالہ ابن اسحاق ان عورتوں کا ذکر کیا ہے جن سے آپ نے نکاح کیا اور انہیں گھر نہیں لائے' ان میں ایک اسماء[1] بنت کعب الجونیہ اور دوسری عمر بنت یزید الکلابیہ تھی' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ' اسماء بنت النعمان بن الجون بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب اس نے آپ سے پناہ مانگی اور آپ برافروختہ ہو کر اس کے پاس سے چلے آئے' تو اشعث نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ اس بات سے غمگین نہ ہوں میرے پاس اس سے خوبصورت لڑکی ہے اور اس نے اپنی بہن قتیلہ کا آپ سے نکاح کر دیا' اور ابن اسحاق کے سواء دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ ربیع ۹ ھ کا واقعہ ہے' اور سعید بن عروبہ' بحوالہ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا اور انھوں نے ان میں ام شریک انصاریہ بخاریہ کا بھی ذکر کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں انصاری عورتوں سے نکاح کرنا پسند کرتا ہوں گھر میں ان کی غیرت کو پسند نہیں کرتا۔ اور آپ ام شریک کو گھر نہیں لائے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے بنی حرام پھر بنی

[1] ابن ہشام کی روایت میں اسماء بنت النعمان بن الجون الکندیہ ہے۔

سلیم کی اسماء بنت الصلت سے بھی نکاح کیا اور اسے بھی گھر نہیں لائے اور آپ نے حمزۃ بنت الحارث المریہ کو پیغام نکاح دیا۔

اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری اور ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ عورتوں سے نکاح کیا اور اس نے ان میں اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ بنت قیس کا بھی ذکر کیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ نے اپنی وفات سے دو ماہ قبل اس سے نکاح کیا اور بعض کا خیال ہے کہ آپ نے اپنی بیماری میں اس سے نکاح کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ عورت آپ کے پاس نہیں آئی اور نہ آپ نے اسے دیکھا ہے اور نہ اسے گھر لائے ہیں' اور بعض دیگر لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے وصیت کی کہ قتیلہ کو اختیار دیا جائے چاہے تو پردہ کرے اور مؤمنین پر حرام ہو جائے اور چاہے تو کسی سے نکاح کرے' تو اس نے نکاح کرنا پسند کیا اور حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ نے حضرموت میں اس سے نکاح کر لیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب اس امر کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا میں نے ان دونوں کو جلا دینے کا ارادہ کیا ہے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا نہ تو وہ عورت امہات المؤمنین میں سے ہے اور نہ آپ اسے گھر لائے ہیں اور نہ اس کو پردے کی پابند کیا ہے' ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ بعض کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق کوئی وصیت نہیں کی اور وہ اس کے بعد مرتد ہو گئی تھی پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلاف اس کے ارتداد سے یہ حجت پکڑی کہ وہ امہات المومنین میں سے نہیں ہے اور ابن مندہ نے بیان کیا ہے کہ ارتداد اختیار کرنے والی عورت البوحارثی تھی جو بنی عوف بن سعد بن ذبیان سے تعلق رکھتی تھی۔ اور حافظ ابن عساکر نے کئی طرق سے عن داؤد بن ابی ہند عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ سے نکاح کیا اور آپ اسے اختیار دینے سے قبل ہی فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے خلاصی دے دی' اور حماد بن سلمہ نے' داؤد بن ہند سے بحوالہ شعبی روایت کی ہے کہ جب حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ نے قتیلہ سے نکاح کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دینے کا ارادہ کیا پس حضرت عمر بن الخطاب نے ان سے گفتگو کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسے گھر نہیں لائے اور اس نے اپنے بھائی کے ساتھ ارتداد اختیار کیا ہے۔ پس وہ اللہ اور اس کے رسول سے الگ ہو گئی ہے پس آپ مسلسل ان سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما کے قتل سے رُک گئے۔

حاکم بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے امہات المؤمنین کی تعداد میں فاطمہ بنت شریح اور سباء بنت اسماء[1] بن الصلت السلمیہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور یہی ابن عساکر نے ابن مندہ کے طریق سے اس کی سند سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے اور محمد بن سعد نے بھی بحوالہ کلبی یہی بیان کیا ہے' ابن سعد بیان کرتے ہیں وہ سباء تھی' ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ اسے سباء بنت الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سماک بن عوف السلمی کہا جاتا ہے اور ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے ہمیں بتایا کہ عرزمی نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سباء بنت سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بھی تھی نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالسید کو بنی عامر کی ایک عورت عمرۃ بنت یزید بن

---

[1] سہیلی کی روایت میں سنی بنت الصلت یا سناء بنت اسماء بنت الصلت بیان ہوا ہے۔

عبید بن کلاب کو پیغام نکاح دینے کے لیے بھیجا پس آپ نے اس سے نکاح کرلیا تو آپ کو پتا چلا کہ اس کے جسم میں برص کی سفیدی کے داغ ہیں تو آپ نے اسے طلاق دے دی۔

اور محمد بن سعد' بحوالہ واقدی بیان کرتے ہیں کہ ابو معشر نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ملیکہ بنت کعب سے نکاح کیا جس کے یکتا جمال کے چرچے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جا کر اسے کہا کیا تجھے اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کرتے شرم نہیں آئی تو اس نے آپ سے پناہ مانگی اور آپ نے اسے طلاق دے دی اور اس کی قوم کے لوگوں نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ چھوٹی ہے اور اس کی کوئی رائے نہیں اور وہ دھوکہ کھا گئی ہے آپ اسے واپس لائیں' آپ نے انکار کیا تو انہوں نے آپ سے اس کی بنی عذرہ کے ایک قرابت دار سے اس کی شادی کر دینے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی' راوی بیان کرتا ہے اس کے باپ کو فتح مکہ کے روز' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا' واقدی بیان کرتا ہے کہ عبدالعزیز الجندعی نے اپنے باپ سے بحوالہ عطاء بن یزید مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اسے رمضان ۸ ھ میں گھر لائے اور وہ آپ کے پاس ہی فوت ہوئی' واقدی بیان کرتا ہے کہ ہمارے اصحاب اس سے انکار کرتے ہیں' اور حافظ ابوالقاسم بن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ابوالفتح یوسف بن عبدالواحد الماہانی نے ہمیں بتایا کہ شجاع بن علی بن شجاع نے ہمیں خبر دی کہ ابوعبداللہ بن مندہ نے ہمیں بتایا کہ حسن بن محمد بن حکیم مزوری نے ہمیں خبر دی کہ ابوالموجہ محمد بن عمرو بن الموجہ الفزاری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عثمان نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن المبارک نے ہمیں خبر دی کہ یونس بن یزید نے بحوالہ ابن شہاب زہری ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد سے مکہ میں نکاح کیا' اور آپ سے پہلے وہ خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں' پھر آپ نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا اور آپ سے پہلے وہ بنی عامر بن لوئی کے بھائی السکران بن عمر کے نکاح میں تھیں' پھر آپ نے حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح کیا اور آپ سے پہلے وہ بنی خزیمہ کے ایک شخص عبیداللہ بن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں' پھر آپ نے حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' آپ کا نام ہند تھا اور آپ سے پہلے وہ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں' پھر آپ نے حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ سے نکاح کیا اور بنی بکر بن عمرو بن کلاب کی عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا' اور کندہ میں سے بنی الجون کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ اور خزاعہ میں سے بنو مصطلق کی جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار کو' غزوۃ المریسیع میں' جس میں مناۃ کو تباہ کیا گیا تھا' آپ نے قیدی بنایا۔ اور بنی نضیر میں سے صفیہ بنت حی بن اخطب کو آپ نے قیدی بنایا اور یہ دونوں عورتیں اس فئے میں سے تھیں جو اللہ نے آپ کو عطاء کی تھی اور ان دونوں کو آپ کے حصہ دیا' اور حضرت ماریہ قبطیہ کو آپ نے لونڈی بنایا' جس سے آپ کے ہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ اور بنی قریظہ میں سے آپ نے ریحانہ کو لونڈی بنایا' پھر اسے آزاد کر دیا اور وہ اپنے اہل کے پاس چلی گئی اور اپنے اہل کے پاس ہی محتجب ہو گئیں' اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عالیہ بنت ظبیان جسے طلاق دی گئی تھی' اس نے اللہ تعالیٰ کے عورتوں کے حرام قرار دینے سے قبل اپنی قوم میں اپنے ایک عمزاد سے نکاح کر لیا تھا اور اس کے اولاد بھی ہوئی تھی' ہم نے اسے ایک غریب سند سے بیان کیا ہے' جس میں مدینہ میں آپ کے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ذکر نہیں پایا جاتا' اور صحیح یہ ہے کہ ہجرت سے قبل آپ مکہ میں تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر

آئے ہیں۔ واللہ اعلم

یونس بن بکیر' محمد بن اسحاق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے تین دن قبل وفات پائی۔ اور آپ نے ان کی زندگی میں کسی عورت سے نکاح نہیں کیا' حتیٰ کہ انہوں نے اور حضرت ابو طالب نے ایک ہی سال میں وفات پائی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا' ان کے سوا آپ نے کسی باکرہ عورت سے نکاح نہیں کیا' اور ان سے آپ کے ہاں وفات تک کوئی بیٹا نہیں ہوا' پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا' پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ نے حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ ام المساکین سے نکاح کیا' پھر ان کے بعد حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' پھر ان کے بعد حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا پھر ان کے بعد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا پھر ان کے بعد حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث بن ابی ضرار سے نکاح کیا۔ پھر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ نے حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب سے نکاح کیا۔ پھر ان کے بعد حضرت میمونہ بنت الحارث ہلالیہ سے نکاح کیا' یہ ترتیب زہری کی ترتیب سے بہتر اور اچھی ہے۔ واللہ اعلم

اور یونس بن بکیر' عن ابی یحییٰ عن جمیل بن زید طائی عن سہل بن زید انصاری بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غفار کی ایک عورت سے نکاح کیا اور اسے گھر لائے اور آپ کے حکم سے اس نے اپنے کپڑے اتارے' تو آپؐ نے اس کے پستانوں کے پاس برص کی سفیدی دیکھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنارہ کش ہو گئے اور فرمایا اپنے کپڑے لے لو' اور صبح کو اسے فرمایا' اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ' اور اسے اس کا پورا مہر ادا کیا (اور ابونعیم نے اسے جمیل بن زید کی حدیث سے بحوالہ سہل بن زید انصاری روایت کیا ہے اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں سے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار کی ایک عورت سے نکاح کیا۔

میں کہتا ہوں کہ جن عورتوں سے آپ نے نکاح کیا اور انہیں گھر نہیں لائے' ان میں ام شریک ازدیہ بھی ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ثابت شدہ بات یہ ہے کہ وہ دوسیہ تھی' بعض انصاریہ بھی کہتے ہیں اور بعض عامریہ کہتے ہیں' اور وہ خولہ بنت الحکیم السلمی تھی' اور واقدی بیان کرتا ہے کہ اس کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم تھا' اور محمد بن اسحاق عن حکیم بن حکیم عن محمد بن علی بن الحسین عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل پندرہ عورتوں سے نکاح کیا' جن میں ام شریک انصاریہ بھی تھی' جس نے اپنا آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا' اور سعید بن ابی عروبہ بحوالہ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بنی نجار میں سے ام شریک سے نکاح کیا اور فرمایا میں انصاری عورتوں سے نکاح کرنا پسند کرتا ہوں' لیکن میں ان کی غیرت کو پسند نہیں کرتا۔ اور آپ اسے گھر نہیں لائے اور ابن اسحاق' عن حکیم' عن محمد بن علی عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلیٰ بنت الحطیم انصاریہ سے نکاح کیا جو بڑی غیور تھی' اور اسے آپ کے متعلق اپنی حق تلفی کا خوف ہوا اور اس نے آپ سے فسخ نکاح کی درخواست کی تو آپ نے اس کا نکاح فسخ کیا۔

باب ۵۵

جن عورتوں کو آپؐ نے نکاح کا پیغام دیا اور ان سے عقد نہیں کیا

اسماعیل بن ابی خالد' شعبی سے بحوالہ حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا' تو انہوں نے کہا کہ میرے بچے چھوٹے ہیں' تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور فرمایا: بہترین عورتیں وہ ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوں' اور قریش کی اچھی عورت وہ ہے جو چھوٹے بچے پر' جو صغرسنی میں ہو' بہت مہربان ہو' اور جو کچھ اس کے خاوند کے قبضہ ہو اس کی بہت حفاظت کرنے والی ہو۔ اور عبدالرزاق نے عن معمر عن زہری' عن سعید بن المسیب' عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا' تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بڑی عمر کی ہوں اور میرے بچے بھی ہیں۔ اور امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عبد بن حمید نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن السدی عن ابی صالح عن ام ہانی بنت ابی طالب ہم سے بیان کیا' وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا' تو میں نے آپ کے پاس عذر کیا' تو آپؐ نے مجھے معذور قرار دیا' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ بَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ ﴾ الآیۃ

آپ فرماتی ہیں' میں آپ کے لیے حلال نہ تھی' کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی' اور میں طلقاء میں سے تھی' پھر کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور ہم اسے السدی کی حدیث سے جانتے ہیں اور اس کا مقتضایہ ہے کہ جو مہاجرہ نہ ہو وہ آپ کے لیے حلال نہیں' اور اس مذہب کو علی الاطلاق' قاضی ماوردی نے اپنی تفسیر میں بعض علماء کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ اللاتی ھاجرن معک ﴾ سے مراد مذکورہ قرابت دار عورتیں ہیں' اور قتادہ کہتے ہیں ﴿ اللاتی ھاجرن معک ﴾ یعنی جو آپ کے ساتھ مسلمان ہوئی ہیں' اس لحاظ سے صرف کفار عورتیں ہی آپ پر حرام ہوں گی اور تمام مسلمان عورتیں آپ پر حلال ہوں گی' پس اگر انصاری عورتوں سے آپ کا نکاح ثابت ہو جائے تو وہ اس کے منافی نہیں' لیکن آپ ان میں سے اصلاً ایک کو بھی گھر نہیں لائے۔

اور ماوردی نے' شعبی کے حوالے سے جو بیان کیا ہے کہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین انصاریہ تھیں یہ روایت جید نہیں وہ بلا اختلاف ہلالیہ تھیں۔ جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور محمد بن سعد نے عن ہشام بن الکلبی عن ابیہ عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ لیلیٰ بنت الحطیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ سورج کی طرف پشت کیے ہوئے تھے اس نے آپ کے کندھے پر ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے سیاہ بھیڑیا کھائے' اس نے کہا میں پرندوں کو کھانا کھلانے والے اور ہوا کا مقابلہ کرنے والے کی بیٹی ہوں میں لیلیٰ بنت الحطیم ہوں میں آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں کہ اپنے آپ کو آپ کے سامنے پیش کروں مجھ سے نکاح کیجیے آپ نے فرمایا ''میں نے نکاح کیا'' پس وہ واپس جا کر اپنی قوم

سے کہنے لگی میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا تو نے بہت برا کیا ہے تو بڑی غیرت مند عورت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں والے ہیں تو ان پر غیرت کرے گی اور وہ تیرے خلاف اللہ سے دعا کریں گے پس تو آپ سے فسخ نکاح کی درخواست کر تو اس نے واپس آ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑ دیجئے تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور مسعود بن اوس بن سواد بن ظفر نے اس سے نکاح کر لیا اور اس کے ہاں اس سے بچے ہوئے' اسی دوران میں وہ ایک روز مدینہ کے ایک باغ میں غسل کر رہی تھی کہ ایک سیاہ بھیڑیے نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کا کچھ حصہ کھا گیا اور وہ مرگئی اور وہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ضباعہ بنت عامر بن قرط' عبداللہ بن جدعان کی بیوی تھی اس نے اسے طلاق دے دی تو اس کے بعد ہشام بن مغیرہ نے اس سے نکاح کر لیا تو اس سے اس کے ہاں سلمہ پیدا ہوا اور وہ ایک فربہ اندام خوبصورت عورت تھی جس کے بال بہت تھے جو اس کے جسم کو چھپا لیتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے سلمہ کو پیغام نکاح دیا اس نے کہا میں اس سے مشورہ کر لوں تو اس نے اس سے اجازت طلب کی تو اس نے کہا اے میرے بیٹے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اجازت طلب کرتا ہے' پس اس کا بیٹا واپس آ گیا اور خاموشی اختیار کر لی اور کوئی جواب نہ دیا گویا اس نے کہا کہ وہ بوڑھی ہوگئی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے بارے میں سکوت اختیار کر لیا' اور وہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت بشامہ بن نضلہ عنبری کو نکاح کا پیغام دیا اور وہ قیدی ہو کر آپ کے پاس آئی تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا اور فرمایا چاہے تو مجھے اختیار کرے یا اپنے خاوند کو' اس نے کہا میں اپنے خاوند کو اختیار کرتی ہوں تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور بنو تمیم نے اس پر لعنت کی۔

اور محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ واقدی نے ہمیں بتایا کہ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ام شریک' بنی عامر بن لوی کی ایک عورت تھی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آپ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول نہ کیا اور اس نے وفات تک کوئی نکاح نہ کیا' محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے عن شریک عن جابر عن الحکم عن علی بن الحسین ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام شریک دوسیہ سے نکاح کیا' واقدی بیان کرتا ہے کہ ہمارے نزدیک وہ ازد کے دوس قبیلے سے تھی۔ محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم تھا' اور لیث بن سعد' ہشام بن محمد سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک گفتگو کرنے والے نے کہا کہ ام شریک نے اپنا آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا اور وہ ایک صالحہ عورت تھی۔

اور جن عورتوں کو آپ نے نکاح کا پیغام دیا اور ان سے عقد نہ کیا ان میں حمزۃ بنت الحارث بن عون بن ابی حارثہ المری بھی تھی اس کے باپ نے کہا اسے ایک بیماری ہے۔ حالانکہ اسے کوئی بیماری نہ تھی۔ وہ اس کے پاس واپس گیا تو اسے برص ہوگئی تھی اور وہ شبیب بن البرصاء شاعر کی ماں تھی' یہی بات سعید بن عروبہ نے بحوالہ قتادہ بیان کی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے حبیبہ بنت عباس بن عبدالمطلب کو نکاح کا پیغام دیا تو آپ نے اس کے بھائی کو اپنا رضاعی بھائی پایا ان دونوں کو ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا' پس یہ تین قسم کی عورتیں ہیں ایک وہ جنہیں آپ گھر لائے اور ان کو چھوڑ کر فوت ہوگئے اور یہ نو عورتیں ہیں جن کے ذکر سے آغاز ہوا ہے اور یہ آپ کی وفات کے بعد دین کے محقق و معلوم اجماع سے ضرورۃً لوگوں پر حرام ہیں اور ان کی عدت

ان کی عمروں کے ختم ہونے تک۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا ' اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴾

دوسری قسم وہ ہے جن کو آپ گھر لائے اور اپنی زندگی میں ان کو طلاق دے دی' پس کیا کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ ان سے ان کی عدت کے خاتمہ کے بعد نکاح کرے؟ اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ مذکورہ آیت کے عموم کے باعث نکاح کرنا جائز نہیں اور دوسرا یہ کہ نکاح کرنا جائز ہے اور اس کی دلیل آیت تخییر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾

وہ کہتے ہیں کہ اگر اس عورت سے آپ کے چھوڑ دینے کے بعد' کسی آدمی کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں تو اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا' اور اگر آپ کا اس سے علیحدگی اختیار کر لینا اسے دوسرے کے لیے مباح قرار نہیں دیتا تو اس میں اسے کچھ بھی فائدہ نہیں ملا اور یہ قول قوی ہے۔ واللہ اعلم

اور تیسری قسم وہ ہے کہ جس سے آپ نے نکاح کیا اور گھر لانے سے قبل طلاق دے دی' اس عورت کے ساتھ دوسروں کا نکاح کرنا جائز ہے اور مجھے اس قسم کے بارے میں کسی نزاع کا علم نہیں اور جس عورت کو آپ نے نکاح کا پیغام دیا اور اس سے عقد نہ کیا اس سے نکاح کرنا اولیٰ ہے اور کتاب الخصائص میں اس سے متعلقہ فصل عنقریب بیان ہوگی۔ واللہ اعلم



باب ۵۶

آپ کی لونڈیوں کے بیان میں

حضور ﷺ کی دو لونڈیاں تھیں' ایک حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو شمعون کی بیٹی تھیں' جسے حاکم اسکندریہ جریج بن مینا نے آپ کو تحفہ دیا تھا اور اس کے ساتھ ان کی بہن شیریں کو بھی تحفہ دیا تھا اور ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ اس نے آپ کو چار لونڈیاں' واللہ اعلم ایک خصی غلام بنام مابور اور ایک خچر جسے دلدل کہتے ہیں' ہدیۃً دیا تھا' آپ نے ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے پسند کر لیا جو ملک مصر کی ایک بستی حفن ضلع انفسا کی رہنے والی تھیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی امارت کے زمانے میں آپ کے اکرام کی وجہ سے اس بستی کا ٹیکس ساقط کر دیا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ان سے ایک بچہ ابراہیم نام پیدا ہوا تھا' مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سفید رنگ اور خوبصورت تھیں جو رسول اللہ ﷺ کو پسند آ گئیں اور آپ نے ان سے محبت کی اور انہیں آپ کے پاس بڑی سربلندی حاصل ہوئی خصوصاً حضرت ابراہیم کی پیدائش کے بعد' اور اس کی بہن شیریں کو' رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بخش دیا جس سے ان کے ہاں ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بن حسانؓ پیدا ہوا' اور خصی غلام مابور' حضرت ماریہ اور شیریں کے پاس مصر کے دستور کے مطابق بلا اجازت آتا جاتا تھا تو بعض لوگوں نے اس بارے میں باتیں کی اور انہیں پتہ نہ چلا کہ یہ خصی ہے یہاں تک کہ اس کا حال منکشف ہو گیا جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ اور خچر پر رسول اللہ ﷺ سواری کیا کرتے تھے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی خچر تھا جس پر حنین کے روز آپ سوار تھے۔ واللہ اعلم' اور یہ خچر آپ کے بعد پیچھے رہ گیا اور لمبا زمانہ زندہ رہا حتیٰ کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی امارت میں ان کے پاس تھا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو یہ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں چلا گیا اور بوڑھا ہو گیا حتیٰ کہ اس کے کھانے کے لیے جو کوکوٹا جاتا تھا۔

ابوبکر بن خزیمہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن زیاد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے عن بشیر بن المہاجر عن عبداللہ بن بریدہ بن الخصیب عن ابیہ ہمیں خبر دی کہ قبطیوں کے امیر نے رسول اللہ ﷺ کو دو لونڈیاں جو دونوں بہنیں تھیں اور ایک خچر ہدیۃً دیا اور آپ مدینہ میں خچر پر سوار ہوا کرتے تھے اور آپ نے دونوں لونڈیوں میں سے ایک کو بیوی بنا لیا اور اس سے آپ کے ہاں آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا اور دوسری کو آپ نے بخش دیا۔

اور واقدی بیان کرتا ہے کہ یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ نے بحوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو پسند کرتے تھے اور وہ خوبصورت سفید رنگ اور گھنگھریالے بالوں والی تھی آپ نے اسے اور اس کی بہن کو حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں اتارا اور رسول اللہ ﷺ دونوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا تو وہ دونوں وہیں مسلمان ہو گئیں' پس ماریہ رضی اللہ عنہا کو بادشاہ نے پامال کیا اور آپ نے اسے عالیہ مقام پر بنا مال دے دیا جو بنی نضیر کے اموال میں سے تھا اور وہ گرمی کے موسم میں وہاں کھجور کے چنے ہوئے پھلوں میں رہتی تھیں اور

حضور ﷺ وہاں آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور آپ بہت دیندار عورت تھیں اور ان کی بہن شیریں کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بخش دیا جس سے ان کے ہاں عبدالرحمن پیدا ہوا اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ابراہیم نامی بیٹے کو جنم دیا اور آپ نے ساتویں روز اس کا عقیقہ کیا اور اس کا سر منڈایا اور اس کے سر کے بالوں کے وزن کے برابر مساکین میں چاندی صدقہ کی اور آپ کے حکم سے ان کے بال زمین میں دفن کر دیئے گئے اور اس کا نام ابراہیم رکھا اور ان کی دایہ رسول اللہ ﷺ کی لونڈی سلمیٰ تھی' اس نے جا کر اپنے خاوند ابورافع کو اطلاع دی کہ حضرت ماریہ نے ایک بیٹے کو جنم دیا ہے' پس ابورافع رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خوشخبری دی تو آپ نے اسے ایک ہار دیا اور جب اسے بچہ ملا تو رسول اللہ ﷺ کی بیویوں نے غیرت کھائی اور انہیں یہ بات گراں گذری اور حافظ ابوالحسن دارقطنی نے عن ابی عبید القاسم بن اسماعیل عن زیاد بن ایوب عن سعید بن زکریا المدائنی عن ابی سارہ عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ جب ماریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لڑکے نے اسے آزاد کر دیا ہے۔ پھر دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن ایوب اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں اور ثقہ ہے اور ابن ماجہ نے اسے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس کی حدیث سے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور ہم نے اسے ایک دوسرے طریق سے روایت کیا ہے اور ہم نے اس مسئلہ یعنی امہات الاولاد کی فروخت کے لیے ایک الگ تصنیف کی ہے اور اس میں ہم نے علماء کے اقوال بیان کیے ہیں جن کا ماحصل آٹھ اقوال ہیں اور ہم نے ہر قول کے مستند کا ذکر کیا ہے۔

اور یونس بن بکیر' عن محمد بن اسحاق عن ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام ابراہیم ماریہؓ کے پاس ایک قبطی جو اس کا عمزاد تھا آیا کرتا تھا اور لوگوں نے اس کی وجہ سے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بہت باتیں کیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس تلوار کو لو اور اگر تم اسے ماریہؓ کے پاس پاؤ تو اسے قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب آپ مجھے بھیجیں گے تو میں آپ کے حکم کے بارے میں گرم بھالے کی طرح ہوں گا' اور جو حکم آپ نے مجھے دیا ہے اس کے کر گزرنے سے مجھے کوئی چیز روکنے والی نہ ہوگی اور شاہد وہ دیکھتا ہے جسے غائب نہیں دیکھتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ شاہد وہ دیکھتا ہے جسے غائب نہیں دیکھتا' پس میں گردن میں تلوار لٹکا کر آیا تو میں نے اسے حضرت ماریہؓ کے پاس موجود پایا میں نے تلوار سونت لی اور جب اس نے مجھے دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں تو وہ ایک کھجور کے درخت پر چڑھ گیا اور پھر اس نے اپنی گھری کے بل اپنے آپ کو گرا دیا پھر اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا دیں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عضو بریدہ ہے اور اس کے پاس مردوں والی کوئی تھوڑی بہت چیز بھی نہیں ہے' پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو آ کر اس کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت سے مصیبت کو دور کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب آپ مجھے بھیجیں گے تو میں گرم بھالے کی طرح ہوں گا اور شاہد وہ دیکھتا ہے جسے غائب نہیں دیکھتا آپ نے فرمایا شاہد وہ دیکھتا ہے جسے غائب نہیں دیکھتا۔

امام احمد نے اسے اس طرح مختصراً روایت کیا ہے اور یہ اس حدیث کی اصل ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے اور اس کے اسناد ثقہ رجال ہیں اور طبرانی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عمرو بن خالد حرانی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابولہیعہ نے یزید بن ابی حبیب اور عقیل سے عن زہری عن انس ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ابراہیم پیدا ہوئے تو قریب تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کے متعلق کچھ وسوسہ پڑ جاتا یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا اے ابراہیم کے باپ آپ پر سلامتی ہو' اور ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن ابی عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن محمد نے ایک آدمی کے حوالے سے جس کا اس نے نام بھی لیا تھا عن لیث بن سعد عن زہری عن عروہ عن عائشہؓ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رومی جرنلوں میں سے ایک بادشاہ نے جسے مقوقس کہا جاتا تھا۔ بادشاہوں کی بیٹیوں میں سے ایک قبطی لڑکی کو جسے ماریہ کہا جاتا تھا ہدیۃً دیا اور اس کے ساتھ اس کا ایک نوجوان عمزاد بھی ہدیۃً دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اس سے خلوت کی تو وہ ابراہیم سے حاملہ ہو گئی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب اس کا حمل نمایاں ہوا تو وہ اس سے گھبرا گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور اس کے دودھ نہ تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک دودھیل دنبی خرید لی جس سے بچے کو غذا دی جاتی' پس اس کا جسم درست ہو گیا اور رنگ بھی صاف اور خوبصورت ہو گیا۔ ایک روز وہ بچے کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! تو مثل کو کیسے دیکھتی ہے۔ میں نے کہا میں اور میرے سوا دوسرے بھی کوئی مثل نہیں دیکھتے' آپ نے فرمایا اور گوشت بھی نہیں؟ میں نے کہا میری زندگی کی قسم کس کو دنبیوں کا دودھ دیا گیا ہے کہ اس کا گوشت اچھا ہو جائے' واقدی بیان کرتا ہے کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا محرم ۱۵ھ میں فوت ہوئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں بقیع میں دفن کیا۔ اور یہی بات مفضل بن غسان غلابی نے بیان کی ہے اور خلیفہ' ابوعبیدہ اور یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے ۱۶ھ میں وفات پائی۔

اور دوسری بنی نضیر کی ریحانہ بنت زید تھی اور بعض کہتے ہیں کہ بنی قریظہ سے تھی۔ واقدی بیان کرتا ہے کہ ریحانہ بنت زید بنی نضیر سے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ بنی قریظہ سے تھی۔ واقدی کا بیان ہے کہ ریحانہ بنت زید' بنی نضیر سے تھی اور ان میں بیاہی ہوئی تھی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا' اور وہ خوبصورت تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمان ہونے کی پیشکش کی تو اس نے یہودیت کے سوا کسی اور دین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے علیحدہ کر دیا اور اپنے دل میں غم محسوس کیا اور ابن شعبہ کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے یہ بات بیان کی' ابن شعبہ نے کہا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ مسلمان ہو جائے گی' پس وہ اس کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے' اپنی قوم کی پیروی نہ کر' حیی بن اخطب نے انہیں جس مصیبت سے دوچار کیا' تو نے دیکھ لی ہے' مسلمان ہو جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنے لیے منتخب کر لیں گے۔ اسی اثنا میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے جوتوں کی آواز سنی' آپؐ نے فرمایا یہ دونوں جوتے ابن شعبہ کے ہیں جو مجھے ریحانہ کے اسلام کی خوشخبری دیتے ہیں' وہ آ کر کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے' تو آپ اس سے

خوش ہو گئے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کو فتح کیا تو ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو اپنے لیے انتخاب کر لیا' اور وہ آپ کے پاس آپ کی ملک میں تھی کہ آپ اسے چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ آپ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور یہ کہ آپ اس سے نکاح کر لیں گے' مگر اس نے یہودیت کے سوا' کسی اور دین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا' پھر انہوں نے اس کے اسلام لانے کا وہی واقعہ بیان کیا جو پہلے گزر چکا ہے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ عبدالملک بن سلیمان نے' ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے بحوالہ ایوب بن بشیر المعادی مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلمٰی بنت قیس ام المنذر کے گھر بھیج دیا' پس وہ ام المنذر کے گھر آئی' تو آپ نے اسے کہا' اگر تو پسند کرے کہ میں تجھے آزاد کروں اور تجھ سے شادی کروں تو میں ایسا کرتا ہوں' اور اگر تو چاہے کہ تو میری ملک میں رہے اور میں تجھے ملک کی وجہ سے پامال کروں تو میں ایسے کر لیتا ہوں۔ اس نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور آپ کے لیے آسان بات یہی ہے کہ میں آپ کی ملک میں رہوں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں رہی اور آپ اسے پامال کرتے رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئی۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ ابن ابی ذئب نے مجھ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے ریحانہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھی' آپ نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تھا' اور وہ اپنے اہل میں پردہ کرتی تھی اور کہا کرتی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے کوئی نہیں دیکھے گا' واقدی کا بیان ہے کہ ہمارے نزدیک یہ دونوں حدیثوں سے اثبت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اس کا خاوند الحکم تھا' واقدی کا بیان ہے کہ عاصم بن عبداللہ بن الحکم نے بحوالہ عمر بن الحکم ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ بنت زید بن عمرو بن خنافہ کو آزاد کر دیا اور وہ اپنے خاوند کے پاس تھی' جو اس سے بڑی محبت کرتا تھا اور اس کی عزت کرتا تھا' ریحانہ نے کہا میں اس کے بعد کبھی کسی سے شادی نہیں کروں گی' اور وہ بڑی حسین تھی' پس جب بنو قریظہ قیدی بنے تو قیدی عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا' ریحانہ بیان کرتی ہیں کہ میں بھی ان قیدی عورتوں میں شامل تھی' جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تھا' پس آپ نے میرے متعلق حکم دیا تو میں الگ ہو گئی' اور آپ کے لیے ہر غنیمت میں مخصوص حصہ[1] ہوتا تھا' پس جب میں الگ ہو گئی تو آپ نے اللہ سے میری بہتری کے لیے دعا کی' اور مجھے کئی روز تک ام المنذر بنت قیس کے گھر بھیج دیا' یہاں تک کہ قیدی قتل ہو گئے اور قیدی عورتیں تقسیم ہو گئیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں نے حیا کی وجہ سے آپ سے اجتناب کیا' تو آپ نے مجھے بلا کر اپنے سامنے بٹھا لیا اور فرمایا اگر تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند کر لے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنے لیے منتخب کر لیں گے' میں نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہوں' پس جب میں مسلمان ہو گئی تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے نکاح کر لیا اور مجھے بارہ اوقیے اور عمدہ خوشبو مہر دیا' جیسے کہ آپ اپنی

---

[1] الصفی اور الصفیہ مال غنیمت کے اس حصے کو کہتے ہیں جسے رئیس اپنے لیے مخصوص کر لیتا ہے۔ (مترجم)

عورتوں کو مہر دیتے تھے' اور ام المنذر کے گھر میں مجھ سے جماع کیا' اور آپ نے اپنی بیویوں کی طرح میری باری بھی مقرر کی اور میرا پردہ کروا دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے بہت پسند کرتے تھے اور وہ جو کچھ آپ سے مانگتی تھی آپ اسے دیتے تھے' اسے کہا گیا کہ اگر تو رسول اللہ ﷺ سے بنی قریظہ کے متعلق سوال کرتی تو آپ انہیں آزاد کر دیتے' اور وہ کہا کرتی تھی کہ آپ نے قیدی عورتوں کو تقسیم کرنے کے مجھ سے خلوت کی اور آپ اس سے بکثرت خلوت کرتے تھے' اور وہ ہمیشہ آپ کے پاس رہی' یہاں تک کہ آپ کی حجۃ الوداع سے واپسی پر اس کی وفات ہوگئی اور آپ نے بقیع میں اسے دفن کیا' اور آپ نے محرم ۶ ھ میں اس سے نکاح کیا۔

اور ابن وہب یونس بن یزید سے بحوالہ زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کی ریحانہ کو لونڈی بنایا' پھر اسے آزاد کر دیا اور وہ اپنے اہل کے پاس چلی گئی' اور ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ کہتے ہیں کہ ریحانہ بنت زید بن شمعون' بنی نضیر سے تھی' اور بعض کہتے ہیں کہ بنی قریظہ سے تھی' اور وہ صدقہ کے کھجور کے درختوں میں رہتی تھی' اور رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی اس کے ہاں قیلولہ کرتے تھے۔ اور آپ نے اسے شوال ۴ھ میں قیدی بنایا تھا' اور ابوبکر بن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن المقدام نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے سعید سے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی دو لونڈیاں تھیں' ماریہ قبطیہ اور ربیحہ یا ریحانہ بنت شمعون بن زید بن خنافہ جو بنی عمرو بن قریظہ سے تعلق رکھتی تھی' اور میری معلومات کے مطابق وہ اپنے عمزاد عبدالحکم کی بیوی تھی۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل وفات پائی' اور ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی چار لونڈیاں تھیں' ماریہ قبطیہ' ریحانہ قرظیہ' اور آپ کی ایک اور بھی خوبصورت لونڈی تھی۔ آپ کی بیویوں نے اس کے متعلق تدبیر کی اور ڈر گئیں کہ وہ آپ کے بارے میں ان پر غالب آ جائے گی' اور آپ کے پاس ایک نفیس لونڈی تھی جسے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کو ہبہ کیا تھا' اور آپ نے زینب کو صفیہ بنت حیی کے کسی معاملے میں ذوالحجہ' محرم اور صفر کو چھوڑ دیا' اور جب ربیع الاوّل کا مہینہ آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی' تو آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے راضی ہو گئے اور ان کے پاس گئے' تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا' مجھے معلوم نہیں کہ میں آپ کو کیا بدلہ دوں' پس آپ نے اس لونڈی کو رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا' اور سیف بن عمرو نے' سعید بن عبداللہ سے عن ابن ابی ملیکہ عن عائشہؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ ماریہ اور ریحانہ کی باری مقرر کرتے تھے اور ایک دفعہ دونوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ ابو محمد بن عمرو الواقدی کا بیان ہے کہ ریحانہ کی وفات ۱۰ھ میں ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں اسے دفن کیا۔



باب ۷۵

آپ کی اولاد کے بیان میں

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ ابراہیم کے سوا' جو ماریہ قبطیہ بنت شمعون کے بطن سے تھے' آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بطن سے تھی' محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن الکلبی نے ہمیں خبر دی کہ میرے باپ نے ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے لڑکے قاسم تھے' پھر زینب' پھر عبداللہ' پھر ام کلثوم' پھر فاطمہ' پھر رقیہ رضی اللہ عنہم' پس قاسمؓ فوت ہو گئے' اور یہ مکہ میں آپؐ کے پہلے مرنے والے بیٹے تھے' پھر عبداللہ فوت ہوئے' تو عاص بن وائل سہمی نے کہا آپ کی نسل منقطع ہو گئی ہے اور آپ ابتر ہیں تو اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ' فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ' اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴾

راوی بیان کرتا ہے پھر مدینہ میں ماریہؓ کے بطن سے آپ کے ہاں ذی الحجہ ۸ھ میں ابراہیمؑ پیدا ہوئے جو اٹھارہ ماہ کے ہو کر فوت ہو گئے۔

اور ابوالفرج المعانی بن زکریا جریری بیان کرتے ہیں کہ عبدالباقی بن نافع نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ عباس بن بکار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن زیاد اور الفرات بن السائب نے میمون بن مہران سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن محمدؐ پیدا ہوئے' پھر ان کے بعد بچہ پیدا ہونے میں دیر ہو گئی' اس دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی سے گفتگو کر رہے تھے اور عاص بن وائل آپ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس آدمی نے اسے کہا یہ کون آدمی ہے؟ اس نے کہا یہ ابتر ہے' اور قریش کی یہ عادت تھی کہ جب کسی آدمی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا' پھر اس کے بعد لڑکا پیدا ہونے میں دیر ہو جاتی تو وہ کہتے یہ ابتر ہے' پس اللہ تعالیٰ نے ان شانئک ھو الابتر کی آیت نازل فرمائی' کہ تجھ سے بغض رکھنے والا ہر خیر سے بے نصیب ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' پھر آپ کے ہاں زینبؓ پیدا ہوئی' پھر رقیہؓ' پھر قاسمؓ' پھر طاہرؓ' پھر مطہرؓ' پھر طیبؓ' پھر مطیبؓ' پھر ام کلثومؓ' پھر فاطمہؓ' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی تھی' اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آپ اسے دودھ پلانے والی کے سپرد کر دیتے' جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی نے دودھ نہیں پلایا۔

اور الہیثم بن عدی بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے سعید بن المسیبؒ سے ان کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے تھے' طاہر اور طیب' جن میں سے ایک کا نام عبدشمس اور دوسرے کا نام عبدالعزیٰ تھا' اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے۔

اور محمد بن عائذ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز مجھے بتایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں' قاسمؓ

طیب' طاہر' مطہر' زینب' رقیہ' فاطمہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے' اور زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا مصعب بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قاسم اور طاہر پیدا ہوئے اور طاہر کو طیب بھی کہا جاتا ہے اور طاہر نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور چھٹپنے میں ہی فوت ہو گئے اور ان کا نام عبداللہ تھا' اور فاطمہ' زینب' رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم بھی حضرت خدیجہؓ کے ہاں پیدا ہوئیں۔

زبیر بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن المنذر نے عن ابن وھب عن ابن لہیعہ عن الاسود مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خدیجہؓ کے ہاں قاسم' طاہر' طیب' عبداللہ' زینب' رقیہ' فاطمہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے۔

اور محمد بن فضالہ نے اپنے ایک شیخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قاسمؓ اور عبداللہؓ پیدا ہوئے' قاسمؓ تو پاؤں پر چلنے تک زندہ رہے اور عبداللہ چھٹپنے میں ہی فوت ہو گئے اور زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جاہلیت میں طاہرہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا' اور ان کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قاسمؓ پیدا ہوئے اور یہ آپؐ کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور انہی سے آپ کنیت کرتے تھے' پھر زینب' پھر عبداللہؓ پیدا ہوئے' جنہیں طیب اور طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور چھٹپنے میں فوت ہو گئے' پھر آپ کی بیٹی ام کلثوم پھر فاطمہ اور پھر رقیہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئیں۔

پھر قاسمؓ مکہ میں فوت ہو گئے' اور یہ آپ کے پہلے فوت ہونے والے بیٹے تھے' پھر عبداللہ فوت ہوئے' پھر ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے' جسے مقوقس حاکم اسکندریہ نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا' ابراہیمؓ پیدا ہوئے' اور ماریہؓ کے ساتھ ان کی بہن شیریں اور خصی مابور کو بھی ہدیۃً دیا تھا' آپ نے شیریں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بخش دی' جس سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا' اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نسل ختم ہو گئی۔ اور ابوبکر بن الرقی کہتے ہیں کہ عبداللہ ہی کو طاہر اور طیب کہا جاتا ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ طیب اور مطیب اکٹھے ہی پیدا ہوئے اور طاہر اور مطہر اکٹھے پیدا ہوئے' اور مفضل بن غسان' بحوالہ احمد بن حنبلؒ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے قاسم سات راتیں زندہ رہے پھر فوت ہو گئے' مفضل کہتے ہیں یہ غلط ہے' صحیح یہ ہے کہ وہ ۱۷ ماہ زندہ رہے۔

اور حافظ ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ مجاہد کہتے ہیں کہ قاسم سات دن کے تھے کہ فوت ہو گئے اور زہری کہتے ہیں کہ وہ دو سال کے تھے قتادہ کہتے ہیں کہ وہ پاؤں پر چلنے تک زندہ رہے اور ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ عراقیوں نے طیب اور طاہر کا ذکر چھوڑ دیا ہے اور ہمارے مشائخ عبدالعزیٰ' عبدمناف اور قاسمؓ اور عورتوں میں سے رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ کا نام لیتے ہیں' ابن عساکر نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ روایت منکر ہے اور جس نے اسے منکر قرار دیا ہے وہ معروف ہے اور زینب کا ذکر ساقط کر دیا ہے' جو ضروری تھا۔ واللہ اعلم

عبدالرزاق بحوالہ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ مجھے کئی لوگوں نے بتایا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی تھیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے زیادہ محبوب تھیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ابوالعاص بن الربیع نے نکاح کیا' جس سے علی اور امامہ پیدا ہوئے اور انہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اٹھایا کرتے تھے' اور جب سجدہ کرتے تھے تو نیچے بٹھا دیا کرتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے تو اٹھا لیا کرتے تھے اور شاید یہ ان کی

وفات کی وجہ سے تھا جو ۸ ھ کو فوت ہوئی تھیں‘ جیسا کہ واقدی‘ قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ نے بیان کیا ہے‘ گویا وہ چھوٹی بچی تھیں۔ واللہ اعلم‘ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا تھا‘ جیسے کہ عنقریب بیان ہوگا‘ ان شاء اللہ‘ اور حضرت زینب کی وفات ۸ ھ میں ہوئی‘ یہ بات قتادہ نے بحوالہ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور خلیفہ بن خیاط اور ابوبکر بن ابی خیثمہ اور کئی لوگوں نے بیان کی ہے‘ اور قتادہ بحوالہ ابن حزم ۸ ھ کے شروع میں بیان کرتے ہیں اور حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے بحوالہ ان کے باپ کے بیان کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب ہجرت کی تو ایک آدمی نے آپ کو دھکا دیا اور آپ ایک چٹان پر گر پڑیں اور آپ کا حمل ساقط ہو گیا‘ پھر مسلسل آپ تکلیف میں مبتلا رہیں یہاں تک کہ فوت ہو گئیں‘ اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کو شہید خیال کرتے تھے‘ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے سب سے پہلے آپ کے عمزاد عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا‘ جیسا کہ آپ کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے بھائی‘ عتیبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا تھا‘ پھر جب اللہ تعالیٰ نے:

﴿ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ، سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ﴾

نازل فرمائی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض کی وجہ سے دونوں بہنوں کو دخول سے قبل طلاق دے دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور آپ نے ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی‘ کہتے ہیں کہ آپ حبشہ کی طرف پہلے مہاجر تھے‘ پھر دونوں مکہ واپس آ گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں‘ اور مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور آپ کے ہاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے عبداللہ پیدا ہوئے اور چھ سال کی عمر کو پہنچے‘ تو ان کی دونوں آنکھوں میں مرغ نے ٹھونگا مارا اور وہ مر گئے‘ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے انہی سے کنیت کرتے تھے‘ پھر آپ اپنے بیٹے عمرو سے کنیت کرنے لگے۔ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اس وقت فوت ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے روز یوم الفرقان کو فتح پائی اور جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے دیکھا‘ کہ انہوں نے آپ کی قبر پر مٹی برابر کر دی ہے‘ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کی تیمارداری کرتے رہے‘ اور آپؐ نے ان کا اجر اور حصہ مقرر کیا‘ اور جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے ان کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا‘ اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے‘ پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی شعبان ۹ ھ میں آپ کے پاس وفات پا گئیں اور آپ کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے پاس کوئی تیسری بیٹی بھی ہوتی‘ تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیتا۔

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے عمزاد حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ نے صفر ۲ ھ میں نکاح کیا اور آپ کے ہاں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے‘ اور بعض کہتے ہیں کہ محسن بھی پیدا ہوئے‘ اور ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہما بھی پیدا ہوئیں‘ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے زمانے میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں نکاح کیا اور ان کا بہت اکرام کیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے ہونے کی وجہ سے

چالیس ہزار درہم مہر دیا' جس سے آپ کے ہاں زید بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو آپ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے عمزاد عون بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور وہ بھی انہیں چھوڑ کر فوت ہو گئے تو ان کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ ان سے نکاح کر لیا اور وہ بھی انہیں چھوڑ کر فوت ہو گئے' پھر ان دونوں کے بھائی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے ہاں وفات پا گئیں' اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ان کی بہن زینب بنت علی رضی اللہ عنہما سے بھی نکاح کیا اور وہ بھی ان کے ہاں وفات پا گئیں' اور مشہور قول کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے چھ ماہ بعد وفات پائی۔ اور صحیح میں یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے۔ اور زہری کا بھی یہی قول اور ابوجعفر باقر اور زہری تین ماہ اور ابوزبیر دو ماہ بیان کرتے ہیں اور ابوبریدہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے بعد ستر دن زندہ رہیں اور عمرو بن دینار کہتے ہیں' کہ آپ کے بعد آٹھ ماہ زندہ رہیں' اور یہی قول عبداللہ بن الحارث کا ہے اور عمرو بن دینار کی ایک روایت میں چار ماہ کا ذکر ہے۔

اور ابراہیم' ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے' آپ کی پیدائش ذوالحجہ ۸ ھ میں ہوئی تھی' اور ابن لہیعہ وغیرہ سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن زیاد روایت کی گئی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابراہیم کا حمل ہو گیا تو جبریل نے آ کر کہا' اے ابراہیمؑ کے باپ آپ پر سلامتی ہو' بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی ام ولد ماریہؓ سے لڑکا عطا کیا ہے اور آپ کو حکم دیا ہے کہ اس کا نام ابراہیم رکھیں' پس اللہ آپ کو اس میں برکت دے اور دنیا و آخرت میں اسے آپ کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

اور حافظ ابوبکر البزار نے عن محمد بن مسکین عن عثمان بن صالح عن ابن لہیعہ عن عقیل و یزید بن ابی حبیب عن زہری عن انس روایت کی ہے کہ جب حضورؐ کے ہاں آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا تو آپ کے دل میں اس کے متعلق کچھ خلجان پیدا ہو گیا' تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا اے ابراہیم کے باپ آپ پر سلامتی ہو' اور اسباط' بحوالہ السدی اسماعیل بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کتنی عمر کے تھے؟ انہوں نے کہا 'انہوں نے گہوارے کو بھر دیا تھا' اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے' لیکن وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے اس لیے کہ آپ کا باپ لوگوں کا آخری نبیؐ ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے السدی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ اگر حضرت نبی کریم ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو ضرور راستباز نبی ہوتے' اور ابوعبیدہ بن مندہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سعد اور محمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عثمان عبسی نے ہم سے بیان کیا کہ منجاب نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعامر اسدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے السدی سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم نے سولہ ماہ کی عمر میں وفات پائی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اسے بقیع میں دفن کر دو' جنت میں اس کے لیے ایک دودھ پلانے والی ہے' یہ اپنی رضاعت جنت میں پوری کرے گا۔ اور ابویعلی بیان کرتے ہیں کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے عن ایوب عن عمرو بن سعید عن انس ہم سے بیان کیا کہ میں نے کسی کو

رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر' عیال پر رحم کرنے والا نہیں پایا' اور ابراہیم مدینہ کے بالائی علاقے میں دودھ پیتے تھے آپ چلتے تو ہم آپ کے ساتھ ہو جاتے آپ ایک گھر میں جاتے جہاں سے دھواں اٹھتا اور آپ کی دایہ ہم میں ہوتی پس آپ انہیں لے کر چومتے پھر واپس آ جاتے' عمرو بیان کرتے ہیں جب ابراہیمؑ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ ابراہیمؑ میرا بیٹا ہے جو دودھ پینے کی حالت میں فوت ہو گیا ہے اور اس کی دو دایہ ہیں جو جنت میں اس کی رضاعت کی تکمیل کریں گی' اور جریر اور ابوعوانہ نے' عن اعمش عن مسلم بن صبیح ابی الضحیٰ عن البراء روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؑ نے سولہ ماہ کی عمر میں وفات پائی تو آپ نے فرمایا' اسے بقیع میں دفن کرو بلاشبہ جنت میں اس کی ایک دایہ ہے' اور احمد نے اسے جابر کی حدیث سے عامر سے بحوالہ البراء روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے سفیان ثوری نے عن فراس عن شعبی عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اسی طرح ثوری نے اسے ابواسحاق سے بحوالہ البراءؓ روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اسے عتاب بن محمد بن شوذب کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ بیان کیا ہے کہ ابراہیم نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ اپنا بقیہ دودھ جنت میں پئے گا' اور ابویعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ زکریا بن یحییٰ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے بحوالہ اسماعیل ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا۔ یا میں نے اسے حضرت نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کے بارے میں دریافت کرتے سنا تو انہوں نے کہا وہ چھٹپنے میں فوت ہو گیا تھا اور اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا فیصلہ ہوتا تو وہ زندہ رہتا' اور ابن عساکر نے احمد بن محمد بن سعید الحافظ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ عبید بن ابراہیم الجعفی نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن ابی عبداللہ الفراء نے ہم سے بیان کیا کہ مصعب بن سلام نے عن ابی حمزہ الثمالی عن ابی جعفر محمد بن علی عن جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا اور ابن عساکر نے محمد بن اسماعیل بن سمرۃ کی حدیث سے عن محمد بن حسن اسدی عن ابی شیبہ عن انس روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابراہیم فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں اسے کفن میں نہ لپیٹنا پس آپ تشریف لائے اور اس پر جھک کر روئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں جبڑے اور دونوں پہلو ہلنے لگے۔

میں کہتا ہوں ابوشیبہ اپنی روایت پر عمل نہیں کرتا پھر اس نے مسلم بن خالد زنگی کی حدیث سے عن ابن خیثم عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید بن السکن روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں جب ابراہیم فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ رو پڑے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا آپ علم الٰہی سے اس کے حق کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ نے فرمایا آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے جو رب کو ناراض کر دے اور اگر وہ صادق وعدہ اور موعود جامع نہ ہوتا اور ہمارا آخری' پہلے کی اتباع کرنے والا نہ ہوتا' تو اے ابراہیم ہمیں جو غم ہوا ہے ہم اس سے زیادہ تجھ پر غم کرتے ہیں اور اے ابراہیم ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن جابر عن شعبی عن البراء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کا جنازہ پڑھا جو سولہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گیا تھا اور آپ نے فرمایا بلاشبہ جنت میں اس کی رضاعت کی تکمیل کرنے والی ہے اور وہ صدیق ہے' اور الحکم بن عیینہ کی حدیث سے شعبی سے بحوالہ البراء بھی روایت کی گئی ہے اور ابویعلیٰ کہتے ہیں کہ القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابی خالد نے بحوالہ ابن ابی اوفی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھا اور میں نے بھی آپ کے پیچھے جنازہ پڑھا آپ نے اس پر چار تکبیریں کہیں' اور یونس بن بکیر نے بحوالہ محمد بن اسحاق روایت کی ہے کہ محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہوا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور ابن عساکر نے اسحاق بن محمد الفروی کی حدیث سے عن عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن ابی جدہ عن علیؓ روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا تو آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا جو پینے پلانے کے کمرے میں تھیں' تو حضرت علیؓ نے بچے کو جامہ دان میں اٹھا لیا اور گھاس پر آپ کے سامنے رکھ دیا' پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اسے غسل دیا اور کفن پہنایا اور اسے لے گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ گئے' اور اسے اس گلی میں دفن کیا جو محمد بن زید کے گھر کے پاس ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی قبر میں داخل ہوئے یہاں تک کہ اسے برابر کر کے آپ کو دفن کر دیا' پھر باہر نکل کر اس کی قبر پر چھڑکاؤ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر میں اپنا ہاتھ داخل کیا اور فرمایا قسم بخدا بلاشبہ یہ نبی ابن نبی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ رو پڑے اور آپ کے اردگرد مسلمان بھی رو پڑے یہاں تک کہ آواز بلند ہوگئی' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم رب کو غصے کرنے والی بات نہیں کریں گے' اور اے ابراہیم ہم تجھ پر غمگین ہیں۔ واقدی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم ۱۰/ ربیع الاوّل ۱۰ھ کو منگل کے روز فوت ہوا۔ اور وہ بنی مازن بن النجار میں ام برزہ بنت المنذر کے گھر میں اٹھارہ ماہ کا تھا اور بقیع میں دفن ہوا۔

میں کہتا ہوں' قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس کی وفات کے روز سورج گرہن ہوا اور لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں جو کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے''۔

یہ بات حافظ کبیر ابوالقاسم ابن عساکر نے بیان کی ہے۔



باب ۵۸

آپؐ کے غلاموں' لونڈیوں' خادموں' کاتبوں اور سیکٹریوں کا بیان

جو کچھ بیان کیا گیا ہے ہم اسے کمی بیشی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ وباللمستعان

ان میں سے ایک حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بن حارثہ ابوزید کلبی تھے اور انہیں ابو یزید اور ابو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور آپ کے غلام کے بیٹے اور آپ کے محبوب اور آپ کے محبوب کے بیٹے بھی کہا جاتا ہے' ان کی والدہ ام ایمن ہیں' جن کا نام برکت تھا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صغرسنی میں آپ کی دایہ تھیں اور آپ کی بعثت کے بعد' پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ کو امیر بنایا اور اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ یا انیس سال تھی' جس وقت آپ کی وفات ہوئی' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم فوج کے امیر تھے' جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' مگر یہ ضعیف قول ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امام مقرر کیا تھا' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی' اس وقت جیش اسامہ رضی اللہ عنہ جرف میں خیمہ زن تھا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' حضرت ابوبکر نے حضرت اسامہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے متعلق اجازت لی کہ انہیں ان کے پاس ٹھہرنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ ان کی رائے سے روشنی حاصل کریں' تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں بہت سے صحابہؓ سے گفتگو کرنے کے بعد جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور آپ سب کی بات کا انکار کر کے فرماتے رہے۔ ''خدا کی قسم جس جھنڈے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے' میں اسے نہیں کھولوں گا''۔ پس وہ چلتے گئے حتیٰ کہ سرزمین شام میں بلقاء کی سرحدوں تک پہنچ گئے' جہاں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد' حضرت زید' حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے' پس انہوں نے اس علاقے پر حملہ کیا اور غنیمت حاصل کی اور قیدی بنائے اور کامیاب و کامران واپس آ گئے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا' اس لیے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ملتے تو کہتے' اے امیر' آپ پر سلامتی ہو' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے امارت کا جھنڈا باندھا تو بعض لوگوں نے آپ کی امارت پر اعتراض کیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تقریر کی اور فرمایا۔ اگر تم اس کی امارت پر معترض ہو تو تم قبل ازیں اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو اور قسم بخدا یہ امارت کے لائق اور مجھے اس کے بعد سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور یہ صحیح میں موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے سالم سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان ہوئی ہے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے اور فرماتے اے اللہ! مجھے ان دونوں سے محبت ہے پس تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔ اور شعبی سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا محب ہے وہ اسامہ بن زید

رضی اللہ عنہ سے محبت کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فوجی وظیفہ خواروں کا رجسٹر بنایا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے پانچ ہزار درہم مقرر کیا‘ اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو چار ہزار درہم دیئے‘ اس بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ اور اس کا باپ تیرے باپ کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا۔ اور عبدالرزاق نے عن معمر عن زہری عن عروہ عن اسامہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ بدر سے قبل حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے‘ تو آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو گدھے پر اپنے پیچھے بٹھایا اور یہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں‘ اسی طرح آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے اپنی ناقہ پر اپنے پیچھے بٹھایا‘ یا جیسا کہ قبل ازیں ہم حجۃ الوداع میں بیان کر چکے ہیں‘ اور اسی طرح کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسامہ‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے کسی معرکے میں شامل نہیں ہوئے اور ان کے سامنے عذر پیش کیا کہ جب انہوں نے ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے آدمی کو قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیرا کون حامی ہوگا‘ کیا تو نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا ہے؟ قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیرا کون حامی ہوگا۔ نیز انہوں نے آپ کے بہت سے فضائل کا ذکر کیا ہے۔

آپؐ شب رنگ‘ چپٹی ناک‘ شیریں فعال‘ فصیح البیان ربانی عالم تھے اور آپ کے والد صاحب بھی اسی طرح تھے مگر وہ بہت سفید فام تھے‘ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ جو آپ کے نسب سے واقف نہیں انہوں نے ان سے قرابت کے متعلق اعتراض کیا ہے‘ اور جب یہ دونوں ایک چادر میں اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی سیاہی اور آپ کا والد اپنی سفیدی کے ساتھ‘ سوئے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں ننگے تھے تو مجزز مدلجی ان کے پاس سے گذرا اور کہنے لگا سبحان اللہ یہ قوم ایک دوسرے سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور خوش خوش حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے آپ کے چہرے کی شکنیں چمک رہی تھیں‘ آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا کہ ابھی ابھی مجزز نے زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر کہا ہے کہ یہ قوم ایک دوسرے سے ہیں‘ اسی لیے فقہائے حدیث امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے اس حدیث کے ثبوت واستبشار سے اختلاط واشتباہ انساب میں قیافہ شناسوں کے قول پر عمل کرنا اخذ کیا ہے جیسا کہ اپنی جگہ پر اس بات کو ثابت کیا گیا ہے‘ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ۵۴ھ میں وفات پائی اسے ابو عمر نے صحیح قرار دیا ہے اور آپ کی وفات ۵۸ھ اور ۵۹ھ میں بھی بیان کی گئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وفات پائی۔ واللہ اعلم اور جماعت نے اپنی کتب ستہ میں ان کے لیے روایت کی ہے۔

دوسرے غلام حضرت اسلم تھے جنہیں بعض ابراہیم بعض ثابت اور بعض ہرمز ابو رافع قبطی کہتے ہیں‘ آپ جنگ بدر کے قبل مسلمان ہوئے اور بدر میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ آپ مکہ میں اپنے آل عباسؓ کے سرداروں کے ساتھ تھے آپ تیر بنایا کرتے تھے اور ابولہب خبیث کے ساتھ جنگ بدر کی خبر آنے کے موقع پر آپ کا جو واقعہ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے ہجرت کی اور احد اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے‘ آپ کاتب تھے‘ آپ نے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کتابت کی‘ یہ قول مفضل بن

غسان غلابی کا ہے اور آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح مصر میں شامل ہوئے آپ پہلے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے ان کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا اور آزاد کر دیا اور اپنی لونڈی سلمیٰ سے ان کا نکاح کر دیا جس سے ان کے ہاں اولاد ہوئی اور یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیمتی سامان کے محافظ و نگران ہوا کرتے تھے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر اور بہز نے بیان کیا کہ شعبہ نے عن الحکم عن ابن ابی رافع عن ابی رافع ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک آدمی کو صدقات کے لیے تیار کیا تو اس نے ابورافع سے کہا کہ میرے ساتھ چلو تاکہ تمہیں بھی ان سے حصہ ملے' انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں اور میں آپ سے پوچھ نہ لوں' میں نہیں جاؤں گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے دریافت کیا' آپ نے فرمایا صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں' اور قوم کا غلام بھی قوم میں شامل ہوتا ہے۔ اور ثوری نے اسے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بحوالہ الحکم روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے اپنے مسند میں اس سے روایت کی ہے کہ خیبر میں انہیں شدید سردی لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس کے پاس لحاف ہے وہ اس شخص کو لحاف اوڑھا دے جس کے پاس لحاف نہیں ہے' ابورافع بیان کرتے ہیں مجھے اپنے ساتھ لحاف اوڑھانے والا کوئی نہ ملا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا تو آپ نے مجھ پر لحاف ڈال دیا اور ہم سو گئے یہاں تک کہ صبح ہوگئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں کے پاس ایک سانپ دیکھا تو فرمایا' ابورافع اسے ماردو' اسے ماردو' اور جماعت نے اپنی کتب میں ان کے لیے روایت کی ہے' آپ کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی۔

تیسرے غلام انسہ بن زیادۃ بن مشرح تھے' کہتے ہیں ابومسرح السراۃ کی پیدائش ہیں۔ جنگ بدر میں شامل ہوئے' عروہ' زہری' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحاق' بخاری اور کئی دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوس فرما ہو جاتے تو یہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دیا کرتے تھے' اور خلیفہ بن خیاط نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ علی بن محمد نے' عن عبدالعزیز بن ابی ثابت عن داؤد بن الحصین عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام انسہ بدر کے روز شہید ہوئے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات ثابت نہیں' اور میں نے اہل علم کو ثابت کرتے دیکھا ہے کہ وہ احد میں بھی شامل ہوئے اور ایک زمانہ تک زندہ رہے' اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں وفات پائی۔

تیسرے غلام حضرت ایمن بن عبید بن زید الحبشی تھے' اور ابن مندہ نے انہیں عوف بن خزرج کی طرف منسوب کیا ہے مگر اس میں اعتراض پایا جاتا ہے' اور یہ ام ایمن برکت کے بیٹے ہیں جو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ماں جائے بھائی تھے' ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لوٹے کے منتظم تھے' اور حنین کے روز ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں شامل تھے' کہتے ہیں کہ ان کے اور ان کے اصحاب کے بارے میں' یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا﴾ حضرت امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ایمن' حنین کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتل ہوئے' نیز بیان کرتے ہیں کہ مجاہد کی روایت ان سے منقطع ہے' یعنی جسے ثوری نے عن منصور عن مجاہد عن عطاء عن ایمن الحبشی روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری میں' چور کا ہاتھ کاٹا ہے' اور ان دنوں ڈھال کی قیمت ایک

دینار تھی' اور ابوالقاسم بغوی نے اسے معجم الصحابہ عن ہارون بن عبداللہ' عن اسود بن عامر عن حسن بن صالح عن منصور عن الحکم عن مجاہد روایت کیا ہے اور عطاء نے ایمن سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح روایت کی ہے۔ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ ان کی موت' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئی ہے خواہ یہ حدیث ان سے مرسل نہ ہو' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان سے کوئی دوسرا امراد ہو اور جمہور جیسے ابن اسحاق وغیرہ نے انہیں حنین میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور ان کے بیٹے حجاج بن ایمن کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک واقعہ ہوا ہے۔ چوتھے غلام باذام تھے جن کا تذکرہ طہمان کے حالات میں عنقریب بیان ہوگا۔

پانچویں غلام ثوبان بن لجد د تھے' جنہیں ابن جحدر ابوعبداللہ' ابوعبدالکریم اور ابوعبدالرحمٰن بھی کہا جاتا ہے' ان کا اصل السراۃ کے باشندوں میں ہے یہ مقام مکہ اور یمن کے درمیان واقع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اہل یمن کے حمیر میں' اور بعض کے نزدیک الہان میں اور بعض کہتے ہیں کہ حکم بن سعد العشیرہ جو مذحج کا ایک قبیلہ ہے اس میں ان کا اصل ہے' جس نے جاہلیت میں انہیں قیدی بنا لیا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا اور اختیار دیا کہ اگر وہ اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہیں تو چلے جائیں اور اگر چاہیں تو ٹھہرے رہیں بلاشبہ وہ ان کے گھر کے آدمی ہیں' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی پر قائم رہے اور سفر و حضر میں آپ سے الگ نہ ہوئے' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ فتح مصر میں شامل ہوئے اور اس کے بعد حمص میں فروکش ہوئے اور وہاں ایک گھر تعمیر کیا اور اپنی وفات تک جو ۵۴ھ میں ہوئی وہیں رہے اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۴ھ میں ہوئی۔ مگر یہ غلط ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور صحیح یہی ہے کہ آپ حمص میں فوت ہوئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم' بخاری نے کتاب الادب میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے ان کے لیے روایت کی ہے۔

چھٹے غلام حضرت حنین رضی اللہ عنہ تھے' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ جو ابراہیم بن عبداللہ بن حنین کے دادا ہیں اور ہم نے روایت کی ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے اور آپ کو وضو کرواتے تھے اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو سے فارغ ہو جاتے تو آپ وضو کے بقیہ پانی کو لے کر آپ کے اصحاب کی طرف چلے جاتے' پس ان میں سے کوئی تو اس سے پی لیتا اور کوئی اسے مل لیتا' پس حنین نے پانی کو روک کر ایک مٹکے میں چھپا لیا یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی شکایت کی تو آپ نے انہیں فرمایا' آپ اس پانی کو کیا کریں گے؟ حنین نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے اپنے پاس جمع رکھوں گا اور پیوں گا آپؐ نے فرمایا' کیا تم نے کوئی عقل مند غلام دیکھا ہے یہ کس قدر عقلمند ہے؟ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بخش دیا اور انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ ساتویں غلام حضرت ذکوانؓ تھے جن کا تذکرہ طہمان کے حالات میں بیان ہوگا۔

آٹھویں غلام حضرت رافع یا ابورافع تھے' جنہیں ابوالبہی بھی کہا جاتا ہے' ابوبکر بن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ابواحیحہ سعید بن العاص الاکبر کے غلام تھے پس ان کے بیٹے اس کے وارث ہوئے اور ان میں سے تین نے اپنے اپنے حصے کے غلاموں کو

آزاد کر دیا اور یہ بدر کے روز ان کے ساتھ شامل ہوئے اور تینوں قتل ہو گئے پھر ابورافع نے اپنے آقا بنی سعید کے بقیہ حصوں کو‘ خالد بن سعید کے حصے کے سوا‘ خرید لیا اور خالد نے اپنا حصہ رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا اور آپ نے اسے قبول فرما کر آزاد کر دیا اور یہ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور اسی طرح ان کے بعد ان کے بیٹے بھی یہی کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور اسی طرح ان کے بعد ان کے بیٹے بھی یہی کہا کرتے تھے۔ نویں غلام حضرت رباح تھے‘ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت دیا کرتے تھے اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی یہاں تک کہ وہ اس وقت کمرے میں داخل ہوئے جب آپ نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا تھا اور ان سے الگ ہو کر اس کمرے میں اکیلے رہتے تھے‘ اسی طرح آپ کے نام کے ساتھ مصرح طور پر عکرمہ بن عمار کی حدیث میں عن سماک بن الولید عن ابن عباس عن عمر رضی اللہ عنہم بیان ہوئی ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عمار نے عن ایاس بن سلمہ بن اکوع عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک غلام رباح نام تھا۔

دسویں غلام حضرت رویفع تھے‘ مصعب بن عبداللہ زبیری اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے انہیں غلاموں میں شمار کیا ہے‘ یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ان کا بیٹا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور خلافت میں ان کے پاس گیا تو آپ نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا‘ دونوں کا بیان ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

میں کہتا ہوں‘ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا بڑا خیال رکھتے تھے‘ اور ان سے حسن سلوک کرنے اور ان پر احسان کرنے کو پسند کرتے تھے‘ اور آپ نے اپنے دور خلافت میں ابوبکر بن حزم کو‘ جو آپ کے زمانہ میں اہل مدینہ کے عالم تھے‘ لکھا کہ وہ آپ کے رسول اللہ ﷺ کے غلاموں‘ عورتوں اور خادموں کی تلاش کریں اسے واقدی نے روایت کیا ہے‘ اور ابوعمرو نے مختصراً اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں اس کی روایت کو نہیں جانتا‘ ابن الاثیر نے اسے الغابہ میں بیان کیا ہے۔

گیارھویں غلام حضرت زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے‘ ہم نے ان کے کچھ حالات غزوۂ موتہ میں آپ کی شہادت کے بیان میں ذکر کیے ہیں‘ یہ فتح مکہ سے چند ماہ قبل جمادی ۸ھ کا واقعہ ہے‘ اور آپ اس کے پہلے امیر تھے آپ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر بنے‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس سریہ میں بھی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا‘ لوگوں کا امیر بنا کر بھیجا‘ اور اگر حضرت زید آپ کے بعد زندہ رہتے تو آپ انہیں اپنا خلیفہ بناتے‘ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

بارھویں غلام حضرت زید بن یسار رضی اللہ عنہ تھے‘ ابوالقاسم بغوی معجم الصحابہ رضی اللہ عنہم میں بیان کرتے ہیں‘ کہ آپ نے مدینہ میں سکونت اختیار کر لی اور ایک حدیث کی روایت کی‘ میں اس کے سوا کسی حدیث کو نہیں جانتا‘ محمد بن علی جوزجانی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوسلمہ التبوذکی نے ہم سے بیان کیا‘ کہ حفص بن عمر طائی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمر بن مرہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام بلال بن یسار بن زید سے سنا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا‘ اس نے میرے دادے کے حوالے سے

مجھے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم و اتوب الیه کہے گا' خواہ وہ جنگ سے بھاگا ہو' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے' اسی طرح ابوداؤد نے اسے بحوالہ ابوسلمہ روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے عن محمد بن اسماعیل بخاری عن ابی سلمہ' موسیٰ بن اسماعیل روایت کیا ہے' اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

تیرھویں غلام حضرت سفینہ ابوعبدالرحمٰن تھے' جنہیں ابوالبختری بھی کہا جاتا ہے' ان کا نام مہران تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ عبس تھا' اور بعض احمر' اور بعض رومان بیان کرتے ہیں' اور رسول اللہ ﷺ نے ایک بات کی وجہ سے' جسے ہم ابھی بیان کریں گے' انہیں لقب دیا جو آپ پر غالب آ گیا' آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آزاد کر دیا اور یہ شرط مقرر کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ کی خدمت کریں تو انہوں نے یہ بات قبول کر لی اور کہا اگر آپ مجھ پر یہ شرط عائد نہ بھی کرتیں تب بھی میں آپ سے جدا نہ ہوتا' اور یہ حدیث سنن میں ہے' آپ عرب کی پیدائش تھے اور آپ کا اصل ایرانی باشندوں میں ہے اور آپ سفینہ بن مافنہ ہیں امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ حشرج بن نباتہ عبسی کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن جمہان نے ہم سے بیان کیا کہ سفینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری امت میں تیس سال خلافت ہوگی' پھر اس کے بعد ملوکیت ہوگی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لازم رہ' پھر وہ بیان کرتے ہیں ہم نے انہیں تیس سال پایا' پھر بعد ازاں میں نے خلفا کا اندازہ کیا تو میں نے تیس آدمیوں کو بھی ان کے لیے متفق نہ پایا' میں نے سعید سے پوچھا آپ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہاں ملے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' حجاج کے زمانہ میں وادی نخلہ میں' میں نے تین راتیں ان کے پاس قیام کیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے متعلق پوچھتا رہا' میں نے ان سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں آپ کو نہیں بتاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا ہے' میں نے کہا آپؐ نے تمہارا نام سفینہ کیوں رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ باہر نکلے تو ان کا سامان ان پر بوجھل ہو گیا' تو آپ نے مجھے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ' میں نے چادر بچھائی تو انہوں نے اس میں اپنا سامان رکھ دیا' اور پھر اسے مجھ پر لاد دیا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اسے اٹھا لو' تم تو سفینہ ہو' اور اگر میں اس روز ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ یا سات اونٹوں کا بوجھ بھی اٹھا لیتا تو وہ مجھے بوجھل معلوم نہ ہوتا' سوائے اس کے کہ وہ کرید کر سوال کرتے' اور یہ حدیث ابوداؤد' ترمذی اور نسائی سے مروی ہے اور ان کے نزدیک اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''خلافت نبوت تیس سال ہے پھر ملوکیت ہوگی'' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے سعید بن جمہان سے بحوالہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں تھے' پس جب کوئی آدمی تھک جاتا تو وہ اپنے کپڑے' ڈھال یا تلوار مجھ پر لاد دیتا یہاں تک کہ میں نے بہت سی چیزیں اٹھا لیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تو سفینہ ہے'' یہی بات آپ کے سفینہ نام کے بارے میں مشہور ہے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ ابوالربیع سلیمان بن داؤد زہرانی اور محمد بن جعفر ورکانی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک

بن عبداللہ تخعی نے عمران النحلی سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمارا ایک وادی یا دریا سے گزر ہوا۔ اور میں سب لوگوں سے بڑھ کر چلنے میں قوی تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تو تو آج ایک سفینہ ہے۔ اور اسی طرح امام احمد نے اسے اسود بن عامر سے بحوالہ شریک روایت کیا ہے اور ابوعبداللہ بن مندہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن مکرم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے محمد بن المنکدر سے بحوالہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے کشتی میں سمندر کا سفر کیا تو وہ کشتی ٹوٹ گئی' تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا تو اس نے مجھے ایک جزیرہ میں پھینک دیا' جس میں شیر رہتا تھا' مجھے اسے سے خوف محسوس ہوا تو میں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو وہ مجھے اپنے کندھے سے اشارہ کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے مجھے راستے پر ڈال دیا' پھر وہ دھاڑا تو میں نے خیال کیا کہ وہ سلام کہہ رہا ہے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے اسے عن ابراہیم بن ہانی عن عبداللہ بن موسیٰ عن رجل عن محمد بن المنکدر عن سفینہ روایت کیا ہے اور اسی طرح اس نے اسے عن محمد بن عبداللہ الحزمی عن حسین بن محمد روایت کیا ہے' اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے محمد بن المنکدر سے بحوالہ سفینہؓ اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح اس نے اسے روایت کیا ہے کہ ہارون بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوریحانہ نے رسول اللہ ﷺ کے غلام سفینہؓ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ مجھے ایک شیر ملا' تو میں نے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے زمین پر اپنی دم پھیری اور بیٹھ گیا' اور مسلم اور اہل سنن نے اس کے لیے روایت کی ہے اور قبل ازیں امام احمد کی روایت کردہ حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ وادی نخلہ میں رہتے تھے اور حجاج کے زمانے تک پیچھے رہے۔

چودھویں غلام حضرت سلیمان فارسی' ابوعبداللہ اسلام کے غلام تھے۔ اصل میں ایرانی تھے' گردش احوال سے مدینہ کے ایک یہودی کے غلام بن گئے' جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو سلمانؓ مسلمان ہو گئے اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اپنے یہودی آقا کے ساتھ مکاتبت کی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ذمے جو رقم آتی تھی اس کی ادائیگی میں آپ کی مدد کی اور آپ نے انہیں اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔ اور قبل ازیں ہم اپنے ملک سے ہجرت کرنے اور یکے بعد دیگرے ان کے راہبوں سے صحبت کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں' یہاں تک کہ حالات انہیں مدینہ نبویہ میں لے آئے' اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ مدینہ کی طرف ہجرت کے اوائل میں ہوا' اور آپ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخر میں ۳۵ھ میں ہوئی۔ یا ۳۶ھ کے آغاز میں ہوئی۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی' لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے' عباس بن یزید بحرانی بیان کرتے ہیں کہ اہل علم کو اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ اڑھائی سو سال زندہ رہے' اور اس سے زیادہ ساڑھے تین سو سال تک ان میں اختلاف پایا جاتا ہے' اور بعض متاخرین حفاظ نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب

پندرھویں غلام حضرت شقران حبشی ہیں' جن کا نام صالح بن عدی ہے' حضور ﷺ نے انہیں اپنے والد صاحب کے ورثہ

سے پایا۔ اور مصعب زبیری اور محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا۔ اور احمد بن حنبل نے اسحاق بن عیسیٰ سے بحوالہ ابی معشر روایت کی ہے کہ انہوں نے انہیں بدر میں شامل ہونے والوں میں بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ نہیں لگایا' محمد بن سعد نے بھی انہیں بدریوں میں شامل کیا ہے اور یہ غلام تھے اس لیے ان کا حصہ نہیں لگایا گیا' بلکہ آپ نے اسے قیدیوں کا افسر مقرر کر دیا' تو ہر آدمی نے جس کا قیدی تھا' آپ کو کچھ دیا جس سے آپ کو پورے حصے سے بھی زیادہ مل گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان کے علاوہ بدر میں تین غلام تھے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام' حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا غلام' اور حضرت سعید بن معاذ رضی اللہ عنہ کا غلام' آپ نے انہیں تھوڑا سا دیا۔ اور ان کا حصہ نہیں لگایا' ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ زہری کی کتاب اور ابن اسحاق کی کتاب میں بدریوں میں ان کا ذکر موجود نہیں اور واقدی نے عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام شقران کو اس تمام سامان' ہتھیاروں' اونٹوں' بکریوں اور بچوں کو ایک طرف اکٹھا پر افسر مقرر کیا جو المریسیع کے گھروں سے ملا' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن خالد نے عن عمرو بن یحییٰ مازنی عن ابیہ عن شقران مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کی طرف جاتے ہوئے گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا آپ اشارہ کرتے جاتے تھے اور ان حدیث میں اس بات کے شواہد پائے جاتے ہیں کہ حضرت شقران رضی اللہ عنہ ان معرکوں میں شامل ہوئے تھے۔

اور ترمذی نے عن زید بن اخزم عن عثمان بن فرقد عن جعفر بن محمد روایت کی ہے کہ ابن ابی رافع نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت شقران رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ۔ خدا کی قسم! میں نے قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے چادر ڈالی تھی۔ اور جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنائی۔ اور حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے چادر ڈالی اور انہوں نے وہ چادر آپ کے نیچے ڈالی جس پر وہ نماز پڑھا کرتے تھے اور کہا خدا کی قسم اسے آپ کے بعد کوئی شخص زیب تن نہیں کرے گا' اور حافظ ابوالحسن بن الاثیر نے الغابہ میں بیان کیا ہے کہ آپ کی نسل ختم ہو چکی ہے اور ہارون الرشید کے زمانے میں مدینہ میں آپ ان کے آخر میں فوت ہونے والے تھے۔

سولہویں غلام حضرت ضمیرہ بن ابی ضمیرہ حمیری تھے۔ یہ جاہلیت میں قیدی ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا' مصعب زبیری ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بقیع میں آپ کا گھر اور اولاد تھی' اور عبداللہ بن وہب عن ابی ذئب عن حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ عن ابیہ عن جدہ ضمیرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ضمیرہ کے پاس سے گزرے تو وہ رو رہی تھیں' آپ نے فرمایا' تو کیوں روتی ہے؟ کیا تو گرسنہ ہے یا برہنہ ہے' اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور میرے بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دی گئی ہے' آپ نے فرمایا بچے اور اس کی والدہ کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔ پھر آپ نے اس آدمی کے پاس پیغام بھیجا جس کے ہاں ضمیرہ غلام تھے اور اسے بلا کر اس سے ایک اونٹ کے بدلے انہیں خرید لیا' ابن ابی ذئب بیان کرتے ہیں' پھر اس نے مجھے وہ تحریر پڑھائی جو اس کے پاس تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ابوضمیرہ اور اس کے اہل بیت کے نام تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا ہے اور وہ عرب گھرانے سے ہیں اگر وہ چاہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہر جائیں اور اگر چاہیں‘ تو اپنی قوم کے پاس واپس چلے جائیں‘ پس کوئی شخص حق کے سوا انہیں مانع نہ ہو‘ اور جو مسلمان انہیں ملے ان کے متعلق اچھی وصیت کرے‘‘۔ (کاتب ابی بن کعب)

سترھویں غلام حضرت طہمانؓ تھے‘ جنہیں ذکوان‘ مہران‘ میمون‘ کیسان اور باذام بھی کہا جاتا ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے اور میرے اہل بیت کے لیے صدقہ حلال نہیں‘ اور قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے۔ بغوی نے اسے عن منجاب بن الحارث وغیرہ عن شریک عن عطاء بن السائب عن ام کلثوم بنت علی بن طالب رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام طہمان یا ذکوان نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پھر آگے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

اٹھارہویں غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ تھے‘ ابوداؤد طیالسی نے عن شعبہ عن سلیمان التیمی عن شیخ عن [1] عبید مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے‘ میں نے پوچھا کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے سوا بھی نماز کا حکم دیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا مغرب اور عشا کے درمیان نماز کا حکم دیا کرتے تھے۔ ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں‘ مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور نے بھی روایت کی ہو۔

ابن عساکر بیان کرتے ہیں بات ایسے نہیں جیسے انہوں نے بیان کی ہے‘ پھر انہوں نے ابویعلیٰ موصلی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ عبدالاعلیٰ بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن حماد نے سلیمان التیمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبید کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ دو عورتیں روزہ دار تھیں اور لوگوں کی غیبت کرتی تھیں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا‘ اور ان دونوں سے کہا قے کرو‘ تو انہوں نے پیپ‘ خون اور تازہ گوشت قے کیا‘ پھر فرمایا ان دونوں نے حلال چیز سے روزہ رکھا اور حرام پر افطار کیا۔ اور امام احمد نے اسے یزید بن ہارون اور ابن ابی عدی سے بحوالہ سلیمان ایک ایسے آدمی سے روایت کیا ہے‘ جس نے ابو عثمان کی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبید کے حوالے سے ان کے پاس بات بیان کی۔ اور احمد نے اسے اسی طرح غندر سے بحوالہ عثمان بن غیاث روایت کیا ہے‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوعثمان کے ساتھ تھا کہ ایک آدمی نے کہا کہ سعید‘ یا عبید‘ نے مجھ سے بیان کیا‘ عثمان کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے متعلق شک ہے‘ اور پھر اس حدیث کو بیان کیا۔

انیسویں غلام‘ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ تھے محمد بن سعید بیان کرتے ہیں کہ واقدی نے ہمیں بتایا کہ عتبہ بن خیرہ اشہلی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم کی طرف لکھا کہ آپ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم مردوں‘ عورتوں اور غلاموں کو تلاش کریں تو انہوں نے آپ کی طرف لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یمانی غلام فضالہ تھا‘ جو

[1] اصابہ میں اس کے حالات میں ایک دفعہ عن شیخ عن عبید اور دوسری دفعہ عن رجل عن عبید بیان ہوا ہے لیکن انہوں نے اس کا نام بیان نہیں کیا۔

پچیسویں غلام حضرت مہران تھے‘ جنہیں طہمان بھی کہا جاتا ہے‘ انہی سے حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے بنی ہاشم اور ان کے غلاموں پر صدقہ کے حرام ہونے کی روایت کی ہے۔

چھبیسویں غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ تھے‘ حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ابوالفتح الماہانی نے ہمیں بتایا کہ صوفی شجاع نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن اسحاق نے ہمیں بتایا کہ احمد بن محمد بن زیاد نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن عبدالملک بن مروان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ابو مالک اشجعی نے یوسف بن میمون سے بحوالہ حضرت نافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہمیں بتایا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ زانی بوڑھا‘ متکبر مسکین‘ اور اپنے کام کا اللہ پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ستائیسویں غلام حضرت نفیع تھے‘ جنہیں مسروح اور نافع بن مسروح بھی کہا جاتا ہے اور صحیح‘ نافع بن الحارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج بن سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن قیس ہے جو ابوبکرہ ثقفی کا ثقیف ہے اور ان کی والدہ سمیہ ہے جو زیاد کی ماں ہے‘ یہ اور غلاموں کی ایک جماعت طائف کی فصیلوں سے اتری‘ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ اور یہ ایک چرخی میں نیچے آئے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام ابوبکرہ رکھ دیا‘ ابونعیم بیان کرتے ہیں‘ یہ ایک صالح آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبرزہ اسلمی کے درمیان مؤاخات کروائی۔

میں کہتا ہوں ان کی نماز جنازہ انہی نے ان کی وصیت کے مطابق پڑھائی اور حضرت ابوبکرہ معرکہ جمل وصفین میں شامل نہیں ہوئے‘ اور ان کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ۵۲ھ میں ہوئی۔

اٹھائیسویں غلام حضرت واقد یا ابو واقد رضی اللہ عنہ تھے‘ حافظ ابونعیم اصبہانی بیان کرتے ہیں کہ ابو عمرو بن حمدان نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن سفیان نے ہم سے بیان کہ محمد بن یحییٰ بن عبدالکریم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ الہیثم بن حماد نے‘ عن الحارث بن غسان عن رجل من اہل المدینۃ عن ذاذان‘ عن واقد مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے ذکر الٰہی کیا‘ خواہ اس کے نماز‘ روزے‘ تلاوت کم ہی ہو‘ اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا‘ خواہ اس کے نماز‘ روزے اور تلاوت قرآن زیادہ ہی ہو۔

انتیسویں غلام حضرت ابوکیسان رضی اللہ عنہ تھے‘ جنہیں ہرمز یا کیسان بھی کہا جاتا ہے اور انہیں طہمان بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے‘ ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ علی بن عباس نے‘ عطاء بن السائب سے بحوالہ حضرت فاطمہؓ بنت علیؓ یا حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں‘ میں نے اپنے غلام جسے ہرمز کہا جاتا ہے اور اس کی کنیت ابوکیسان ہے‘ سے سنا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہم اہل بیت کے لیے صدقہ حلال نہیں اور بلاشبہ ہمارے غلام بھی ہم میں سے ہیں پس تم صدقہ نہ کھاؤ۔ اور الربیع بن سلیمان نے اسے عن اسد بن موسیٰ عن ورقاء عن عطاء بن السائب روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہرمز یا کیسان نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ اور ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ منصور بن ابی مزاحم نے ہم سے بیان کیا کہ

ابوحفص الابار نے ابن ابی زیاد سے بحوالہ معاویہ ہم سے بیان کیا کہ بدر میں بیس غلام شامل ہوئے ان میں حضرت نبی کریم ﷺ کا غلام ہرمز بھی تھا‘ رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے آزاد کیا ہے اور قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے اور ہم اہل بیت صدقہ نہیں کھاتے‘ پس تم بھی صدقہ نہ کھاتا۔

تیسویں غلام حضرت ہشام تھے‘ محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن عبداللہ الرقی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن ایوب الرقی نے عن سفیان عن عبدالکریم عن ابی زبیر عن ہشام مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہمیں بتایا کہ ایک آدمی نے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی کسی طلبگار کے ہاتھ کو نہیں ہٹاتی آپ نے فرمایا ''اسے طلاق دے دو‘‘ اس نے کہا وہ مجھے اچھی لگتی ہے آپ نے فرمایا ''اس سے فائدہ اٹھاؤ‘‘ ابن مندہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے اسے سفیان ثوریؒ سے عن ابی زبیر عن مولیٰ بنی ہاشم عن النبی ﷺ روایت کیا ہے اور اس غلام کا نام نہیں لیا‘ اور عبیداللہ بن عمرو نے اسے عن عبدالکریم عن ابی زبیر عن جابر روایت کیا ہے۔

اکتیسویں غلام حضرت ابوالحمراء تھے‘ جو حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام اور خادم تھے‘ انہی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ہلال بن الحارث تھا‘ بعض کہتے ہیں ابن مظفر تھا‘ اور بعض بلال بن الحارث بن ظفر السلمی بیان کرتے ہیں‘ یہ جاہلیت میں قیدی بن گئے تھے‘ اور ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حازم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ اور فضل بن دکین نے عن یونس بن ابی اسحاق عن ابی داؤد القاص عن ابی الحمراء ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں سات ماہ زاہدانہ طور پر یوں گزارے جیسے ایک دن ہو‘ اور حضرت نبی کریم ﷺ ہر صبح کو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لے جاتے اور فرماتا (**الصلوة الصلوة انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا**) احمد بن حازم بیان کرتے ہیں اور عبیداللہ بن موسیٰ اور فضل بن دکین نے عن یونس بن ابی اسحاق عن ابی داؤد عن ابی الحمراء ہمیں بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے‘ جس کے پاس ایک برتن میں کھانا تھا‘ تو آپ نے اس کھانے میں اپنا ہاتھ داخل کیا اور فرمایا تو نے اسے دھوکہ دیا ہے اور جو ہم سے دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ ابونعیم روایت کیا ہے اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی حدیث نہیں۔ اور یہ ابوداؤد نفیع بن الحارث الاعمیٰ ہے جو متروکین ضعفاء میں سے ایک ہے۔ اور عباس الدوری بحوالہ ابن معین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ابوالحمراء کا نام ہلال بن الحارث تھا جو حمص میں رہتا تھا اور میں نے اس کے بچوں میں وہاں ایک نوجوان کو دیکھا اور بعض دوسروں کا قول ہے کہ اس کا گھر حمص کے دروازے سے باہر تھا‘ اور ابوالوازع بحوالہ سمرہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحمراء غلاموں میں سے تھا۔

بتیسویں غلام حضرت یسارؓ تھے‘ کہتے ہیں کہ عرنیوں نے انہی کو قتل کیا تھا اور ان کا مثلہ کیا تھا۔ اور واقدی نے اپنی سند سے یعقوب بن عتبہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے قرقرۃ الکدر کے روز بنی غطفان اور سلیم کے اونٹوں کے ساتھ گرفتار کیا تھا‘ اور لوگوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا تو آپ نے اسے قبول کر لیا‘ کیونکہ آپ نے اسے بہت اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھا تھا‘ پس آپ نے اسے آزاد کر دیا‘ پھر اونٹوں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا‘ اور ان میں سے ہر آدمی کو سات اونٹ ملے اور وہ دو سو آدمی تھے۔

تینتیسویں غلام حضرت ابوسلمٰی تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے تھے انہیں ابو سلام بھی کہا جاتا تھا اور ان کا نام حریث تھا' ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے ابوسلمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص یہ گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اللہ سے ملاقات کرے گا اور بعث و حساب پر ایمان لائے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ ہم نے پوچھا تو نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو اس نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں' پھر کہا میں نے یہ بات آپؐ سے کئی دفعہ سنی ہے نہ دو دفعہ' نہ تین دفعہ' نہ چار دفعہ' ابن عساکر نے اس کے سوا ان کی کوئی حدیث بیان نہیں کی' اور نسائی نے رات دن کے بارے میں ایک اور حدیث بیان کی ہے اور ابن ماجہ نے ان کی ایک تیسری حدیث بھی بیان کی ہے۔

چونتیسویں غلام حضرت ابوضمیرہ تھے' جو متقدم الذکر ضمیرہ کے والد ہیں اور ضمیرہ کی ماں کے خاوند ہیں' اور ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا کچھ تذکرہ' اور ان کی تحریر میں ان کے کچھ حالات قبل ازیں بیان ہو چکے ہیں' اور محمد بن سعد' الطبقات میں بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن عبداللہ بن اویس المدنی نے ہمیں بتایا کہ حسین بن عبداللہ بن ابی ضمیرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوضمیرہ کے لیے جو تحریر لکھی وہ یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے' ابوضمیرہ اور اس کے اہل بیت کے لیے۔

''بلاشبہ یہ عرب گھرانے کے لوگ ہیں اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بطور غنیمت دیا تھا اور آپ نے ان کو آزاد کر دیا تھا' پھر آپ نے ابوضمیرہ کو اختیار دیا کہ اگر وہ پسند کرے تو اپنی قوم کے پاس چلا جائے۔ اور آپؐ نے اسے اجازت دے دی اور اگر چاہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرا رہے۔ اور یہ لوگ آپ کے اہل بیت میں سے ہوں گے' پس اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا اور اسلام میں داخل ہو گیا' پس جو کرے ان سے بھلائی کرے' اور جو مسلمان انہیں ملے وہ ان کے متعلق بھلائی کی وصیت کرے''۔ (کاتب ابی بن کعبؓ)

اسماعیل بن ابی اویس بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمیری غلام تھے' ان کی قوم کے کچھ لوگ سفر کو گئے اور ان کے پاس یہ تحریر بھی تھی' تو ان کا چوروں سے سامنا ہو گیا' چوروں نے ان کے پاس جو کچھ تھا لوٹ لیا تو انہوں نے یہ تحریر بھی انہیں دی اور جو کچھ اس میں لکھا تھا اس کے متعلق بھی انہیں آگاہ کیا' تو انہوں نے اسے پڑھ کر جو کچھ ان سے لوٹا تھا' سب کچھ واپس کر دیا اور ان سے متعرض نہ ہوئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حسین بن عبداللہ بن ابی ضمیرہ' امیر المومنین مہدی کے پاس گیا اور یہ تحریر بھی اپنے ساتھ لے گیا' مہدی نے اس تحریر کو لے کر اپنی آنکھوں پر رکھا اور حسین کو تین سو دینار عطا کیے۔

پینتیسویں غلام حضرت ابوعبیدؓ تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابان العطار نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے شہر بن حوشب سے بحوالہ ابی عبید ہم سے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہنڈیا پکائی جس میں گوشت تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس کا دست دو'' میں نے آپ کو دیا تو آپؐ نے فرمایا: ''مجھے اس کا دست دو'' میں نے آپ کو دیا

تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کا دست دو'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بکری کے کتنے دست ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' اگر تو خاموش رہتا تو میں جتنے دست طلب کرتا تو وہ مجھے دیتا۔ ترمذی نے اسے الشمائل میں عن بندار عن مسلم بن ابراہیم عن ابان بن یزید العطار روایت کیا ہے۔

چھتیسویں غلام حضرت ابوعشیبؓ تھے' بعض لوگ ابوعسیب کہتے ہیں' مگر پہلا نام درست ہے اور بعض لوگوں نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ میں شامل تھے اور آپ کے دفن کے وقت بھی موجود تھے۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی انہوں نے بیان کیا ہے۔ اور حارث بن ابی اسامہ بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن عبید ابونصیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام ابوعسیب سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے۔ میں نے بخار کو مدینہ میں روک لیا اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا۔ طاعون میری امت کے لیے شہادت اور رحمت ہے اور کافر پر عذاب ہے۔ اور امام احمد نے بھی اسے یزید بن ہارون سے اسی طرح روایت کیا ہے' اور ابوعبداللہ بن مندہ بیان کرتے ہیں' کہ محمد بن یعقوب نے ہمیں بتایا کہ محمد بن اسحاق صاغانی نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ حشرج بن نباتہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابونصیرہ بصری نے رسول اللہ ﷺ کے غلام ابوعسیب کے حوالہ سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب کو باہر نکلے تو میرے پاس سے گزرے اور مجھے بلایا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی بلایا اور وہ آپ کے پاس آ گئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی بلایا اور وہ آپ کے پاس آ گئے' پھر آپ چل پڑے یہاں تک کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے' رسول اللہ ﷺ نے باغ کے مالک سے فرمایا ہمیں تازہ کھجوریں کھلاؤ' اس نے کھجوریں لا کر رکھیں تو رسول اللہ ﷺ نے کھائیں اور سب لوگوں نے بھی کھائیں' پھر آپ نے پانی منگوا کر پیا پھر فرمایا۔ بلاشبہ یہ مال ہے اور قیامت کے روز اس کے متعلق تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھجور کے خوشے کو پکڑ کر زمین پر دے مارا یہاں تک کہ تازہ کھجوریں بکھر گئیں اور کہنے لگے یا نبی اللہ! قیامت کے روز ہم سے اس کے متعلق پرسش ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں' مگر تین چیزوں کے بارے میں پرسش نہیں ہوگی' اس چیتھڑے کے متعلق جس سے مرد اپنی شرمگاہ کو چھپاتا ہے' یا اس ٹکڑے کے متعلق جس سے وہ اپنی بھوک کو دور کرتا ہے یا اس کمرے کے متعلق جس میں گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے داخل ہوتا ہے۔

اور امام احمد نے اسے شریح سے بحوالہ حشرج روایت کیا ہے۔ اور محمد بن سعد نے الطبقات میں موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کی ہے کہ سلمہ بنت ابان الغریعیہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے میمونہ بنت عسیب سے سنا وہ بیان کرتی ہیں کہ ابوعسیب ہمیشگی تین روزے رکھتے تھے اور چاشت کی نماز کھڑے ہو کر پڑھتے تھے' یہاں تک کہ عاجز ہو گئے اور ایام البیض [1] کے روزے رکھتے تھے' وہ بیان کرتی ہیں کہ ان کی چارپائی کے ساتھ گھنٹی لگی ہوئی تھی' جب وہ مجھے بلاتے اور ان کی آواز نہ نکلتی تو وہ گھنٹی کو ہلاتے تو میں آ جاتی۔

---

[1] ایام البیض' تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں شب کے دنوں کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

سینتیسویں غلام حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ تھے‘ جو مشہور روایت کے مطابق‘ مذحج کے انمار میں سے تھے‘ ان کے نام کے بارے میں کئی اقوال ہیں‘ سب سے مشہور قول یہ ہے کہ آپ کا نام سلیم تھا‘ بعض عمرو بن سعد اور سعد بن عمرو بھی بیان کرتے ہیں‘ اور اصل میں یہ سرزمین دوس کے مولدین میں سے ہیں اور یہ بدر میں شامل تھے‘ یہ بات موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ الزہری بیان کی ہے‘ اور ابن اسحاق‘ بخاری واقدی‘ مصعب زبیری اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے بھی اسے روایت کیا ہے‘ اور واقدی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ احد اور بعد کے معرکوں میں بھی شامل ہوئے تھے‘ اور جس روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اس روز آپ کی وفات ہوئی‘ یہ ۲۲/ جمادی الآخرہ ۱۳ھ منگل کے دن کا واقعہ ہے۔ اور خلیفہ بن خیاط بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو کبشہ کی وفات ۱۳ھ میں ہوئی اور قبل ازیں حضرت ابو کبشہ سے روایت بیان ہو چکی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے حجر مقام سے گزرے تو لوگ اپنے گھروں میں داخل ہونے لگے۔ تو لوگوں کے جمع ہونے کے لیے اعلان کیا گیا‘ جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون سی چیز تمہیں ان لوگوں کے پاس لے جا رہی ہے‘ جن پر غضب الٰہی ہوا ہے؟ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان سے متعجب ہیں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بھی عجب تر بات نہ بتاؤں؟ تم میں سے ایک آدمی تم سے پہلے کی اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے‘ اس کی خبر دیتا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے‘ معاویہ بن صالح سے بحوالہ ازہر بن سعید حرازی ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو کبشہ انماری سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے‘ پھر اندر چلے گئے‘ پھر غسل کر کے باہر آئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی بات تھی؟ آپ نے فرمایا فلاں عورت میرے پاس سے گزری تو میرے دل میں عورت کی خواہش پیدا ہوئی تو میں نے اپنی ایک بیوی کے پاس جا کر اس سے صحبت کی‘ اور تم بھی اسی طرح کیا کرو‘ بلاشبہ تمہارے افضل اعمال سے حلال کام کرنا بھی ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ ابو کبشہ انماری ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے‘ ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا ہے اور وہ اپنے مال میں محنت کرتا ہے اور اسے صحیح جگہ پر خرچ کرتا ہے‘ اور دوسرا وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور مال نہیں دیا اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس اس کی مانند مال ہوتا تو میں بھی اس کے بارے میں وہی کرتا جس طرح وہ کرتا ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا‘ یہ دونوں آدمی اجر میں برابر ہیں۔ تیسرا وہ آدمی ہے جسے اللہ نے مال دیا ہے اور علم عطا نہیں کیا اور وہ اس سے باطل کام کرتا ہے اور اسے ناحق جگہ خرچ کرتا ہے‘ اور چوتھا وہ آدمی ہے جسے اللہ نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم دیا ہے اور وہ کہے کہ اگر میرے پاس اس کی مانند مال ہوتا تو میں بھی وہی کام کرتا جو وہ کر رہا ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ اور اسی طرح ابن ماجہ نے اسے ایک اور طریق سے منصور کی حدیث سے عن سالم بن ابی الجعد عن ابی کبشہ عن ابیہ روایت کیا ہے اور بعض نے اسے عبداللہ بن ابی کبشہ کا نام دیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن عبدربہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ زبیدی نے عن راشد بن سعد عن ابی عامر الہوزنی‘ عن ابی کبشہ انماری ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے

اس کے پاس آ کر کہا مجھے اپنے گھوڑے کے پاس لے چلو' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مسلمان کو راستہ پر ڈالے اور بعد میں اسے گھوڑا دے دے' تو اسے راہ خدا میں ستر بوجھ کی مانند اجر ملے گا' اور ترمذی نے' عن محمد بن اسماعیل عن ابی نعیم' عن عبادہ بن مسلم' عن یونس بن خباب عن سعید ابو البختری الطائی روایت کی ہے کہ ابو کبشہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں تین باتوں کے بارے میں قسم کھاتا ہوں اور تم سے حدیث بیان کرتا ہوں جسے تم یاد کر لو' صدقہ دینے سے کسی شخص کے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جس شخص پر ظلم ہوا اور وہ اس پر صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے' اور جو شخص سوال کے دروازے کو وا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر غربت کے دروازے کو کھول دیتا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ اور احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن اعمش عن سالم بن ابی الجعد عن ابی کبشہ روایت کیا ہے' اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ولید بن مسلم کی حدیث سے عن ابن ثوبان عن ابیہ عن ابی کبشہ انماری روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگوایا کرتے تھے۔ اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حمید بن مسعدہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حمران نے بحوالہ ابی سعید' عبداللہ بن بسر ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو کبشہ انماری کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ٹوپیاں' سروں کے ساتھ چپکی ہوتی تھیں۔

اڑتیسویں غلام حضرت مویہبۃ تھے' جو مزینہ کے مولدین میں سے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا' آپ کا نام معلوم نہیں ہو سکا' ابومصعب زبیری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابومویہبۃ غزوہ المریسیع میں شامل ہوئے' اور آپ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو آگے سے کھینچ رہے تھے' اور امام احمد نے اپنی سند سے آپ سے جو روایت کی وہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ آپ رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بقیع کی طرف گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر ان کے لیے دعا و استغفار کیا' پھر فرمایا: بعض لوگ جس حالت میں ہیں اس کی نسبت تم جس حالت میں ہو تمہیں مبارک ہو' شب تاریک کی طرح فتنے ایک دوسرے کے پیچھے آ رہے ہیں اور آخری فتنہ پہلے فتنہ سے بہت سخت ہوگا' پس تم جس حالت میں ہو تمہیں مبارک ہو۔ پھر واپس آ گئے اور فرمایا اے ابومویہبۃ میرے بعد میری امت کو جو خزائن ملنے والے ہیں' اور جنت اور میرے رب کی ملاقات میں مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کر لیا ہے' راوی بیان کرتا ہے' کہ اس کے بعد آپ سات یا آٹھ دن زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ یہ سب حضور ﷺ کے غلام تھے۔

آپؐ کی لونڈیاں:

ان میں سے ایک امۃ اللہ بنت رزینہ تھیں' صحیح یہ ہے کہ وہ اپنی ماں رزینہ کے ساتھ تھیں جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' لیکن ابن ابی عاصم کی روایت میں ہے کہ عتبہ بن مکرم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ علیلہ بنت الکمیت العتکیہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی خادمہ امۃ اللہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قریظہ اور نضیر سے جنگ کے روز حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنایا اور اسے آزاد کیا اور امۃ اللہ کی ماں رزینہ کو اسے مہر میں دیا' اور یہ حدیث بہت غریب ہے۔

دوسری لونڈی حضرت امیمہ تھیں' ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی لونڈی تھیں' اہل شام نے ان کی حدیث

کو روایت کیا ہے اور ان سے جبیر بن نفیر نے روایت کی ہے حضرت امیمہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کروایا کرتی تھیں ایک دن ایک آدمی نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا: کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا خواہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا اور جو اسے جان بوجھ کر چھوڑے گا اسے اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل نہ ہوگی اور کسی نشہ آور چیز کو نہ پینا بلاشبہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا خواہ وہ تجھے اپنے اہل اور دنیا سے الگ ہونے کا حکم دیں۔

تیسری لونڈی حضرت برکت ام ایمنؓ اور ام اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما تھیں اور وہ برکت بنت ثعلبہ بن عمر بن نعمان حبشیہ تھیں ان پر ان کی کنیت ام ایمن غالب آ گئی اور وہ ان کے پہلے خاوند عبید بن زید حبشی سے ان کا بیٹا تھا پھر اس کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا جس سے ان کے ہاں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور آپ ام الظباء کے نام سے معروف ہیں اور آپ نے دو ہجرتیں کیں آپ حضرت نبی کریم ﷺ کی والدہ آمنہ بنتِ وہب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی دایہ تھیں اور آپ ان لوگوں میں شامل تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے باپ کا وارث بنایا تھا یہ بات واقدی نے بیان کی ہے اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے انہیں اپنی ماں کا وارث بنایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ کی لونڈی تھیں اور انہوں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا۔ آپ بہت پہلے ایمان لائیں اور ہجرت کی اور حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد پیچھے رہیں۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی ملاقات کی تو یہ رو پڑیں اور ان دونوں حضرات نے ان سے کہا کہ تمہیں علم نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہتر ہے آپ نے جواب دیا بے شک لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ہے اور یہ دونوں حضرات بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔

امام بخاری تاریخ میں بیان کرتے ہیں اور عبداللہ بن یوسف عن ابن وہب عن یونس بن یزید عن زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمنؓ رسول اللہ ﷺ کی دایہ تھیں حتیٰ کہ آپ بڑے ہو گئے تو آپ نے انہیں آزاد کر دیا پھر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پانچ ماہ بعد وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ چھ ماہ بعد وفات پائی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں اسے مسلم نے ابو طاہر اور حرملہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن ابن وہب عن یونس عن زہری روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمن حبشیہ تھیں اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے اور محمد بن سعد بحوالہ واقدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمنؓ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز میں وفات پائی واقدی بیان کرتا ہے کہ یحییٰ بن سعید بن دینار نے بنی سعد بن بکر کے ایک شیخ کے حوالے سے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمن کو ''اپنی ماں'' کہا کرتے تھے اور جب حضرت ام ایمن کی طرف دیکھتے تو فرماتے۔ یہ میرے اہل بیت کی چیدہ شخصیت ہے۔ اور ابوبکر بن خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن ابی شیخ نے مجھے بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ام ایمنؓ میری ماں کے بعد میری ماں ہیں۔ اور واقدی اپنے مدنی اصحاب سے بیان کرتا

ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ام ایمنؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ کو پانی پیتے دیکھا تو کہا مجھے بھی پانی پلایئے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' کیا تو یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہتی ہے؟ حضرت ام ایمنؓ نے جواب دیا میں نے آپ کی بہت خدمت کی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' آپ نے سچ کہا ہے'' اور پانی لا کر آپ کو پلایا اور مفضل بن غسان بیان کرتے ہیں کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے عثمان بن قاسم سے سنا کہ جب حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی' تو الروحاء سے پہلے المنصرف میں انہیں شام ہوگئی اور وہ روزہ دار تھیں' پس انہیں شدید پیاس لگی تو آسمان سے ایک ڈول سفید رسے کے ساتھ ان پر اترا جس میں پانی تھا' حضرت ام ایمن فرماتی ہیں' میں نے پانی پیا تو اس کے بعد مجھے پیاس نے کبھی تکلیف نہیں دی' اور مجھے روزے کے ساتھ دوپہر میں پیاس سے پالا پڑا مگر مجھے پیاس نہیں لگی۔

حافظ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن قتیبہ نے عن حسین بن حرب عن یعلیٰ بن عطاء عن ولید بن عبدالرحمٰن عن ام ایمن ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ٹھیکرے میں پیشاب کیا کرتے تھے اور جب صبح ہوتی تو فرماتے اے ام ایمنؓ! ٹھیکرے میں جو کچھ ہے اسے گرا دو' پس ایک شب میں اٹھی اور میں پیاسی تھی' تو جو کچھ اس میں تھا میں پی گئی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام ایمن ٹھیکرے میں جو کچھ ہے اسے گرا دو' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اٹھی تو مجھے پیاس لگ رہی تھی' میں نے اس میں جو کچھ تھا' پی لیا ہے' آپ نے فرمایا: آج کے بعد تمہارے پیٹ میں کبھی کوئی شکایت نہ ہوگی۔ ابن اثیر'' الغابہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن محمد نے عن ابن جریج عن حکیمہ بنت امیمہ عن امہا امیمہ بنت رقیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا' جس میں آپ پیشاب کرتے تھے اور اسے چارپائی کے نیچے رکھتے تھے' برکۃ نام ایک عورت نے آ کر اس پیالے کو پی لیا' آپ نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا' آپ کو بتایا گیا برکۃ نے اسے پی لیا ہے' آپ نے فرمایا: تو آگ کی شدید تپش سے ایک روکاوٹ کے ذریعے بچ گئی ہے۔ حافظ ابوالحسن بن اثیر بیان کرتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جس عورت نے حضور ﷺ کا پیشاب پیا تھا وہ برکۃ حبشیہ تھی' جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی' اور انہوں نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ بریرہ' آل ابی احمد بن جحش کی لونڈی تھی' انہوں نے اس کے ساتھ مکاتبت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو ان سے خرید کر آزاد کر دیا' اور بریرہ کی ولاء آپ کے لیے ثابت ہوگئی' جیسا کہ اس کے متعلق صحیحین میں حدیث بیان ہوئی ہے اور ابن عساکر نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

چوتھی لونڈی حضرت خضرہ تھیں' جن کا ذکر ابن مندہ نے کیا ہے' معاویہ نے ہشام سے عن سفیان عن جعفر بن محمد عن ابیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک خادمہ تھی جسے خضرہ کہتے تھے' اور محمد بن سعد واقدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ کے غلام فائد نے عبداللہ بن علی بن رافع سے ان کی وادی سلمہ کے حوالے سے ہم بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں' خضرہ' رضوی اور میمونہ بنت سعد' رسول اللہ ﷺ کی خادمائیں تھیں اور ان سب کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔

پانچویں لونڈی حضرت خلیسہ تھیں' جو حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' ابن اثیر'' الغابہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ

ان کی حدیث علیلہ بنتِ الکمیت نے اپنی دادی سے بحوالہ خلیسہ روایت کی ہے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں اور وہ حدیث اس واقعہ کے بارے میں ہے جو حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ کا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوا تھا' اور ان دونوں نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مذاق کیا تھا' کہ دجال کا خروج ہو چکا ہے اور وہ باورچی خانے میں چھپ گئیں اور یہ دونوں ہنسنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے فرمایا'' تم دونوں کس حال میں ہو؟'' تو دونوں نے آپ کو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا والی بات بتادی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دجال کا خروج ہو چکا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' وہ نکلا ہی چاہتا ہے' پس وہ باہر نکلیں اور اپنے آپ سے مکڑی کے انڈے جھاڑنے لگیں' اور ابن اثیر نے حضرت خلیسہ کو' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی لونڈی بیان کیا ہے' اور کہا ہے کہ خلیسہ کا ذکر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں بیان ہو چکا ہے اور آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا اور اس کے معاوضے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے تین سو پودے لگائے تھے' میں نے ان کا ذکر الگ کیا ہے۔

چھٹی لونڈی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا تھیں' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں' جیسا کہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور ان کی حدیث کو حافظ ابونعیم نے حفص بن سعید قرشی کے طریق سے ان کی ماں سے ان کی ماں خولہ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حدیث بیان کی ہے کہ ایک پلے کے باعث جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی کے نیچے مرگیا تھا اور آپ کو اس کے متعلق علم نہیں ہوا تھا' وحی میں تاخیر ہوگئی' اور جب آپ نے اسے نکال باہر کیا تو وحی آئی اور یہ آیت نازل ہوئی (والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ) یہ حدیث غریب ہے اور اس آیت کے نزول کا سبب اور ہے' جو مشہور ہے۔ واللہ اعلم

ساتویں لونڈی حضرت رزینہ تھیں' ابن عساکر بیان کرتے ہیں' صحیح بات یہ ہے کہ آپ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

میں کہتا ہوں ان کی بیٹی امۃ اللہ کے حالات قبل ازیں بیان ہو چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو ان کی والدہ رزینہ مہر میں دی تھی' اس لحاظ سے اس کا اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا' اور حافظ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید الجشمی نے ہم سے بیان کیا کہ علیلہ بنت الکمیت نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنی ماں امینہ سے سنا وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی امۃ اللہ بنت رزینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قریظہ اور نضیر کی جنگ کے روز جب اللہ نے آپ کو ان پر فتح دی' قیدی بنایا' پس آپ اسے قیدی بنا کر لائے تو جب اس نے عورتوں کو دیکھا تو کہنے لگی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور آپ اللہ کے رسول ہیں' تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا بازو آپ کے ہاتھ میں تھا' آپ نے اسے آزاد کر دیا' پھر اسے پیغام نکاح دیا اور اس سے نکاح کیا اور رزینہ کو اسے مہر میں دیا' اس سیاق میں ایسے ہی بیان ہوا ہے' اور یہ ابن ابی عاصم کی پہلی روایت سے زیادہ بہتر ہے' لیکن درست بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خیبر کی غنائم سے انتخاب کیا تھا اور انہیں آزاد کر کے ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔ اور اس روایت میں جو قریظہ اور نضیر کی جنگ کے روز کے الفاظ بیان ہوئے ہیں یہ دیوانگی ہے' بلاشبہ یہ دو الگ الگ دن ہیں جن کے درمیان دو سال کا

فرق ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوبکر بیہقی 'الدلائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ علی بن حسن السکری نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن عمر القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ علیلہ بنت الکمیت العتکیہ نے اپنی ماں امینہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی امۃ اللہ بنت رزینہ سے کہا اے امۃ اللہ کیا تو نے اپنی ماں کو بیان کرتے سنا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عاشورہ کے روزے کا ذکر کرتے سنا ہے' اس نے جواب دیا ہاں' آپ اس روزہ کی عظمت بیان کرتے تھے اور اپنے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیر خوار بچوں کو بلا کر ان کے مونہوں میں تھوکتے تھے اور ان کی ماؤں سے فرماتے تھے۔ انہیں رات تک دودھ نہ پلانا۔ صحیح میں اس کا شاہد موجود ہے۔

آٹھویں لونڈی حضرت رضویٰ تھیں' ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ سعید بن بشیر سے قتادہ سے بحوالہ حضرت رضویٰ بنت کعب بیان کیا ہے' کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ کے خضاب لگانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' اس میں کچھ حرج نہیں' اسے ابوموسیٰ المدائنی نے روایت کیا ہے۔

نویں لونڈی حضرت ریحانہ بنت شمعون القریظہ تھیں' بعض کہتے ہیں النضر یہ تھیں' ان کا ذکر آپ کی ازواج میں بیان ہو چکا ہے۔

دسویں لونڈی حضرت سانیہؓ تھیں' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ[1] کے بارے میں حدیث روایت کی ہے۔ اور حضرت سانیہؓ سے طارق بن عبدالرحمٰن نے روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو ابوموسیٰ المدائنی نے روایت کیا ہے۔ ابن اثیر نے ''الغابہ'' میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

دسویں لونڈی حضرت سدلیہ انصاریہ تھیں' بعض کا قول ہے کہ یہ حضرت حفصہ بنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں' انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے اس وقت سے جب بھی شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا منہ کے بل گرا ہے۔ ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن فضل بن الموفق نے اسے اپنے باپ عن اسرائیل' عن الاوزاعی عن سالم عن سدلیہ روایت کیا ہے۔ اور اسحاق بن یسار نے اسے فضل سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ عن سدلیہ عن حفصہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم' اور اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اسے روایت کیا ہے۔

گیارھویں لونڈی حضرت سلامہ تھیں' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دایہ تھیں' آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حمل' طلاق' رضاع اور شب بیداری کی حدیث روایت کی ہے جس میں اسناد و متن کے لحاظ سے غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے اسے ہشام بن عمار بن نصیر خطیب دمشق کی حدیث سے اس کے باپ عمرو بن سعید خولانی سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' ابن اثیرؒ نے بھی حضرت سلامہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] لقطہ: اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین پر گری پڑی ہو اور اس کا مالک معلوم نہ ہو۔ مترجم

بارہویں لونڈی حضرت سلمٰی تھیں‘ جو رافع کی ماں اور ابورافع کی بیوی تھیں جیسا کہ واقدی نے ان سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں‘ میں‘ حضرت رضویٰ اور میمونہ بنت سعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتی تھیں آپ نے ہم سب کو آزاد کر دیا‘ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بنی ہاشم کے غلام ابو عامر اور ابواسید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی الموالی نے ابن ابی رافع کے غلام فائد سے اس کی دادی‘ حضرت سلمٰیؓ سے جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں‘ ہم سے بیان کیا کہ جب بھی میں نے کسی آدمی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس دردسر کی شکایت کرتے سنا آپ نے فرمایا: ''ان کو مہندی لگاؤ'' ابوداؤد نے اسے اسی طرح ابن ابی الموالی کی حدیث سے‘ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے زید بن الحباب کی حدیث سے روایت کیا ہے‘ اور دونوں نے فائد سے اس کے آقا عبیداللہ بن علی بن ابی رافع سے اس کی دادی سلمٰی کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے غریب قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اسے صرف فائد کی حدیث سے جانتے ہیں‘ حضرت سلمٰی نے رسول اللہ ﷺ سے‘ متعدد احادیث روایت کی ہیں جن کا ذکر و استقصاء طویل ہے۔ مصعب زبیری بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا معرکہ حنین میں شامل ہوئی تھیں۔

میں کہتا ہوں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے حریرہ[1] پکایا کرتیں اور آپ کو تعجب میں ڈال دیتی تھیں‘ آپ حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے موقع پر بھی موجود تھیں اور سب سے پہلے آپ حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں‘ پھر رسول اللہ ﷺ کی لونڈی بن گئیں‘ اور آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لڑکوں کی بھی دایہ تھیں‘ اور آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دایہ گری کی تھی‘ اور آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل میں شامل تھیں‘ اور آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ساتھ غسل دیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے‘ عن محمد بن اسحاق‘ عن عبیداللہ بن علی عن ابی رافع عن ابیہ عن سلمٰی ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ جس بیماری میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی‘ اس میں میں آپ کی تیمارداری کرتی تھی‘ تو ایک دن میں بھی ان کی طرح بیمار ہوگئی‘ آپ بیان کرتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے کسی کام کے لیے باہر نکلے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میری ماں میرے لیے غسل کا پانی ڈالو‘ میں نے ان کے لیے پانی ڈالا‘ تو آپ نے بہت اچھی طرح غسل کیا‘ جیسے کہ میں آپ کو غسل کرتے دیکھا کرتی تھیں‘ پھر فرمانے لگیں اے میری ماں مجھے میرے نئے کپڑے دیجیے اور آپ نے انہیں زیب تن کر لیا‘ پھر فرمانے لگیں اے میری ماں‘ گھر کے وسط میں میرے بستر کو لگا کر میرے آگے کیجیے‘ میں نے ایسے ہی کیا تو آپ پہلو کے بل لیٹ گئیں اور روبقبلہ ہوگئیں اور اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا‘ پھر فرمانے لگیں اے میری ماں! میں اب مر رہی ہوں اور میں پاک ہو چکی ہوں‘ پس کوئی میرا لباس نہ اتارے اور اسی جگہ فوت ہوگئیں‘ حضرت سلمٰی بیان کرتی ہیں‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے انہیں اطلاع دی‘ یہ حدیث بہت غریب ہے۔

---

[1] حریرہ‘ دودھ‘ گھی اور آٹے کو ملا کر پکایا جاتا ہے۔

تیرھویں لونڈی حضرت شیریں تھیں جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں، قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حاکم اسکندریہ مقوقس نے، جس کا نام جریج بن مینا تھا، ان دونوں کو ایک غلام کے ساتھ جس کا نام مابور تھا اور ایک خچر جسے دلدل کہا جاتا تھا آپ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیریں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بخش دی جس سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ عنہ پیدا ہوا۔

چودھویں لونڈی حضرت عنقودہ ام ملیح حبشیہ تھیں، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں، جن کا نام عنبہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عنقودہ رکھا، اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ ان کا نام غفیرہ تھا۔

پندرھویں لونڈی حضرت فروہ رضی اللہ عنہا تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ تھیں، آپ بیان کرتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر جائے تو قل یاایھاالکفرون پڑھا کر بلاشبہ یہ شرک سے نجات دلانے والی ہے۔ اور ابن اثیر نے ''الغابہ'' میں بیان کیا ہے کہ ابواحمد العسکری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور فضہ نوبیہ کے متعلق ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ کے بارے میں ایک تاریک اسناد محبوب عن حمید البصری عن القاسم بن بہرام عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عیادت کی اور عام عربوں نے بھی ان کی عیادت کی، اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کاش آپ نذر مانتے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ اپنی تکلیف سے صحت مند ہو گئے، تو میں اللہ کے لیے تین دن کے روزے رکھوں گا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی نذر مانی اور حضرت فضہؓ نے بھی یہی نذر مانی، پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحت دی تو ان سب نے روزے رکھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جا کر شمعون خیبری سے جو کے تین صاع قرض لیے اور ان میں سے ایک صاع اس شب کو تیار کیا اور جب انہوں نے رات کے کھانے کے لیے اسے رکھا تو دروازے پر ایک سائل نے کھڑے ہو کر کہا، مسکین کو کھانا کھلاؤ، اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے دسترخوان پر کھلائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے یہ کھانا اسے دے دیا اور خود بھوکے رہے، اور جب دوسری شب آئی تو انہوں نے اپنے لیے دوسرے صاع کو تیار کیا اور جب انہوں نے اسے اپنے آگے رکھا، تو ایک سائل نے کھڑے ہو کر کہا، یتیم کو کھانا کھلاؤ تو انہوں نے وہ کھانا اسے دے دیا اور خود بھوکے رہے، اور جب تیسری شب آئی تو آپ نے فرمایا اسیر کو کھانا کھلا دو، تو انہوں نے اسے کھانا دے دیا اور تین دن اور تین راتیں بھوکے رہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی: ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ ...... الی قوله لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا﴾ یہ حدیث منکر ہے اور بعض ائمہ اسے موضوع قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی تائید اس کی رکاکت الفاظ کرتی ہے۔ نیز یہ صورت مکی ہے، اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما مدینہ میں پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

سولہویں لونڈی حضرت لیلیٰ تھیں، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں، وہ کہتی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بیت الخلا سے نکلتے ہیں تو میں آپ کے بعد داخل ہوتی ہوں اور میں کستوری کی خوشبو کے سوا کوئی چیز نہیں پاتی، آپ نے فرمایا: ہم جو انبیاء کا گروہ ہیں، ہمارے جسم اہل جنت کی ارواح پر پیدا ہوتے ہیں، اور ہم سے جو بدبو نکلتی ہے، اسے زمین نگل لیتی ہے۔ اور ابونعیم نے اسے

ابوعبداللہ مدنی جو ایک مجہول آدمی ہے۔ کی حدیث سے بحوالہ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔

سترہویں لونڈی حضرت ماریہ قبطیہ ام ابراہیم رضی اللہ عنہا تھیں' قبل ازیں جن کا ذکر امہات المومنینؓ میں ہو چکا ہے' اور ابن اثیر نے ان کے اور ماریہ ام الرباب کے درمیان فرق کیا ہے' وہ کہتے ہیں یہ بھی اسی طرح حضرت نبی کریم ﷺ کی لونڈی تھیں' ان کی حدیث اہل بصرہ کے پاس ہے' جسے عبداللہ بن حبیب نے ام سلمہؓ سے ان کی ماں کے واسطے سے ان کی دادی ماریہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں' جس شب رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے فرار اختیار کیا' میں آپ کے لیے جھکی تو آپ دیوار پر چڑھ گئے' پھر ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت نبی کریم ﷺ کی خادمہ تھیں' ابوبکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثنیٰ بن صالح کے واسطے سے ان کی دادی ماریہ سے۔ جو حضرت نبی کریم ﷺ کی خادمہ تھیں۔ روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں' میں نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم چیز کو کبھی نہیں چھوا۔ ابوعمر' عبدالبر' الاستیعاب میں بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ یہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے پہلے تھیں یا نہیں۔

اٹھارہویں لونڈی حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا تھیں' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن محمد بن محرز نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ثور بن یزید نے زیاد بن سودہ سے ان کے بھائی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی لونڈی حضرت میمونہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہمیں بیت المقدس کے متعلق بتایئے؟ آپ نے فرمایا وہ سرزمین حشر و نشر ہے' بیت المقدس جا کر اس میں نماز پڑھو' بلاشبہ اس میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز پڑھنے کے مانند ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا' جو شخص وہاں جانے کی سکت نہ پائے' فرمایا وہ وہاں تیل بھیج دے تاکہ اس میں چراغ جلایا جائے بلاشبہ جو اس کی تعظیم کے لیے تحفہ بھیجتا ہے وہ اس میں نماز پڑھنے والے کی مانند ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ نے اسے عن اسماعیل بن عبداللہ الرقی عن عیسیٰ بن یونس عن ثور عن زیاد' عن اخیہ عثمان بن ابی سودہ عن میمونہ مولاۃ النبی ﷺ روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اسے عن فضل بن مسکین بن بکیر عن سعید بن عبدالعزیز عن ثور عن زیاد عن میمونہ روایت کیا ہے' اور انہوں نے ان کے بھائی کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین اور ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن زید بن جبیر عن ابی یزید الضبی عن میمونہ بنت سعد مولاۃ النبی ﷺ ہم سے بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ولد الزنا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں کچھ بھلائی نہیں' وہ دو جوتے جن کے ساتھ میں راہ خدا میں جہاد کرتا ہوں' مجھے ولد الزنا کے آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ اسی طرح نسائی نے اسے عباس الدوری سے' اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے ابونعیم الفضل بن دکین سے اسے روایت کیا ہے' حافظ ابویعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محاربی نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عبیدہ نے ایوب بن خالد سے بحوالہ حضرت میمونہؓ' جو حضرت نبی کریم ﷺ کی خادمہ تھیں' بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے اہل کے سوا' دوسروں میں زینت کے ساتھ ناز سے چلنے والی عورت قیامت کے دن کی ایسی تاریکی ہے جس کے لیے کوئی نور نہیں ترمذی نے اسے موسیٰ بن عبیدہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے' ہم اسے صرف اس کی حدیث سے جانتے ہیں اور وہ اسے حدیث میں ضعیف قرار دیتے ہیں' اور بعض لوگوں نے

اسے اس سے روایت کیا ہے۔ مگر اس نے اسے مرفوع نہیں کیا۔

انیسویں لونڈی حضرت میمونہ بنت ابی عسیبہ یا عنبہ تھیں' یہ قول ابوعمرو بن مندہ کا ہے اور ابونعیم اسے تصیف [1] کہتے ہیں' اور صحیح نام میمونہ بنت ابی عسیب ہے' ان کی حدیث کو مشمع بن مصعب' ابوعبداللہ العبدی نے ربیعہ بنت یزید سے' جو بنی قریع میں اترا کرتی تھیں' عن منبہ عن میمونہ بنت ابی عسیب روایت کیا ہے اور بعض کا قول ہے ابوعنبسہ کی بیٹی' حضرت نبی کریم ﷺ کی لونڈی تھی' حریش کی ایک عورت' حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور پکار کر کہنے لگی' اے عائشہ رضی اللہ عنہا! رسول اللہ ﷺ سے دعا کروا کر میری مدد کرنا جس سے مجھے سکون واطمینان حاصل ہو اور حضور ﷺ نے اسے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے دل پر رکھ کر پھیرا اور کہہ:

بسم الله اللهم داوني بدوائک و اشفني بشفائک و اغنني بفضلک عمن سواک۔

ربیعہ بیان کرتی ہیں' میں نے یہ دعا کی تو میں نے اسے بہت اچھا پایا۔

بیسویں لونڈی حضرت ام عیاش تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس وقت بھیجا تھا جب آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا نکاح کیا تھا' ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوصفوان نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنی دادی حضرت ام عیاشؓ سے جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں اور آپ نے انہیں اپنی بیٹی کے ساتھ حضرت عثمان کے پاس بھیجا تھا' مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے صبح کو کھجوریں بھگویا کرتی تھی اور آپ پیا کرتے تھے اور شام کو میں آپ کے لیے نبیذ بناتی تو وہ اسے صبح کو پیتے' ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا' تو اس میں کچھ ملاتی بھی ہے' میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ یہ آپ کی لونڈیاں تھیں۔ رضی اللہ عنہن

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ قاسم بن فضل نے ہم سے بیان کیا' کہ ثمامہ بن حزن نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبیذ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' یہ حبشی لونڈی رسول اللہ ﷺ کی خادمہ ہے اس سے دریافت کرو' اس نے کہا میں عشا کے وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک مشکیزے میں نبیذ بناتی تھی اور اس کو بندھن سے باندھ دیتی تھی' اور جب حضور ﷺ صبح کو اٹھتے تو اس سے پی لیتے' مسلم اور نسائی نے اسے قاسم بن فضل کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور اصحاب الاطراف نے بھی اسی طرح اسے مسند عائشہ رضی اللہ عنہا میں بیان کیا ہے اور مسند جاریہ حبشیہ میں اس کا ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے' جو حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں' یا تو وہ ان میں سے ایک تھی' جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں' یا ان سے زائد تھی۔ واللہ اعلم



[1] تصحیف: لفظ کے پڑھنے یا لکھنے میں غلطی کرنے کو کہتے ہیں۔

باب ۵۹

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آپؐ کے وہ خدام جو آپؐ کے غلام نہیں تھے

حضرت انسؓ بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عاصم بن غنم بن عدی ابن النجار الانصاری النجاری ابوحمزہ المدنی نزیل البصرہ' انہوں نے مدینہ کے دس سالہ قیام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی' آپ نے کبھی کسی بات کے بارے میں انہیں ملامت نہیں کی' اور نہ کسی کام کے کرنے پر فرمایا کہ تو نے کیوں کیا ہے' اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر فرمایا کہ تو نے کیوں نہیں کیا' آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام ہیں' انہوں نے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور آپ نے انہیں قبول کیا اور انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ انسؓ کے لیے دعا فرمائیں' تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور اس کی عمر دراز کر اور اسے جنت میں داخل کر حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں' دو باتوں کو تو میں دیکھ چکا ہوں اور تیسری بات کا منتظر ہوں' خدا کی قسم میرے پاس بہت مال ہے' اور میرے بیٹے اور پوتے ایک سو سے بھی زیادہ ہیں' اور ایک روایت میں ہے کہ میرے انگور سال میں دو بار بار آور ہوتے ہیں اور میری صلبی اولاد ایک سو چھ لڑکے ہیں' آپ کے بدر میں شامل ہونے کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے' اور انصاری نے اپنے باپ سے بحوالہ ثمامہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ بدر میں شامل تھے؟ تو آپ نے جواب دیا' تیری ماں نہ رہے میں بدر سے کہاں غائب ہوسکتا تھا' اور مشہور یہ ہے کہ آپ صغرسنی کی وجہ سے بدر و احد میں شامل نہیں ہوئے' اور حدیبیہ' خیبر' عمرۃ القضا' فتح مکہ ام سلیم' یعنی انس بن مالکؓ' کے سوا کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند نماز پڑھتے نہیں دیکھا' اور ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے سفر و حضر میں سب لوگوں سے بہتر نماز پڑھتے تھے۔ اور آپ کی وفات بصرہ میں ہوئی۔ اور ابن المدائنی کے قول کے مطابق آپ بصرہ کے باقی ماندہ صحابہ میں سے آخری صحابی تھے۔

آپ کی وفات ۹۰ھ میں ہوئی' بعض کا قول ہے ۹۱ھ میں ہوئی' بعض کہتے ہیں ۹۲ھ میں ہوئی' اور بعض کا قول ہے کہ ۹۳ھ میں ہوئی اور یہی قول سب سے مشہور ہے' اور جس روز آپ کی وفات ہوئی' امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ معتمر بن سلیمان نے بحوالہ حمید ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ۹۹ سال تھی' اور کم از کم آپ کی عمر ۹۶ سال اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۷ سال بیان کی گئی ہے' اور بعض ۱۰۶' اور بعض ۱۰۳ سال بیان کرتے ہیں۔

حضرت اسلع بن شریک بن عوف اعرجی' محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ان کا نام میمون بن سنباذ تھا' ربیع بن بدر اعرجی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بحوالہ اسلع روایت کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کے ساتھ سوار ہوتا تھا' ایک شب آپ نے فرمایا' اے اسلع اٹھ اور کجاوہ باندھ' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنبی ہوں' راوی بیان کرتا ہے آپ کچھ دیر خاموش رہے تو حضرت جبریل آیۃ الصعید لے کر آپؐ کے پاس آئے' آپ نے فرمایا! اے

اسلع اٹھ کر تیمم کر راوی بیان کرتا ہے میں نے تیمم کیا اور نماز پڑھی اور جب میں پانی کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا اے اسلع اٹھ کر غسل کر راوی بیان کرتا ہے آپ نے مجھے تیمم کر کے دکھایا' رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں جھاڑا پھر انہیں اپنے منہ پر پھیرا' پھر دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں جھاڑا اور انہیں اپنے بازوؤں پر پھیرا' دایاں ہاتھ بائیں پر اور بایاں ہاتھ دائیں پر اندر اور باہر' الجمیع کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے اس طرح کر کے دکھایا جیسے اس کے باپ نے اسے کر کے دکھایا تھا اور جیسے اسے اسلع نے دکھایا تھا اور جیسے اسے رسول اللہ ﷺ نے دکھایا تھا' ربیع بیان کرتے ہیں میں نے یہ حدیث' عوف بن ابی جمیلہ کو بتائی تو انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ابن مندہ اور بغوی نے اسے اپنی کتاب معجم الصحابہ میں ربیع بن بدر کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مجھے معلوم نہیں کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہو' ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو الہیثم بن رزیق مالکی مدلجی نے اپنے باپ سے بحوالہ اسلع بن شریک روایت کیا ہے۔

حضرت اسماء بن حارثہ بن سعد بن عبداللہ بن عباد بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصیٰ اسلمی محمد بن سعد کا قول ہے کہ یہ اصحاب الصفہ میں سے تھے اور یہ ہند بن حارثہ کے بھائی ہیں اور یہ دونوں حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حرملہ نے بحوالہ یحییٰ بن ہند بن حارثہ ہم سے بیان کیا' اور ہند' اصحاب حدیبیہ میں سے تھے' اور ان کے جس بھائی کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا' وہ اپنی قوم کو یوم عاشوراء کے روزے کا حکم دیتا تھا اور اس کا نام اسماء بن حارثہ تھا' یحییٰ بن ہند نے بحوالہ اسماء بن حارثہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھیجا اور فرمایا: اپنی قوم کو اس دن کے روزے کا حکم دو' اس نے کہا اگر وہ کھا پی چکے ہوں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بقیہ دن کے روزے کو پورا کریں۔ احمد بن خالد الوہبی نے اسے محمد بن اسحاق کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن ابی بکر نے حبیب بن ہند اسماء اسلمی نے اپنے باپ ہند کے حوالے سے مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس بھیجا اور فرمایا' اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ اس دن کا روزہ رکھیں اور جو شخص دن کے پہلے حصہ میں کھا پی چکا ہو' وہ اس کے آخری حصے کا روزہ رکھے' محمد بن سعد واقدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن نعیم بن عبداللہ الجمر نے اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' میں تو حارثہ کے دونوں بیٹوں ہند اور اسماء کو' رسول اللہ ﷺ کے غلام سمجھتا تھا' واقدی کا بیان ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔ اور وہ دونوں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپؐ کے دروازے کو نہیں چھوڑتے تھے۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ اسماء بن حارثہ نے اسی سال کی عمر میں ۶۶ ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

حضرت بکیر بن الشداخ اللیثی' ابن مندہ نے ابی بکر ہذلی کے طریق سے عبدالملک بن لیلیٰ اللیثی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ بکیر بن شداخ لیثی حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' پس وہ بالغ ہو گیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے متعلق بتایا اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں اب بالغ ہو گیا ہوں اور میں آپ کے اہل کے پاس جاتا رہتا ہوں' آپ نے فرمایا: اے اللہ اس کے قول کو سچا کر اور اسے کامیابی سے ہمکنار کر۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک یہودی قتل ہو گیا' تو حضرت

عمر رضی اللہ عنہ تقریر کے لیے کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا میں اللہ کے نام پر اس شخص سے اپیل کرتا ہوں جسے اس کے بارے میں کچھ علم ہے تو حضرت بکیر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنینؓ میں نے اسے قتل کیا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے اس کے خون کا اقرار کیا ہے' پس مخلصی کی سبیل کہاں؟ حضرت بکیرؓ نے کہا یا امیر المومنین ایک غازی نے مجھے اپنے اہل پر قائم مقام بنایا' میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ یہودی اس کی بیوی کے پاس یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔

''اس پراگندہ موکو' اسلام نے میرے بارے میں فریب دیا ہے اور میں نے پوری رات اس کی بیوی سے خلوت کی ہے اور میں نے اس کی چھاتیوں پر رات گزاری ہے اور وہ کم موگھوڑوں اور تنگ پر رات گزارتا ہے اور اس کی رانوں کے جوڑوں کے گوشت سے ایک جماعت اٹھ کر دوسری جماعت کی طرف جاتی ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے قول کی تصدیق کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بکیر رضی اللہ عنہ کے لیے' جو متقدم الذکر دعا کی تھی اس کی برکت سے یہودی کا خون رائیگاں گیا۔

حضرت بلال بن رباح حبشی رضی اللہ عنہ' آپ مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بہت سا مال دے کر آپ کو اس سے خرید لیا' کیونکہ امیہ آپ کو اسلام سے مرتد کرنے کے لیے شدید عذاب دیا کرتا تھا' اور آپ صرف اسلام کو پسند کرتے تھے' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو خریدا تو رضائے الٰہی کی خاطر آپ کو آزاد کر دیا۔ اور جب لوگوں نے ہجرت کی تو آپ نے بھی ہجرت کی' اور آپ بدر واحد اور بعد کے معرکوں میں بھی شامل ہوئے اور آپ بلال بن حمامہ کے نام سے مشہور تھے' حمامہ آپ کی والدہ تھیں اور آپ سب لوگوں سے بڑھ کر فصیح البیان تھے' نہ کہ جس طرح بعض لوگ آپ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ آپ سین کے حرف کو ادا نہیں کر سکتے تھے' حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس بارے میں ایک حدیث بھی روایت کی ہے' جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہونے کا کوئی اصل موجود نہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سین میں کچھ گڑبڑ ہے' اور آپ چار مؤذنین میں سے ایک تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور آپ پہلے مؤذن تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ جنگ کے لیے شام چلے گئے' کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں ان کے لیے اذان دیتے تھے' مگر پہلی بات زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے ۲۰ھ میں دمشق میں وفات پائی اور آپ کی عمر ساٹھ سال سے کچھ زیادہ تھی' اور الفلاس کا بیان ہے کہ آپ کی قبر دمشق میں ہے' بعض کا قول ہے کہ داریا میں ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات حلب میں ہوئی' اور صحیح بات یہ ہے کہ حلب میں آپ کا بھائی خالد فوت ہوا تھا۔ مکحول کا بیان ہے کہ مجھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ایک دیکھنے والے نے بتایا کہ آپ بہت سیاہ فام' نحیف اور جھکے ہوئے تھے آپ کے بال بہت تھے اور آپ اپنے بالوں کی سفیدی کو تبدیل نہیں کرتے تھے۔

حضرت حبہ اور سواءؓ یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا اور وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے سلام بن شرحبیل سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں حبہ اور سواء کے حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ کسی چیز کو درست کر رہے تھے جس نے آپ کو تکلیف

رہی تھی' آپ نے فرمایا جب تک تم دونوں کے سر ہلتے ہیں رزق میں تاخیر نہیں ہوگی' بلاشبہ انسان کو اس کی ماں سرخ جنتی ہے اور اس پر چھلکا نہیں ہوتا' پھر اللہ تعالیٰ اسے رزق دیتا ہے۔

حضرت مخمر' جنہیں ذو مجمر کہا جاتا ہے' آپ شاہ حبشہ نجاشی کے بھتیجے تھے' بعض کہتے ہیں کہ ان کے بھانجے تھے' مگر پہلی بات درست ہے' نجاشی نے آپ کو اپنی نیابت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے بھیجا تھا۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے برید بن صلیح سے بحوالہ ذی مخمر ہم سے بیان کیا' جو ایک حبشی آدمی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھے' آپؐ نے تیز چلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے اور آپ زاد کی کمی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے' ایک کہنے والے نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' لوگ علیحدہ ہو گئے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ بیٹھ گئے اور لوگوں کو بھی اپنے ساتھ روک لیا یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے' آپ نے انہیں کہا کیا آپ ہمیں سونے کا موقع دے سکتے ہیں؟ پس آپ اترے اور لوگ بھی اترے' تو وہ کہنے لگے رات کو ہماری حفاظت کون کرے گا؟ میں نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں' میں آپ کی حفاظت کروں گا' تو آپ نے اپنی ناقہ کی مہار مجھے دے دی اور فرمایا: سست نہ ہونا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ اور اپنی ناقہ کی مہار پکڑ لی' اور میں قریب ہی ایک طرف ہٹ گیا اور میں نے ان دونوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ میں ان دونوں کو دیکھ رہا تھا کہ مجھے نیند آ گئی اور مجھے کسی چیز کا احساس نہ ہوا' یہاں تک کہ میں نے اپنے چہرے پر سورج کی تپش کو محسوس کیا' پس میں بیدار ہوا اور دائیں بائیں دیکھا' کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں اونٹنیاں میرے قریب ہی ہیں' پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ اور اپنی ناقہ کی مہار پکڑ لی اور میں نے قریبی آدمی کے پاس آ کر اسے جگایا اور پوچھا کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں' پس لوگوں نے ایک دوسرے کو جگایا' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیدار ہو گئے اور فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ کیا چھاگل میں پانی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں میری جان آپ پر قربان ہو' پس وہ آپ کے پاس وضو کا پانی لائے' اور آپ کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صبح سے پہلے آرام سے دو رکعت نماز پڑھی' پھر آپ کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی' تو آپ نے آرام سے نماز پڑھی' تو ایک کہنے والے نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے کوتاہی کی ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو پکڑ لیا اور ہماری طرف واپس کر دیا اور ہم نے نماز پڑھ لی ہے۔

حضرت کعب اسلمی ابوفراس' اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ابوسلمہ سے بحوالہ ربیعہ بن کعب مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب بسر کی' میں آپ کے پاس آپ کے وضو اور حاجت کے لیے پانی لاتا تھا اور آپ رات کو اٹھ کر کہتے سبحان ربی وبحمدہ الہوی' سبحان رب العالمین الہوی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا' کثرتِ سجود سے اپنے نفس کی مدد کر۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن [illegible] بن [illegible] نے نعیم بن محمد سے بحوالہ ربیعہ بن کعب مجھ سے بیان کیا کہ میں تمام دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ آپ عشا کی نماز پڑھ لیتے اور میں آپ کے دروازے پر بیٹھ جاتا اور جب آپ گھر میں داخل ہو جاتے تو میں کہتا' شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ضرورت پڑ جائے' اور میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھتے سنتا' یہاں تک کہ میں اُکتا کر واپس آ جاتا یا مجھے نیند آ جاتی اور میں سو جاتا' ایک روز آپ نے میری خدمت گزاری کو دیکھ کر مجھ سے فرمایا اے ربیعہ بن کعب! مجھ سے سوال کرو میں تمہیں دوں گا' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے بارے میں غور کرتا ہوں پھر میں آپ کو بتاؤں گا' راوی بیان کرتا ہے' میں نے اپنے دل میں سوچا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ دنیا ختم اور زائل ہونے والی ہے اور اس میں میرا رزق مجھے کفایت کرے گا اور مجھے ملتا رہے گا' میں نے اپنے دل میں کہا' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آخرت کے متعلق سوال کروں گا' بلاشبہ اللہ کے ہاں آپ کو جو مقام حاصل ہے وہ حاصل ہی ہے' راوی بیان کرتا ہے میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا' اے ربیعہ تو نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے رب کے پاس میرے لیے سفارش کریں اور وہ مجھے آگ سے آزادی بخش دے آپ نے فرمایا اے ربیعہ یہ مشورہ تجھے کس نے دیا میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مجھے کسی نے اس کے متعلق مشورہ نہیں دیا' مگر جب آپ نے فرمایا کہ مجھ سے سوال کرو میں تمہیں دوں گا' اور آپ کو اللہ کے ہاں جو مقام حاصل ہے وہ حاصل ہی ہے' تو میں نے اپنے بارے میں غور و فکر کیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ دنیا ختم اور زائل ہونے والی ہے اور اس میں میرا رزق مجھے ملتا رہے گا' تو میں نے کہا' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آخرت کے بارے میں سوال کروں گا' راوی بیان کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر تک خاموشی اختیار کیے رکھی پھر مجھے فرمایا' میں یہ کام کروں گا' تم کثرت سجود سے اپنے نفس کی مدد کرو۔

حافظ ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا کہ مبارک بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمران الجونی نے بحوالہ ربیعہ اسلمی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا۔ ہم سے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا' اے ربیعہ کیا تو شادی نہیں کرے گا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں چاہتا کہ کوئی چیز مجھے آپ کی خدمت سے غافل کر دے اور میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں جو میں عورت کو دوں' راوی بیان کرتا ہے اس کے بعد میں نے کہا جو کچھ میرے پاس ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہتر جانتے ہیں جو مجھے شادی کرنے کی دعوت دے رہے ہیں' اور اگر اس دفعہ آپ نے مجھے دعوت دی تو میں آپ کو ضرور جواب دوں گا راوی بیان کرتا ہے آپ نے مجھے فرمایا' اے ربیعہ کیا تو شادی نہیں کرے گا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون میری شادی کروائے گا' میرے پاس عورت کو دینے کے لیے کچھ نہیں' آپ نے مجھے فرمایا فلاں لوگوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے۔ کہ تم اپنی فلاں لڑکی سے میرا نکاح کر دو' راوی بیان کرتا ہے میں نے ان کے پاس آ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ تم اپنی فلاں لڑکی سے میرا نکاح کر دو' انہوں نے کہا فلاں لڑکی سے' اس نے کہا ہاں! وہ کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ایلچی کو خوش آمدید پس انہوں نے میرا نکاح کر دیا' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھے گھرانے والوں سے آپ کے پاس آیا ہوں انھوں نے میری تصدیق کی اور میرا نکاح کر دیا میں اپنا مہر کہاں سے ادا کروں گا رسول اللہؐ نے بریدہ اسلمی سے فرمایا ربیعہ کے مہر کے لیے

گٹھلی کے وزن کے برابر سونا جمع کرو پس انھوں نے اسے جمع کر کے مجھے دیا اور میں نے انھیں دے دیا جسے انھوں نے قبول کر لیا میں نے رسول اللہؐ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے قبول کر لیا ہے' میں ولیمہ کہاں سے کروں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے بریدہ اسلمی سے فرمایا' ربیعہ کے لیے ایک مینڈھے کی قیمت جمع کرو' انہوں نے رقم جمع کی تو آپ نے مجھے فرمایا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر انہیں کہو کہ ان کے پاس جتنے جو ہیں وہ تجھے دے دیں' راوی بیان کرتا ہے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو آپ نے مجھے جو دے دیئے۔ تو میں مینڈھا اور جو لے کر چل پڑا تو وہ کہنے لگے' جو کے متعلق تو ہم تجھے کفایت کریں گے اور مینڈھے کے بارے میں اپنے اصحاب کو حکم دو کہ وہ اسے ذبح کریں اور انہوں نے جو تیار کیے' تو خدا کی قسم ہمارے پاس روٹی اور گوشت ہو گئے' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی زمین جاگیر میں دی' تو ہم نے کھجور کے ایک درخت کے متعلق اختلاف کیا' میں نے کہا وہ میری زمین میں ہے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ میری زمین میں ہے' پس ہم نے آپس میں تنازعہ کیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک بات کہی جسے میں نے ناپسند کیا' پس آپ شرمندہ ہوئے اور مجھے بلا کر کہا جو بات میں نے کہی ہے وہی بات مجھے کہہ لو' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا خدا کی قسم میں وہ بات آپ سے نہیں کہوں گا' جو آپ نے مجھے کہی ہے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤں گا' راوی بیان کرتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے' تو میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا اور میری قوم کے لوگ میرے پیچھے پیچھے تھے' وہ کہنے لگے جس شخص نے آپ سے بات کہی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کرنے جا رہا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا' تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ صدیق ہیں اور مسلمانوں کے سفید مو بزرگ ہیں' واپس چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ لیں اور خیال کریں کہ تم ان کے خلاف میری مدد کرنے آئے ہو' اور آپ غصے ہو جائیں' اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر انہیں اطلاع دیں اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کہا کہ میں نے ربیعہ سے ایک بات کہی ہے جسے ربیعہ نے ناپسند کیا ہے' تو میں نے اسے کہا ہے کہ جو بات میں نے اسے کہی ہے وہ بھی مجھے کہہ لے تو اس نے انکار کر دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ربیعہ تجھے صدیق سے کیا نسبت ہے؟ راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم میں وہ بات ان سے نہیں کہوں گا' جو انہوں نے مجھے کہی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' ان سے وہ بات نہ کہو جو انہوں نے تجھے کہی ہے بلکہ کہو اے ابوبکر اللہ تجھے بخش دے۔

حضرت سعد جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام تھے' ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے حسن سے بحوالہ سعد مولیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور حضرت سعد' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کی خدمت کو پسند کرتے تھے۔ سعد کو آزاد کر دو تمہارے پاس آدمی آئیں گے' تمہارے پاس آدمی آئیں گے۔ احمد نے اسے اسی طرح ابوداؤد طیالسی سے روایت کیا ہے' اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے حسن سے بحوالہ سعد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے کھجوریں پیش کیں تو لوگ دو دو کھجوریں ملانے لگے تو آپ نے انہیں دو دو کھجوریں ملانے سے منع فرمایا' اور ابن ماجہ نے

اسے بزار نے بحوالہ ابوداؤد روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جب آپ عمرۃ القضاء کے روز مکہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کو آگے سے کھینچ رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

''اے کافرزادو! آپ کا راستہ چھوڑ دو آج ہم اس کی تاویل پر تم سے شمشیر زنی کریں گے جیسا کہ ہم نے اس کی تنزیل پر تم سے شمشیر زنی کی تھی جو چوٹی کو اس کی کھوپڑی سے الگ کر دیتی ہے اور دوست کو دوست سے غافل کر دیتی ہے''۔

ہم قبل ازیں اس بات کو مفصل بیان کر چکے ہیں' اس کے چند ماہ بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ معرکہ موتہ میں شہید ہو گئے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ ابوعبدالرحمٰن الہذلی' آپ ائمہ صحابہؓ میں سے ایک تھے' آپ نے دو ہجرتیں کیں' اور بدر اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' آپ رسول اللہ ﷺ کی جوتیوں اور پانی کے منتظم تھے' اور جب آپؐ سواری کے خواہاں ہوتے' تو آپ حضورؐ کی سواری پر کجاوہ باندھتے' آپ کو کلام الٰہی کی تفسیر میں ید طولیٰ حاصل تھا' اور آپ بڑے صاحب علم و حلم و فضل تھے' حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا جبکہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں کے پتلا ہونے پر تعجب کر رہے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' میزان میں ان دونوں پنڈلیوں کا وزن احد سے بھی زیادہ گراں ہوگا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ علم کا ایک بھرپور باڑا ہیں' مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ آپ دبلے جسم اور اچھے اخلاق والے تھے' کہتے ہیں کہ جب آپ چلتے تو بیٹھنے کی مانند معلوم ہوتے' نیز آپ اپنی حرکات و سکنات اور گفتگو میں حضرت نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے اور حتی المقدور عبادت میں بھی آپ سے مشابہت اختیار کرتے تھے' آپ کی وفات عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۶۳ سال کی عمر میں ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں' مدینہ میں ہوئی بعض کا قول ہے کہ آپ نے کوفہ میں وفات پائی' مگر پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر الجہنی' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جابر نے قاسم ابوعبدالرحمٰن سے' بحوالہ عقبہ بن عامر ہم سے بیان کیا کہ میں ان پہاڑی راستوں میں سے ایک راستے پر رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کی رسی پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا اے عقبہ آپ سوار نہیں ہوں گے؟ راوی بیان کرتا ہے میں ڈرا کہ ایسا کرنا معصیت ہو گا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر پڑے اور میں تھوڑی دیر سوار ہوا پھر آپ سوار ہوئے اور فرمایا۔ اے عقبہ کیا میں تم کو دو بہترین سورتوں کے متعلق نہ بتاؤں جنہیں لوگ پڑھتے ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک بتایئے' تو آپ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھائیں' پھر نماز کھڑی ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ نے آگے ہو کر ان دونوں سورتوں کو پڑھا' پھر میرے پاس سے گزرے اور فرمایا' جب کبھی تو سوئے اور جاگے ان دونوں کو پڑھا کر۔ نسائی نے اسے اسی طرح ولید بن مسلم اور عبداللہ بن المبارک کی حدیث سے بحوالہ ابن جابر روایت کیا ہے' اور اسی طرح ابوداؤد اور نسائی نے اسے ابن وہب کی حدیث سے عن معاویہ بن صالح عن علاء ابن الحارث عن القاسم ابی عبدالرحمٰن عن عقبہ روایت کیا ہے۔ 2

حضرت قیس سعد بن عبادہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہما: امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہی مقام تھا' جو گورنر کے ہاں ایس پی کا ہوتا ہے' حضرت قیس بڑے دراز قد تھے اور آپ کی داڑھی کے بال صرف ٹھوڑی پر تھے رخساروں پر نہ تھے' کہتے ہیں کہ طویل ترین آدمی آپ کی شلوار کو اپنی ناک پر رکھتا تو اس کے پاؤں زمین تک پہنچتے' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی شلوار شاہ روم کی طرف یہ کہتے ہوئے بھیجی کہ کیا تمہارے پاس کوئی آدمی ہے جس کے طول کے برابر یہ شلوار ہو؟ تو شاہ روم اس سے بہت متعجب ہوا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ بڑے سخی قابل تعریف' اور دانشمند آدمی تھے' اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' اور مسعر' بحوالہ معبد بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما ہمیشہ اپنی انگشت شہادت اٹھائے ہوئے دعا کرتے رہتے تھے۔ واقدی اور خلیفہ بن خیاط وغیرہما بیان کرتے ہیں کہ آپ کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کے آخر میں ہوئی' اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب بجستانی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن یزید حنفی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن الصلت نے عن اعمش عن ابی سفیان عن انس ہم سے بیان کیا کہ انصار کے بیس نوجوان' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کے لیے آپ کے ساتھ رہتے تھے اور جب آپ کسی کام کا ارادہ کرتے تو انہیں اس کام کے لیے بھیجتے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک ہتھیار بند جوان کی حیثیت رکھتے تھے اور حدیبیہ کے روز خیمہ میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تلوار بلند کیے ہوئے تھے اور جب کبھی آپ کا چچا عروہ بن مسعود' جب وہ پیغام بری کے لیے آیا تھا' عربوں کے دستور گفتگو کے مطابق' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف جھکتا' تو آپ تلوار کے دستے سے اس کے ہاتھ کو ٹھوکا دیتے اور فرماتے اپنے ہاتھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے پیچھے رکھو' قبل اس کے کہ وہ تجھ تک نہ پہنچے' اس حدیث کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور محمد بن سعد وغیرہ کا بیان ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے ساتھ ایک دفعہ ان کی ڈیوٹی لگائی' اور ان دونوں نے جا کر اہل طائف کے معبود کو تباہ و برباد کر دیا۔ جسے ربہ کہا جاتا تھا اور وہی لات تھا' اور آپ عرب کے دانشمندوں میں سے ایک تھے' شعبی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں کبھی کسی سے مغلوب نہیں ہوا۔ اور شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے قبیصہ بن جابر کو بیان کرتے سنا کہ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں' اگر شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور ان میں سے کسی دروازے سے دھوکے کے بغیر نہ نکلا جا سکتا ہو تو یہ اس کے سب دروازوں سے نکل جائیں گے۔ شعبی بیان کرتے ہیں کہ قاضی چار ہیں' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم اور دانشمند بھی چار ہیں' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم اور زیاد۔

زہری کا بیان ہے کہ دانشمند پانچ ہیں' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ' اور دو دانشمند حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے' حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ' عورتوں سے بہت نکاح کرتے تھے' اور وہ ایک بیوی والے سے کہا کرتے تھے کہ اگر وہ حائضہ

ہو جائے تو وہ بھی اس کے ساتھ حائض ہو جاتا ہے اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو وہ بھی اس کے ساتھ بیمار ہو جاتا ہے' اور دو بیویوں والا دو مچلتی آگوں کے درمیان ہوتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ چار عورتوں سے نکاح کرتے تھے۔ اور سب کو طلاق دے دیتے تھے اور امام مالک کے سوا دوسروں کا بیان ہے کہ آپ نے اسی عورتوں سے نکاح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ تین سو عورتوں سے' اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ایک ہزار عورتوں سے شادی کی' آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور سب سے مشہور اور صحیح قول وہ ہے جس پر بغدادی نے اجماع بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔

حضرت مقداد بن اسودؓ ابو معبد الکندی حلیف بنی زہرہ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن ثابت عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن المقداد بن الاسود ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ آئے اور ہم لوگوں سے ملے تو کسی نے ہماری مہمان نوازی نہ کی' ہم نے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر اس بات کا ذکر کیا تو آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ آپ کے پاس چار بکریاں تھیں' آپ نے فرمایا اے مقداد ان کا دودھ دوہو اور ان کے چار حصے کرو اور ہر آدمی کو ایک حصہ دے دو۔ پس میں یہ کام کرتا تھا ایک شب میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دیر کر دی ہے اور میں اپنے بستر پر لیٹ گیا' تو میرے دل نے مجھے کہا' حضرت نبی کریم ﷺ ایک انصاری گھرانے میں گئے ہیں تو اٹھ کر اس مشروب کو پی لے' یہ خیال مجھے مسلسل آتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اٹھ کر آپ کے حصے کا دودھ پی لیا' اور جب وہ دودھ میرے پیٹ اور آنتوں میں گیا تو اس نے مجھے پہلے اور نئے کھانے سمیت گرفت میں لے لیا اور میں کہنے لگا' اب حضرت نبی کریم ﷺ تشنہ و گرسنہ آئیں گے اور پیالے میں کوئی چیز نہیں پائیں گے' پس میں نے اپنے چہرے پر کپڑا لپیٹ لیا اور حضرت نبی کریم ﷺ نے آ کر ایسا سلام کہا جسے بیدار سن سکتا تھا اور وہ سوئے شخص کو بیدار نہ کرتا تھا' آپ نے پیالے سے برتن ہٹا کر دیکھا تو کوئی چیز نہ پائی اور آسمان کی طرف اپنا سر اٹھا کر دعا فرمائی۔ اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا پلایا ہے اسے کھلا پلا۔ پس میں نے آپ کی دعا کو غنیمت جانا اور کھڑے ہو کر چھری پکڑی اور بکریوں کی طرف بڑھا اور انہیں ٹٹولنے لگا کہ ان میں سے سب سے موٹی کو ذبح کروں' تو ایک بکری کے تھنوں کو میرا ہاتھ جا لگا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دودھ سے بھرا ہوا ہے' میں نے دوسری بکری کی طرف دیکھا تو وہ بھی دودھ سے بھری ہوئی تھی' میں نے دیکھا تو سب کی سب دودھ سے بھرپور تھیں' میں نے ایک برتن میں دودھ دوہا اور اسے حضور کے پاس لا کر عرض کیا نوش فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اے مقداد کیا بات ہے' میں نے عرض کیا نوش فرمایئے' پھر بات بتاؤں گا' آپ نے فرمایا اے مقداد تیری ایک بری خصلت ہے' آپ نے دودھ پیا' پھر فرمایا پیو' میں نے عرض کیا یا نبیؐ اللہ! نوش فرمایئے' آپ نے پیا یہاں تک کہ آپ سیر ہو گئے' پھر میں نے آپ سے دودھ لے کر پی لیا' پھر میں نے آپ کو بات بتائی تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا یہ بات ہے' میں نے کہا اس اس طرح ہوا تھا' تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ آسمان سے نازل شدہ برکت ہے' تو نے مجھے کیوں نہیں بتایا تاکہ میں تیرے دونوں ساتھیوں کو بھی پلا دیتا' میں نے کہا جب میں اور آپؐ برکت کو پی لیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں کسی سے چوک گیا ہوں' امام احمد نے اسے اسی طرح عن ابی النضر عن سلیمان بن المغیرہ عن ثابت عن عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ عن المقداد روایت کیا ہے اور جو بات پہلے بیان ہو چکی ہے اس کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ انہوں نے اس برتن میں

دودھ دوہا جس میں وہ دوہنے کی سکت نہیں رکھتے تھے پس انہوں نے دودھ دوہا یہاں تک کہ اس کے اوپر جھاگ آ گیا اور جب وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے انہیں فرمایا اے مقداد کیا تم نے اپنا رات کا دودھ نہیں پیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نوش فرمایئے پس آپ نے پیا' پھر مجھے دے دیا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نوش فرمایئے' آپ نے پیا' پھر مجھے دے دیا تو میں نے بقیہ دودھ لے کر پی لیا اور جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سیر ہو گئے ہیں تو مجھے آپ کی دعا پہنچ گئی اور میں ہنس ہنس کر زمین پر لیٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مقداد! تیری ایک بری خصلت ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا معاملہ یوں ہے اور میں نے یوں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو صرف رحمتِ الٰہی ہے' تو نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی' اپنے ان دو ساتھیوں کو جگا وہ بھی اس سے حصہ لیں۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' جب میں نے اور آپ نے اس رحمت کو پا لیا ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ لوگوں میں سے اسے کس نے پایا ہے' مسلم' ترمذی اور نسائی نے اسے سلیمان بن مغیرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حضرت مہاجر مولیٰ ام سلمہ: طبرانی بیان کرتے ہیں کہ ابوالزنباع روح بن الفرج نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بکیر کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام مہاجر سے سنا اس نے بیان کیا کہ میں نے کئی سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور آپ نے مجھے کسی کام کے کرنے پر نہیں کہا کہ تو نے کیوں کیا' اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر کہا کہ تو نے اسے کیوں نہیں کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ کی دس سال یا پانچ سال خدمت کی۔

حضرت ابوالسمح: ابوالعباس محمد بن اسحاق ثقفی بیان کرتے ہیں کہ مجاہد بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن الولید نے ہم سے بیان کیا کہ محل بن خلیفہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالسمح نے مجھ سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ جب غسل کا ارادہ فرماتے تو فرماتے میری چھاگل مجھے دے دو' میں چھاگل آپ کو دے دیتا اور خود آپ سے اوٹ میں ہو جاتا' پس آپ حضرت حسن یا حضرت حسین کو لے کر آئے تو انہوں نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا' میں اسے دھونے کے لیے آیا تو آپ نے فرمایا لڑکی کے پیشاب کرنے سے کپڑا دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب کرنے سے کپڑے پر پانی چھڑکا جائے' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے بحوالہ مجاہد بن موسیٰ روایت کیا ہے۔

اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے علی الاطلاق سب سے افضل صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سفر ہجرت میں بہ نفس نفیس آپ کی خدمت کی' خصوصاً غار میں اور غار سے نکلنے کے بعد بھی' حتیٰ کہ حضورؐ مدینہ پہنچ گئے' جیسا کہ پہلے تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔



باب ٦٠

آپؐ کے کاتبین وحی

ان میں خلفائے اربعہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں' جن میں سے ہر ایک کے حالات ان کے دور خلافت میں عنقریب بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ

حضرت ابان بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی' انہوں نے اپنے دونوں بھائیوں خالد اور عمرو کے بعد اسلام قبول کیا' آپ نے حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا' کیونکہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وقت پناہ دی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز انہیں اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ خیبر کے روز آپ نے اسلام قبول کیا' کیونکہ صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خیبر کی غنائم کی تقسیم میں آپ کا ذکر آتا ہے۔ اور آپ کے قبول اسلام کا باعث یہ ہے کہ شام میں تجارت کے دوران آپ کی ایک راہب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو راہب نے آپ سے کہا' ان کا نام کیا ہے؟ آپ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس نے کہا میں آپ کے سامنے ان کی تعریف کرتا ہوں' اور اس نے آپ کی خوب تعریف کی اور کہا جب تو اپنے اہل کے پاس واپس جائے تو میرا انہیں سلام کہنا اور وہ آپ کی واپسی کے بعد مسلمان ہو گیا اور وہ عمرو بن سعید الاشدق کا وہ بھائی تھا جسے عبدالملک بن مروان نے قتل کر دیا تھا' ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وحی کو دیکھا' وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے' اور جب وہ موجود نہ ہوتے تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لکھتے' اور حضرت عثمان اور حضرت خالد بن سعید اور حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہم نے بھی مدینہ میں آپ کے لیے وحی کو لکھا۔ اور مکی سورتوں کے نزول کے وقت ابی بن کعب موجود نہ تھے ان سورتوں کو مکہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے لکھا' اور حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے' موسیٰ بن عقبہؒ مصعب بن زبیرؒ زبیر بن بکار اور اکثر نسابوں نے بیان کیا ہے کہ آپ جنگِ اجنادین میں شہید ہوئے' یعنی جمادی الاولیٰ ۱۲ھ میں' اور دوسروں کا قول ہے کہ آپ مرج الصفر کی جنگ میں ۱۴ھ میں شہید ہوئے' اور محمد بن اسحاق کہتے ہیں' کہ آپ اور آپ کا بھائی عمرو جنگ یرموک میں ۵/ رجب ۱۵ھ کو شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں' کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔ اور آپ امام علی کا مصحف' حضرت زید بن ثابت کو لکھواتے تھے' پھر ۲۹ھ میں آپؓ کی وفات ہوئی۔ واللہ اعلم

حضرت ابی بن کعبؓ بن قیس بن عبید الخزرجی الانصاری' ابو المنذرؓ آپ کو ابو الطفیل بھی کہا جاتا ہے آپ سید القراء تھے' عقبہ ثانیہ' بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' آپ میانہ قد' دبلے' اور سفید ریش اور سفید سر تھے' اور سفیدی کو تبدیل نہیں کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' انصار میں سے چار آدمیوں حضرت ابی بن کعبؓ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت زید

بن ثابت رضی اللہ عنہم اور ابو یزید نے قرآن جمع کیا ہے۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو قرآن سناؤں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں‘ تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

علامہ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ اقرأ علیک قراۃ کا مفہوم ابلاغ واسماع (پہنچانا اور سنانا) ہے نہ کہ قرأت سیکھنا‘ اس مفہوم کو کسی اہل علم نے نہیں سمجھا‘ اور ہم نے اس مفہوم سے اس لیے آگاہ کر دیا ہے تاکہ کوئی اس مفہوم کے خلاف اعتقاد نہ کرے اور ہم نے ایک اور جگہ پر انہیں سنانے کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ آپ نے انہیں سورت ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾ سنائی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی پر‘ جس نے ابی بن کعبؓ کے طریق کے خلاف سورت کو پڑھا اس پر عیب لگایا‘ نیز ابی اس معاملہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لے گئے تو آپ نے فرمایا اے ابی پڑھیے‘ آپ نے پڑھا تو آپؐ نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے‘ پھر اس آدمی سے فرمایا پڑھیے اس نے پڑھا تو آپ نے فرمایا یہ سورت اس طرح نازل ہوئی ہے۔ ابی بیان کرتے ہیں کہ مجھے شک پیدا ہو گیا حالانکہ میں اس وقت جاہلیت میں نہ تھا‘ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا تو وہ پسینے سے شرابور ہو گئے‘ گویا میں ڈر کر اللہ کی طرف دیکھ رہا ہوں‘ اس کے بعد آپ نے ان کی تثبیت و وضاحت کے لیے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی بلاشبہ یہ قرآن حق اور سچ ہے اور یہ بندوں پر لطف و رحمت کے لیے بہت سے حروف پر نازل ہوا ہے۔ اور ابن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ہی نے سب سے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وحی کو لکھا‘ اور آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے‘ بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۱۹ھ میں وفات پائی اور بعض ۲۰ھ اور بعض ۲۳ھ بیان کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک جمعہ پہلے وفات پائی۔

حضرت ارقم بن ابی الارقم‘ آپ کا نام عبد مناف بن اسد بن جندب بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی تھا‘ آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا آپ ہی کے گھر میں جو صفا کے پاس تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روپوش ہوئے‘ اور اس کے بعد یہ گھر خیزران کے نام سے مشہور ہوا‘ اور آپ نے ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے‘ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات کروائی‘ اور آپ نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عظیم بن حارث محاربی کو فتح وغیرہ کی جاگیر لکھ دی۔ اسے حافظ ابن عساکر نے عتیق بن یعقوب زہری کے طریق سے روایت کیا ہے کہ عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ اور دادے عمرو بن حزم کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا۔ اور آپ کی وفات ۵۳ھ اور بعض کے قول کے مطابق ۵۵ھ میں ۵۸ سال کی عمر میں ہوئی‘ اور امام احمد نے آپ کی دو حدیثیں روایت کی ہیں‘ اوّل‘ احمد اور حسن بن عرفہ بیان کرتے ہیں۔ یہ الفاظ احمد کے ہیں۔ کہ عباد بن عباد مہلبی نے عن ہشام بن زیاد عن عمار بن سعد عن عثمان بن ارقم بن ابی الارقم عن ابیہ۔ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ جو شخص جمعہ

کے روز لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگ کر آگے جاتا ہے اور امام کے خروج کے بعد دو آدمیوں میں تفریق کرتا ہے اس شخص کی مانند ہے جو اپنی آنتوں کو آگ میں گھسیٹتا ہے۔ دوم احمد بیان کرتے ہیں کہ عصام بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عمران نے عبداللہ بن عثمان بن الارقم سے اپنے دادا ارقم کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ عطاف بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اس جگہ اور اپنے ہاتھ سے بیت المقدس کی طرف اشارہ کیا' آپ نے فرمایا تم کس کام سے اس کی طرف جا رہے ہو' کیا تجارت کے لیے' انہوں نے کہا نہیں' بلکہ میں اس میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں' آپ نے مکہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس جگہ نماز پڑھنا' ہزار نماز سے افضل ہے اور اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا' احمد ان دونوں حدیثوں کے بیان میں متفرد ہیں۔

حضرت ثابت بن قیس بن شماس الانصاری الخزرجی ابوعبدالرحمٰن' آپ کو ابومحمد المدنی خطیب الانصار بھی کہا جاتا ہے' نیز آپ کو خطیب النبی ﷺ بھی کہا جاتا ہے' محمد بن سعد کا بیان ہے کہ علی بن محمد المدائنی نے اپنی اسانید سے' رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے وفود کے شیوخ سے' مجھے خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبس یمانی اور مسلمہ بن ہاران الحدانی فتح مکہ کے بعد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اور مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی اور آپ نے انہیں ایک تحریر لکھ دی جس میں ان کے اموال میں فرض زکوٰۃ کے متعلق لکھا' اور اس تحریر کو حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا' اور حضرت سعد بن معاذ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم نے اس پر گواہی دی' اور اس آدمی کے متعلق صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی ہے۔ اور ترمذی نے اپنی جامع میں مسلم کی شرط کے مطابق اسناد سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے' عمر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے' اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے' معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہما کیا ہی اچھا آدمی ہے' آپ جنگ یمامہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۲ھ میں شہید ہوئے' ہم ان کے واقعہ کو آخر پر بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

حضرت حنظلہؓ بن الربیع بن صیفی بن رباح بن الحارث بن مخاشن بن معاویہ ابن شریف بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم التمیمی الاسیدی الکاتب' آپ کے بھائی حضرت رباح رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے' اور آپ کا چچا اکثم بن صیفی عرب کا دانا تھا' واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے تحریر لکھی۔ اور دوسروں کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو صلح میں جماعتوں کی طرف بھیجا' اور آپ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ' عراق کی جنگوں میں شامل ہوئے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی پایا اور جنگ جمل وغیرہ میں آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے تخلف کیا' پھر کوفہ سے چلے آئے کیونکہ وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دشنام دی جاتی تھی' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد آپ نے وفات پائی' اور ابن اثیر نے ''الغابہ'' میں بیان کیا ہے کہ جب آپ فوت ہوئے' تو آپ کی بیوی نے آپ پر جزع فزع کی تو اس کی پڑوسنوں نے اس بارے میں اسے ملامت کی تو اس نے کہا۔

''ایک غمزدہ عورت پر رعد نے تعجب کیا ہے جو ایک متغیر اللون بوڑھے پر گریہ کناں ہے۔ اگر تو مجھ سے دریافت کرتی

کہ مجھے کس چیز نے کمزور کر دیا ہے تو میں تجھے ایک سچی بات بتاتی حنظلہ کاتب کے غم نے آنکھ کی پتلی کو تباہ کر دیا ہے''۔

احمد بن عبداللہ بن الرقی بیان کرتے ہیں کہ آپ فتنہ سے الگ رہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد وفات پا گئے' آپ سے دو حدیثیں بیان ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں بلکہ تین بیان ہوئی ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے بحوالہ حنظلہ کاتب ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص رکوع و سجود اور وضو اور مقررہ اوقات کے ساتھ پانچوں نمازوں پر مداومت کرے اور اسے یہ بھی علم ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے حق ہیں' تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یا آپ نے فرمایا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور یہ قتادہ اور حنظلہ کے درمیان منقطع ہے۔ واللہ اعلم

دوسری حدیث کو احمد' مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے سعید الجریری کی حدیث سے ابوعثمان النہدی سے بحوالہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ اگر ہمیشہ تمہارا وہی حال رہتا جو میرے پاس ہوتا ہے' تو تمہاری نشست گاہوں' راستوں اور بستروں میں فرشتے تم سے مصافحہ کرتے' لیکن گھڑی گھڑی کی بات ہے' اور احمد اور ترمذی نے اسے اسی طرح عمران بن داؤد القطان کی حدیث سے عن قتادہ عن یزید بن عبداللہ بن الشخیر عن حنظلہ روایت کیا ہے۔ تیسری حدیث کو احمد' نسائی اور ابن ماجہ نے سفیان ثوری کی حدیث سے عن ابی الزناد عن المرقع بن صیفی بن حنظلہ عن جدہ روایت کیا ہے یہ حدیث عورتوں کو جنگ میں قتل کرنے سے مناہی کے بارے میں ہے' لیکن امام احمد نے اسے عبدالرزاق سے بحوالہ ابن جریج روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں مجھے ابوالزناد نے مرقع بن صیفی بن ریاح بن ربیع سے اس کے دادا رباح بن ربیع کے حوالے سے بتایا جو حنظلہ کاتب کے بھائی تھے اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح احمد نے اسے حسین بن محمد اور ابراہیم بن ابی العباس سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن اور اس کے باپ سعید بن منصور اور ابوعامر العقدی سے روایت کی ہے اور ان دونوں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن عن ابی الزناد عن مرقع عن جدہ رباح روایت کی ہے۔ اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسے مغیرہ کے طریق سے اسی طرح بیان کیا ہے' اور ابوداؤد اور نسائی نے عمر بن مرقع کی حدیث سے اس کے باپ اور دادا رباح سے روایت کی ہے۔ پس حدیث رباح سے مروی ہے نہ کہ حنظلہ سے' اس لیے ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ سفیان ثوری اس حدیث میں غلطی کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں ابن الرقی کا قول درست ہے کہ آپ نے صرف دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' ابوسعید الاموی' آپ بہت پہلے مسلمان ہوئے' کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے تین یا چار آدمیوں کے بعد' اور زیادہ سے زیادہ پانچ آدمیوں کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا' مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مسلمان ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ جہنم کے کنارے پر کھڑے ہیں جس کی وسعت کو خدائے علیم ہی جانتا ہے' اور آپ کا باپ آپ کو اس میں دھکیلتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو گرنے سے بچانے کے لیے آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں' آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خواب سنایا تو آپ نے فرمایا آپ سے بھلائی ہوگی' یہ اللہ کے رسول ہیں ان کی پیروی کرو تمہیں جس بات کا خوف ہے اس سے تم نجات پاؤ گے' تو انہوں نے رسول

کریم ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کر لیا اور جب آپ کے باپ کو آپ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو وہ آپ سے خفا ہوا اور اس کے ہاتھ میں جو عصا تھا اس نے اسے آپ کے سر پر مار مار کر اسے توڑ دیا اور اپنے گھر سے نکال دیا اور خوراک بند کر دی اور آپ کے دیگر بھائیوں کو بھی آپ سے بات کرنے سے منع کر دیا' حضرت خالد شب و روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے' پھر آپ کے بھائی عمرو بھی مسلمان ہو گئے اور جب لوگوں نے حبشہ کے علاقے کی طرف ہجرت کی' تو آپ نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی ذمہ داری لی' پھر آپ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ارض حبشہ سے ہجرت کی' اور دونوں خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اس وقت آپ خیبر کو فتح کر چکے تھے' پس آپ نے مسلمانوں کے مشورہ سے ان دونوں کا حصہ لگایا' اور ان دونوں کا بھائی ابان بن سعید بھی آیا اور فتح خیبر میں شمولیت اختیار کی' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' پھر رسول اللہ ﷺ ان کے سپرد کام کرتے رہے۔

اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو یہ جنگ کے لیے شام چلے گئے اور حضرت خالد اجنادین میں شہید ہو گئے۔ اور مرج الصفر میں بھی آپ کا شہید ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

عتیق بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ عبدالملک بن ابی بکر نے اپنے باپ اور دادے سے بحوالہ عمرو بن حزم مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خالد بن سعید نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایک تحریر لکھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ ﷺ نے راشد بن عبدرب السلمی کو رہاط مقام پر پتھر مارنے کے انتہائی فاصلہ کے مطابق زمین عطا کی ہے' پس جو اس سے خوف کھائے اس کا کوئی حق نہیں' اور اس کا حق درست ہے''۔ خالد بن سعیدؓ نے لکھا۔

محمد بن سعد واقدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن محمد بن خالد نے' بحوالہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے' ارض حبشہ سے آنے کے بعد مدینہ میں قیام کیا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے کتابت کرتے تھے' اور آپ ہی نے وفد ثقیف' کو اہل طائف کے لیے تحریر لکھ کر دی تھی اور ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح کے لیے کوشش کی تھی۔

حضرت خالدؓ بن ولید بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (ابوسلیمان) المخزومی' آپ فاتح اسلامی افواج' محمدی لشکروں اور مشہود و محمود ایام و مواقف کے سالار' صائب الرائے' بڑے دلیر اور قابل تعریف خصائل کے حامل ہیں' ابوسلیمان' خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی فوج نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی شکست نہیں کھائی' اور زبیر بن بکار کا قول ہے کہ قریش میں خیمہ اور گھوڑوں کی لگامیں آپ کے پاس تھیں' حدیبیہ کے بعد' اور بعض کا قول ہے کہ خیبر کے بعد آپ نے اور عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کر لیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جس فوج میں بھی آپ کو بھیجا سالار بنا کر بھیجا' پھر آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تمام فوجوں کے سپہ سالار رہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا' اور امین الامت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر سالار بنایا کہ وہ ابوسلیمان کی رائے سے تجاوز نہ کریں' حضرت

خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۲۱ھ یا ۲۲ھ میں (۲۱ھ زیادہ صحیح ہے) حمص سے ایک میل کے فاصلے پر ایک بستی میں وفات پائی' واقدی کا بیان ہے کہ میں نے اس بستی کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ اس کا نام دثرت ہے' اور دحیم کا قول ہے کہ آپ نے مدینہ میں وفات پائی' مگر پہلی بات اصح ہے' بہت سی احادیث روایت کی گئی ہیں جن کا ذکر باعث طوالت ہو گا۔ عتیق بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ عبدالملک بن ابی بکر نے اپنے باپ اور دادے عمرو بن حزم کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ یہ جاگیریں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مومنین کی طرف

صیدوح اور صیدہ کو نہ تکلیف دی جائے اور نہ مارا جائے اور جو ایسا فعل کرتا پایا گیا' اسے کوڑے مارے جائیں گے اور اس کا لباس اتار دیا جائے گا' اور اگر کسی نے تجاوز کیا تو اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا جائے گا' یہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے' جسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھا۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حکم دیا ہے' اس سے کوئی شخص تجاوز نہ کرے' ایسا کرنے والا اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔

حضرت زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ' ابوعبداللہ الاسدی عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور ان چھ اصحابِ شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں' جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے خاوند ہیں۔

عتیق بن یعقوب نے اپنی متقدم سند سے روایت کی ہے کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بنی معاویہ بن جرول کے لیے تحریر لکھی اور ابن عساکر نے عتیق کے اسناد سے اسے روایت کیا ہے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بہت پہلے ۱۶ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا' اور بعض کا قول ہے کہ آٹھ سال کی عمر میں' آپ نے دو ہجرتیں کیں اور تمام معرکوں میں شامل ہوئے' آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں تلوار سونتی' آپ نے معرکہ یرموک میں بھی شرکت کی اور جن معرکوں میں بھی آپ نے شرکت کی ان کی نسبت اس معرکے میں سب سے بہتر رہے اس دن آپ نے رومیوں کی صفوں کو دو بار اول سے آخر تک چیر دیا اور دوسری جانب' صحیح سلامت نکل گئے' لیکن گدی پر دو تلواریں لگنے سے زخمی ہو گئے۔ اور آپ نے خندق کے روز' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' اور آپ نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کے فضائل ومناقب بہت ہیں' آپ کی وفات جنگ جمل کے روز ہوئی۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ۔ آپ نے جنگ سے واپسی پر حملہ کیا تو عمرو بن جرموز' فضالہ بن حابس اور ایک تیسرا آدمی جسے نفیع التمیمیون کہا جاتا ہے' آپ کو ایک جگہ ملے' جسے وادی السباع کہا جاتا ہے' آپ سوئے ہوئے تھے' کہ عمرو بن جرموز نے سبقت کر کے ان کو قتل کر دیا' یہ ۱۰ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات ۳۶ھ کا واقعہ ہے' اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال کی تھی' آپ نے اپنے پیچھے بہت ترکہ چھوڑا' اور اس سے دو کروڑ دو لاکھ قرض نکال کر ۱/۳ کی آپ نے وصیت کر دی اور جب آپ کا قرض ادا ہو گیا اور آپ کے مال سے ۱/۳ نکال لیا گیا تو باقی مال ورثوں میں تقسیم کر دیا گیا اور آپ کی

چار بیویوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کروڑ اور دو دو لاکھ درہم ملے' ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے' اس لحاظ سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجموعی طور پر ۵۹ کروڑ ۸۰ لاکھ درہم ترکہ چھوڑا۔ [1] اور آپ نے یہ سب مال اپنی زندگی میں فئی' غنائم اور حلال تجارت سے حاصل کیا اور یہ تمام مال' وقت پر زکوٰۃ ادا کرنے اور حاجتمندوں کو رضا کارانہ صدقات وخیرات دینے کے بعد آپ کو بچا تھا' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فردوس کے باغات میں جگہ دے' اور اللہ نے واقعی آپ کو فردوسی باغات میں جگہ دے دی ہے اس لیے کہ سید الاولین والآخرین اور رسول رب العالمین نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے' ابن اثیر نے الغابہ' میں بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک ہزار غلام تھے' جو آپ کو خراج دیتے تھے اور آپ اس سب خراج کو صدقہ کر دیتے تھے' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعریف وفضیلت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

''حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری' آپ کے عہد اور آپ کی ہدایت پر قائم رہا' اور قول فعل کے ساتھ برابری کرتا ہے' وہ آپ کے طریق اور راستے پر قائم رہا اور حقدار کی مدد کرتا رہا اور حق سب سے زیادہ عدل کرنے والا ہے' وہ مشہور شاہسوار اور وہ ہیرو ہے جو خوشی ومسرت کے دن حملہ کرتا ہے' وہ ایسا شخص ہے جس کی ماں صفیہ ہے اور وہ بنی اسد سے ہے اپنے گھر میں آسودہ حال ہے اور اس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی قرابتداری ہے اور اس نے اصل شرافت سے اسلام کی مدد کی ہے اور کتنی ہی مصیبتوں کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیا اور اللہ آپ کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے گا' جب جنگ شدت سے بھڑک اٹھتی ہے تو آپ آبدار تلوار کے ساتھ' موت کی طرف ناز وادا کے ساتھ چل کر جاتے ہیں' پس ان میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مثل کوئی نہیں اور نہ ہی آپ سے پہلے کوئی پہلے تھا' اور جب تک آپ ناز سے چلتے ہیں زمانہ ان کی مثل پیدا نہیں کر سکے گا''۔

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ وادی السباع میں جرموز تمیمی نے آپ کو سوتے ہوئے قتل کر دیا' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ حیران ہو کر نیند سے بیدار ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور ابن جرموز نے آپ کو دعوت مبارزت دی' اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات پر کان نہ دھرا' تو اس کے دو ساتھیوں فضالہ اور النعر نے اس کی مدد کی اور عمرو بن جرموز نے آپ کا سر اور تلوار لے لی اور ان دونوں کو لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار کو دیکھ کر فرمایا۔ اس تلوار نے کئی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے پریشانیوں کو دور کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت دو' کہتے ہیں کہ ابن جرموز نے' جب یہ بات سنی تو خودکشی کر لی' اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہا یہاں تک کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا زمانہ آ گیا تو انہوں نے اپنے بھائی مصعب کو عراق پر اپنا نائب مقرر کیا' تو عمرو بن جرموز آپ کے حملے سے خوفزدہ ہو کر چھپ گیا۔ کہ آپ اسے اپنے باپ کے بدلے میں قتل کر دیں گے' حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے اطلاع دے دو' کہ وہ امن میں ہے کیا وہ خیال کرتا ہے کہ میں اسے ابوعبداللہ کے بدلے میں قتل کروں گا؟ ہرگز نہیں' خدا کی قسم' یہ

---

[1] التیموریہ میں ۵۹ کروڑ دو لاکھ بیان ہوا ہے اور ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ نے ۳۵٬۲۰۰٬۰۰۰ ترکہ چھوڑا اور آپ کا قرضہ ۲٬۲۰۰٬۰۰۰ درہم تھا' اور آپ کی چار بیویوں میں سے ہر ایک نے ۱٬۱۰۰٬۰۰۰ درہم ورثہ حاصل کیا' یہ اراضی اور جاگیروں کے علاوہ ہے۔

دونوں برابر نہیں ہیں' یہ بات حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے حلم وعقل اور سرداری پر دلالت کرتی ہے۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث بیان کی ہیں' جن کا ذکر طویل ہے۔ اور جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وادی السباع میں قتل ہو گئے تو آپ کی بیوی حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہا نے آپ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا:۔

''ابن جرموز نے جنگ کے روز اس شاہسوار سے خیانت کی ہے جس پر کسی ہم سر کا بس نہیں چلتا اور نہ ہی وہ رستہ کو چھوڑ کر مڑنے والا تھا' اے عمر! اگر تو اسے جگاتا' تو تو اسے اوچھا اور لرزاں دل وہاتھ والا نہ پاتا' کتنی ہی سخت مصیبتوں میں وہ گھس گیا' اور اسے سخت زمین کو کھمبی کے بیٹے' کسی حملے نے اسے ان مصیبتوں سے نہیں موڑا' تیری ماں تجھے کھودے اس جیسے شخص پر فتح پا گیا ہے' تو وہ صبح وشام جانے والوں کے ساتھ چلا گیا ہے' خدا کی قسم تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے' تجھ پر قتل عمد کی سزا نازل ہوگی''۔

حضرت زیدؓ بن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبید بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار الانصاری النجاری' آپ کو ابوسعید' ابوخارجہ اور ابوعبدالرحمٰن المدنی بھی کہا جاتا ہے' جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ گیارہ سال کے تھے' اس لیے آپ اپنی صغرسنی کی وجہ سے بدر میں شامل نہیں ہوئے' اور بعض کا قول ہے کہ آپ احد میں بھی شامل نہیں ہوئے' آپ نے سب سے پہلے معرکہ خندق میں شمولیت کی' پھر اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوتے رہے' آپ دانا عقلمند! اور عالم حافظ تھے صحیح بخاری میں ان دونوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ یہود کی تحریر کو سیکھیں تا کہ جب وہ آپ کو خط لکھیں آپ اسے پڑھ کر حضرت نبی کریم ﷺ کو سنایا کریں آپ نے اسے پندرہ دن میں سیکھ لیا۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن نے (ابوالزناد سے بحوالہ خارجہ بن زید ہم سے بیان کیا کہ ان کے باپ زید نے انہیں بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مجھے رسول کریم ﷺ کے پاس لے جایا گیا تو آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ بنی نجار کا لڑکا ہے' آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو دس پندرہ سورتیں نازل فرمائی ہیں وہ اس کے پاس ہیں' اس بات نے رسول اللہ ﷺ کو حیرت زدہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا اے زیدؓ! میرے لیے یہود کی تحریر سیکھو' خدا کی قسم یہودی میری کتاب پر ایمان نہیں لائے۔ حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں' ابھی پندرہ راتیں نہیں گزری تھیں کہ میں ان کی تحریر سیکھ کر اس میں ماہر ہو گیا' اور جب وہ آپ کو خط لکھتے تو میں آپ کو پڑھ کر سناتا اور جب آپ لکھواتے تو میں آپ کی طرف سے جواب دیتا' پھر احمد نے اسے شریح بن النعمان سے عن ابن ابی الزناد عن ابیہ عن خارجہ عن ابیہ روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے بیان کیا ہے اور بخاری نے اسے احکام میں خارجہ بن زید بن ثابت سے جزم کے صیغے کے ساتھ معلق قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ خارجہ بن زید نے کہا ہے اور پھر اس حدیث کا ذکر کیا ہے' اور ابوداؤد نے اسے احمد بن یونس سے' اور ترمذی نے علی بن حجر سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ابیہ عن خارجہ عن ابیہ اسی طرح روایت کی ہے' اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور یہ بہت تیز فہمی ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور احمد اور نسائی نے ابی قلابہ کی حدیث

سے بحوالہ انس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں' اور دین کے بارے میں سب سے سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں' اور سب سے زیادہ سچے حیادار عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ فیصلے کرنے والے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں' اور حلال وحرام کے سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں' اور فرائض کے زیادہ عالم' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ہرامت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں' بعض حفاظ نے اس حدیث کو' سوائے اس بات کے جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے' مرسل قرار دیا ہے' اور صحیح بخاری میں یہ بھی یہ حدیث اسی طریق سے مرسل ہے اور آپ نے کئی مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وحی کو لکھا' اور سب سے زیادہ واضح وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں آپ سے مروی ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الآية﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا لکھو' ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ کر اپنی نابینائی کی شکایت کرنے لگے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی' اور آپ کی ران میری ران پر اتنی بوجھل ہوگئی کہ قریب تھا کہ وہ اسے کچل دیتی' پس آیت (غیر اولی الضرر) نازل ہوئی اور میں نے آپ کے حکم سے اسے (دیگر آیات کے ساتھ) ملا دیا' حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں اس کے ملانے کی جگہ کو جانتا ہوں' وہ ہڈی کی اس تختی کے شگاف کے پاس تھی' اور حضرت زید رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شامل ہوئے اور آپ کو تیر آ لگا جس نے آپ کو ضرر نہیں پہنچایا۔ اور اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو' قرآن کو تلاش کرنے کا حکم دیا' نیز فرمایا آپ دانشمند نوجوان ہیں اور ہم آپ پر الزام نہیں لگاتے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی کو لکھا کرتے تھے۔ پس قرآن کو تلاش کر کے اسے جمع کیجیے' اور آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق کام کیا' اور اس میں بہت بھلائی تھی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو حجوں میں آپ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا' اور جب آپ شام کو گئے تب بھی آپ کو نائب مقرر کیا' اسی طرح حضرت عثمان بھی آپ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا کرتے تھے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے مقام کو جانتے تھے' لیکن آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شمولیت نہیں کی' اور آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہے یہاں تک کہ ۴۵ ھ میں آپ کی وفات ہوگئی اور بعض کا قول ہے کہ ۴۱ ھ میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ۵۵ ھ میں ہوئی' اور آپ ان ائمہ مصاحف کے لکھنے والوں میں سے تھے جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیگر آفاق میں بھیجا' جن کی تحریر کی تلاوت پر اجماع واتفاق ہو چکا ہے' جیسا کہ ہم نے کتاب فضائل القرآن میں اسے بیان کیا ہے جسے ہم نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے۔

حضرت السجل' جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اگر وہ صحیح ہو تو اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ نوح بن قیس نے' عن یزید بن کعب عن عمرو بن مالک عن ابی الجوزاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت السجل' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے' اور اسی طرح نسائی نے اسے قتیبہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت (يوم نطوى السماء كطى السجل للكتب) کے بارے میں

فرماتے تھے کہ السجل ایک آدمی تھے' یہ اس کے الفاظ ہیں' اور ابوجعفر بن جریر نے اسے اپنی تفسیر میں قول الٰہی (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) نے پاس نصر بن علی سے بحوالہ نوح بن قیس بیان کیا ہے جو ثقہ ہے اور مسلم کے رجال میں سے ہے' اور ابن معین نے اسے' اس سے روایت کرنے میں ضعیف قرار دیا ہے' اور اس کے شیخ یزید بن کعب عوفی بصری سے نوح بن قیس کے سوا کسی نے روایت نہیں کی' اس کے باوجود ابن حبان نے اسے ثقات میں بیان کیا ہے' اور میں نے اس حدیث کو اپنے شیخ حافظ کبیر ابوالحجاج المزی کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے بہت منکر قرار دیا' اور میں نے انہیں بتایا کہ ہمارے شیخ علامہ ابوالعباس ابن تیمیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اگرچہ سنن ابوداؤد میں مروی ہے۔ اور ہمارے شیخ المزی نے فرمایا میں بھی اسے موضوع ہی کہتا ہوں۔

میں کہتا ہوں حافظ ابن عدی نے اسے اپنی کتاب الکامل میں محمد بن سلیمان الملقب بہ بومہ کی حدیث سے عن یحییٰ ابن عمرو عن مالک النکری عن ابیہ عن ابی الجوزاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب کو السجل کہا جاتا تھا اور وہ اللہ کا قول (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) ہے' آپ بیان کرتے ہیں' جس طرح رجسٹر تحریر کو لپیٹ لیتا ہے اسی طرح آسمان کو لپیٹ دیا جائے گا۔ اور اسی طرح بیہقی نے اسے عن ابی نصر بن قتادہ عن ابی علی الرفاء عن علی بن عبدالعزیز عن مسلم بن ابراہیم عن یحییٰ بن عمرو بن مالک روایت کیا ہے اور یہ یحییٰ بہت ضعیف ہے جو متابعت کے قابل نہیں۔ واللہ اعلم

اور اس سے بھی غریب تر وہ حدیث ہے جسے حافظ ابوبکر خطیب اور ابن مندہ نے' احمد بن سعید بغدادی المعروف بہ حمدان کی حدیث سے عن بہز بن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب تھا' جسے السجل کہا جاتا تھا' پس اللہ تعالیٰ نے (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) کی آیت نازل فرمائی' ابن مندہ نے اسے غریب قرار دیا ہے' اور حمدان اس کی روایت میں متفرد ہے اور البرقانی بیان کرتے ہیں' کہ ابوالفتح ازدی نے کہا ہے کہ ابن نمیر اس کی روایت میں متفرد ہے۔ خواہ صحیح ہو۔

میں کہتا ہوں یہ جس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منکر ہے' اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منکر ہے' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی بیان ہوا ہے' اور الوالبی اور العوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جس طرح کاغذ کتاب میں لپیٹ دیا جاتا ہے' یہی بات مجاہد نے کہی ہے' اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ لغت میں یہی معروف ہے کہ السجل کاغذ کو کہتے ہیں' نیز بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص اس کے نام السجل کو نہیں جانتا' اور انہوں نے کسی فرشتے کا نام السجل ہونے سے انکار کیا ہے' جیسا کہ انہوں نے اسے ابوکریب سے بحوالہ ابن یمان روایت کیا ہے کہ ابوالوفا الشجعی نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) کے متعلق بیان کیا ہے کہ السجل ایک فرشتہ ہے' اور جب وہ استغفار کے ساتھ صعود کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اسے نور لکھ دو' اور بندار نے مؤمل بحوالہ سفیان ہم سے بیان کیا کہ میں نے السدی کو بیان کرتے سنا' اور پھر اس نے اس کی مانند بیان کیا ہے' اور اسی طرح ابوجعفر الباقر نے بیان کیا ہے جسے ابوکریب نے المبارک سے بحوالہ معروف بن خربود اس شخص سے

روایت کیا ہے جس نے ابوجعفر کو بیان کرتے سنا کہ السجل ایک فرشتہ ہے' اور ابن جریر نے السجل کے کسی صحابی یا نہایت طاقتور فرشتے کے نام ہونے سے انکار کیا ہے' اور اس بارے میں جو حدیث بیان ہوئی ہے وہ بہت منکر ہے' اور جن لوگوں نے اسے اسمائے صحابہؓ میں ذکر کیا ہے' جیسا کہ ابن مندہ' ابونعیم اصبہانی اور ابن اثیر نے الغابہ میں بیان کیا ہے' انہوں نے اس حدیث کے بارے میں حسن ظن کے باعث بیان کیا ہے' یا اس کی صحت پر حاشیہ آرائی کی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ' خلیفہ بن خیاط نے ان کے متعلق بیان کیا ہے اور انہیں وہم ہو گیا ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ان کے بیٹے ہیں' جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے بحوالہ معمر ہم سے بیان کیا کہ زہری نے بیان کیا کہ سراقہ بن مالک کے بھتیجے عبدالملک بن مالک مدلجی نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے لیے دیت مقرر کی ہے اور میں نے انہیں ان کے سفر کے حالات سے' اور جو کچھ لوگ ان سے کرنا چاہتے تھے' اس کے متعلق بتایا اور میں نے ان کو زاد اور متاع کی پیشکش کی تو انہوں نے مجھ سے کچھ کمی نہ کی اور مجھ سے یہی مطالبہ کیا کہ ہمارے بارے میں جو شخص دریافت کرے اس سے ہماری خبر مخفی رکھو' اور میں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ مجھے ایک پروانہ امان لکھ دیجیے جس کی وجہ سے میں امن میں رہوں' آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو آپ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر پروانہ امان لکھ دیا اور پھر چلے گئے۔

میں کہتا ہوں ہجرت کے متعلق مکمل بات پہلے بیان ہو چکی ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سراقہ کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو تھی اور آپ ازد کے مؤلدین میں سے تھے اور شب رنگ تھے اور سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں جائے بھائی' طفیل بن حارث کے غلام تھے' طفیل کی ماں کا نام ام رومان تھا' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفا کے پاس دار ارقم بن ابی الارقم میں پوشیدہ ہونے سے قبل مسلمان ہو چکے تھے اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو مکہ کے جملہ کمزوروں کے ساتھ عذاب دیا جاتا تھا' تاکہ آپ اپنے دین سے پھر جائیں' مگر آپ نے اس امر سے انکار کیا' پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ آپ مکہ کے باہر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے' اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تو آپ دونوں کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ردیف تھے اور ان کے ساتھ فقط الدئلی کا راہنما تھا' جیسا کہ پہلے مفصل بیان کیا جا چکا ہے اور جب یہ مدینہ پہنچے تو حضرت عامر بن فہیرہ' حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہما کے ہاں مہمان اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور اوس بن معاذ کے درمیان مؤاخات کروا دی' آپ بدر و احد میں شامل ہوئے اور بیر معونہ کے روز شہید ہوئے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' یہ ۴ھ کا واقعہ ہے اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ واللہ اعلم

عروہ' واقدی اور ابن اسحاق اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو بیر معونہ کے روز' بنی کلاب

نے ایک آدمی نے قتل کیا تھا جسے جبار بن سلمی کہا جاتا تھا' اور جب اس نے آپ کو نیزہ مارا تو آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ قارئ ہوا یہاں تک کہ آپ آنکھوں سے غائب ہو گئے حتیٰ کہ عامر بن طفیل نے کہا کہ آپ اس حد تک مرفوع ہوئے کہ میں نے آسمان کو آپ کے نیچے دیکھا' اور عمرو بن امیہ سے آپ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے افضل آدمیوں میں سے تھے اور ہمارے نبیؐ کے اولین اہل بیت میں سے تھے' جبار بیان کرتے ہیں' میں نے ضحاک بن سفیان سے پوچھا کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا اس سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا جنت مراد ہے۔ اور ضحاک نے مجھے دعوتِ اسلام دی' تو میں نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے قتل کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا' تو ضحاک نے میرے مسلمان ہونے کی خبر اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا' تو آپ نے فرمایا' اسے ملائکہ نے دفن کیا ہے اور علیین میں اتارا ہے۔ اور صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان کے بارے میں قرآن پڑھا' کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع دے دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی ہے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں راضی کیا ہے۔ اور اس سے پہلے اس کی تفصیل اپنے مقام پر غزوہ بیئر معونہ میں بیان ہو چکی ہے۔ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عامر بن طفیل فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے کون آدمی ہے' جب وہ قتل ہوا تو میں نے اسے زمین وآسمان کے درمیان مرفوع دیکھا' یہاں تک کہ میں نے آسمان کو اس سے نیچے دیکھا' تو وہ کہتے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ واقدی کا بیان ہے کہ محمد عبداللہ نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے' اور ان کا بدن موجود نہ تھا' ان کا خیال ہے کہ فرشتوں نے آپ کو دفن کیا۔

حضرت عبداللہؓ بن ارقم بن ابی الارقم المخزومی' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بنے' حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' آپ جو کام کرتے اس میں سبقت کر جاتے اور اسے بہت اچھی طرح سرانجام دیتے' اور سلمہ محمد بن اسحاق بن یسار کے حوالے سے' محمد بن جعفر بن زبیر سے بحوالہ عبداللہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث کو اپنا کاتب بنایا اور وہ آپ کی طرف سے بادشاہوں کو جواب دیا کرتے تھے اور آپ اس قدر معتمد علیہ تھے کہ آپ انہیں بعض بادشاہوں کی طرف خط لکھنے کا حکم دیتے تو آپ خط لکھا کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اپنے اعتماد کی وجہ سے ان پر مہر بھی لگا دیتے' آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھی کاتب رہے' آپ نے بیت المال کو ان کے سپرد کر دیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو ان دونوں کاموں پر قائم رکھا' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے انہیں معزول کر دیا۔

میں کہتا ہوں' حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن ارقم کے استعفیٰ دینے کے بعد آپ کو معزول کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو تین لاکھ درہم آپ کے کام کا معاوضہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نے یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر میرے اللہ کے ذمے ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے اور جب حضرت زید بن ارقم اور

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما موجود نہ ہوتے تو حاضرین میں سے کوئی آدمی لکھ دیتا' اور حضرت عمر' حضرت علی' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت معاویہ' حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگ جن کا عربوں نے نام لیا ہے' بھی کاتب تھے' اور اعمش کہتے ہیں کہ میں نے شقیق بن سلمہ سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کون تھے' کہنے لگے' عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ' اور ہمارے پاس قادسیہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا اور اس کے نیچے لکھا تھا' عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ محمد بن صالح بن ہانی نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن محمد البیہقی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون نے عن ابی عون عن قاسم بن محمد عن عبداللہ بن عمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا خط آیا' تو آپ نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے فرمایا' میری طرف سے جواب دیجیے تو آپ نے اس کا جواب لکھا اور آپ کو سنایا' تو آپ نے فرمایا' آپ نے بہت اچھا اور ٹھیک جواب لکھا ہے' اے اللہ! اس کو توفیق عطا فرما۔ راوی بیان کرتا ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حکمران بنے تو وہ آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے گورنروں میں ان سے زیادہ خوف خدا والا کوئی نہیں دیکھا' آپ اپنی وفات سے قبل نابینا ہو گئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ الانصاری الخزرجی' آپ مؤذن تھے بہت پہلے مسلمان ہوئے اور عقبہ کے ستر آدمیوں میں شامل ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت کی اور آپ کی سب سے بڑی منقبت یہ ہے کہ آپ نے خواب میں اذان و اقامت کو دیکھا اور آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو آپ نے انہیں اس کام پر مقرر کر دیا' نیز آپ نے انہیں فرمایا' یہ سچا خواب ہے' یہ بلال کو لکھوا دو' بلاشبہ وہ آپ سے زیادہ دل پسند اور بلند آواز ہیں' اور قبل ازیں اس بارے میں ہم حدیث کو اس کے موقع پر بیان کر چکے ہیں۔

اور واقدی نے اپنی اسانید سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کی ہے کہ آپ نے جرش سے مسلمان ہونے والوں کے لیے ایک خط لکھا جس میں انہیں نماز قائم کرنے' زکوٰۃ دینے اور غنیمت سے خمس دینے کا حکم دیا' آپ نے ۶۴ سال کی عمر میں ۳۲ھ میں وفات پائی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح قرشی عامری' آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آپ کو دودھ پلایا' آپ کاتب وحی تھے' پھر اسلام سے ارتداد اختیار کر کے مشرکین مکہ سے جا ملے' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو آپ نے جن لوگوں کے خون کو مباح کیا تھا' ان میں یہ بھی شامل تھے' یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان کے لیے امان حاصل کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دے دی' جیسا کہ قبل ازیں ہم غزوۃ الفتح میں بیان کر چکے ہیں' پھر عبداللہ بن سعد نہایت اچھے مسلمان بن گئے' ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن محمد المروزی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن حسین بن واقد نے اپنے باپ سے عن یزید نحوی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے' شیطان نے انہیں پھسلایا تو یہ کفار سے مل گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کے قتل کا حکم دے دیا' تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے پناہ مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پناہ دے دی نسائی نے اسے علی بن حسین بن واقد کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مصر کو فتح کیا' تو آپ ان کے میمنہ پر تھے' اور حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر پر اپنا نائب مقرر کیا' اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو ۲۵ھ میں مصر کا گورنر مقرر کیا اور آپ کو بلاد افریقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا' آپ نے جنگ کر کے انہیں فتح کر لیا' اور وہاں سے فوج کے لیے بہت سا مال حاصل کیا' جس سے غنیمت میں' فوج کے ہر سوار کو تین ہزار مثقال سونا' حصہ ملا' اور پیادہ کو ایک ہزار مثقال' اور آپ کے ساتھ اس فوج میں تین عبادلہ تھے' حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم پھر حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے ارض نوبہ کے افریقۃ الاساور سے جنگ کی اور ان کو امان دی جو آج تک جاری ہے اور یہ ۳۱ھ کا واقعہ ہے' پھر آپ نے رومیوں سے سمندر میں الصواری کا معرکہ کیا' جو ایک عظیم معرکہ ہے' جس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔ ان شاء اللہ' اور جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختلاف کیا تو آپ مصر سے نکلے اور مصر پر اپنا نائب مقرر کیا تا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے جائیں' اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو آپ عسقلان میں اور بعض کہتے ہیں کہ رملہ میں ٹھہر گئے اور اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ کو نماز میں موت دے' پس ایک روز آپ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورہ عادیات پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھی اور جب آپ تشہد سے فارغ ہوئے' اور پہلا سلام پھیرا اور دوسرا سلام پھیرنے کا ارادہ کیا تو دونوں کے درمیان آپ کی وفات ہو گئی' یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۳۷ھ کا ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ۵۹ھ تک زندہ رہے۔ مگر پہلی بات درست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ ہی کتب ستہ میں اور نہ ہی امام احمد کے مسند میں آپ کی کوئی روایت موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عثمان' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ہم پہلے وعدہ کر چکے ہیں کہ آپ کے حالات آپ کے دور خلافت میں بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ' اور میں نے آپ کی سیرت اور مروی احادیث و آثار کے متعلق ایک جلد لکھی ہے' اور آپ کی کتابت کی دلیل موسیٰ بن عقبہ کا وہ بیان ہے جو اس نے زہری سے عن عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم عن ابیہ عن سراقہ بن مالک' اپنی حدیث میں ذکر کیا ہے جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تھا جبکہ آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار سے نکل کر ان کے علاقے سے گزر رہے تھے' اور جب اس نے انہیں آ لیا' تو اس کے گھوڑے کے ساتھ جو واقعہ ہوا۔ تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ اسے پروانہ امان لکھ دیں' تو آپ نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا تو انہوں نے اس کے لیے تحریر لکھ کر اسے دے دی اور امام احمد نے زہری کے طریق سے اس سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ اسے حضرت عامر بن فہیرہؓ نے لکھا تھا' ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لکھا ہو اور پھر آپ نے اپنے غلام عامر کو حکم دیا ہو' تو باقی اس نے لکھ دیا ہو۔ واللہ اعلم

حضرت عثمان بن عفان امیر المومنین رضی اللہ عنہ' آپ کے حالات آپ کے دور خلافت میں بیان ہوں گے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے آپ کا کتابت کرنا ایک مشہور بات ہے۔ اور واقدی نے اپنی اسانید کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب نہشل بن مالک الوائلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں اسلامی قوانین بیان ہوئے تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب امیر المومنین رضی اللہ عنہ: آپ کے حالات آپ کے دور خلافت میں بیان ہوں گے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان صلح کی تحریر لکھی کہ لوگ امن سے رہیں اور خیانت اور چوری نہ ہو اور دس سال جنگ موقوف رہے اس کے علاوہ بھی آپ نے آپؐ کے سامنے کئی تحریرات لکھیں۔

اور یہ جو یہود خیبر کی ایک پارٹی ادعا کرتی ہے کہ ان کے پاس جزیہ کے موقوف ہونے کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تحریر موجود ہے اور اس کے آخر میں ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ اس کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جس میں حضرت سعاد بن معاذ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں' کی شہادت موجود ہے' کہ یہ ایک گھڑا گھڑایا جھوٹ اور بہتان ہے اور علماء کی ایک جماعت نے بھی اس کے بطلان کو واضح کیا ہے' اور بعض متقدمین فقہاء نے دھوکہ کھا کر ان کے جزیہ کے موقوف ہونے کے متعلق بیان کیا ہے' اور یہ قول بہت ضعیف ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق ایک الگ جلد لکھی ہے' جس نے اس کے بطلان کو واضح کیا ہے' نیز یہ کہ یہ ایک بناوٹی اور جعلی تحریر ہے جسے انہوں نے از خود بنا لیا ہے' اور وہ ایسے کام کے اہل ہیں' اور میں نے اسے واضح کیا ہے کہ اس میں ائمہ کے کلام کے اختلافی مقام میں تطبیق کر دی ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب امیر المومنین رضی اللہ عنہ' آپ کے حالات اپنے مقام پر بیان ہوں گے' اور میں نے آپ کے لیے ایک الگ جلد لکھی ہے' نیز آپ نے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور جو احکام و آثار آپ سے مروی ہیں ان کے لیے میں نے ایک ضخیم جلد الگ لکھی ہے' اور آپ کے کتابت کرنے کی تفصیل حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حالات میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ' الحضرمی کا نام عباد ہے اور آپ کو عبداللہ بن عباد بن اکبر بن ربیعہ بن عریقہ بن مالک بن الخزرج بن ایاد بن الصدق بن زید بن مقنع بن حضر موت ابن قحطان کہا جاتا ہے اور آپ کے نسب کے بارے میں اس کے علاوہ بھی بیان کیا گیا ہے' آپ بنی امیہ کے حلیفوں میں سے تھے اور آپ کے کتابت کرنے کی تفصیل حضرت ابان بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے حالات میں بیان ہو چکی ہے آپ کے علاوہ آپ کے دس بھائی تھے' جن میں سے ایک عمرو بن الحضرمی بھی تھا' یہ پہلا مشرک مقتول تھا جسے مسلمانوں نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے سریہ میں شامل ہو کر قتل کیا' اور جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے' یہ پہلا سریہ تھا' دوسرا عامر بن الحضرمی تھا جسے ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تو اس نے اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا' اور جب بدر کے روز مسلمانوں اور مشرکوں نے صف بندی کر لی تو اس نے پکارا ''واعمراہ'' ہائے عمر' پس جنگ ٹھن گئی اور جو کچھ ہوا ہم اسے قبل ازیں اپنے مقام پر مفصل بیان کر آئے ہیں' تیسرا شریح بن الحضرمی تھا' یہ نیک صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھا' اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ آدمی قرآن کو تکیے کے نیچے نہیں رکھتا' یعنی سوتا نہیں اور نہ اسے چھوڑتا ہے بلکہ رات اور دن کے اوقات میں اسے پڑھتا رہتا ہے۔

اور ان سب کی ایک ہی بہن تھی' الصعبہ بنت الحضرمی ام طلحہ بن عبیداللہ' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العلا بن الحضرمی کو شاہ

بحرین منذر بن ساوی کے پاس بھیجا' پھر جب آپ نے بحرین کو فتح کیا تو آپ کو اس کا امیر مقرر کیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کو بحرین کی امارت پر قائم رکھا' پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو امارت پر قائم رکھا اور آپ وہاں مسلسل امیر رہے یہاں تک کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو وہاں سے معزول کر دیا اور بصرہ کا امیر بنا دیا' اور ابھی آپ راستے ہی میں تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی' یہ ۲۱ھ کا واقعہ ہے۔

اور بیہقی نے آپ سے اور دوسروں سے آپ کی بہت سی کرامات بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اپنی فوج کے ساتھ سطح سمندر پر چلے اور وہ ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک بھی نہ پہنچا' اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے گھوڑوں کے نعلوں کا نچلا حصہ بھی تر نہ ہوا' اور آپ نے ان سب کو حکم دیا' اور وہ یا حلیم یا عظیم کہنے لگے' دوسری کرامت یہ ہے کہ آپ اپنی فوج میں تھے کہ انہیں پانی کی ضرورت پڑی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے ان کی ضرورت کے مطابق ان پر بارش کر دی' اور تیسری کرامت یہ ہے کہ جب آپ کو دفن کیا گیا' تو کلیتہً آپ کا کوئی نشان نظر نہ آیا اور آپ نے اس بارے میں اللہ سے دعا کی تھی' اور یہ بات عنقریب کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں بیان ہو گی' اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین احادیث روایت کی ہیں۔

اوّل: امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے' السائب بن یزید سے بحوالہ العلاء بن الحضرمی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر اپنی عبادات کی ادائیگی کے بعد تین دن ٹھہرے گا۔ اور ایک جماعت نے آپ کی حدیث کو روایت کیا ہے۔

دوم: احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ منصور نے ابن سیرین سے بحوالہ العلاء بن الحضرمی ہم سے بیان کیا کہ ان کے باپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور خط کا آغاز اپنے نام سے کیا' اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے بحوالہ احمد بن حنبل روایت کیا ہے۔

سوم: احمد اور ابن ماجہ نے اسے محمد بن زید کے طریق سے بحوالہ حبان الاعرج' العلاء بن الحضرمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک باغ کے بارے میں نجرین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا جو کئی بھائیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک مسلمان ہو جائے؟ اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مسلمان سے عشر وصول کریں اور غیر مسلموں سے خراج لیں۔

حضرت العلاء بن عقبہ' حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے اور مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے ان کا ذکر کیا ہو' سوائے اس کے جس نے ہمیں بتایا' پھر انہوں نے اس کا اسناد عتیق بن یعقوب تک بیان کیا ہے' عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ اور دادے اور عمرو بن حزم سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو یہ جاگیریں دی ہیں' پھر اسی نے ان جاگیروں کا ذکر کیا ہے اور ان کے بارے میں بیان کیا ہے کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدمور کی یہ جاگیر عباس بن مرداس سلمی کو عطا کی ہے پس جو کوئی اس میں اس کا حق مارے اس کا کوئی حق نہیں ہے اور اس کا حق برحق ہے''۔

العلاء بن عقبہ نے لکھا اور گواہی دی۔

پھر وہ بیان کرتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ جاگیر عوسجہ بن حرملہ جہنی کو دی ہے جو ذوالمروہ سے لے کر بلکثہ کے درمیان طیبہ سے جولات اور جبل القبلیہ ❶ تک ہے پس جو کوئی اس کی حق تلفی کرے اس کا کوئی حق نہیں اور اس کا حق برحق ہے''۔

العلاء بن عقبہ نے لکھا۔

اور واقدی نے اپنی اسانید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہینہ کے بنی سبح کو جاگیر دی اور اس کے متعلق العلاء بن عقبہ نے تحریر لکھی اور گواہی دی' اور ابن اثیر نے ''الغابہ'' میں مختصراً اس آدمی کا ذکر کیا ہے' اس نے بیان کیا ہے کہ العلاء بن عقبہ حضرت نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے' عمرو بن حزم کی حدیث میں اس کا ذکر ہے اور جعفر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے' ابوموسیٰ المدائنی نے اپنی کتاب میں اسے روایت کیا ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہ بن جریس ❷ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج الانصاری الحارثی ابوعبداللہ' آپ کو ابوعبدالرحمٰن کہا جاتا ہے اور ابوسعید المدنی بھی کہا جاتا ہے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے' آپ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' اور بعض کا قول ہے کہ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' مدینہ آنے پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات کرائی' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بنایا' ابن عبدالبر استیعاب میں بیان کرتے ہیں کہ آپ شدید گندم گوں' طویل' سر کے اگلے حصے کے بال اڑے ہوئے اور باغات والے تھے اور فضلاء صحابہؓ میں سے تھے' اور آپ فتنہ میں کنارہ کش رہنے والوں میں تھے' آپ نے ایک چوبی تلوار بنائی' اور جمہور کے نزدیک مشہور قول کے مطابق آپ نے ۴۳ھ میں مدینہ میں وفات پائی' اور مروان بن الحکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا' آپ نے رسول کریم ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں' اور محمد بن سعید نے بحوالہ علی بن محمد المدائنی اپنی اسانید سے روایت کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایک وفد کے لیے تحریر لکھی۔

حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ اموی' آپ کے حالات آپ کے دورِ امارت میں بیان ہوں گے' ان شاء اللہ' اور مسلم بن الحجاج نے حضور ﷺ کے کاتبوں میں آپ کا ذکر کیا ہے' اور مسلم نے اپنی صحیح میں عکرمہ بن عمار کی حدیث سے'

---

❶ اصل میں بلنکثہ سے طیبہ اور جولاب سے جبل القبلہ تک ہے' اور تصحیح معجم کی طرف سے ہے' اصل عبارت یہ ہے' یہ جاگیر محمد نبی ﷺ نے عوسجہ بن حرملہ جہنی کو عطا کی ہے جو ذوالمروہ سے طیبہ اور جولات سے جبل القبلیہ تک ہے' کوئی آدمی اس بارے میں جھگڑا کر کے اپنے حق کا مدعی نہ بنے اور جو اس سے جھگڑا کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا' اور اس کا حق برحق ہے۔ العلاء بن عقبہ نے لکھا۔

❷ اصل میں ابن حریش ہے' اور اصابہ میں ابن سلمہ ہے اور مؤلف اصابہ نے آپ کے نسب میں جریش اور حریش کا ذکر نہیں کیا۔

ابوزمیل سماک بن ولید سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین باتیں مجھے عطا فرما دیں' آپ نے فرمایا بہت اچھا' ابوسفیان نے کہا مجھے حکم دیجیے تاکہ میں کفار سے اسی طرح جنگ کروں جیسے میں مسلمانوں سے جنگ کرتا تھا' آپؐ نے فرمایا بہت اچھا' پھر کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب بنا لیجیے! آپ نے فرمایا بہت اچھا' الحدیث' میں نے اس حدیث کے لیے ایک الگ جلد اس وجہ سے تیار کی ہے کہ اس میں ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی تزویج کا مطالبہ کیا ہے' بلکہ اس میں ابوسفیان کے امیر بنانے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں منصب کتابت تفویض کرنے کا ذکر بھی محفوظ ہے' اور یہ تمام لوگوں کے درمیان ایک متفقہ بات ہے۔ اب رہی حدیث' تو حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ابوغالب بن البنا نے ہمیں بتایا کہ ابومحمد جوہری نے ہمیں خبر دی کہ ابوعلی محمد بن احمد بن یحییٰ بن عبداللہ العطشی نے ہمیں بتایا کہ احمد بن محمد البورانی نے ہم سے بیان کیا' کہ السری بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن زیاد نے عن قاسم بن بہرام عن ابی الزبیر عن جابر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب مقرر کرنے کے بارے میں حضرت جبریل علیہ السلام سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا اسے کاتب بناؤ وہ امین ہے' یہ حدیث غریب بلکہ منکر ہے' اور یہ السری بن عاصم وہ ابوعاصم الہمذانی ہے جو المعتز باللہ کو ادب سکھاتا تھا' ابن خراش نے حدیث میں اسے کاذب قرار دیا ہے' اور ابن حبان اور ابن عدی کہتے ہیں' یہ حدیث چرایا کرتا تھا' اور ابن حبان نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہ موقوف احادیث کو مرفوع بناتا تھا' اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں' اور دارقطنی اسے ضعیف الحدیث قرار دیتے ہیں' اور اس کا شیخ حسن بن زیاد تھا۔ اگر لؤلؤی ہے' تو اسے کئی ائمہ نے متروک قرار دیا ہے اور ان میں سے بہت سے ائمہ نے اس کے جھوٹا ہونے کی صراحت کی ہے' اور اگر وہ کوئی اور ہے تو وہ مجہول العین والحال ہے' اور قاسم بن بہرام دو ہیں' ایک کو قاسم بن بہرام اسدی واسطی اعرج کہا جاتا ہے' جو اصل میں اصبہانی ہے' نسائی نے سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حدیث قنوت کو پوری طوالت کے ساتھ اس کی جانب سے روایت کیا ہے' اور اسے ابن معین ابوحاتم اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے' اور دوسرے کو قاسم بن بہرام ابوحمدان قاضی ہیت کہتے ہیں۔ ابن معین نے اس کو کذاب کہا ہے اور فی الجملہ یہ حدیث اس طریق سے ثابت نہیں اس لیے اس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے' تعجب ہے کہ حافظ ابن عساکر نے اپنی جلالت شان اور اپنے زمانے کے اکثر محدثین بلکہ اپنے زمانے سے پہلے کے محدثین سے بھی فن حدیث میں ماہر ہونے کے باوجود کس طرح اس حدیث کو' اور اس قسم کی دیگر بہت سی احادیث کو اپنی تاریخ میں درج کر دیا ہے۔ پھر وہ ان کا حال بھی بیان نہیں کرتے' اور نہ ان کی طرف کوئی ظاہری اور خفیہ اشارہ کرتے ہیں اور اس قسم کی مہارت میں اعتراض پایا جاتا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ' آپ کے حالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر موالی خدام صحابہ رضی اللہ عنہم میں پہلے بیان ہو چکے ہیں' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تلوار سونتے رہتے تھے' اور ابن عساکر نے اپنی سند سے عتیق بن یعقوب سے اپنے متقدم اسناد کے ساتھ کئی دفعہ بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہی حصین بن نضلہ اسدی کی جاگیروں کی کتابت کی تھی' جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم سے جاگیر دی تھی' یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کاتب ہیں جو آپ کے حکم سے آپؐ کے سامنے کتابت کرتے تھے۔

باب ۶۱

آپؐ کے اُمناء

ابن عساکر نے آپ کے امناء میں سے حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ قریشی فہری اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے' جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بخاری نے ابوقلابہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عبدالقیس کے وفد سے فرمایا کہ: میں تمہارے ساتھ صحیح امین کو بھیجوں گا۔ اور آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان اُمناء میں سے معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی بھی تھے جو بنی عبدشمس کے غلام تھے یہ آپ کی انگوٹھی کے امین تھے' بعض کہتے ہیں کہ آپؐ کے خادم تھے' اور دوسروں کا قول ہے' کہ آپ بہت پہلے مسلمان ہوئے اور لوگوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے امین تھے' اور شیخینؓ نے آپ کو بیت المال کا خزانچی مقرر کیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ کو جذام ہو گیا تھا' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حکم سے حنظل سے آپ کا علاج کیا گیا' تو مرض رُک گیا' آپ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۰ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے یحییٰ بن ابی کثیر سے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ معیقیب نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو سجدہ کی جگہ سے مٹی برابر کرتا ہے' فرمایا: اگر تو نے ضرور ہی یہ کام کرنا ہے تو ایک دفعہ کیا کر۔ اور صحیحین میں اسے شیبان نحوی کی حدیث سے روایت کیا گیا ہے' مسلم اور ہشام نے' الدستوائی کا اضافہ کیا ہے' اور ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور اوزاعی نے بھی اس کا اضافہ کیا ہے اور ان تینوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن' صحیح قرار دیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ خلف بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے عن عتبہ عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن معیقیب' ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور ابوداؤد اور نسائی نے ابوعتاب سہل بن حماد الدلال کی حدیث سے عن ابی مکین نوح بن ربیعہ عن ایاس بن الحارث بن المعیقیب عن جدہ روایت کی ہے۔ جو آپ کی انگوٹھی کا امین تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی مڑھی ہوئی تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ بسا اوقات وہ میرے ہاتھ میں بھی ہوتی تھی۔

میں کہتا ہوں صحیح بات یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا' جیسا کہ عنقریب صحیحین کے حوالے سے بیان ہوگا' اور اس سے قبل آپ نے سونے کی انگوٹھی بنائی تھی' جسے آپ نے کچھ وقت پہنا' پھر اسے

پھینک دیا اور فرمایا قسم بخدا میں اسے نہیں پہنوں گا' پھر آپ نے چاندی کی یہ انگوٹھی بنائی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا اور اس کا نقش محمد رسول اللہ ﷺ تھا' ایک سطر میں محمد دوسری میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ لکھا ہوا تھا اور یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہی' پھر آپ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں رہی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چھ سال تک رہی' پھر آپ سے اریس کے کنویں میں گر پڑی' آپ نے اس کے حاصل کرنے کے لیے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے' اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سنن میں صرف آپ کی انگوٹھی کے بارے میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے' اور ہم عنقریب حسبِ ضرورت اس سے کچھ بیان کریں گے۔ اب رہی بات معیقیب کے اس انگوٹھی کو پہننے کی' تو یہ اس روایت کی کمزوری پر دال ہے کہ معیقیب کو جذام کی بیاری ہوگئی تھی' جیسا کہ ابن عبدالبر وغیرہ نے بیان کیا ہے' لیکن یہ ایک مشہور بات ہے' شاید اسے حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد جذام ہوگیا ہو' یا اسے ایسا جذام ہو جو متعدی نہ ہو یا حضرت نبی کریم ﷺ کی قوتِ توکل کی وجہ سے آپ کے خصائص میں سے ہو' جیسا کہ آپ نے اس مجذوم سے فرمایا' اور اس کے ہاتھ کو پیالے میں ڈال دیا۔ یہ سب کچھ اللہ پر بھروسہ اور توکل کرنے کی وجہ سے ہے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجذوم سے یوں فرار اختیار کر جیسے تو شیر سے فرار اختیار کرتا ہے۔ واللہ اعلم

اور آپ کے امراء کا ذکر ہم نے سرایا کے بھیجنے کے موقع پر معین اسماء کے ساتھ کیا ہے۔

اور جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے' ابوزرعہ سے منقول ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو جن مسلمانوں نے آپ کی باتوں کو سنا اور آپ کو دیکھا ان کی تعداد تقریباً ساٹھ ہزار تھی' اور حاکم ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک حدیث میں ان کی تعداد پانچ ہزار صحابی بیان کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں' امام احمد نے اپنی کثرتِ روایت واطلاع اور وسعت سفر وامامت کے باوجود ان سے روایت کی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نوسوستاسی نفوس تھے' اور کتب ستہ میں تقریباً تین سو صحابی رضی اللہ عنہم کا اضافہ کیا گیا ہے' اور حفاظ رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے ان کے اسماء وایام اور وفیات کے ضبط کا اہتمام کیا ہے' جن میں سب سے جلیل القدر حافظ شیخ ابوعمر بن عبدالبر النمری نے اپنی کتاب الاستیعاب میں' اور ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اور ابوموسیٰ المدائنی نے اس کا اہتمام کیا ہے۔ اور پھر ان سب کو حافظ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم الجزری المعروف ابن صحابیہ نے مرتب کیا ہے اور اس بارے میں ایک شاندار کتاب ''الغابہ'' [1] تصنیف کی ہے اور اپنے مقصود ومطلوب کو حاصل کیا ہے:

فرحمه الله و اثابه و جمعه و الصحابة آمين يا رب العالمين.



[1] اس کا نام ''اسد الغابہ'' ہے اور پانچ جلدوں میں طبع شدہ ہے۔

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوق
۲] علامہ مجلسی
۳] علامہ سید اظہر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جبار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی

۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید غلام حسین زیدی
۱۶) سید [illegible]
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی

۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم

۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بخش
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین